مقاصد

ادیب جو ہندوستان ہمین اپنی خاص طرز کا ایک بالکل جدید علمی میگزین ہے عمدہ کاغذ کے پچاس صفحے پر مہینے مین ایکبار شایع ہوا کریگا پولیٹیکل معاملات سے مطلق بحث نکیجائیگی - کیونکہ وہ اخبارات کے لئے موزون ہین نہ کہ ایک علمی رسالہ کیلیئے - اوسکی بڑی غرض یہ ہے کہ ملک مین اعلیٰ لٹریچر کا مذاق پیدا کیا جاوے اور مغربی فلسفہ و نیچرل سائنس کے جو حملے آجکل مذہب پر ہورہے ہین وقتاً فوقتاً اونکی تردید خود یورپ کے مستند عالمون اور مشہور فلاسفرون کی تصانیف و اقوال سے کیجاوے اور ناظرین کے لئے علوم و فنون تاریخی واقعات اور کارآمد معلومات کا ایک مفید اور دلچسپ ذخیرہ فراہم ہو - اوسکی ترتیب مین مضامین مندرجہ ذیل کا لحاظ رہیگا گو یہ ضرور نہین ہے کہ ایک ہی پرچہ مین سب مضمون آجاوین

۱ - ولایت کے نامی میگزین اور رسالون کے آرٹیکلون کے ترجمے

۲ - فلسفہ - اخلاق - تاریخ طب - طبعیات - تمدن - معاشرت صنعت و حرفت - تجارت کے متعلق مضامین -

۳ - والیان ملک اور ہر قوم کے مشاہیر کے تذکرے -

۴ - دنیا کے بڑے بڑے شہرون کی مشہور عمارتون کا ذکر -

۵ - نامور سیاحونکی سیر و سیاحت اور مختلف ملکون کے باشندونکے رسم و رواج کے متعلق دلچسپ حالات -

۶ - مہینے بھر کے اخباری یادگاری واقعات -

۷ - نیچرل نظم -

۸ - کسی مضمون پر اعلےٰ لٹریچر کا نمونہ -

۹ - نامی اُردو اخبارون اور رسالون کے اعلےٰ مضامین کا اقتباس

۱۰ - کتب مفیدہ و تصانیف جدیدہ پر ریویو -

اس رسالہ مین علاوہ اور امور کے بعض باتین بڑی مفید و کارآمد ہونگی مثلاً ایک یہ کہ اوسمین ہر مہینے کے اہم یادگاری واقعات درج ہوا کرینگے جو سال تمام کے بارہ پرچونمین یکجا کتاب کی صورت مین فراہم ہو کر اوس سال کے واقعات کی ایک مکمل تاریخ کا حکم رکھین گے جسکے نشان و حوالہ دینکی ضرورت ہر زمانہ مین ہوا کرتی ہے دوسری یہ کہ اوسکے ایک حصہ مین علاوہ ولایت کے میگزین و رسائل کے ترجمونکے چیدہ چیدہ مضامین اُردو کے نامی اخبارات و رسائل سے منقول ہوا کرینگے اس طریقہ سے ہمارے ہمعصرونکے وہ منتخب مضامین جو اونکی اعلیٰ درجہ کی علمی قابلیت - محققانہ رائے اور پاکیزہ خیالات کا نتیجہ ہوتے ہین لیکن پڑہنے کے بعد اخبارونکے ساتھ بیدردی سے ردی کے حوالے کردئے جاتے ہین معرض اتلاف سے نکلکر ادیب کے صفحون مین جسکی سالانہ جلدبندی بآسانی ہوسکیگی ہمیشہ کیلیے محفوظ رہین گے

ضوابط

۱ - قیمت عام مشترین سے مع محصولڈاک للعہ سالانہ یا عہ ششماہی مقرر ہے - چھ ماہ سے کم مدت کیلیئے یا بلا طلب و بغیر وصول پیشگی رسالہ کسیکے نام جاری نہوسکیگا -

۲ - امرا و رؤسائے عظام سے امتیازی قیمت عـــہ سالانہ رکھی گئی ہے لیکن اگر کوئی صاحب نمبر ۱ کی شرح سے خرید فرمانا چاہینگے تو اونکی خدمتمین اوسی شرح سے رسالہ بلا تامل روانہ کیا جاویگا -

۳ - والیان ملک سے عـــہ سالانہ مقرر ہے -

۴ - کل درخواستین مع منی آرڈر یا باجازت ویلیو پے ایبل اس نشانہ سے آنی چاہئین -

سید اکبر علی اکبرآبادی ایڈیٹر رسالہ ادیب
مقام فیروزآباد ضلع آگرہ

نوٹ

ادیب کا پہلا نمبر بعض معزز ہمعصرونکی خدمت مین بغرض ریویو روانہ کیا جاتا ہے براہ عنایت اپنے اپنے اخبار کا وہ پرچہ جسمین ریویو درج ہو بھیجکر ممنون فرماوین فقط
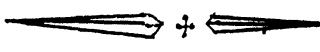
ادیب

(ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین)

نمبر ۱	بابت ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۹ع	جلد ۱

ادیب کے مقاصد

ماشاءاللہ! یون تو ہندوستان مین کونسا شہر اور قصبہ ایسا باقی رہا ہے جہان کوئی نہ کوئی اخبار اور کسی نہ کسی علم وفن کا رسالہ یا کسی نہ کسی سوسائٹی یا انسٹیٹیوٹ کی جانب سے کوئی میگزین یا جرنل شایع نہ ہوتا ہو یہانتک کہ اگر ہم اس عام اشاعت کے لحاظ سے ہندوستان کے قدیم حدود اربعہ کی جگہہ اب یہ حدود قایم کردین کہ اُتر مین پنجابی اور پیسہ اخبار۔ دکھن مین مرہٹہ اور شمس الاخبار۔ پورب مین بنگالی اور اودہ اخبار۔ پچھم مین گجراتی اور راست گفتار تو شاید ہر شخص کو اس بات کی منصفی کرنی آسان ہوگی کہ ہندوستان کے چارون کھونٹ مین ہر مختلف مذہب وملت کے ہندوستانی سیکڑون نہین بلکہ ہزارون صرف اسی پریس کے کام مین مصروف ہین اور حتی الوسع اپنے اپنے خیال کے موافق ملک کی خواہش اور ضرورت کو پورا کر رہے ہین لیکن اگر بنظر غور دیکھا جائے تو تیس کروڑ سے زیادہ آبادی کے ملک مین نہ ان موجودہ اخبارون یا رسالون کی اشاعت کافی ہے اور نہ جہان تک ہمارا علم ہے ان اخبارون اور رسالون مین کوئی پرچہ ایسا ہے کہ جسکی توجہ ابتک اس امر کی طرف رجوع ہوئی ہو کہ موجودہ تعلیم سے جس قدر نقصان اور صدمہ مذہب کو پہونچ رہا ہے اوسکے اندفاع اور انسداد کی کیا تدبیر کیجائے؟ ہمارے

محبانِ ملک اور اہل الرائے خاموشی سے مگر افسوس کے ساتھ دیکھ رہے ہین کہ انگریزی تعلیم کا کیڑا ہمارے ہرے بھرے مذہبی درخت کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر رہا ہے اور اسوقت مسلمانون اور ہندون دونون فرقون کے انگریزی خوانون مین یہ عام خیال بڑے شد و مد سے پھیلا ہوا ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے فلاسفر اور علامہ نہ خلاق عالم کے قائل ہین اور نہ کسی مذہب کے پابند۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ ملک مین عام طور پر بے دینی روز بروز پھیلتی جاتی ہے اور الحاد و ارتداد مسلط ہوتا جاتا ہے عام تعلیم یافتہ نوجوان جنکو شروع ہی سے مذہبی تعلیم کا کوئی حصہ نہین ملا یہ سمجھکر کہ یورپ مین بڑے دانشمند اور محقق ہین ہمکو بھی انہی کی تقلید کرنا چاہیئے مذہب کو خیرباد کہتے اور مسلمان روزہ و نماز اور ہندو پوجا پاٹ ترک کرتے چلے جاتے ہین۔ اسکا بڑا سبب یہ ہے کہ نئی تعلیم یافتہ پارٹی اُس دلفریب تصویر کی صرف ایک رخ پر فریفتہ ہو رہی ہے جو علماء مادیت اور معتقدین مسئلہ ارتقاء مثل ہربرٹ اسپنسر و ڈارون و ہکسلی وغیرہ کی تیار کی ہوئی ہے مگر اُسکے دوسرے رخ پر مطلق نظر نہین ڈالتی جسکو فریق ثانی کے علماء مثل جان اسٹوارٹ مل۔ سر جارج اسٹوکس پروفیسر کیمبرج (جو اپنے وقت کا نیوٹن مانا گیا ہے) پروفیسران ٹیلی و بالفور اسٹوارٹ وغیرہ پیش کرتے ہین **ادیب** کے جاری کرنے کی دیگر اغراض و مقاصد کے علاوہ سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ اُس کے ذریعہ سے یہ ثابت کیا جائے کہ سائینس اور مذہب مین فی الاصل کوئی مخالفت نہین ہے۔ ہم یورپ کے بڑے بڑے فلاسفرون۔ زبردست عالمون۔ مشہور مصنفون اور ادیبون کے اقوال و تصانیف سے وقتاً فوقتاً اس امر کو ثابت کرنے کی کوشش کرینگے کہ اُن سب کی نسبت ایسا عام گمان محض افترا اور بہتان ہے گو اُن مین سے فیصدی دو چار لامذہب اور دہریے بھی ضرور ہین مگر اُن کی مجارٹی (تعداد کثیر) خدا کے وجود کی قائل اور اپنے عقیدے اور مذہب کی پکی اور راسخ الاعتقاد ہے۔

ناظرین! گو بادی النظر مین آپ ضرور کہین گے کہ یہ ایک بالکل **نیا خیال** اور سخت مشکل

بلکہ ناممکن کام ہے مگر ہم آپ کو یقین دلاتے ہین کہ ہم جو دعویٰ کر رہے ہین انشاءاللہ تعالیٰ
اُسکو خود یورپ کے علماء سائنس اور فلاسفرون کی کتابون سے بحوالہ باب وصفحہ ثابت کردینگے
اور اگر ہم اپنے ملکی بھائیون کے اس غلط خیال کے رفع کرنے مین جو چند مدت سے اُن کے
ذہن نشین ہو رہا ہے اور ہوتا جاتا ہے کسی حد تک بھی کامیاب ہوئے اور ہمکو خدا سے برتر کی ذات
سے قوی امید ہے کہ ضرور ہونگے تو ہم یہ سمجھین گے کہ جن اغراض کے لیے **ادیب** جاری
کیا گیا تھا اُن مین سے ایک بڑی بھاری غرض پوری ہوئی اور ہماری محنت رائیگان نہ گئی۔

یہ تو ادیب کی خاص **پالسی** ہوگی اِسکے علاوہ دیگر مقاصد یہ ہین۔

۱۔ اُردو زبان مین اعلیٰ درجہ کے لٹریچر کا مذاق پیدا کرنا اور اس وقت ہمارے ملکی تعلیم یافتون
خصوصاً نوجوانون کے خیالات پر جو خراب اثر گندہ ناولون اور قصہ کہانیون کی اشاعت سے پڑ رہا ہے
اُس کے اندفاع کی اور نیز اس امر کی کوشش کرنا کہ **ادیب** اُردو زبان مین وہی رتبہ حاصل کرے
جو ولایت کے میگزین ورسائل مین ٹینتھ سنچوری۔ ریویو آف ریویوز۔ چیمبرس جرنل۔ نیچر وغیرہ کو حاصل ہے
انھی رسائل سے چیدہ آرٹکل بھی نہایت **سلیس** اور **عام فہم** عبارت مین وقتاً فوقتاً ترجمہ ہوا
کرین گے۔

۲۔ فلسفہ۔ اخلاق۔ تاریخ۔ طب۔ طبیعیات۔ تجارت۔ صنعت وحرفت کے متعلق اعلیٰ مضامین لکھنا

۳۔ وقتاً فوقتاً ہر قوم اور ملک کے مشاہیر کی زندگی کے حالات شایع کرنا جس سے ہمارے
ہم وطنون کو معلوم ہو کہ ہمارے اسلاف کیا تھے اور ہم کیا ہوئے جاتے ہین۔

۴۔ مختلف ملکون کے باشندون کے اخلاق۔ عادات۔ طرز معاشرت وغیرہ کے
دلچسپ حالات طبع کرنا۔

۵۔ نامور سیاحون کے کارنامون کو اشاعت دینا اور اُن کے ذریعے سے ناظرین کو کبھی عرب
کی مقدس سرزمین۔ کبھی وسط **ایشیا** کے سبزہ زار وکوہستان۔ کبھی **افریقہ** کے ریگستان

اور کبھی یوروپ اور امریکہ کے بارونق بلاد اور مشہور مقامات کی سیر کرانا۔

۶۔ ہر مہینہ کے یادگاری واقعات اور مفید معلومات کو فراہم کرنا۔

۷۔ نامی اُردو اخبارون اور رسالون کے اعلیٰ مضامین کو ملخص کر کے شایع کرنا۔

۸۔ پرجوش نیچرل نظمین قوم کے حسب حال لکھنا۔

۹۔ کتب مفیدہ اور تصانیف جدیدہ پر ریویو کرنا اور قابل قدر کتابون کی اشاعت مین مدد دینا۔

ناظرین غور فرما سکتے ہین کہ اس قسم کے رسالہ کیواسطے کیسا اہتمام بلیغ اور صرف کثیر درکار ہے ہمنے اُس کے لئے بہت بڑا ذخیرہ فراہم کیا ہے اور حتی الامکان اُسکو پبلک کے لیے مفید اور دلچسپ بنانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوگا۔ اس رسالہ مین علاوہ اور خوبیون کے دو باتین بڑی مفید ہون گی۔

۱۔ یہ کہ اوسمین ہر مہینے کے اہم یادگاری واقعات درج ہوا کرینگے جو سال تمام کے بارہ پرچون مین یکجا کتاب کی صورت مین فراہم ہو کر اوس سال کے واقعات کی ایک مکمل تاریخ کا حکم رکھین گے جنکے نشان وحوالہ دینے کی ضرورت ہر زمانہ مین ہوا کرتی ہے۔

۲۔ یہ کہ اوسکے ایک حصہ مین علاوہ ولایت کے میگزین ورسائل کے ترجمون کے چیدہ چیدہ مضامین اُردو کے نامی اخبارات ورسائل سے مثل اودہ اخبار۔ روزانہ۔ پیسہ اخبار۔ اخبار عام۔ چودھوین صدی۔ حبل المتین۔ رہبر۔ نیر اعظم۔ مخبر عالم۔ راجپوتانہ گزٹ۔ وکٹوریہ پیپر۔ ہندوستانی رفیق۔ نسیم۔ مخبر دکن۔ معارف۔ مرقع عالم۔ الاسلام۔ تحفہ حنفیہ۔ اصلاح وغیرہ کے منقول ہوا کرین گے اس طریقہ سے ہمارے ہمعصرون کے وہ منتخب مضامین جو اون کی اعلیٰ درجہ کی علمی قابلیت۔ محققانہ رائے اور پاکیزہ خیالات کا نتیجہ ہوتے ہین لیکن پڑھنے کے بعد اخبارون کے ساتھ بیدردی سے ردی کے حوالے کر دئے جاتے ہین (کیونکہ اخبار بینون مین سے شاید بمشکل فیصد دو ایک ہی ایسے نکلین گے جو بالالتزام اخبارات کے مکمل فائل رکھنے کے عادی ہون) معرض اتلاف سے

تکلکر ادیب کے صفحون مین جسکی سالانہ جلد بندی باسانی ہوسکیگی ہمیشہ کے لیے محفوظ رہین گے۔

ہم اپنی قوم کے اُن برگزیدہ بزرگون اور محبون کا شکریہ ادا کرتے ہین جنھون نے ادیب کے صفحون کو اپنے مضامین سے زیب و زینت اور عزت بخشنے کا وعدہ فرما کر ہماری ہمت اور حوصلہ کو بڑھا دیا ہے اُن کے اسمار گرامی یہ ہین۔

۱- فاضل اجل عالم بے بدل شمس العلما خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب فیلو الہ آباد یونیورسٹی

۲- ملک الشعرا رنگین رقم ادیب بیعدیل مولانا سید امجد علی صاحب اشہری۔

۳- مولوی محمد منور خان صاحب سیکنڈ ماسٹر مشن اسکول کاسگنج۔

۴- مولوی نہال احمد صاحب علوی حمیدی۔

۵- مولوی حکیم مرزا باقر حسین صاحب سابق ایڈیٹر اخبار روح الامین و ہیڈ مولوی سکندرہ ارفینج اسکول آگرہ۔

۶- مولوی لقا حسین خان صاحب فلکی منجم عالیجاہی۔

۷- منشی معین الدین صاحب نائب سررشتہ دار کمشنری آگرہ۔

ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے ملک کے دوسرے مشہور انشا پرداز اور مضامین نگار بھی اس قومی کام مین ہمکو علمی مدد دینے سے دریغ نہ فرماوینگے۔ بہرحال ہمنے محض خدا کے فضل اور ملکی تعلیم یافتہ بزرگوارون کے بھروسہ پر قصد کیا ہے کہ اہل ملک کے لیے اس رسالہ کے ذریعہ سے ہر قسم کے مختلف علمی مذاق اور معلومات آفاق کا سامان مہیا کرین اور اپنے مشرقی دوستون کے لیے مغربی علوم و فنون کے گودام کھولین۔ اس خیال سے کہ ہر طبقہ کے شائقین علم کو خریداری مین آسانی ہو ہمنے عام قیمت صرف للعہ سالانہ علاوہ ۶ر محصول ڈاک کے مقرر کی ہے امرا و عمائد قومی کام کے لحاظ سے اسپر جو ستر اور مرحمت فرماوین اُن کی عنایت ہے ورنہ کوئی شکایت نہین۔ اس طرح سے گویا عموماً چار روپیہ سال مین ادیب کے خریدارون کے پاس ایک بیش قیمتی ذخیرہ علوم و فنون۔ تاریخی واقعات اور کارآمد معلومات کا

چند سو صفحے کی مستقل کتاب کی صورت مین فراہم ہو جائیگا جو صدہا روپیہ کے خرچ سے جمع ہونا دشوار ہو
ہمارا ماٹو ہمیشہ یہ ہوگا فرسٹ ڈیزرو اینڈ دین ڈیزائر جن اجنبی الفاظ کے مفہوم کو ہمارے
ایک ایشیائی شاعر نے کس خوبصورتی سے رنگین بیانی کے ساتھ اس شعر مین ادا کیا ہے

حسن پیدا تو کرو یوسف بازاری کا	حوصلہ جب تو کرے کوئی خریداری کا

ایڈیٹر

فن اخبار نویسی

نیوز (خبر) دیکھنے مین تو چار حرفون کا ایک چھوٹا سا لفظ ہے مگر ہمکو اندیشہ ہے کہ ہمارے
ملک کے معزز ناظرین اخبارات مین سے بہت کم ایسے ہون گے جنہون نے کبھی اس بارہ مین غور
یا خوض کیا ہو کہ لفظ مذکور کیونکر مشتق ہوا اُسکی وجہ تسمیہ کیا ہے اور آج مہذب دنیا مین اُسکی بدولت
ایک کاغذ کے پرچے کو کیا رتبہ۔ عظمت۔ وقعت اور طاقت حاصل ہے۔

لفظ نیوز چار حروف N-E-W-S سے مرکب ہے۔

حرف N علامت ہے North کی جسکے معنی ہین شمال۔
حرف E علامت ہے East کی جسکے معنی ہین مشرق۔
حرف W علامت ہے West کی جسکے معنی ہین مغرب۔
حرف S علامت ہے South کی جسکے معنی ہین جنوب۔

اس طرح سے لفظ NEWS (خبر) کا مفہوم چار دانگ عالم پر حاوی ہے یعنی جو خبریں
بنی نوع انسان کی سوشیل یا پولیٹکل حالت وغیرہ کے متعلق ہمکو مشرق و مغرب۔ شمال و جنوب دنیا
کے ہر گوشہ سے پہونچین اُن کو نیوز کہتے ہین۔ انہی خبرون کے مجموعہ کا نام اخبار ہے اور اسکو قابلیت
متانت اور دلچسپی کے ساتھ ترتیب دینا اور اُسپر حلم۔ صداقت اور راست بازی سے رائے زنی

کرنا فن اخبار نویسی کا موضوع ہے۔

اخبارات کے قدیم تاریخی حالات

ملک چین کے باشندے کہتے ہین کہ ہم ہی اخبارات کے موجد ہین قدیم دنیا مین سب سے پہلا اخبار ہمنے ہی نکالا تھا۔ مگر چینیون کا یہ دعوی ہنوز تحقیقی طور پر پایۂ ثبوت کو نہین پہونچا ہے۔ جہانتک کہ زمانہ حال کی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے اُس سے پایا جاتا ہے کہ سب سے پہلا اخبار المسمی بہ ایکٹا ڈیمنا (Acta Dimna) ملک روما کے قدیم باشندون نے حضرت عیسی سے کئی صدی پیشتر جاری کیا تھا۔ اُس کے بعد ایک اخبار ملک جرمن مین پندرہوین صدی عیسوی مین شائع ہوا۔ روس مین پہلا اخبار ۱۷۰۳ء مین اور فرانس مین پہلا اخبار گزٹ ڈی فرانس نامی ۱۶۳۱ء مین اور انگلستان مین پہلا اخبار موسومہ ویکلی نیوز ۱۶۲۲ء مین جاری ہوا۔ کہتے ہین کہ یہی اخبار ویکلی نیوز ۱۷۸۵ء مین ڈیلی یونیورسل رجسٹر کے نام سے تبدیل ہوکر ۱۷۸۸ء مین بلقب ٹائمز شایع ہوا۔ جسکا کوس شہرت آج تک تمام دنیا مین بڑا بج رہا ہے۔

امریکہ جہان کہ فی زمانہ اخبارات نے عجیب حیرت انگیز ترقی کی ہے ۱۷۰۴ء سے پہلے اخبار کا نام تک نہ جانتا تھا۔ سنہ مذکور مین بوسٹن نیوز لیٹر نامی پہلا اخبار شمالی امریکہ مین شایع ہوا۔ آج اُس ملک مین صدہا اخبارات اور اعلی درجہ کے میگزین اور رسالے چھپ رہے ہین اور امریکہ والون نے چھاپہ کی کلون مین وہ ترقیان اور آسانیان پیدا کی ہین جنکو دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے

اخبار نویسی کی عزت۔ وقعت اور عظمت

اخبار نویسی وہ شریف اور معزز فن ہے جس سے کسی نہ کسی نوع کا تعلق رکھنا بڑے بڑے سلاطین اور مدبرین سلطنت نے ہمیشہ اپنا فخر سمجھا ہے۔ ملک روس مین جو پہلا اخبار ۱۸۰۳ء مین جاری ہوا تھا پیٹر اعظم شاہنشاہ روس نہ صرف اُسکے اڈیٹوریل مضامین ہی بذات خاص تحریر کیا کرتا تھا بلکہ اُسکے پروف تک کی کاپیان خود صحیح کرتا تھا جیسا کہ اُس اخبار کے دو سالون کی کاپیون سے

ظاہر ہے یہ کاپیان سینٹ پیٹرسبرگ کے شاہنشاہی کتب خانہ مین اسوقت تک محفوظ ہین اور
اُنپر جابجا اُسکے خاص قلم کے نشانات اور ترمیمات موجود ہین۔ فرانس کا مشہور شاہنشاہ نپولین
اخبارات کی مدد سے عام رعایائے فرانس کو اپنا ہم خیال بناکر تمام مہتم بالشان معاملات اپنی
مرضی کے موافق طے کیا کرتا تھا۔ اُس کا قاعدہ تہا کہ وہ جب کوئی اہم کام کرنا چاہتا تو اول ملک
کے زبردست اور باوقعت اخبارون مین اپنی رائے کے تائیدی مضامین علی التواتر لکھواتا
اس طرح پر پبلک اوپنین (عام رائے) اپنی طرف رجوع کرکے اُسکے انصرام مین مصروف
ہوتا جسکا یقینی نتیجہ فتح و نصرت ہوا کیا۔

دور کیون جاؤ ہمارے ہی زمانہ کے اقبالمند مدبرین سلطنت پرنس بسمارک اور گلیڈاسٹون کو
دیکھو جو ساری دنیا مین عقل کے پتلے مشہور تھے اور تمام یورپ کے پالٹکس (امور سلطنت) کی
باگ اپنے ہاتھہ مین رکھتے تھے۔ جس طرف چاہا اُسکو موڑ دیا۔ جس کام مین ہاتھہ ڈالا کامیاب ہوئے
گویا کامیابی اور اقبالمندی اُن کے حصہ مین آگئی تھی۔ اُن کی بھی اصل کامیابی کی کنجی بھی اخباری
امداد و اعانت تھی۔ فی الحال ولایت مین ایک بڑی دلچسپ کتاب "مخفی صفحات تاریخ بسمارک"
کے نام سے پرنس بسمارک کے حالات مین شایع ہوئی ہے جس کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے
کہ پرنس موصوف نے اخبارات کو ہموار رکھنے کی خدمت اپنے خاص معتمد علیہ ڈاکٹر بش کو تفویض
کر رکھی تھی۔ سلطنت کے کسی معاملہ مین اُسکو جو پالسی اختیار کرنا منظور ہوتی وہ پہلے سے اخبارات
مین اُس کے تائیدی مضامین لکھواکر پبلک کو اپنا ہم خیال اور ہم زبان بنا لیتا۔ ڈاکٹر بش لکھتے ہین
کہ "پرنس بسمارک فن اخبار نویسی مین ید طولی رکھتا تھا اور اُسکے رموز و نکات سے ایسا ماہر تھا
جیسا کہ کسی اعلی درجہ کے اخبار کا بڑا تجربہ کار ایڈیٹر۔ مجکو دن مین سات سات آٹھہ آٹھہ بار اخبار کے
کام کے متعلق بلایا کرتا تھا بلکہ بعض اوقات شب کو خواب استراحت سے دفعۃً بیدار ہوکر مجھکو
طلب کیا کرتا اور جو مضمون اوس وقت اُسکے ذہن مین آتا اُس سے مجھکو آگاہ کرکے کہدیتا

کہ علی الصباح اخبارون مین شایع کرادیا جاسے۔ گلیڈاسٹون کابھی قریب قریب یہی حال تھا
وہ اپنے لبرل فرقہ کے اخبارات کو اپنی مطلب براری کے کام مین لاتا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا
کہ تمام ملک اُس کے ساتھہ ہوکر اُسیکا کلمہ پڑہنے لگتا تھا۔

ولایت کے بڑے بڑے ڈیوک اور عمایدسے قطع نظر کرکے اگر ہم اپنے ملک ہندوستان
کے نامور گورنرون اور فرمان رواؤن کو دیکھین تو اُن مین سے اکثر ایسے ملین گے جو اپنی مدت
ملازمت ختم کرنے کے بعد ہندوستان سے پنشن لیکر ولایت تشریف لیجاتے ہین اور وہان
مضامین نگاری کے دلچسپ شغل مین آرام واطمینان سے اپنی بقیہ زندگی بسر کرتے ہین۔ کوئی
ہفتہ یا مہینہ ایسا نہوتا ہوگا جسمین بمبئی اور مدراس کے سابق گورنر سر رچرڈ ٹمپل ومانٹسٹوارٹ ڈف
یا ممالک مغربی وشمالی کے سابق لفٹنٹ گورنر سر ولیم میور۔ سر الفریڈ لائل وسر اکلنڈ کالون
یا دوسرے جلیل القدر عمدہ دار مثل سر لیپل گریفن سابق ایجنٹ گورنر جنرل وسط ہند۔ سر رچرڈ گارتھ
سابق چیف جسٹس کلکتہ ہائیکورٹ وغیرہ کے اعلی مضامین نامور اخبارون رسالون اور میگزینون
مین شایع نہوتے ہون۔ سر ولیم ہنٹر سابق ممبر کونسل گورنمنٹ ہند اخبار ٹائمز کے انڈین کالم کے
ایڈیٹر ہین۔ الہ آباد ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس سر ڈگلس اسٹریٹ نے بعد حصول پنشن ہندوستان
سے ولایت جاکر ایک اعلی درجہ کا ماہوار رسالہ پیل میل میگزین نامی نکالا ہے جو بڑی آب وتاب کے
ساتھہ خاص لندن سے شایع ہوتا ہے۔

یوروپین اخبارات کی طاقت اور اُس کی ہر طبقہ کے لوگون کو ضرورت

فی زمانہ یورپ مین اخبارات کی طاقت معراج الکمال کو پہونچی ہوئی ہے حتی کہ اخبارات
سلطنت کے رکن چہارم کہلاتے ہین۔ اخبارون کو آج وہ طاقت حاصل ہے کہ جن سلطنتون مین
چاہین جنگ کرادین یا جنگ مین صلح کرادین۔ ایک کا ملک چھنوا کر دوسرے کو دلوادین۔ سلاطین کو
نیکنام یا بدنام وزرا کو سرفراز یا معزول کرادینا ان کا ایک ادنی کرشمہ ہے۔

اخبارون سے استمداد کی ضرورت ہر طبقہ و فرقہ کے ممبرون کو ہر وقت ہوا کرتی ہے۔ سلاطین و وزرا چاہتے ہین کہ اخبارات رعایا کو امور سلطنت کے پہلو بعنوان شایستہ سمجھا کر اون کے خیالات درست کردین تاکہ وہ موجودہ حکومت سے راضی و شاکر رہین مصنف شاعر و ادیب تمنا کرتے ہین کہ اخبارات اُن کی تصانیف کی واجبی تعریف کر کے ملک کو اُن کے مطالعہ کا شائق و شیدا بنا دین۔ ڈاکٹر و طبیب اس بات کی آرزو رکھتے ہین کہ اُن کے کسی معرکۃ الآرا معالجہ کو شہرت دیکر خلق کو اُن کا گرویدہ کردین۔ بارسٹر و وکیل متمنی رہتے ہین کہ کسی مشہور مقدمہ مین اون کی قابلیت اور کارروائی کا اظہار پبلک پر کر کے موکلون کی رجوعات بڑھوا دین۔ انجنیر اور موجد اس امر کی خواہش کرتے ہین کہ اُن کے کسی جدید اختراع یا ایجاد کی اطلاع مشتہر کر کے پبلک کو اوس کی طرف متوجہ کردین۔ تجار اس بات کے آرزومند رہتے ہین کہ اخبارات اُن کی صفائی معاملہ اور راستی کو شہرت دیکر اُن کے کاروبار تجارت کو ملک مین فروغ دین۔ غرضکہ موجودہ زمانہ مین اخبار ایک ایسا زبردست آلہ ہے جسکی ضرورت ہر طبقہ کے لوگون کو عائد ہوتی ہے۔ آیندہ نمبرون مین ہم یوروپ و امریکہ کے بعض نامور اخبارون کے اندرونی انتظامات کے دلچسپ حالات اور اُن کی بتدریج ترقی کرنے کی کیفیت درج کرینگے اور یہ بھی دکھلائین گے کہ ہندوستان مین فن اخبار نویسی کا آغاز کب ہوا اور اوسمین ابتک کیا کیا تغیرات و تبدلات اور ترقیان ظہور پذیر ہوئین۔ ہم امید کرتے ہین کہ یہ حالات ناظرین کے لیے دلچسپی سے خالی نہونگے فقط

ایڈیٹر

نیچر

(ایک اعلیٰ درجہ کا لطیف اور اچھوتا مضمون۔ خاص ادیب کیلئے)

مین نیچر (آفرینش) کی نظم کا شاعر بنکر نثر مین مضمون نگاری کرتا ہون اور کہتا ہون کہ اس مین میرا سب کچھ ہے اور کچھ نہین یعنی زبان بالکل میری ہے اور خیالات مغربی مشرقی کامل حکما و علما و شعرا کے ہین خواہ وہ کسی سرزمین مین اور کسی زمانہ مین رونق افروز ہوئے ہون۔ میرا مقصود اس انشاپردازی سے یہ نہین ہے کہ نیچرل سائینس (علوم طبیعیات) سکھاؤن بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ اُردو زبان کے علم ادب مین انشاپردازی کی ایک نئی طرز وادا کی بنا رکھون اور اپنے ملک کا سرمایۂ دانش بڑہاؤن۔ اول چار عناصر سے مضامین کا آغاز کرتا ہون جن سے ساری کائنات و مخلوقات بنی ہے اور وہ دنیا مین بہت سی قومون کے دیوتا مانے جاتے ہین آگ کے بعد پون بڑا اوتار ہے۔

ہوا

خدا نے اپنی دو صفتون کے نمونے یا انکی نشانیان ہوا کو عطا فرمائی ہین ایک ہمہ جا ہونے کی دوسری عیان و نہان ہونے کی۔ ہوا سب جگہ موجود ہے کل عالم پر محیط ہے کہین معزول نہین۔ اِسکے قوا نہایت قوی ہین وہ کارخانۂ عالم مین بڑی کارفرما کارکن حسن آرا نفع رسان ہے مگر باوجود اسکے ہمارے حواس خمسہ پر ہوا کے پنہان و عیان ہونے کا عجب شیوہ ہے کہ اس مین عقل حیران ہے۔ یون دیکھو تو قوت باصرہ سے ہوا ایسی چھپی بیٹھی ہے کہ آنکھین ہزار دیکھین مگر وہ نظرون سے پنہان ہی رہے۔ مگر جب اس مین ایک خاص مقدار کے بخارات یکسان متساوی مل جاتے ہین تو وہ آسمان بن کر ہماری قوت باصرہ پر اپنا جلوہ عیان کرتی ہے اور کہتی ہے کہ حکماء [illegible]ن کے قائل تھے اور اسکو سبز رنگ بتاتے تھے مین نے بھی اُن کو دہوکا دیا آسمان کا [illegible]ہی ہون کہ اپنا آسمانی رنگ دکھاتی ہون اور آسمان کہلاتی ہون۔ دور کے پہاڑ جو جا[illegible]

نیلگون پہنے نظر آتے ہین - یہ جامہ بھی مین نے اپنی ذات سے بنایا ہے غرض اس نیلگون روپ کے سوا، وہ اور رنگ مین بھروپ نہین بھرتی -

قوت سامعہ سے بھی نہان رہتی ہے کان اس سے ایسے آشنا نہین ہوتے کہ اس کے وجود کا ادراک کرین مگر ہان جب کوئی جسم متحرک ہوتا ہے اور اپنی تحریک سے اس مین تموج پیدا کرتا ہے تو یہ تموج کان کے پاس دوڑا آتا ہے کبھی مرغانِ خوش الحان کے نغمے اور سرود سرایون کے راگ اور باجون و سازون کی زیر و بم لاکر روح کو راحت پہنچاتا ہے کبھی بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سے دل دہلاتا ہے - کریہ آوازون سے دل خراشی کرتا ہے - آپ نہین آدمیون مین باتین کراتا ہے تو ہوا کان مین کہتی ہے کہ مین موجود ہون یون ہزارون طرح کی آوازین نکالکر قوت سامعہ عیان ہوتی ہے -

قوت شامہ سے بھی ہوا پردہ مین رہتی ہے مگر جب پھولون کی خوشبو سے معطر اور نجاستون کی بدبو سے متعفن ہوتی ہے تو ناک پاس آکر کہتی ہے کہ بو کی لانے والی مین ہی ہون سوا میرے کوئی اور نہین تو مجھے پہچان لے -

قوت لامسہ پر بھی اپنے تئین معمولی حالت مین عیان نہین ہونے دیتی مگر جب چلتی ہے تو اُسکو بتلاتی ہے کہ مین تیرے سر اور پاؤن دبا رہی تھی مگر تجھے میری خبر کچھہ نہ تھی اب جو مین نے پیر ہلائے ہین تو تیرے بدن کو معلوم ہوا ہے کہ مین بھی کوئی ہون -

قوت ذائقہ سے وہ ڈرتی ہے کہ کہین مجھے موںہہ کا نوالہ بنا کے نگل نہ جاے اسلیئے وہ کبھی اس کے موںہہ نہین لگتی اس سے ہمیشہ اپنا چہرہ چھپائے رکھتی ہے -

جب خالق جہان کی دو متضاد صفات عیان و نہان ہونے کی نشانیون کا یہ حال ہو تو اوس ذی نشان کی کیا شان ہو گی وہ قیاس و وہم و گمان سے برتر ہے -

ہوا مین کیا انوکھی صفات مین کہ جب اوپر جاے تو آسمان بن جاے نیچے رہے تو جب تک خاک اُڑا کر

ہمارے چہرہ پر نہ ملے تو معلوم ہی نہو کہ وہ موجود ہے۔ جب درختون کے پتون کی کھڑکھڑی اور
چڑیون کی چون چون کی آواز کان مین آئے تو معلوم ہو کہ ہوا چھپی ہوئی اپنے روپ مین بہروپ
بھر رہی ہے۔

اگر ہوا سے دنیا محروم ہو تو نہ کوئی جاندار جی سکے نہ کوئی نباتات اپنا سر زمین کے اندر سے
باہر نکال سکے۔ نہ کوئی آواز سنائی دے۔ نہ کوئی بو سونگھائی دے نہ شعلہ بلند ہو۔ نہ روشنی
دکھائی دے نہ مردہ آتش کبھی زندہ ہو بہر تاریکی کا عالم وہ عالم پر چھا جاے جو ذی حیات کے پیدا
ہونے سے پہلے پانی پر چھا رہا تھا۔

یہ صانع عالم کی قدرت دیکھئے کہ ہوا سے دنیا کے کارخانون مین وہ کارسازی اور صنع پردازی کر رہا
ہے کہ جسے دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے۔ ہوا پانی پر ہمارے جہازون کو تیراتی ہے پورب پچھم۔ اتر
دکن مین کہان سے کہان لے جاتی ہے سند سے لیکر قطب تک پہونچاتی ہے۔ ہمارے پمپو نمین
پانی کو پستی سے بلندی پر لے جاتی ہے۔ ڈائونگ بیل (ظرف غواص جس مین بیٹھکر سمندر کے اندر
کی چیزین اور موتی نکالتے ہین) مین بٹھا کے سمندر کی تہ کے خزانون کی کنجیان ہمارے ہاتھ مین
دیتی ہے۔ بیلون (غبارہ) مین بٹھا کر بادلون سے اوپر لیجا کر آسمان سیر بناتی ہے دیکھو کیا اوج و حضیض
کے تماشے دکھاتی ہے کبھی تحت الثرےٰ کو لے جاتی ہے کبھی آسمان پر پہنچاتی ہے۔ بادلون کو
اپنی پیٹھ پر لادے لادے کہان کہان آدمیون کو یہ بتلاتی پڑی پھرتی ہے کہ اپنے موسمون کے قواعد صحیح
صحیح مرتب کر لو۔ جب بادلون کو نچوڑ کر ان کا عرق نکال دیتی ہے تو پھر ان کے پھوک کے پرزے پرزے
اڑا کر ایسا پراگندہ کرتی ہے کہ کہین ان کا نشان باقی نہین رہتا۔ حرارت کو اپنا رفیق و ہمساز بنا کر پانی کی
جونین بدلتی ہے کہ۔ مینہہ۔ اوس۔ کہر۔ پالا۔ برف۔ اولا بناتی ہے۔ غرض یہ ہوائی سمندر کل جاندارون
کے لیے بحرت۔ حیات منفعت کا سرچشمہ ہے۔

جانتے ہین کہ ہوا ہماری جان ہے وہی زندگانی ابدان و مصلح صحت انسان ہے۔ دنیا کی صحت

کے لیے بڑی طبیب حاذق ہوا ہے۔ اس کی معجون سے ضعیف قوی ہوتے ہین۔ ہارے تہکے۔ ماندے تر و تازہ ہوتے ہین۔ اسکی فرحت افزائی سے انسان تمام کلفتین اور مایوسیان بہول جاتا ہے اور زندہ دل شگفتہ خاطر ایسا ہو جاتا ہے کہ بُرائی سے نفرت اور بہلائی سے رغبت کرنے لگتا ہے۔

کرۂ ہوائی کو روح اور عقل سے ایسا تعلق نہین ہے کہ ہم اسکو کماحقہ جان سکین۔ زمین کی طرح ہوا بہت سی چیزین عقل و روح کے لیے پیدا کرتی ہے۔ مورخ لکہتے ہین کہ اسے تھنز و یونان قدیم مہذب قومونمین علوم و فنون و ہنرمندی و تہذیب و شایستگی مین پیش رو و پیشوا ہوا تو اس کا سبب اسکی تیز ہوا تھی جو پہاڑون پر پنکہا جہلتی تھی۔

بڑے بڑے حکیمون نے لکہا ہے کہ وہ زمین بڑی مبارک ہے کہ جسمین ہوا کے جہونکے چلین اور صاف دہوپ چمکے۔

کوئی اور قدرتی کارپرداز ایسا نہین کہ وہ اپنے اکیلے دم سے ظاہر و باطن و نہان و عیان دور و نزدیک جہان کے اور اہل جہان کے لیے مختلف طرح سے اتنے منافع کثیر پیدا کرے۔ جیسا کہ یہ کرۂ ہوائی کرتا ہے۔ وہ جسم و جان کی آسایش اور جہان کی آرایش ہے۔ وہ مخزن آبی ہے۔ جس سے مینہ کے بادل برستے ہین۔ اور اس بارش سے دریا۔ چشمے۔ جہیل۔ تال بنتے ہین۔ ہوا اور یہ کام کرتی ہے اور وہ ہر وہ سطح آب پر اپنا داب ایسا ڈالتی ہے کہ سمندر اور چشمون سے ایسے بے انتہا بخار نہین اوٹھنے دیتی کہ وہ ایسے خشک ہو جائین کہ پھر اُن سے ہوا پنہاری بنکر پانی نہ بہر سکے۔ کبہی ہوا تھل کو جل بناتی ہے اور کبہی جل کو تھل۔ جب ہوا مین ہل چل پڑتی ہے تو وہ انسان کی صحت و تندرستی کے لئے ایسے رنگین لاتی ہے کہ جن سے تمام مقامی نجاستین و غلاظتین دور اور عفونتین کافور ہو جاتی ہین یا رک جاتی ہین ہوا اپنے چل چلاؤ سے مختلف قومون مین آمد و رفت کو آسان کرتی ہے جس مین بالآخر ساری دنیا کی بہبودی ہوتی ہے۔

ہوا ہمارے جوف بدن مین پھیپھڑے مین سانس کے ساتھ نکلکر زبان پر آتی ہے جس سے ہماری آواز پیدا ہوتی ہے۔ وہ جسم مین سے ان چیزون کو باہر نکال دیتی ہے جو اُس کے لیے مضر ہین۔ سب وقتونمین سارے موسمون مین کل صورتون وحالتونمین ہوا کا کام یہ تھوڑا نہین ہے کہ جسمانی آرایش وزیبایش کرتی ہے۔ اپنی صفائی ولطافت سے رخون کو گل رنگ بناتی ہے۔ چہرونمین آب وتاب پیدا کرتی ہے۔ جسم وجان کو تازہ وتوانا کرتی ہے۔ جب وہ سو جاتی ہے تو تمام شگفتگی پر پژمردگی چھا جاتی ہے۔

نیچر کے سکون مین وہ بہار نہین ہے جو اسکی حرکت مین ہے۔ اور یہ حرکت دینا ہوا کا کام ہے۔ سبزہ کا لہرانا۔ پھولون کی ٹہنیونکا ہلنا۔ بادلون کا سیر کرنا۔ سمندر مین موجون کا اوٹھنا۔ لہرون کا لہرانا کیا کیا بہار دکھاتے ہین یہ سب بہار ہوا کی بدولت ہے۔

ہواؤن مین خدا تعالے اپنے حسن وتدبیر وانتظام کا عجیب تماشا دکھاتا ہے ٹریڈ ونڈ چلاتا ہے وہ وہان ہمیشہ چلتی ہے جہان سمندر بڑا فراخ چکلا چوڑا ہوتا ہے جسکے سبب سے وہ بڑے دور ودراز ملکون کے درمیان آمد ورفت کی رہنما بنتی ہے۔ پھر اور خوبی یہ ہے کہ جہان ہوا بکار آمد نہین ہوتی وہان وہ نہین جاتی۔ بلکہ جہان جہازران کو ضرورت پڑتی ہے وہان خدمت گذاری کے لیے حاضر ہوتی ہے۔ ساحل بحر کی ہوائین جہازون کو اپنی طرف لانے مین مددگار ہوتی ہین۔ یہ ہوا بڑی زبردست ہوتی ہے اور بڑی اٹھہ کھیلی چالون سے خرامان ہوتی ہے۔ منزل مقصود پر پہونچنے مین کسی قوت سے اپنی راہ راست سے انحراف نہین کرتی۔ کبھی جوش وخروش مین آنکر دیوانہ وار بہکی چال اندھون کی طرح نہین چلتی۔ جب وہ گلستانی سواحل کے گل گشت کو آتی ہے تو اپنے بازؤن کے زور کو کم کردیتی ہے اور دہیمی ہو جاتی ہے۔

برسات مین ہمارے دیس کے اندر اکثر پُروا ہوا چلتی ہے۔ وہ گرمی کی حرارت کو کم کرتی ہے مگر جس سے ہمارا ناک مین دم کرتی ہی ہاضمہ مین خلل ڈالتی ہے۔ معدہ مین رطوبت پیدا کرتی ہے۔ بخار پھیلاتی ہے

کبھی پسینہ سے ڈرا کر بیدم کرتی ہے - گرمی جاڑے مین پچھوا ہوا چلتی ہے - گرمی مین وہ باد سموم (لو) بن جاتی ہے تن بدن مین آگ لگاتی ہے - کبھی جان ہی نکال لیتی ہے - پروا ہوا نے جہان جہان پانی بہرا تہا وہان وہ اسکے گلچھرے اڑا کر خاک اڑاتی ہے - کبھی کبھی اپنے زور شور مین آنکر آندہی کا طوفان اوٹہاتی ہے - دیوون کی طرح دیوارون کو ڈہاتی ہے - چہتون اور درختون کو پتون کی طرح اڑاتی ہے - عمارتون کو زمین پر سلاتی ہے - ہزارون پرندون کو درختون سے گرا کر مردہ بناتی ہے ریگستانون مین تودے کے تودے ڈہو کر ادہر سے ادہر لگاتی ہے - تری مین کشتیون اور جہازون کو توڑ پہوڑ کر خشکی مین لاتی ہے - بادلون کی طرح سب طرف کاٹ کہانے کو دوڑتی ہے - مگر کچھہ دیر ٹھیر کر اپنی پہل منسائی پر آجاتی ہے اور صرصر سے نسیم بن جاتی ہے - پتون اور غنچون پر عاشقانہ بوسے لیتی ہے -

ہوا جیسی حیات کا سبب ہے ایسی ہی ہلاکت کا موجب ہے - آدمی کے اوپر تو نہین مگر اور حیوانون پر ہوا کی جان ستانی کے تجربے کرسکتے ہین مگر حادثات اتفاقیہ ایسے صادر اور امراض ایسے عائد ہوتے رہین کہ انسان پر ان تجربون کو دکہا دیتے ہین - ہوا کے مارے ہوئے آدمیون کی اور مکانون مین آدمیون کے گلا گہٹ کر مرجانے کی بہت سی مثالین ہر سال مشہور ہوتی ہین اور آسیبون اور جنون کے اوپر تہوپی جاتی ہین - مکان مین ہوا کی خرابی سے آدمی مرتا ہے کہتے یہ ہین مرض نے مارا خدا ہوا کو بگاڑے نہین - اسکے بگڑنے سے ملک کے ملک اور شہر کے شہر اور گہر کے گہر خالی ہو جاتے ہین - حضرت عزرائیل کو دم بہر کی فرصت نہین ملتی - کوئی اس سے زیادہ غضب الٰہی نہین - طاعون و وبا ہوا کی سمیت ہی سے پہیلتے ہین - بعض اطباء کی راے یہ ہے کہ بری اور اچھی ہوا مین رہنا صرف عادت پر موقوف ہے جیسے فاسد ہوا مین ضعیف و کمزور حیوان اور انسان زندہ رہتے ہین ایسے اس مین قوی اور زبردست نہین رہ سکتے مگر اس سے یہ سمجھنا کہ خراب و فاسد ہوا کا اثر مضر نہین ہوتا سخت غلطی ہے - جو لوگ فاسد ہوا مین زندہ رہتے ہین اُن کا مزاج ہوا کی برداشت کے قابل بنجاتا ہے - مگر وہ یہ نہین جانتے

اسکے خراب اثر نے اگر جان کو مردہ نہین بنایا لیکن دل ودماغ واعضا کو قوی کو کمزور اور نیم مردہ تو کیا - جانؔ کی سلامتی اعضا رئیسہ کی قربانی سے ہوئی - فقط

ذکاء اللہ (شمس العلما خان بہادر)

علامہ ابن خلدون

(ایک مشہور مسلمان مورخ کی دلچسپ سوانح عمری)

خدائے عزوجل کی شان اور قدرت کاملہ کا یہ ایک ادنیٰ نمونہ ہے کہ اُس نے افریقہ کی سرزمین مین جسکے نام کے ساتھ وحشت کا خیال ہمارے ذہن مین گذر جاتا ہے ایک ایسا زبردست فلسفی عالم اور مورخ کامل پیدا کیا جسکو اسلامی تاریخی دنیا مین وہی رتبہ ومنزلت حاصل ہے جو قدیم یونان مین ہیروڈوٹس کو اور انگلستان مین گبن اور مکالے کو حاصل تھا اور جسکو جدالمورخین مانا جاتا ہے علامہ ابن خلدون نے جو تاریخ کتاب العبر ودیوان المبتدا والخبر تحریر کی ہے اُسکا ترجمہ اہل یوروپ نے بڑی قدردانی اور قابلیت سے فرانسیسی - جرمنی - اور انگریزی زبانون مین کر لیا ہے - ہمارے ملک کی خوش قسمتی سے اُردو ترجمہ بھی بڑی محنت اور عرق ریزی سے مولوی حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی نے شروع کر دیا ہے جسکی اول جلد دفتر رسالہ الاسلام سے زیر اہتمام مولوی سید حامد حسین صاحب مالک رسالہ موصوف شایع ہوئی ہے اور جسکے دیباچہ سے مضمون ہذا جزءاً ملخص کیا جاتا ہے - یہ بڑے پایہ کی تاریخ ہے جسمین حضرت نوح کے عہد سے آٹھوین صدی ہجری تک کے حالات کمال تحقیق وتدقیق سے فلسفیانہ طرز پر لکھے گئے ہین - مورخ موصوف کی تعریف جن الفاظ مین مولوی رشید احمد صاحب سالم نے قابل قدر رسالہ معارف کے ایک نمبر مین کی ہے اُس سے ہر حق پسند کو حرف بحرف اتفاق ہوگا - وہ لکھتے ہین کہ مسلمانون مین علامہ ابن خلدون

سب سے پہلا شخص ہے جس نے فلسفۂ تاریخ کی بنیاد ڈالی اور جزوی واقعات سے نتائج کلیہ کا استخراج کیا۔ اس سے پیشتر مورخین واقعات کے انبار لگا دیتے تھے اور اون کی ترتیب و تنسیق کے لیے اوسوقت تک مفید اور کارآمد اصول قرار نہین دے گیے تھے علامہ موصوف نے تاریخ کو فلسفہ کا لباس پہنایا اور تاریخ نویسی کے اصول کو نہایت تحقیق اور تنقید کے ساتھ ضبط کیا واقعات کے پرکھنے کے لئے قابل قدر اصول ایجاد کئے۔ تہذیب و شایستگی۔ اور قومون اور سلطنتون کے عروج و زوال پر اپنے دماغ کے زور سے اور یخبس (طبعزاد) مضامین لکھے۔ جہانتک ہمین معلوم ہے اوس سے پہلے مسلمانون اور دنیا کی دوسری قومون مین کوئی شخص ایسا نہین ہوا جسنے فلسفۂ تاریخ پر کچھ لکھا ہو۔ اگر بالفرض مسلمانون کے سوا دنیا کی کسی قوم یا ملک مین اس سے پیشتر کوئی اس فن کا موجد گذرا ہے تو بھی ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ علامہ ابن خلدون نے اوسکی تصنیفات سے فائدہ نہین اوٹھایا۔ کیونکہ یہ شخص محض عربی نژاد اور عربی النسل تھا اور اپنی مادری زبان کے سوا کوئی دوسری کلاسیکل (قدیم علمی) زبان نہین جانتا تھا۔ مسٹر بکل اور ماسیو گیزو اور ڈریپر وغیرہ زمانہ حال کے یوروپین مصنفون نے جو تمدن کی تاریخ پر کتابین لکھی ہین اون سے بیشک یہ فن بہت اعلیٰ درجہ پر ترقی کر کے ایک مستقل علم بن گیا ہے لیکن چونکہ اس زمانہ مین سائنس اور فلسفہ بیحد ترقی کر گیا ہے اور دنیا کی معلومات کا دائرہ بے انتہا وسیع ہو گیا ہے اسیلیے فلسفۂ تاریخ کا ترقی کرنا کچھ حیرت انگیز بات نہین ہے۔ لیکن علامہ موصوف کے زمانہ مین نہ تو سائنس اور فلسفہ کو کچھ ترقی ہوئی تھی نہ سیاحون کی معلومات کا ذخیرہ موجود تھا۔ البتہ گذشتہ سلطنتون اور قومون کے واقعات جنکو گذشتہ زمانہ کے مورخ قلمبند کر گئے تھے بے ترتیبی اور پریشانی کی حالت مین موجود تھے۔ ایسے تنزل اور انحطاط کے زمانہ مین ایسے عظیم الشان علم کی بنیاد پڑنا درحقیقت ایک حیرت انگیز بات ہے۔ اور جبکہ دیکھا جاتا ہے کہ اوسوقت اس فن کا کوئی ناقص نمونہ بھی موجود نہ تھا تو علامہ موصوف کی قابلیت اور جودت اور عالی دماغی

کا زیادہ ترحیرت کے ساتھہ اقرار کرنا پڑتا ہے - چونکہ اوس زمانہ مین معلومات کا دائرہ بہت تنگ
تہا اور اوسکا جغرافیہ بہی بالکل ابتدائی حالت مین تھا اس وجہہ سے علامہ موصوف نے تہذیب
اور شایستگی پر جو مضامین لکہے ہین اون مین کسی قدر مسامحات اور فروگذاشتین بہی واقع
ہوگئی ہین مگر اون سے مصنف کے کمال کے اعلیٰ درجہ مین کچہہ بہی فرق نہین آسکتا - یہ فروگذاشتین
ایسی ہین جو کم و بیش ہر ایک موجد علم فن سے ہوسکتی ہین "

اس مشہور مورخ کی کُنیت ابوزید نام عبدالرحمن ابن محمد - ابن محمد - ابن محمد - ابن حسن - ابن محمد
ابن جابر - ابن محمد - ابن ابراہیم - ابن عبدالرحمن - ابن خلدون الاشبیلی المغربی الحضرمی ہے -
اور سلسلۂ نسب وائل ابن حجر تک پہونچتا ہے - تیسری صدی ہجری کے اخیر مین اوسکا جد اعلیٰ
خلدون ابن عثمان حضرموت (بلاد یمن) سے اُندلس مین آیا اور قریہ قرمونہ مین چندے قیام کر کے
ام اشبیلیہ مین پہونچا اور اوسکا ذی عزت خاندان اوائل ساتوین صدی تک اشبیلیہ ہی مین
م پذیر رہا - ساتوین صدی کے وسط مین جبکہ جلالقہ ابن اوفونش کے حملون سے اشبیلیہ پامال
ہا تھا یہ خاندان اندلس سے جلاوطنی اختیار کر کے طونس مین آگیا جہانکہ غرہ رمضان ۷۳۲ھ کو یہ ہونہار
خ فلسفی پیدا ہوا - اُس نے علامہ ابی عبداللہ محمد بن ترال انصاری سے قرآن شریف
رأت سبعہ پڑہا اور کتب درسیہ اصول - فقہ - معانی - تفسیر - فلسفہ - منطق - ریاضی - حساب وغیرہ
ر ادب اور تاریخ مین بہی پوری پوری دستگاہ حاصل کر لی ۷۵۳ھ مین طونس سے بعزم سفر روانہ ہوکر
سان مین پہونچا وہان علامہ ابن عمرو سے شرف ملازمت حاصل کر کے تحصیل و تکمیل علوم باطنی مین
روف ہوا - ۷۵۵ھ مین سلطان ابی عنان المرینی اوسکے علم و فضل کی شہرت سنکر نادیدہ مشتاق
یا اور اوسکو طلب کیا چنانچہ ہمارا مشہور مورخ فلسفی مع ایک قصیدہ کے حاضر دربار ہوا - سلطان
ں سے توقع سے زیادہ تکریم و احترام کے ساتھہ پیش آیا اور اوسکو خاص کاتب مقرر کیا - لیکن حاسدین
ہ سلطان کو اوسکی ایسی عزت کرتے دیکہکر اوسکے خلاف سازشین شروع کین اور بالآخر بیچارہ کو عتاب

سلطانی مین لاکر چار برس تک پا بزنجیر قید کرادیا جس قید سے بعد انتقال سلطان وزیر حسن بن عمر نے اخیر ۷۵۹ھ مین اوسکو رہا کیا۔

یہان سے برداشتہ خاطر ہو کر اوس نے پھر اندلس کے سفر کا عزم کیا چنانچہ ماہ ربیع الاول ۷۶۴ھ مین غرناطہ مین داخل ہوا جہانکہ سلطان ابو عبد اللہ المخلوع نے اوسکے آنے کی خبر سنکر کمال بشاشت و مسرت سے اوسکا استقبال کیا اور اپنے خاص محل مین اوسکو ٹھہرایا۔ بظاہر اسکا قصد تو یہی تھا کہ اپنی بقیہ عمر غرناطہ ہی مین بسر کرے مگر اتفاقات زمانہ سے ۷۶۶ھ مین غرناطہ سے رخصت ہو کر فاس ہوتا ہوا پھر تلمسان پہونچ گیا۔ یہ وہی مبارک سرزمین ہے جہانکہ اوس نے اپنی مشہور تاریخ کو لکھنا شروع کیا تھا۔ اس مقام پر چار برس تک قیام پذیر رہکر مقدمہ تاریخ مذکور کو عمدہ طور سے مرتب کیا اور بوجہہ شدت علالت با جازت سلطان ابی حمو ۷۸۰ھ مین طونس کی طرف اس غرض سے روانہ ہوا کہ اپنے اجداد کے مقابر مین مدفون ہو۔ لیکن ۴ برس طونس مین قیام کرنے کے بعد پھر عازم سفر ہوا اور اسکندریہ ہوتا ہوا قاہرہ جا پہونچا۔ وہان مشہور اسلامی یونیورسٹی جامع ازہر یہ مین مدت تک درس و تدریس مین مصروف رہا۔ یہان بھی اوسکے خداداد علم و فضل کی شہرت نے اوسکو سلطان مصر کی خدمت مین پہونچا دیا اور ۷۸۶ھ مین مذہب مالکیہ کا قاضی مقرر کرا دیا۔ اسی زمانہ مین کہ ہمارا مشہور مورخ علامہ اہل مصر کو اپنے عدل و انصاف سے خوش اور سلطان کو اپنی خداداد لیاقت سے محظوظ کر رہا تھا اور اسکے اہل و عیال مغرب سے آرہے تھے قریب تھا کہ یہ اپنے اہل و عیال کے دیکھنے سے اپنے منتظر دل اور مشتاق آنکھون کو شاد کرتا۔ ہوائے مخالف نے اہل سفینہ کو غرق کر دیا اس حادثہ نے اوسکو ایسا پریشان کر دیا تھا کہ اوس نے قاہرہ سے چلے جانیکا قصد کیا مگر تین برس تک بخیال سلطان۔ احباب و اصدقا کے کہنے سننے سے قاہرہ ہی مین مقیم رہا اور ۷۸۹ھ مین حج بیت اللہ سے مشرف ہو کر مصر واپس آیا اور اسی شہر مین اپنی معتبر و مستند تالیف (یعنی تاریخ) ۷۹۱ھ مین ختم کر کے سلطان ابی فارس عبد العزیز ابن السلطان ابی الحسن المرینی کی خدمت مین پیش کی

اہل اندلس اور مغرب نے بہت ہاتھہ پاون مارے لیکن اس نے مصر سے حرکت تک
نہ کی تا آنکہ سنہ ۸۰۶ھ یا ۸۰۸ھ مین رحمت الہی سے جا ملا۔

اس مورخ کا نام آج تمام عالم مین مثل آفتاب کے روشن ہے۔ اوسکی تاریخ بڑی معتبر اور مستند سمجھی جاتی ہے۔ فرانسیسی۔ جرمنی۔ اور انگریز علما راوسکو بڑی عزت اور وقعت کی نظر سے دیکھتے ہین مسلمانون کے لیے یہ کچھہ کم فخر کی بات نہین ہے کہ اون کے اسلاف مین ایک ایسا زبردست مورخ فلسفی گذرا ہے فقط (ملخص)

سال نو کا خیر مقدم

آج کل اخباری دنیا اس عالی قدر اور عالی مرتبت مہمان کے جو یقیناً ایک سال تک ہماری قسمتون کا مالک رہیگا خیر مقدم مین مصروف ہے اور خوب خوب طبع آزمائیان ہو رہی ہین گویا اس اخباری متاشری کی طرح یہی ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ کوئی مضمون نگار اس سے چشم پوشی کر سکے اور اپنے ہم خیالون اور ہمعصرون کے لطف صحبت سے محروم رہے۔

ہم قبل اسکے کہ سال نو کا استقبال کرین اور اپنے زبردست ویسراے عمر کے حضور مین حاضر ہو کر شریک دربار ہون سال گذشتہ کا الوداع کہنا اور اوسکے رخصتی دربار مین حاضر ہونا زیادہ ضروری اور مفید خیال کرتے ہین۔ کیونکہ سنجیدہ مزاج۔ متین طبیعت۔ دقیقہ رس۔ مدبر حکام کا فرض ہے کہ وہ ہمارے کیریکٹر اور اخلاقی برتاو کی سچائی اور پاکیزگی کو اپنے ماسبق فرمان فرمانرواے سلطنت کے ساتھہ ہمارے حضوری اور غیبتی برتاؤ کو دیکھکر سمجھہ لین۔ لہذا اگر پنشن یافتہ حاکم کی عزت و توقیر ہمارے دلون مین نہ رہے گی تو ہمارے موجودہ حاکم بھی ہمکو بہت ہی بے اعتباری اور بے وقعتی کی نگاہون سے دیکھین گے اور ہم کوئی عزت یا فائدہ ایسے جلیل الشان حاکم کے عہد مین بھی نہ حاصل

کر سکیں گے اور بعد کو خواہ مخواہ ایک مبارک عہد کی نحوست اور بدی کا عقیدہ کر بیٹھینگے یا اپنی ہی قسمت کو روئین گے حالانکہ نہایت ہی سچا اور مجرب حکیمانہ اصول ہے کہ اگر زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز۔ بیدار مغز۔ دانشمند باقبال قومین یا اشخاص وہی ہین جو بہت ہی کم نحوست اور بدی کا منھہ دیکھتی اور اوسکے ہاتھون نالان اور گریان ہوتی ہین حالانکہ ہم وہ سب ایک ہی ملک کے باشندے اور ایک ہی حاکم کے ماتحت ہین یہ کیون ؟ صرف اسیوجہ سے کہ وہ حاکم وقت کے ساتھہ اوسی اصول پر ربط وضبط رکھتے ہین جو گذشتہ حکامون کے طرز عمل سے اون کا پسندیدہ دستور العمل بنجاتا ہے۔

مرحوم سنہ ۱۸۹۸ء جو ابھی ابھی دنیا کے کرورون انسان اور کثیر التعداد باد شاہون اور شہنشاہون سے لیکر ایک گوشہ گزین راہب اور صوفی تک پر بارعب وجلال فرمان روائی کر رہا تھا آج فنا کے ہاتھون گرفتار ہو کر ہمیشہ کیلئے معدوم ہوگیا ہے گو اوسکے عہد حکومت کے بیحساب اور بیشمار آثار ہر ایک قسم کے واقعات کی شکل وصورت اور رنگ وروپ مین ہر ایک ملک ہر ایک قوم بلکہ ہر ایک شخص کے پاس موجود ہین۔

حضرات ناظرین ! آپ تھوڑی دیر کے لیئے تمام پریشان کن خیالات اور ترددات سے علیحدہ ہو کر اس زبردست مسئلہ پر غور فرماوین اور تحقیق اور دور اندیشی اور عاقبت بینی سے کام لیکر نتیجہ نکالین تو امر واقعی کا پورا انکشاف ہو جاوے کہ فی الحقیقت کسی زمانہ یا سنہ کا گذر جانا ہماری ذات پر کیا اثر پیدا کرتا ہے۔ سنہ کیا چیز ہے ؟ آجکل کے مروجہ حساب وہیئت کی رو سے ایک ایسے زمانہ کا نام ہے جو آفتاب کی ایک پوری گردش سے اندازہ کیا جاتا ہے جسکی میعاد ۳۶۵ دن چھہ ۶ گھنٹے یا بارہ مختلف الایام مہینون کی ہے۔ مہینے خواہ شمسی ہون یا قمری ہمیشہ مختلف الایام ہوتے ہین۔ اور ہر ایک مہینہ انہین ایام سے مرکب ہے جو زیادہ سے زیادہ ۳۱ اور کم سے کم ۲۸ دنون کا ہوتا ہے ہر ایک یوم چوبیس گھنٹون اور دو مختلف اور ممتاز حصون رات اور دن پر منقسم ہے۔

ہر ایک دن طلوع آفتاب سے غروب تک اور ہر ایک رات غروب سے تا طلوع ہوتی ہے۔
یہ ایک قدرتی انتظامی اسکیم ہے جو خارج از علم تاریخ زمانہ سے جاری ہے اور معلوم نہین کب
تک جاری رہیگی۔ یہی دن یہی رات یہی مہینے یہی سال لاکھون کرورون بار آ چکے ہین اور معلوم
نہین کب تک آئینگے نہ ان کو فنا ہے نہ انپر کوئی انقلاب ہے نہ یہ ان گردشات اور متواتر چکرون
سے کچھ بھی اثر پذیر ہوتے ہین پھر آخر یہ نظری فنا یہ ظاہری انقلاب یہ روزانہ مختلف آثار ہین تو کن پر
اور کس کے لیئے؟ گو ہماری آنکھین یہی کہین گی کہ نہ صرف کرۂ زمین اور موالید ثلاثہ جمادات
نباتات۔ حیوانات پر بلکہ کل عالم عناصر خاک باد آب و آتش پر مگر عقلمند ذی علمون کی رائے ہوگی
کہ نہین صرف موالید ثلاثہ پر۔ کیونکہ اور چیزون کے تغیرات صرف اعتباری تغیرات ہین حقیقی تغیر
جو معدوم و موجود کر دیتا ہے صرف انہین پر ہے ان مین سے جمادات اور نباتات کو بلکہ سوا حضرت
انسان حیوانون کو بھی تو کوئی فکر و امتیاز نہین۔ باقی رہے صرف حضرت انسان وہ اگر ذرا غور کر
چشم عبرت بین سے دیکھین تو معلوم ہو کہ یہ دورہ یہ چکر گھنٹون دنون راتون مہینون اور سالون کا
اون کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے اور اونپر کیسا اور کس قسم کا اثر ڈالتا ہے تو فوراً ہی معلوم ہو جائیگا
کہ یہ سب ہماری ہی عمر کے ہو کے اور اوسکے دشمن ہین اور درحقیقت اوسکی فکر و تلاش مین چکر پر چکر
لگا رہے ہین اور کبھی مفت کبھی کوڑیون کے مول کبھی پیسون کے عوض کبھی روپیون یا اشرفیون
کے بدلے ایک حصہ لیکر چلتے ہوتے ہین اور ہم ہمیشہ خسارہ مین رہ جاتے ہین۔ ان الانسان لفی خسر
شاید ہمارے بعض بھائیون کو اسمین کلام ہو کہ ایسے خرید و فروخت پر خسارہ کا اطلاق کیونکر جائز
ہو سکتا ہے جسمین کرورون روپیہ یا لاکھون اشرفیان حاصل ہوئی ہون۔ ہان ہان میرے بھائیو
اسمین بھی خسارہ ہے۔ ہان ہان میرے بزرگو اسمین بھی خسارہ ہے کیونکہ ہر چیز کی قیمت اوسکی
حیثیت اور درجہ کے اعتبار سے کم و زیادہ ہوتی ہے اور ہر چیز کی حیثیت اور درجہ ضرورت پر موقوف
ہے۔ کمیاب نادر الوجود کثیر الاحتیاج چیزون کی قیمت ہمیشہ زائد اور بعض وقت بے اندازہ قرار پاتی ہے

مگر یہ چیزین صرف انسانی زندگی کے لیے درکار ہین اور انسانی زندگی کیلئے بعض اوقات چند لقمے غذا اور چند گھونٹ پانی کی قیمت بے حساب نادرالوجود اور کمیاب چیزین بھی نہین ہوتین۔ پھر جسکے فرنیچر اس قدر قیمتی ہون اوسکی قیمت کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔ اے حضرات! انسانی زندگی کا ایک ایک منٹ نہین ایک ایک سیکنڈ ہفت اقلیم کی سلطنت اور تمام دنیا کی دولت کے عوض ہاتھ نہین آسکتا اور آخری ساعت پر پھر کوئی قوت اور دولت کام نہین آتی۔ آپنے دیکھا یہ انمول سیکنڈ کس قدر بے قیمت اور بے بہا ہے پھر منٹون اور گھنٹون اور دنون اور مہینون اور سالون کی کون کہے اب تو غالباً ہر شخص یہی کہہ اوٹھے گا کہ بے شک کرورون روپیہ اور لاکھون اشرفیون کے عوض بھی اسکی فروخت مین سراسر خسارہ ہے اور اوس منعم حقیقی خالق الکل رب العلمین کا ہمپر کس قدر احسان بالائے احسان ہے جسکے دست فیاض نے بے محنت وعوض ایسی نادرالوجود نعمت اپنے غیر محدود اور غیر فانی خزانہ غیب سے مرحمت فرمائی ہے پھر ایسے منعم حقیقی کا شکریہ نہ ادا کرنا کیا بیحیائی اور بے شرمی کی موت مرنا نہین ہے؟ بیشک ہے اور ضرور ہے۔

حضرت ۱۸۹۵ء میراہی نہین ایک عالم کی زندگی کا ایک سالہ سرمایہ لیکر چلدیے اب نہ بلانے سے آتے ہین نہ نالش کرنے سے گرفتار ہوتے ہین تو ہممین سے کسی ایک کی بھی اون تک رسائی ہے کہ اپنے اس حصہ عمر کی قیمت واجبی وصول کرین اور نہ ہمکو استحقاق ہی باقی ہے کہ ایسا کرنے کا نام بھی لے سکین کیونکہ حضرت نے مفت نہین لیا بلکہ یکم جنوری ۱۸۹۵ء سے ۳۱ دسمبر ۱۸۹۵ء تک بلاعذر وغیر حاضری وہ ہر وقت ہماری رفاقت اور خدمت کے لیئے موجود ہے اور بسا اوقات جبکہ ہمارا کوئی عزیز کوئی خادم کوئی رشتہ دار بھی ہمارے پاس موجود نہ تھا ہمارے سچے اور پکے رفیق ۱۸۹۵ء موجود تھے۔ سفر حضر بیماری اور صحت۔ امارت وغربت۔ رزم وبزم۔ رنج وراحت۔ عسر ویسر۔ شادی وغم کسی حالت مین ہمارا ساتھ نہ چھوڑا۔ ہم بے خبر ہوکر سو جاتے لیکن آپ برابر بیداری کے ساتھ اپنی چادر شب مین ہمکو جگہ دے کر نگرانی کرتے اور پھر اپنے آفتابی چہرہ انور سے نقاب ظلمت کو اوٹھا کر ایک نہایت ہی روشن نور پیدا

کر دیتے جو ہمارے لیے ہر ایک کام مین ہدایت و رہبری کا کام دیتا۔

اب سوال یہ ہے کہ زندگی جیسی بے بہا جنس اعلیٰ کا نعم البدل یا عوض صحیح کیا ہو سکتا ہی حضرات اس کا صحیح بدل جس سے ہمکو خسارہ نہو وہی چیز ہو سکتی ہے جو اس سے زائد دیر پا عزیز الوجود اور مفید ہو آپ دنیا کی تمام چیزون پر نظر ڈالین تو اسکے مقابلہ مین سب ہی چیزین حقیر اور ذلیل نظر آتی ہین۔ سلطنت دولت عزت قوت سب اسکے دم کے تماشے ہین مگر ہان معرفت ذو الجلال اور علم و کمال بیشک ایسی دولت ہے جو سب سے زائد عزیز الوجود اور اوس انسانی روح کی عزت سلطنت قوت دولت کا باعث ہے جسکے فیض و برکت سے یہ آپ کی چند روزہ جسمانی زندگی قائم ہے اور اسی روحی دولت اور سلطنت ہونے کی وجہ سے غیر فانی اور لازوال بھی ہے درحقیقت انسانی زندگی کی غایت اور اوس کا مقصد اعلیٰ یہی ہے اور ہمیشہ غایت ہی کی طلب اور مقصد ہی کی تلاش درکار ہے جسکے ہاتھ آجانے کے بعد پھر اوسکے آلات طلب اور اسباب و ذرایع کے نکل جانیکا کیا خوف و ملال ہو سکتا ہے اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا بلکہ ایسی حالت مین تو یہ آلات اور اسباب مفت کے بار ہو جاتے ہین اور طبیعت انسانی اونکے بوجہ سے از حد پریشان ہوتی ہے جیسا گرمیون کے موسم اور سفر کی حالت مین جڑا دل کا گٹھر ہ

خوشتر آن روز کزین منزل ویران بروم	راحت جان طلبم وز پے جانان بروم
بہوائے رخ او ذرہ صفت رقص کنان	تا طلب چشمۂ خورشید درخشان بروم

یا

حجاب عارض جان میشود غبار تنم	خوشا آن زمان کہ این روے پردہ برفگنم

ایسون ہی کا تو دلی ترانہ ہے۔ اسمین کچھہ بھی شک نہین کہ طلب معرفت اور علم و کمال مین جو وقت گذرتا ہے وہ فی الحقیقت منقلب الماہیت ہو کر حیات ابدی اور بقاے کامل کا مادہ ہو جاتا ہے یہ عجیب نسخہ کیمیا اور اکسیر اعظم ہے اسکے سوا اور تمام چیزین اوس سے کم حیثیت اور کم قیمت ہین

پس اسی اصول پر اپنی عزیز الوجود زندگی اور زمانہ سے کام نکالنا عقلمندی کا کام ہے ورنہ سوا
نقصان کے کیا ہوتا ہے۔ تھوڑے وقت مین بہت سا کام کیجئے اور اگر ہمت عالی ہو تو وہ کام
کیجئے جو زیادہ نہین تو چند صدیون تک تو آپکے نام اور کام کو زندہ رکھے۔ آپ تاریخ زمانہ کو اولٹ کر
دیکھین کہ باکمال حکما اور آئمہ کو کوئی ہزار یا کئی سو برس کا زمانہ گذر گیا لیکن ایک عالم اونکی تعلیمات
اور کتب صنعتون اور حکمتون سے کس قدر فائدہ اوٹھا رہا ہے اور اونکی عظمت محبت اور یاد دنیا
کے کرورون انسانون کے دلون مین جاگزین ہے۔ کیا ایسے باکپازون کا وہ حصۂ عمر بھی فنا
ہوگیا ہے جو ایسی تعلیمات اور تصنیفات اور مشغلو مین گذرا ہے لا واللہ! لا واللہ! وہ ابتک
باعزت و فرحت زندگی کے ساتھ مقبولیت عامہ کے مبارک جسم مین ہمارے سامنے موجود ہین۔
کیسی مبارک تھین وہ ساعتین جو اپنے مشاغل کی وجہون سے نہ صرف خود ہی صد سالہ اور ہزار سالہ
زندگی پا گئین بلکہ لاکھون اور کرورون بنی آدم کو ابدی زندگی اور حیات کا راستہ دکھا کر بنی آدم پر بیحد
و بیحساب احسان و کرم کر گئین۔ ان زبردست جلیل الشان پہلے بزرگون کو جانے دیجئے آپ اسی
سنہ ۱۸۹۸ء کے چند آدمیون کو دیکھئے اور اونکے کارنامون پر غور فرمایئے تو وہ بھی ایک حد تک
اگرچہ وہ ایسی نابکار فانی دنیا کی حد کیون نہو دیرپا زندگی حاصل کر چکے ہین جنکی یاد اگر زمانہ نے کوئی
ایسی ہی سخت کروٹ نہ بدلی تو سیکڑون ہزارون برس تک قائم رہیگی اور کثیر التعداد انسانی جماعت عزت
و حرمت سے اونکو یاد کریگی۔ انگلستان کی سرزمین مین مسٹر گلیڈاسٹون پروشیا اور جرمنی مین پرنس بسمارک اور
ہندوستان مین جناب سر سید احمد بیشک کوئی سنہ ان حضرات کی عمر کا بہت کم نقصان کر سکا ہے اور
انھون نے ہی اوس سے کچھ کم کام نہین لیا۔

اسی سنہ ۱۸۹۸ء مین ہزار ہا روسا امرا دولتمند زور آور دنیا کے پردہ سے چل بسے پھر اونکو کون جانتا ہے؟
ایسے ہی ہم آپ جیسے غافل پست ہمت اشخاص بھی ایک روز چل بسین گے اور کوئی نام بھی نہ لیگا کیا یہ
سنہ کا قصور ہوگا؟ ہرگز نہین ہمارا خود قصور اور بیچارہ خدمتگار حاضرباش سنہ بالکل بری اور پاک ہے

ایک قوم جناب سرسید کو روتی اور سنہ ۱۸۹۸ء کو برا بھلا کہتی ہے کہ اوسیکے دور مین ادسمین سے ایک ایسی ذات اوٹھہ گئی جس نے اپنا کوئی نظیر یا قائم مقام نہین چھوڑا قوم بے لیڈر و رہبر ہوگئی - پھر یہ کسکی غفلت کس کا قصور کہ سرسید کی چہل سالہ تعلیم و تربیت سے بہی ایک ایسا آدمی نہ پیدا ہو سکا؟ خود قوم کا سنہ ۱۸۹۸ء کیا کرے جب آپ نے خود اوسکی قدر نہ جانی - ایک افریقن جماعت کثیر نالان ہے کہ سوڈان ہمسے نکل گیا سنہ ۱۸۹۸ء نے سخت ظلم کیا - سبحان اللہ آپ سوئے آپ کہوئے نام بیچارے سنہ ۱۸۹۸ء کا بدنام کیا - کیا سنہ ۱۸۹۸ء فاتحان مصر و انگلنڈ کے ساتھ نہ تھا؟ ایشیائی چینی رو رہے ہین کہ ھئی ھئی سنہ ۱۸۹۸ء تو نے تو اور بہی ہمکو ذبح کر ڈالا واہ جناب واہ کیا افیون کا نشہ ہرن ہو گیا ہے یا پینک سے مہلت ملی ہے آگ بہرے عمیق غار کے کنارہ بیٹھکر چانڈو کے دم لگا ئیکا اور کیا نتیجہ ہونا تھا - ہم رو رہے ہین کہ ہمارے قصبہ بلکہ جوار کے ایک عالم باعمل محدث فقیہ شاعر منشی مختلف زبانون اور علوم و فنون کے ماہر حافظ حکیم نوجوان رئیس جناب مولانا و استادنا حضرت مولوی محمد قاسم یار صاحب بہی چل بسے اور اب کوئی ایسا عالم و حکیم نہ رہا جو ہمارے مذہب کی پیشوائی اور درد دون اور مرضون کا علاج کر سکے - حاصل کلام یہ کوئی الزام سنہ ۱۸۹۸ء یا کسی اور سنہ کے سر نہین رہتا اور سنہ تا سر ہم ہی ملزم اور قصوروار ٹھہرتے ہین لہذا ہمکو اگر ہمنے غفلت اور جہالت مین عمر کاٹی ہے تو عبرت پکڑکر سنہ ۱۸۹۸ء کو خوش دلی اور نیکنامی کے ساتھہ الوداع کنا چاہیئے اور بہت ہوشیار و تجربہ کار ہوکر سنہ ۱۸۹۹ء کے دربار مین ویلکم کہنے کے لیے حاضر ہونا چاہیئے - ایسا نہو کہ سنہ ۱۸۹۹ء کی رخصت کے وقت پہر بھی پر از شرم و غیرت موقع پیش آئے اور سوا بیہودہ سرائی فضول گوئی اور تضیع اوقات کے کوئی فائدہ نہو

شعر

صاحبا عمر عزیز است غنیمت دانش	گوی خیرے کہ توانی ببر از میدانش

اب ہم اسقدر اور عبرت خیز نتیجہ نکال کر صحبت متاشرہ سے اوٹھنا چاہتے ہین کہ دنیا مین حکومت اور سلطنت بھی عجیب نعمت عظمیٰ ہے کہ اوسکی ہر چیز حاکم اور سلطان ہو جاتی ہے جیسا کہ آج ہم

کی رخصت اور ۱۸۹۹ء کے خیر مقدم مین دیکھہ رہے ہین کہ نہ صرف عیسائی بلکہ ہندو مسلمان
بھی یک زبان ہوکر ان عیسوی سنون کا کس شدو مد سے الوداع اور خیر مقدم کہہ رہے ہین -
یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ ۱۸۹۸ء کے ساتھ جناب لارڈ ایلگن صاحب بہادر کا رخصتی
دربار ہوا اور ۱۸۹۹ء کے ساتھ جناب نواب لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ کا خیر مقدم ہو رہا ہے
ہماری گذشتہ عمر کے ساتھ ایک ویسرائے صاحب تشریف لیگئے اور آیندہ زندگی اب دوسرے
صاحب کے ساتھ ہے ؟

نہال احمد علوی حمیدی

برفستان کے باشندے اور اون کی عادتین

شمالی امریکہ کے اُتر مین قطب شمالی کے قریب ایک برفستانی جزیرہ یا جزیرون کا مجموعہ ہے
جسکو گرین لینڈ کہتے ہین - اُسکا رقبہ قیاساً ہندوستان کے ایک ثلث کے قریب ہے - اُسکے کنارے
پر ہزارہا چھوٹے چھوٹے چٹانی جزیرے واقع ہین اور اندرونی حصہ بالکل برف سے ڈہکا ہوا ہے
اُسمین پہاڑ بھی بکثرت ہین جنکی بلندی تین ہزار سے لیکر پانچہزار فیٹ تک ہے - اکثر سیاحون نے
اس جزیرہ کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی مگر ۱۸۸۸ء تک کسیکو کامیابی نہین ہوئی - سنہ
مذکور مین ملک ناروے کا رہنے والا ایک اولوالعزم اور شجیع سیاح ڈاکٹر نانسن نامی بڑی تکلیفین
اور مصیبتین اوٹھاکر آخر کار جزیرہ مذکور مین پہونچ ہی گیا اور مشرق سے مغرب تک اُسکی خوب سیر
کر آیا - اُس نے جو چشم دید حالات لکھے ہین دلچسپی سے خالی نہین ہین اُن کا ترجمہ ہدیہ ناظرین
کیا جاتا ہے -

گرین لینڈ شاہ ڈنمارک کے زیر حکومت ہے۔ زمین دریا۔ پہاڑ جہان تک نظر کام دیسکتی ہے برف پوش دکھائی دیتے ہین۔ اوائل ماہ اگست سے برف پڑنی شروع ہوتی ہے۔ اور اکتوبر تک سارا جزیرہ ایک تختہ برف نظر آنے لگتا ہے۔ آفتاب کی حرارت کم اور سردی زیادہ ہوتی جاتی ہے حتی کہ بجاے دہوپ کے چارون طرف برف سے دہوان ہی دہوان اوٹھتا نظر آتا ہے اور ایک تاریکی کا عالم چھا جاتا ہے صرف کبھی کبھی برف سے ڈہکے ہوئے پہاڑون پر چاندنی یا تارون کا عکس پڑکر ایک ہلکی سی روشنی دکھائی دیجاتی ہے۔ مہینون کی تاریکی کے بعد اُفق آسمان پر آفتاب کی کرنین پھر نمودار ہونے لگتی ہین اور ہوامین بتدریج حرارت پیدا کرکے برف کو پگھلانا شروع کرتی ہین جس سے برف کے پہاڑ کے پہاڑ اس زور وشور کی آواز سے سمندر مین ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے گرتے ہین کہ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا صدہا توپون کی شلک سر ہورہی ہے۔

آخر ماہ جون سے بہار کا موسم شروع اور سمندر کا پانی جو اس سے پہلے منجمد تھا جہاز رانی کے قابل ہوجاتا ہے۔ ہر چہار طرف گھاس پات اور سبزہ لہلہاتا ہوا نظر آتا ہے۔ دریائی جانور۔ ریچہ۔ لومڑیان۔ بارہ سنگہے۔ دہوپ مین تاپنے کو باہر نکل آتے ہین اور بحری پرند جنوب سے آکر اپنے آشیانے بنانے شروع کرتے ہین۔

اگرچہ گرین لینڈ اس قدر سرد ہے مگر حضرت انسان نے علم مناظر کے زور سے ایک خاص قسم کا شیشہ ایجاد کیا ہے جسکے ذریعہ سے آفتاب کی شعاعون کو مجتمع کرکے اس قدر حرارت پیدا کرلی جاتی ہے کہ آگ آسانی سے جل سکے۔

باشندے

شمالی امریکہ کے قطب کی جانب سواحل پر جو مختلف قومین آباد ہین اونکو ایسکیمو (خام گوشت خوار) کہتے ہین مگر وہ لوگ اپنے کو انیواٹ کہتے ہین جسکے معنی ہین "انسان"، کیونکہ وہ اپنے تئین

بنی نوع انسان مین سب سے اول اور افضل سمجھتے ہین اور یوروپینون سے بھی بہتر جانتے ہین - جب کبھی کسی غیر قوم والے سے زیادہ خوش ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ وہ اب گرین لینڈی سا ہو چلا ہے یعنی اونکی تقلید کرنے لگا ہے -

وضع وقطع

اگر تم گرین لینڈ کے باشندے کو دیکھنا چاہتے ہو تو اپنے دل مین تصور کر لو کہ ایک میانہ قد - فربہ اندام - چپٹے منھ کا آدمی تمہارے سامنے کھڑا ہے جسکے لمبے لمبے سیاہ بال ہین جلد بھورے رنگ کی میلی ہے کیونکہ شاید مہینے یا سالہا سال گذرے ہین کہ اوس نے اپنا منھہ دہوکر کاجل کی سیاہی کے دھبے چھوڑائے ہین - جو برف اونکے جلتے ہوئے چراغون سے پگھل کر آتی ہے وہی اونکا پانی ہے جسکو وہ ایسا عزیز رکھتے ہین کہ نہانے دہونے کے کام مین نہین لاتے - مائین اپنے بچون کو بجائے نہلانے کے بلّیون کی طرح زبان سے چاٹ چوٹ کر صاف کر ڈالتی ہین -

پوشاک

یہ لوگ ریچھ - سُوس یا اور دوسرے دریائی جانورون کو شکار کر کے اون کی بالدار کھال کا کوٹ اور پاجامہ بنا کر پہنتے ہین زیادہ جاڑے مین وہ اوسکے نیچے ایک اور جوڑا اوسی پوشاک کا پہن لیتے ہین جسکے بال یا روئین اندر کی طرف جسم سے ملے رہتے ہین - عورتین بھی اسی قسم کی پوشاک پہنتی ہین مگر اپنے بالون کا جوڑا اکے سر پر باندھ لیتی اور خوبصورتی کے لئے پیتل کی چوڑی اوسپر لگا لیتی ہین -

مکانات

آپ حیرت کرینگے کہ اون کے مکانات کس چیز کے اور کس قسم کے ہوتے ہین جس سیاح کو پہلے پہل اس جزیرہ مین جانیکا اتفاق ہوگا وہ دیکھے گا کہ بجاے مٹی - اینٹ اور پتھر کے مکانونکے

جا بجا سفید گنبد نما چھوٹے چھوٹے برف کے ٹیلے نظر آوینگے - یہی گرین لینڈ کے باشندونکے
مکانات ہین - وہ منجمد برف کی سلون اور اینٹون کے بنے ہوئے ہوتے ہین - برف کے
ٹکڑون کو چھریون سے کاٹ کاٹ کر اپنی ضرورت کے موافق اینٹین بنا لیتے ہین جنکو اوپر
تلے رکھکر ایک گنبد تعمیر کر لیتے ہین مگر اس مین دروازہ نہین رکھتے کیونکہ اوس سے ہوا اندر
گھس کر اونکا رہنا دشوار کر دیگی - لیکن زمین کے اندر ہی اندر ایک چھوٹی سی سرنگ کھود کر
اس برف کے مکان کا دروازہ وہ اتنے فاصلہ سے بنا لیتے ہین کہ جہان سے ہوا سرایت
نہ کرسکے - اسی سُرنگ مین وہ کھانا پکاتے اور سوتے بیٹھتے ہین - بچے جوان بوڑھے مرد
و عورت سب اِس تنگ و تاریک گھر مین زندگی بسر کرتے ہین -

خوراک

غذا انسان کو دو فائدے پہونچاتی ہے - ایک تو وہ محنت اور مشقت کی طاقت پیدا کرتی
ہے اور دوسرے جسم کو گرم رکھتی ہے - چربی اور دوسری روغنی چیزین جسم مین حرارت پیدا
[illegible]نے مین بڑی مدد دیتی ہین - اسی وجہ سے ایسکیمو (گرین لینڈ کے باشندے) چربی بڑے
[illegible]ت سے کھاتے ہین بارہا ایسا ہوا ہے کہ وہ اپنی شمعدان سے چربی کی بتیان نکال کر کھا
[illegible]ے ہین - اونکے شیر خوار بچے چربی کو ایسی ہی خوشی سے چوستے ہین جیسے ہندوستان
[illegible]ے بچے مٹھائی کو -

یہ انسانی خاصہ ہے کہ جہان غذا کم ملتی ہے وہان بھوک خواہ مخواہ زیادہ لگتی ہے - یہ لوگ
[illegible] کبھی شکار مین بارہ سنگھا یا پچھیا اور کوئی دریائی جانور مار کر لاتے ہین تو جا بجا ہر گھر مین چولہے
[illegible] ہوتے ہین بڑی خوشیان منائی جاتی ہین - اور ایک بڑی دعوت کا دن سمجھا جاتا ہے
[illegible]ب ملکر اودھم مچاتے اور ادھ کچا گوشت کھاتے ہین - وہ گوشت کو خوب پکا نہین سکتے کیونکہ اونکے
[illegible]ب لکڑی اور پتھر کے ہوتے ہین جو زیادہ عرصہ تک آگ پر نہین ٹھیر سکتے وہ مٹی کے برتن

بنانا نہین جانتے۔

رسم ورواج

ان لوگون کے اکثر کھیل اور تماشے بھی ہین۔ وہ گانے کے بڑے شوقین ہین اکیلے بھ
گاتے ہین اور دس دس پانچ پانچ مل کر بھی۔ ڈھول اونکا خاص باجہ ہے۔ وہ ناچتے بھی ہ
لڑکے گیند بلا کھیلتے ہین لیکن بجاے بلون کے ہڈیان استعمال کرتے ہین۔ برف پر چلانے کی خاص قس
کی گاڑیان بناتی ہین اور مثل گھوڑ دوڑ کی بازی بدکر گاڑیان دوڑاتے ہین۔ اونکی کوئی تحریری زبان نہین ہے نہ دس سے
زیادہ گنتی اونکو آتی ہے۔ وہ اپنے مردون کو دفن کرتے ہین اور کسی عزیز کی قبر کی طرف جب کبھی
اون کا گذر ہوتا ہے تو اوسپر بجائے پھولون کے گوشت کا ٹکڑا چڑھاتے ہین۔ مردہ کے سا
ایک کتے کا سر بھی دفن کر دیتے ہین تاکہ وہ مردہ کو بحفاظت بہشت مین پہونچا دے۔

مذہب

اسمین کوئی شک نہین کہ مذہب انسان کی فطرت مین داخل ہے۔ مذہب اوسکے ساتھ
پیدا ہوتا ہے۔ گرین لینڈ کے باشندون کا بھی یہی حال ہے۔ وہ گو کسی مجسم شے کی پرستش نہین
کرتے مگر یہ عقیدہ ضرور رکھتے ہین کہ اس زندگی کے بعد ہمکو ایک دوسرے عالم مین جانا ہے جہان
اپنے اعمال کی سزا و جزا پائینگے۔ اونکا اعتقاد ہے کہ ایک نیک روح جسکا نام تورنگارنگ
ہے ایسی جگہ مقیم ہے جہان کہ ہمیشہ گرمی کا موسم رہتا ہے اور مچھلیان بارہ سنگھے سوس وغیرہ
بآسانی ہاتھ آتے ہین۔ مگر اوسکی حریف ایک خبیث روح بھی ہے جو سمندر مین رہتی ہے اور
ہر وقت اُنکو نقصان پہونچانا چاہتی ہے۔ اوسکے بد اثر کے دفعیہ کیلئے وہ اپنی قوم کے مشہور ساحرون
سے تعویذ اور گنڈے تیار کراتے ہین۔ سحر و جادو پر اونکو یہانتک اعتقاد ہے کہ مریض کا علاج دوا سے
نہین کرتے بلکہ انہی ساحرون اور جادوگرون کے بھروسہ پر چھوڑ دیتے ہین۔

مترجمہ ایڈیٹر

عجائباتِ عالم

(دنیا مین سب سے بڑی چیزین)

دنیا مین سب سے بڑا نقشہ

انگلستان کا جنگی پیمایشی نقشہ ہے جو ایک لاکھ آٹھ ہزار ورقون پر بیس برس کی مدت مین تیار ہوا تھا اور جسکی لاگت مین دو لاکھ پونڈ (تیس لاکھ روپیہ) سالانہ صرف ہوئے تھے اس حساب سے اس نقشہ کی قیمت چھ کروڑ روپیہ ہوئی۔ نقشہ مذکور مین ہر ایک مکان کا صرف موقع ہی نہین بتایا گیا ہے بلکہ اُسمین ہر دروازہ۔ محراب ریلوے۔ مکانون کی انگیٹھیان اور لالٹینون کے ستون تک کا موقع درج ہے۔

دنیا مین سب سے بڑا پل

بروکلین برج ہے۔ اُسکا طول ۵۹۸۹ فیٹ ہے اور تخمینہ لاگت تیس لاکھ پونڈ (ساڑھے چار کروڑ روپیہ)

دنیا مین سب سے بڑی نہر

سوئیز ہے جسکا افتتاح ۱۶ نومبر ۱۸۶۹ء کو ہوا تھا۔ اُسکا طول ۹۲ میل عرض ۲۵ فیٹ اور لاگت کا تخمینہ ۲ کرور پونڈ (تیس کرور روپیہ) کے قریب ہے۔ اُسکے محصول کی سالانہ آمدنی تیس لاکھ پونڈ (ساڑھے چار کرور روپیہ) ہوتی ہے۔ لیکن طولانی کے لحاظ سے دنیا مین سب سے بڑی نہر چین کی شاہنشاہی نہر ہے جو طول مین ایک ہزار میل ہے۔

بنانا نہین جانتے۔

رسم ورواج

ان لوگون کے اکثر کہیل اور تماشے بھی ہین۔ وہ گانے کے بڑے شوقین ہین اکیلے بھی گاتے ہین اور دس دس پانچ پانچ مل کربھی۔ ڈہول اونکا خاص باجہ ہے۔ وہ ناچتے بھی ہین لڑکے گیند بلا کہیلتے ہین لیکن بجاے بلّون کے ہڈیان استعمال کرتےہین۔ برف پرچلانے کی خاص قسم کی گاڑیان بناتی ہین اور مثل گہوڑ دوڑ کی بازی بدکر گاڑیان دوڑاتے ہین۔ اونکی کوئی تحریری زبان نہین ہے نہ دس سے زیادہ گنتی اونکو آتی ہے۔ وہ اپنے مُردون کو دفن کرتے ہین اور کسی عزیز کی قبر کی طرف جب کبھی اون کا گذر ہوتا ہے تو اوسپر بجاے پہولون کے گوشت کا ٹکڑا چڑہاتے ہین۔ مردہ کے ساتھ ایک کُتّے کا سر بھی دفن کردیتے ہین تاکہ وہ مردہ کو بحفاظت بہشت مین پہونچادے۔

مذہب

اسمین کوئی شک نہین کہ مذہب انسان کی فطرت مین داخل ہے۔ مذہب اوسکے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ گرین لینڈ کے باشندون کا بھی یہی حال ہے۔ وہ گو کسی مجسم شے کی پرستش نہ کرتے مگر یہ عقیدہ ضرور رکھتے ہین کہ اس زندگی کے بعد ہمکو ایک دوسرے عالم مین جانا ہے جو اپنے اعمال کی سزا وجزا پائین گے۔ اونکا اعتقاد ہے کہ ایک نیک روح جسکا نام تورنگارژ ہے ایسی جگہ مقیم ہے جہان کہ ہمیشہ گرمی کا موسم رہتا ہے اور مچھلیان بارہ سنگھے سوس وغیرہ بآسانی ہاتھ آتے ہین۔ مگر اوسکی حریف ایک خبیث روح بھی ہے جو سمندر مین رہتی ہے اور ہر وقت اُنکو نقصان پہونچانا چاہتی ہے۔ اوسکے بد اثر کے دفعیہ کیلئے وہ اپنی قوم کے مشہور ساحرون سے تعویذ اور گنڈے تیار کراتے ہین۔ سحر وجادو پر اونکو یہانتک اعتقاد ہے کہ مریض کا علاج دوا نہین کرتے بلکہ انہی ساحرون اور جادوگرون کے بہروسہ پر چہوڑدیتے ہین۔

مترجمہ ایڈیٹر

عجائبات عالم

(دنیامین سب سے بڑی چیزین)

دنیامین سب سے بڑا نقشہ

انگلستان کا جنگی پیمایشی نقشہ ہے جو ایک لاکھہ آٹھ ہزار ورقون پر بیس برس کی مدت مین تیار ہوا تہا اور جسکی لاگت مین دو لاکھہ پونڈ (تیس لاکھہ روپیہ) سالانہ صرف ہوئے تھے اس حساب سے اس نقشہ کی قیمت چھہ کروڑ روپیہ ہوئی۔ نقشہ مذکور مین ہر ایک مکان کا صرف موقع ہی نہین بتایا گیا ہے بلکہ اُسمین ہر دروازہ۔ محراب ریلوے۔ مکانون کی انگیٹھیان اور لالٹینون کے ستون تک کا موقع درج ہے۔

دنیامین سب سے بڑا پل

بروکلین برج ہے۔ اُسکا طول ۵۹۸۹ فیٹ ہے اور تخمینہ لاگت تیس لاکھہ پونڈ (ساڑہی چار کرور روپیہ)

دنیامین سب سے بڑی نہر

سوئیز ہے جسکا افتتاح ۱۶ نومبر ۱۸۶۹ء کو ہوا تہا۔ اُسکا طول ۹۶ میل عمق ۲۵ فیٹ اور لاگت کا تخمینہ ۲ کرور پونڈ (تیس کرور روپیہ) کے قریب ہے۔ اُسکے محصول کی سالانہ آمدنی تیس لاکھہ پونڈ (ساڑہی چار کرور روپیہ) ہوتی ہے۔ لیکن طولانی کے لحاظ سے دنیامین سب سے بڑی نہر چین کی شاہنشاہی نہر ہے جو طول مین ایک ہزار میل ہے۔

دنیامین توپ کے نشانہ کا سب سے زیادہ فاصلہ

مشہور موجد کرپ کی توپ کا ہے جسکا گولہ ۱۵ میل کے فاصلہ تک نشانہ پر لگتا ہے۔ اُسکے گولہ کا وزن سوا ٹن (قریب ۳۵ من) کے ہوتا ہے۔

دنیامین سب سے بڑا کتب خانہ

پیرس کی نیشنل لائبریری ہے جسمین ۱۴ لاکھ کتابین۔ ایک لاکھ چھہتر ہزار قلمی نسخے۔ تین لاکہ نقشے اور ڈیڑھ لاکھ مختلف ملکون کے سکّے اور تمغے موجود ہین۔

مترجمہ ایڈیٹر

دلچسپ و مفید نکات

(مترجمہ و ملخصہ ایڈیٹر)

(الف) متعلق بہ علم ہیئت

کیا آفتاب فی الذاتہ سرد ہے؟

زمانۂ قدیم سے دنیا مین ہر قوم اور فرقہ کا آفتاب کی نسبت یہی خیال رہا ہے کہ وہ ایک کرۂ نار یا
ی گیند ہے - مگر چند عرصہ سے علماے یوروپ اوسکی ساخت اور حرارت کے متعلق بڑی بڑی تحقیقاتین
سکی ماہیت دریافت کرنے کی کوششین کر رہے ہین - ایک عالم مسٹر اسٹیون ایلین نامی نے ایک
مضمون اسپارہ مین لکھا ہے جس مین اوس نے یہ راے ظاہر کی ہے کہ آفتاب فی الذاتہ آتشی
نہین ہے - بلکہ سرد ہے اور ممکن ہے کہ اوس مین جاندار مخلوق آباد ہو - وہ کہتا ہے کہ روشنی
رارت بالراسہ آفتاب سے نہین آتی بلکہ کرۂ زمین پر اوسکی عمودوار ترچھی شعاعونکا عکس پڑ کر اور
لما کر پیدا ہوتی ہے اسکے ثبوت مین وہ دو دلیلین پیش کرتا ہے ایک یہ کہ کرۂ ارض کے سطح سے
در اوپر کیطرف بڑھتے جاؤ حرارت کم اور سردی زیادہ ہوتی جاتی ہے حتی کہ سات میل کی بلندی
رمامیٹر کے انجمادی نقطہ کے قریب پہونچ جاتی ہے اور آفتاب کا رنگ ہلکا مثل تانبے کے دکھائی
ہے - ان دونون باتون مین علماے ہیئت بھی متفق الراے ہین -

ایک نیا سیارہ

فی الحال برلن (جرمنی) کے رصدگاہ کے مہتمم ہر جی وٹ نے ایک نیا سیارہ دریافت کیا ہے

جو ہمارے کرۂ ارض سے بہ نسبت مریخ کے قریب تر ہے۔ وہ اپنی گردش ۶۰۰ دن مین یعنی مریخ سے ۸۰ دن کم مین پوری کرتا ہے۔ اسطرح سے یہ سیارہ قمر کے بعد ہمارا ہمسایہ اقرب ہے اور گو کہ وہ چھوٹا سا ہے۔ مگر جب گردش کرتا ہوا ہمارے قریب پہونچتا ہے تو چھٹے درجہ کے ستارہ کی مانند روشن نظر آتا ہے۔

(ب) متعلق بہ علم الارض

کوہ آتش فشان جنکو اسوقت تک سب لوگ پہاڑ خیال کرتے ہین۔ ایک اطالین عالم طبقات الارض کہتا ہے کہ وہ دراصل پہاڑ نہین ہین بلکہ زمین کا اندرونی مادہ حرارت پاکر پہلے زمین مین ایک سوراخ پیدا کرلیتا ہے اور پھر اوس سوراخ سے لاوا (ایک قسم کا مادہ) نکل نکل کر باہر جمع ہوتا جاتا ہے اور امتداد زمانہ کے ساتھہ بتدریج پہاڑ بن جاتا ہے مگر وہ اصلی سوراخ جسکو کریٹر کہتے ہین۔ بھر حال قایم رہتا ہے۔

دنیا کے موجودہ آتش فشان پہاڑ جو اسوقت تک معلوم ہوئے ہین ۶۷۲ ہین جن مین ۲۷۰ جاری ہین یعنی اون مین سے مادہ لاوا نکلتا رہتا ہے۔ امریکہ مین ۸۰۔ ایشیا مین ۲۴۔ افریقہ مین ۲۰۔ جاوا مین ۱۰۹۔ اور نیوزیلینڈ مین صرف ۱۲۷ میل کے رقبہ کے اندر ۶۳ پہاڑ اس قسم کے موجود ہیں

(ج) متعلق بہ علم نباتات

سونے والے درخت۔ علم نباتات کے ماہرین کو معلوم ہے کہ اکثر درخت اس قسم کے ہیں جنکی حالت رات کو بالکل سونے کے مشابہ ہوجاتی ہے۔ وہ اپنے پتون کو سکیڑ کر کلیان بند کر لیتے اور نیچے کی طرف جھک جاتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا اونگھہ رہے ہین۔ تحقیقات سے یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ قدرت نے اس تبدیل حالت سے اونکے لئے یہ فائدہ رکھا ہے کہ وہ

ضرورت سے زیادہ نمی جذب نہین کر سکتے کیونکہ اگر اونکے پتے اور پھولون کی پنکھڑیان کھلی رہین تو اوپر شبنم زیادہ پڑے اور دیر تک ٹھرے جس سے اونکے نشو ونما کو نقصان پہونچے۔
سمندری گھاس سے اب ملک فرانس مین کاغذ بننا شروع ہوگیا ہے اور بعض کارخانون مین ایسا عمدہ چکنا کاغذ تیار ہوتا ہے کہ وہ شیشہ کی جگہہ استعمال کیا جاتا ہے۔

کارآمد معلومات

یہ ثابت ہوگیا ہے کہ بائیسکل پر پندرہ میل تک ورزش کرنے مین بہ نسبت تین میل پیادہ چلنے کے کم مشقت پڑتی ہے۔
یہ حساب لگایا گیا ہے کہ اگر دنیا کے کل سمندرون کا پانی خشک ہوکر ابخرات بن کر اوڑ جاوے تو اسقدر نمک باقی رہیگا کہ ۵۰ لاکھہ میل تک سطح زمین پر اوسکی تہ ایک میل موٹی چڑھ سکتی ہے۔
دنیا مین ۷ ادہات سونے سے زیادہ قیمتی ہین۔
ساری دنیا مین سب ملکون سے زیادہ طویل العمر لوگ اسوقت سرویا (صوبہ ٹرکی) مین پائے جاتے ہین۔ اس چھوٹے سے صوبہ مین جسکی آبادی ۲۳ لاکھہ سے کم ہے ۵۷۵۔ اشخاص ایسے ہین جنکی عمر سئو برس سے زیادہ ہے۔ اسکے بعد آئرلینڈ کا نمبر ہے جہانتکہ ایسے لوگون کی تعداد ۵۷۸ ہے لیکن اوسکی آبادی صوبہ سرویا سے بہت زائد ہے۔ ملک اسپین مین ایک کرور ۷۰ لاکھہ کی آبادی مین ۴۰۱۔ اور فرانس مین ۳ کرور ۸۰ لاکھہ کی آبادی مین ۲۱۳۔ اشخاص ہین جنکی عمر سئو سال سے متجاوز ہے ۱۴۷۔ انگلینڈ اسکاٹلینڈ اور ویلس مین ۱۹۲۔ اور جرمنی مین صرف ۷۸ ہین باوجودیکہ جرمنی کی آبادی ہے پانچ کرور ہے۔ ملک ناروے مین ۲۵ لاکھہ کی آبادی مین ۲۳۔ اور سوئیڈن مین ۵۰ لاکھہ کی آبادی مین صرف ۲۰۔ ایسے طویل العمر آدمی موجود ہین۔ ڈنمارک مین اونکی تعداد صرف ۲ ہے اور سوئٹزرلینڈ مین ایک شخص بھی صد سالہ عمر کا نہین ہے۔

ملک بویریا میں پنسل بنانے کے ۲۶ کارخانے ہیں جن میں سے ۲۳ صرف ایک شہر نیوربرگ میں ہیں ان کارخانوں میں ۸۰۰۰ سے لیکر ۱۰۰۰۰ تک آدمی کام کرتے ہیں اور ہر ہفتہ ۴۳ لاکھ سیاہ اور رنگین پنسلیں تیار ہوتی ہیں۔

بند مکان میں کوئلہ کی آگ جلاکر سونا سخت مضر صحت بلکہ باعث خطرہ جان ہے۔ فی الحال بمبئی میں ایک بڑا دردناک حادثہ اسی غفلت کی وجہ سے وقوع میں آیا۔ دو مسلمان میاں بی بی قوم کے خوجے جنکی شادی کو ایک مہینہ بھی نہوا تھا اپنے مکان میں جلتے کوئلے چھوڑکر سو گئے اور ایک کھڑکی جس سے ہوا کا گذر ہوتا تھا بند کرلی صبحکو دونوں مُردہ ملے۔ ڈاکٹری تحقیقات سے معلوم ہوا کہ دونوں کی موت کوئلہ سے کاربن گاس (ایک قسم کی زہریلی ہوا) پیدا ہونے کی وجہ سے وقوع میں آئی۔ طبی قاعدہ سے بند مکان میں کوئلہ جلانے سے یہ ہوتا ہے کہ اوس مکان میں جسقدر آکسیجن (ہوائے لطیف) موجود ہوتی ہے وہ جلجاتی ہے۔ تازہ آکسیجن جو زندگی کے لیے ضرور ہے دروازہ بند ہونے کے سبب سے اندر نہیں آسکتی اور بجائے اوسکے کوئلہ سے کاربن پیدا ہوتی ہے جو ایک زہر اور انسان کے لیئے باعث ہلاکت ہے۔

ایک ہندوستانی ڈاکٹر کی رائے ہے کہ جو لوگ بدن میں تیل ملکر غسل کرتے ہیں وہ طاعون سے محفوظ رہتے ہیں۔

روس میں ایک ایسی جگہ ہے جہاں صرف عورتیں ہی رہتی ہیں۔ عورتیں ہی یہاں جج ہیں۔ عورتیں ہی مجسٹریٹ۔ عورتیں ہی پولیس۔ عورتیں ہی سوداگر۔ عورتیں ہی کاشتکار۔ عورتیں ہی صناع۔ عورتیں ہی کاریگر۔

ایجاد و اختراع صنعت و حرفت وغیرہ

کلکتہ میں ایک بابو دانشور حکیم نے پانی پر چلنے والی بائیسکل ایجاد کی ہے جسکی جانچ بہت

سے دریائے گنگا پر ہوئی۔

امریکہ مین اب مصنوعی موتی بنانے کے فن مین بڑی ترقی ہو رہی ہے۔ کانچ یا اور دوسری چیزون کے بنے ہوئے موتی ایک خاص ترکیب سے تازہ سیپیون کے اندر رکھدیے جاتے ہین چہہ مہینہ کے عرصہ کے بعد اونپر ایک چمکدار چکنی تہ چڑھ جاتی ہے اور خاصہ اصلی شکل کا موتی بنجاتا ہے۔

ایک امریکن موجد نے ایک نئی قسم کی توپ ایجاد کی ہے اور امید کیجاتی ہے کہ اس جدید صدی کے لیے نہایت عمدہ ہوگی یہ جدید توپ بیس میل سے ایک ہزار میل تک گولہ چلا سکتی ہے اور ہر شخص نہایت بیباکی سے گولہ چلا سکتا ہے اور اسکی جان کا کوئی خوف نہوگا اور جس مقام پر گولہ جائیگا وہان معلوم بہی نہوگا کہ کس جانب سے آتا ہے۔

مہاراجہ صاحب گوالیار نے دو نوجوان ہندوستانیون کو حرفتی فنون کے سیکھنے کے لیے جاپان بہیجا ہے۔ ان مین سے ایک نے معدنیات کو اپنا سبجکٹ مقرر کیا ہے اور دوسرا کمسٹری کی تعلیم کے لیے ٹوکیو کے شاہی دار العلوم مین داخل ہوا ہے یہ شیشہ سازی کا فن سیکھیگا۔

منچسٹر مین ایک علیحدہ یونیورسٹی قایم کرنیکی سرگرم کوشش ہو رہی ہے جس مین تجارتی علوم کی اعلی ڈگریان دیجاوینگی۔ اسکے لیے ۳۵ لاکہہ روپیہ جمع کیا جائیگا۔ مسٹر چیمبرلین کی رائے ہے کہ ترقی تجارت کے لیے اوسکی بیحد ضرورت ہے۔

دہلی مین ایک ٹیکنکل اسکول (مدرسہ صنعت و حرفت) جاری ہونیوالا ہے جس سے امید کیجاتی ہے کہ ملک کو بڑا نفع پہونچیگا۔

متفرق علمی نوٹس نصیحت وغیرہ

لکھنو کے ڈاکٹر فہرر صاحب نے چہہ سات برس کی تحقیقات کے بعد اس امر کو بخوبی ثابت کر لیا ہے کہ بودہ مذہب کا پیشوا گوتم بودہ جو حضرت عیسیٰ سے ۵۵۷ برس پہلے گذرا ہے نیپال کی ترائی

مین پیدا ہوا تہا - صاحب موصوف نے راجہ اشوک کے دو فرمان جو پڈیریا اور نگلسیوا کے سنگی ستونون پر مگدہی زبان مین کندہ ہین پائے جو سنہ ۲۵۰ ق م کے کندہ کئے ہوئے ہین - یہ دونون ستون ترائی نیپال مین واقع ہین اور ان مقامات کے قریب زمین کہودنے سے بہت سی متبرک چیزین بودہ کی دستیاب ہوئین -

انگلستان مین علم کی یہ قدر ہے کہ لارڈ رابرٹس صاحب سابق کمانڈر انچیف کی کتاب (۴۱ سالہ ملازمت ہند) سال بہر مین ۳۴ بار چہپ چکی ہے اور ابتک اوسکی ڈیمانڈ (مانگ) برابر جاری ہے -

لارڈ کرزن کی جدید کتاب عنقریب شایع ہونیوالی ہے جس مین حالات سفر کشمیر و افغانستان درج ہین

مہاراجہ صاحب بنارس نے بڑی فیاضی سے بورڈ آف ٹرسٹیان ہندو کالج بنارس کو ایک قطعہ اراضی دی ہے تاکہ اوسپر کتب خانہ اور بورڈنگ ہوس تیار کیا جاوے -

اہل ایران کے لیے یہ امر فخر و مباہات کے قابل ہے کہ امسال امتحان بی - اے مین ایک ایرانی طالب علم مرزا عبد الحسین خان کاشانی تمام بمبئی پریسیڈنسی مین اول درجہ مین پاس ہوئے

ڈاکٹر کیدار ناتہہ دت ایم - بی جنہون نے حال مین کلکتہ مین قضا کی مختلف مشرقی و مغربی زبانین جانتے تہے - انگریزی فارسی لاطنی فرانسیسی اُردو مین اونکی معلومات عالمانہ تہی -

مولوی رفیع الدین صاحب ساکن پونہ حال مقیم لنڈن نے رسالہ نین ٹینتہ سنچوری مین ایک اعلی درجہ کا مضمون شایع کیا ہے جس مین اونہون نے محمدن یونیورسٹی کے قیام اور فائدے کی تائید مین مدلل رائے دی ہے -

انگلستان کے اکثر عالی حوصلہ اور روشنضمیر عیسائی بہی محمدن یونیورسٹی کے مؤید ہین -

گورنر مدراس نے اپنی ایک اسپیچ کے دوران مین بیان کیا کہ ہندوستان کی یونیورسٹیون سے موجودہ طریقہ تعلیم سے کوئی کامیابی حاصل نہین ہوتی اونکی رائے ہے کہ نصاب تعلیم بدلا جائے اس سے بہی محمڈن یونیورسٹی قایم کیے جانیکی ضرورت ثابت ہوتی ہے -

قیمتی باتین

۱- پروردگار عالم کو پہچاننا اور اوسکے حق کی نگاہ رکہنا اور اوسکی طرف رجوع لانا سب سے مقدم امر ہے۔

۲- نور حقیقی وہ ہے جسکا ہر جا ظہور ہے اور جسکی جانب ہر ایک کو رجوع ہے۔

۳- نور کی حقیقت سے وہ عالم نہین ہو سکتے ہین جو اسباب ظاہری کو دیکہتے ہین کیونکہ راز پنہان پانے کو یہ ظلمت ہے۔

۴- جوہر وہ ہے جو قایم بالذات ہے اور عرض وہ ہے جو قایم بالغیر ہے۔ جو اسکی حقیقت کو سمجہے وہ انسانیت کا شرف پاوے۔

۵- واجب التسلیم یہ امر ہے کہ خدا برحق ہے اور حاضر و ناظر اور محافظ ہر ایک کے جسم و جان کا ہے۔

۶- حق کے سواے دوسرے کو سجدہ مت کرو کہ ایک وہ جا و داتی اور سب فانی ہے۔

۷- حاکم حقیقی کے حکم مین ہرگز خطا نہین۔ اور اوسکے دربار مین سفارش کی جا نہین کہ وہ خود عادل رحیم عالم الغیب غرضکہ جملہ صفات سے موصوف ہے۔

۸- پیر ہو یا فقیر۔ مرشد ہو یا مشیر سب ہی محتاج اور پروردگار عالم کی نعمت کے خواستگار ہین۔

نصیحت

بڑے ہے یہ عمر جہان تک اوسیقدر ہے کم
رہے ہے ہر اک کو درازی عمر کا ہی غم

مگر یہ حسرت و افسوس ہے کہ عمر گران
نہین ہمیشہ کوئی دم کے ہین یہان مہمان

اگرچہ پہول ہے دلبند دلربا خوش رو
نہین ہمیشہ مگر اس جہان مین اوسکی بو

نہین بیان کی حاجت کہ بیوفائی دہر
چہپی نہین کہ یہ ہے مار آستین پر زہر

چلی ہے باد بہاری وہ کونسی کہ خزان
نہ لاے بعد مین اوسکے جہان مین اپنا نشان

اگر تمام ممالک زمین کے پاے تو
ہر ایک ملک کے حاکم پہ غالب آئے تو

تو سب عروج ہے یہ بلبلہ ہے پانی کا
ابہرتا اور ہے مٹتا جو آن مین آ

لگا نہ دل کو تو اس کاروان سرا پہ صفی — کہ گھر بنائے مسافر نہ راستے پہ کبھی

ہمیشہ سایہ کی مانند موت ہے درپے — نہ بھول یاس پہ کہ اب وقت کامرانی ہے

وہان تو کام نہ کچھہ لن ترانی آتی ہے — خودی بڑائی نمایش نہ اوسکو بھاتی ہے

عمل کو پوچھتے ہین وہان ریا کا کام نہین — نہ بود ہے نہ نمایش غرض کا نام نہین

نجات ہے تو اسی مین ہے بےنشان ہوجا — ادب سے لب پہ لگا مُھر بےزبان ہوجا

اوٹھا نیاز کا ہاتھہ اوسکے درپہ بھر نیاز — وہ بےنیاز تو ہے۔ ہے مگر غریب نواز

اگرچہ پند بہت کارگر مگر ہے وہان — کھلا ہے گوش ارادت پے سماع جہان

سخن سے پہلے محل دیکھو امتحان کرو — اگر ہے قابل نکتہ تو پھر بیان کرو

یادگاری واقعات

اگرچہ ۱۸۹۸ء کو لوگ عموماً بُرا بھلا کہہ رہے ہین مگر اوسکا اخیر مہینہ (دسمبر) تو ایسی خوشی خورمی اور خیر و خوبی سے گذرا ہے کہ ہمکو انگلستان کے مشہور شاعر شیکسپیر کے ساتھہ ہمزبان ہوکر بیساختہ یہی کہ پڑتا ہے کہ "جسکا انجام ہوا چھا اوسے اچھا سمجھو"

اس مہینہ مین کرسمس ڈے (بڑے دن) کی پرجوش خوشی اور مسرت جو ہمارے عیسائی دوستون کو ہوا کرتی ہے اوسکو جانے دیجئے کیونکہ وہ تو ۱۹ سو برس کی مداومت سے ایک قومی تقریب بنکر اونکی لائیف کا جزلاینفک ہوگئی ہے مگر دوسری تقریبات پر نظر ڈالئے جو ہمارے بعض والیان ملک کی مسند نشینی اور عطاے خطابات کے متعلق اور مختلف قومی جلسون کی صورت مین ظہور پذیر ہوئین تو بے اختیار یہی کہنا پڑیگا کہ ۱۸۹۸ء کا ماہ دسمبر ایسا گذرا ہے جو صفحہ تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہیگا۔ ان تقریبون اور جشنون کے تفصیلی حالات کی نغمہ سرائیان تو ہمارے ملکی اخبار دل کھول کر کرچکے ہین اسلئے ہم صرف مجملاً اونکا ذکر کرینگے۔

تاریخ ۳ دسمبر کو پالن پور مین ایک بڑا عظیم الشان دربار ہوا جس مین ہز ہائنس نواب شیر محمد خان

صاحب بہادر کی رسم عطاے خطاب جی۔سی۔آئی۔ای۔ خود حضور لارڈ سینڈہرسٹ گورنر بمبئی مع اسٹاف کے پالن پور تشریف لاکر بہ نفس نفیس ادا فرمائی۔ جناب محتشم الیہ نے خود اپنے دست مبارک سے حضور نواب صاحب کو طلائی ہار پہنایا اور کمشنر احمد آباد نے تمغہ زیب تن کیا۔ اس جلسہ مین بیشمار یورپین ولیڈی صاحبان و دیسی روسا و شرفا موجود تھے۔ یہ ریاست ہمیشہ سے مہمان نوازی مین مشہور ہے اس موقع پر بھی کوئی دقیقہ خاطر تواضع مہمانان مین فروگذاشت نہین ہوا۔ نواب صاحب ایک رحمدل دیندار سخی اور رعایا پرور رئیس ہین۔ اونکی ہردلعزیزی کی یہ بیّن دلیل ہے کہ اس اعزاز کی خوشی مین ریاست کے مختلف قوم اور فرقہ کے لوگون نے اظہار مسرت مین متعدد جلسے کیے اور تہنیت نامے گزرانے جنکا جواب حضور معلی کیطرف سے دیوان ریاست اور میر منشی سید گلاب میان صاحب نے نہایت فصاحت سے دیا۔

تاریخ ۱۴ دسمبر کو رتلام مین جناب کرنیل بار صاحب ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے ایک خاص دربار منعقد فرما کر گورنمنٹ حضور ملکہ معظمہ کی طرف سے ریاست کے کلی اختیارات مہاراجہ سجن سنگھ جی صاحب کو عطا فرمائے۔ مہاراجہ صاحب موصوف راجکمار کالج کے تعلیم یافتہ ہین اور ہندی و انگریزی ن کامل استعداد رکھتے ہین۔

۱۶ دسمبر تو گویا اقتران السعدین کی تاریخ تھی۔ ادہر جبکہ فرید کوٹ مین جلندہر کے کمشنر مسٹر اندرسن احب ہزہائنس مہاراجہ بالبیر سنگھ بہادر کی رسم مسند نشینی گورنمنٹ کی طرف سے ایک عظیم الشان بار مین ادا کر رہے تھے جس مین مہاراجہ صاحب پٹیالہ۔ رانا صاحب دہولپور۔ کنور سری رنجیت سنگھ جی احب مشہور رکر کیٹر شریک تھے ادہر ملک راجپوتانہ کی ریاست بیکانیر مین حضور مسٹر مارٹنڈیل صاحب بلعزیز ایجنٹ گورنر جنرل بہادر ریاستہاے راجپوتانہ مہاراجہ دہراج سری گنگا سنگھ جی صاحب کو ست بیکانیر کی گدی پر مسند نشین اور سرکار انگلشیہ کی طرف سے کامل اختیارات تفویض ہے تھے۔ یہ دونون نوجوان تعلیم یافتہ بیدار مغز رئیس ہین جنکی ذات سے امید ہے کہ رعایا بڑی آسایش ملیگی اور ہر قسم کا فائدہ پہونچیگا۔

اسی دسمبر کے اول ہفتہ مین آنریبل مسٹر اسٹریچی کے عہدہ چیف جسٹی ہائیکورٹ الہ آباد پر رونق افروزی کو بھی خواہان قوم محمدن کالج علیگڈہ کے حق مین ایک نیک فال سمجھتے ہین کیونکہ صاحب موصوف کو مدرسہ کے ساتھ ہمیشہ سے خالص ہمدردی اور دلچسپی ہے۔

اسی مہینہ کے اخیر ہفتہ مین کلکتہ مین ہمارے ملک کے اکثر روسائے نامدار و امرا سے باوقار کا بڑا مجمع ہوا حضور پرنور جناب نواب صاحب والی رامپور اور مہاراجہ صاحب کشمیر۔ پٹیالہ۔ گوالیار وغیرہ کی علاوہ ایک حیدرآبادی ڈپوٹیشن بہی بصدارت عالیجناب نواب سر خورشید جاہ بہادر حضور نظام خلد اللہ ملکہ کیطرف سے لارڈ ایلگن کو رخصت اور لارڈ کرزن کا خیر مقدم ادا کرنے کی غرض سی کلکتہ پہنچا

قومی جلسون کے اعتبار سے بہی دسمبر کا اخیر ہفتہ یادگار رہیگا۔ ۲۸ دسمبر کو لاہور مین محمدن ایجوکیشنل کانفرنس اور دہلی مین ویش کانفرنس کے اجلاس بڑی دہوم دہام سے شروع ہو کر کئی روز تک رہے۔ میرٹھ مین آریہ سماج۔ مظفرپور مین کایستہ کانفرنس۔ اور مدراس مین سوشیل کانفرنس اور نیشنل کانگریس کے اجلاس بڑی شد و مد سے ہوے جن کے تفصیلی حالات اخبارات مین چہپ چکے ہین۔

لیکن دنیا مین شادی و غم توام پیدا ہوئے ہین۔ فی الواقع

درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش است		زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است

اسی مہینہ مین بعض حادثات بہی ایسے جانگداز وقوع مین آئے جن سے لوگونکے دل ہل گئے آگرہ مین ۵ دسمبر کو راے بہادر سالگ رام سابق پوسٹماسٹر جنرل ممالک مغربی و شمالی کے انتقال سے جسقدر رنج صدمہ ہوا شرح تحریر مین نہین آسکتا۔ راے صاحب موصوف ایک بڑے صوفی فقیر دوست آدمی تہے جنکی ذات سے ہزارہا لوگ فیضیاب ہوتے تھے وہ جوگ فلاسفی مین صاحب کمال تھے اور مولانا روم کی مثنوی شریف کو تو گویا اونہون نے اپنا تصوفی کا دستور العمل بنا رکہا تہا انہون نے صرف اپنی پبلک خدمات مین شہرت اور نمود حاصل کی تہی بلکہ فی الواقع صدہا ملکی تعلیم یافتونکی پرورش بہ حیثیت ذات انکے عہد ملازمت مین ہوتی رہی

چنانچہ اسوقت تک اونکے ہزارہا چیلے اور مرید بڑے بڑے عہدونپر ممتاز ہین۔ اونھون نے ملازمت سے کنارہ کرکے عزلت نشینی اختیار کی تھی اور ہر وقت سادہوون کی صحبت رہتی تھی اور اپنی آمدنی اور پنشن کا روپیہ انھی لوگون مین صرف کرتے تھے۔ ایسے لوگ اب کہان پیدا ہوتے ہین انھی کی نسبت تو حکیم سنائی کے مشہور قطعہ کا یہ شعر صادق آتا ہے

قرن ہا باید کہ تا یک کودکے از لطف طبع	عاقل کامل شود یا فاضل صاحب سخن

ا دسمبر کو مہاراجہ سر لکھمیشر سنگھ بہادر والی دربھنگہ نے قضا کی جو بنگال مین ایک بڑے خاندانی فیاض اور خدا ترس رئیس تھے۔ آپ کا تعلق اوس خاندان سے تہا جسکے بزرگ نامی مہیش نے شاہنشاہ اکبر کے عہد مین دربھنگہ راج اور راجہ کا خطاب حاصل کیا تھا۔ آپنے رفاہ عام کے مین کرورہا روپیہ صرف کیے۔ کلکتہ کے اخبار اسٹیٹسمین نے بالکل سچ لکھا ہے کہ "ہندوستان بڑا بھاری رئیس اور اہل ملک کا ایک لاثانی محب قوم اس جہان سے چلدیا"۔ مہاراجہ صاحب کی ۴۲ سال کی تھی۔ اونکے پبلک کام ہمیشہ اونکے نام کو زندہ رکھینگے

برین رواق زبرجد نوشتہ اند بہ زر	کہ جز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند

کے لارڈ بشپ گورنمنٹ ہند کے فنانس سکرٹری مسٹر اسٹیفن جیکب۔ اور بمبئی کے پارسیون کے شاہنشاہی کے دستور معظم شمس العلما پشتن جی بہرام جی سنجانا کی اموات بھی اس مہینہ کی جانگداز حادثات سے ہین

ایڈیٹر

ریویو

ا۔ کتاب بحر الحیات

یہ کتاب ازالہ ہیضہ وبائی مین حکیم اصغر علی صاحب کی تالیف ہے جو فیروزآباد کے مشہور حکیم میر علی طبیبا مرحوم کی ہین۔ ہندوستان مین ہر سال اس کمبخت موذی مرض مین ہزارہا بندگان خدا مبتلا ہوتے ہین جن مین سے اوقات ۷۰ – ۸۰ فیصدی تک جان بحق ہو جاتے ہین۔ مولف نے اس کتاب کو نہایت سلیس اردو ما ہے اور ہیضہ کے اقسام۔ علامات و اسباب۔ و علاج کا بیان نہایت شرح وبسط کے ساتھ حسب اصول

یونانی کیا ہے اور جابجا اطبا ے متقدمین کے اقوال کا حوالہ بھی دیدیا ہے۔ حفظ ما تقدم کے طریق پر اصلاح ہوائی وبائی کیلئے دہ وہ سہل اور آسان تدبیرین تبلائی ہین کہ اگر اونپر عمل کیا جاوے تو ہزارہا جانین اس مہلک مرض سے محفوظ رہ سکتی ہین یہ کتاب مطبع حسینی آگرہ مین بہت صاف اور واضح ۴۴ صفحے پر چھپی ہے قیمت ۱۰ محصولڈاک ا رکتاب کی خوبی اور فائدے کے لحاظ سے بالکل کم ہے۔ درخواست کرنے پر مولف سے ونیز دفتر ادیب سے مل سکتی ہے۔

۲۔ رسالہ بصائر

یہ ایک ماہواری اسلامی رسالہ ہے جو دفتر فلکی اینڈ سن چاول منڈی چوک کانپور سے باہتمام مولوی بقا حسین خان فلکی منجم عالیجاہی شایع ہوتا ہے۔ اوسکے مقاصد یہ ہین :۔ اسلامی فرقونکے باہمی نزاعات کو شایستہ عنوان سے دور کرنا، اون کو ترقی کی شاہراہ پر لگانا، صنعت وحرفت کی ضرورت پر بحث کرنا اور اونکے مفید تدابیر بتلانا۔ کیمیا، احراق تصعید، خضاب، تریاق، عرق وغیرہ کی نادر ترکیبین بتلانا۔ عملیات وتعبیرات وفلکیات یعنی تاثیر کواکب وغیرہ کے مفید ہونے پر بحث کرنا اور اس امر کا اظہار کہ شریعت اسکی کہان تک اجازت دیتی ہے اور جھوٹے شعبدہ باز فقیرون نے اسے درجہ غلط بحث کیا ہے۔

قطعات و نام تاریخی ولادت وتعمیرات وتصنیفات و وفات و مقابر و مساجد بھی فرمایش درج ہوتے ہین۔

ابتدائی نمبر مین دو بشارتین درج ہین اول یہ کہ ندوۃ العلما کے ساتھ تیدالٰہی ہوا بشارت دوم تفسیر حمعسق وسلاطین اسلام سے متعلق ہے۔ اخیر کے دو صفحون مین ا کے بعض نو مسلمون کے مختصر حالات تحریر ہین۔ رسالہ کی قیمت عصر سالانہ ہے فقط

توسیع اشاعت ادیب

جو صاحب اس خیال سے کہ ایسے عظیم الشان کام کی کامیابی کل افراد قوم و ملک کی قوت متحدہ پر منحصر ہے ادیب کی اعانت فرما کر خریدار بہم پہونچاوینگے اونکے نام نامی شکریہ کے ساتھ بطور محبان قوم و معاونان رسالہ کے درج کیے جاوینگے۔

ملک کے مشہور مضامین نگار

جو مضامین ادیب کے لیے عنایت فرماوینگے وہ شکریہ کے ساتھ طبع کیے جاوینگے۔ اگر کوئی صاحب کسی خاص مضمون کے لیے نقد معاوضہ چاہینگے وہ بھی مضمون کی حیثیت اور عمدگی کے لحاظ سے ادیب کیطرف سے پیشکش کیا جائیگا مگر شرط یہ ہے کہ وہ مضمون کسی دوسرے اخبار یا رسالہ مین اونکی طرف سے شایع نہوا ہو معاوضہ کا تصفیہ پرایویٹ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے۔

مصنفون اور مطبع والونکو مژدہ

ادیب کا ایک بڑا مقصد یہہ بھی ہے کہ ملک مین قابل قدر کتابونکی اشاعت مین کامل مدد دیجاوے تاکہ بجاے گندہ ناولون اور فضول قصے کہانیون کے اردو خوان پبلک مین علم ادب۔ تاریخ۔ علوم و فنون کی کتابونکے مطالعہ کا عام شوق پیدا ہو اسلیے جو صاحب ہمکو کسی جدید تصنیف یا تالیف سے اطلاع دینگے ہم اوسکی اشاعت مین بشرطیکہ وہ قابل قدر ہو ہر طرح سے مدد دینگے۔

تاجرون کو اطلاع

ادیب مین تجارتی اشتہارات بھی چھپ سکتے ہین اور چھپے ہوے اشتہارات بھی اوسکے ساتھ تقسیم ہو سکتے ہین بشرطیکہ وہ تہذیب کے دائرہ سے خارج نہون۔ اُجرت کا تصفیہ باہمی ہو سکتا ہے۔

ہمعصرونسے ا[illegible]

ادیب کا پہلا نمبر بعض ہمعصرون [illegible] بسا دللہ روانہ کیا جاتا ہے اگر [illegible] اپنے پرچے روانہ فرماوین ورنہ غیر حاضری معاف ہو فقط

✻

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

جلد ۱	بابت ماہ فروری ۱۸۹۹ء	نمبر ۲

فہرست مضامین

زیر ایڈیٹری سید اکبر علی اکبرآبادی

سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپکر

مقام فیروزآباد ضلع آگرہ سے شائع ہوا

مقاصد

دیب جو ہندوستان بھر مین اپنی خاص طرز کا ایک بالکل جدید
علمی میگزین ہی عمدہ کاغذ کی پچاس صفحے پر مہینے مین ایکبار شایع ہوا
ریگا پولٹیکل معاملات سی مطلق بحث نہ کیجایگی۔ کیونکہ وہ اخبارات
کے لیے موزون ہین نہ کہ ایک علمی رسالہ کیلئے۔ اوسکی بڑی
غرض یہ ہے کہ ملک مین اعلی لٹریچر کا مذاق پیدا کیا جاوی اور
مغربی فلسفہ و نیچرل سائنس کی جو حملے آجکل مذہب پر ہو رہے ہین
وقتاً فوقتاً اونکی تردید خود یورپ کے مستند عالمون اور مشہور فلاسفرون
کی تصانیف و اقوال سے کیجاوے اور ناظرین کیلئے علوم و فنون
تاریخی واقعات اور کار آمد معاملات کا ایک مفید اور دلچسپ ذخیرہ
فراہم ہو۔ اوسکی ترتیب مین مضامین مندرجہ ذیل کا لحاظ رہیگا
گو یہ ضرور نہین ہی کہ ایک ہی پرچہ مین سب مضمون آجاوین

۱- ولایت کے نامی میگزین اور رسالون کے آرٹکلون کی ترجمے۔
۲- فلسفہ۔ اخلاق۔ تاریخ طب۔ طبعیات۔ تمدن۔
معاشرت۔ صنعت و حرفت۔ تجارت کے متعلق مضامین۔
۳- والیان ملک اور ہر قوم کے مشاہیر کے تذکرے۔
۴- دنیا کے بڑے بڑے شہرون کی مشہور عمارتون کا ذکر۔
۵- نامور سیاحونکی سیر و سیاحت اور مختلف ملکون کے
باشندون کے رسم و رواج کے متعلق دلچسپ حالات۔
۶- مہینے بھر کے اخباری یادگاری واقعات۔
۷- نیچرل نظم۔
۸- کسی مضمون پر اعلی لٹریچر کا نمونہ۔
۹- نامی اُردو اخبارون اور رسالونکے اعلی مضامین کا اقتباس
۱۰- کتب مفید و تصانیف جدید پر ریویو۔

اس رسالہ مین علاوہ اور امور کے بعض باتین بڑی مفید و کار آمد
ہونگی مثلاً ایک یہ کہ اوسمین ہر مہینے کے اہم یادگاری واقعات درج
ہوا کرینگے جو سال تمام کے بارہ پرچون مین یکجا کتاب کی صورت
مین فراہم ہوکر اوس سال کے واقعات کی ایک مکمل تاریخ کا
حکم رکھین گے جسکے نشان و حوالہ دینے کی ضرورت ہر زمانہ
مین ہوا کرتی ہی دوسرے یہ کہ اوسکی ایک حصہ مین علاوہ ولایت کے
میگزین و رسائل کے ترجمونکے چیدہ چیدہ مضامین اُردو کی نامی
اخبارات و رسائل سے منقول ہوا کرینگے اس طریقہ سے ہمارے
ہمعصرونکے وہ منتخب مضامین جو اونکی اعلی درجہ کی علمی قابلیت
محققانہ رائے اور پاکیزہ خیالات کا نتیجہ ہوتے ہین لیکن پڑھنے
کے بعد اخبارونکے ساتھ بیدردی سے ردی کی حوالے کر دیے
جاتے ہین معرض تلاف سی نکلکر ادیب کے صفحون مین
جسکی سالانہ جلد بندی بآسانی ہوسکیگی ہمیشہ کیلئے محفوظ رہین گے

ضوابط

۱- قیمت عام مشتریونسے مع محصولڈاک للعہ سالانہ یا ۸ ششماہی
مقرر ہے۔ چھہ ماہ سے کم مدت کیلئے یا بلا طلب و بغیر وصول پیشگی
رسالہ کسی کے نام جاری نہو سکیگا۔
۲- امرا اور رؤساے عظام سے امتیازی قیمت عہ سالا[نہ]
رکھی گئی ہے لیکن اگر کوئی صاحب نمبر ۱ کی شرح سے خرید[نا]
چاہینگے تو اونکی خدمتین اوسی شرح سے رسالہ بلا تامل روانہ کیا [جائیگا]
۳- والیان ملک سے عہ سالانہ مقرر ہے۔
۴- کل درخواستین مع منی آرڈر یا باجازت ویلیو پی ا[یبل]
اس نشان سے آنی چاہئین۔

سید اکبر علی اکبرآبادی ایڈیٹر رسالہ ادیب
مقام فیروزآباد ضلع آگرہ

نوٹ

ادیب کے مضامین مین اس بات کا خاص لحاظ کیا [جائیگا]
کہ عبارت ایسی صاف۔ سلیس۔ مغلق اور کٹھن الفاظ سے
پاک۔ اور عام فہم ہو کہ معمولی لیاقت تک کے آدمی جو اُردو مین
بھی دستبرد رکھتے ہون ہر مضمون کو آسانی سے سمجھ سکین۔ ف[قط]

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

جلد ۱	بابت ماہ فروری ۱۸۹۹ء	نمبر (۲)

ادیب کی قدردانی

ادیب کو گلشن ہستی مین قدم رکھتے ہی گلچینان معانی نے جس غیر متوقع قدردانی اور شفقت کی نگاہون
سے ہاتھون ہاتھ لیا اوس سے ہمکو قوی امید ہوگئی کہ اُسکا نخلِ مراد ایک قدردان پبلک کے فیض آبیاری کر
بت جلد نشو و نما پاکر سرسبز اور بارآور ہوگا۔ ہندوستان کے ہر حصہ کے معزز اُردو خوان پبلک نے **ادیب**
ل جو قدر کی ہے۔ وہ اخباری دنیا مین شاید پہلی نظیر ہے۔ قدردان خریدارون کے علاوہ ملک کے مشہور
لمال انشاپردازون۔ مصنفون اور بعض ناموروذی وقعت اخبارون نے جو قیمتی رائین ادیب
ہ نسبت ظاہر فرمائی ہین اونہون نے ہماری ہمت اور حوصلہ کو بیحد بڑہا دیا۔ اگر یہ کل رائین تفصیلاً لکھی جاوین
ونکے لیے شاید **ادیب** کا ایک پورا نمبر بھی کافی نہوگا اسلیے ہمنے اونکا ضروری انتخاب پرچہ ہذا کے اخیر مین شکریہ کے ساتھ
لیا ہے۔ سحبان الہند **نواب محسن الملک** بہادر۔ حسان الہند شمس العلما مولوی حافظ **نذیر احمد** صاحب۔
یکسپیر ہند مولوی **خواجہ الطاف حسین صاحب حالی** نے جن الفاظ مین اس ناچیز رسالہ کی نسبت اپنے
ہبا خیالات ظاہر فرمائے ہین یہ اونکی محض قدر افزائی ہے ورنہ من آنم کہ من دانم ادیب اپنے تئین ہرگز
قابل نہین سمجھتا۔ بعض معزز اخبارون نے معاصرانہ ہمدردی سے ادیب کا ریویو اپنے قیمتی صحایف مین جن
ہ قدر الفاظ مین شایع فرمایا ہے وہ خاص شکریہ کے مستحق ہین اونمین سے ہمعصران مندرجہ ذیل کا شکریہ ہم

تہ دل سے ادا کرتے ہین۔

اودہ اخبار۔ روزانہ دہلی۔ چودھوین صدی۔ راجپوتانہ گزٹ۔ حبل المتین کلکتہ۔ ریاض الاخبار۔ سول وملٹری نیوز۔ مفید عام۔ انیس ہند۔ نیر اعظم۔ جنرل وگوہر آصفی۔ مخبر دکن۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ادیب کا تجویزی اعلان ماہ دسمبر مین شایع ہوا تھا اور اوسکے شایع ہوئے کچھ دن ہی گذرے تہے کہ نہایت عجلت کے ساتھ ماہ جنوری مین پہلا نمبر چھپکر تقسیم بہی ہوگیا۔ ہمارے بعض دوست مایوسانہ الفاظ مین ملک کی ناقدری کی مہیب صورت پیش کرکے ہمکو ڈراتے تہے کہ ادیب کی اشاعت قبل ازوقت ہے ابھی ملک مین اس قسم کا مذاق ہی پیدا نہین ہوا۔ نوجوان تعلیم یافتہ پارٹی رینالڈ اور زولا کے گندہ ناولون اور جہوٹے قصے کہانیون پر فریفتہ ہورہی ہے بہلا وہ ان علمی رسالون کی طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھنے والی ہے؟ اگرچہ ہم اور بعض ہمارے ہم خیال یونیورسٹی کے پختہ کار گریجویٹ یہی جواب دیتے تہے کہ ابھی اردو خوان پبلک کے خیالات ایسی پستی کے درجہ کو نہین پہونچے ہین کہ اونکے لیے کوئی دماغی تفریح کا سامان مہیا کیا جائے اور وہ متوجہ نہون اونکے لیے کوئی اعلی لٹریچر کا خوشنما اور دلفریب باغ لگایا جاے اور وہ اوسکے گلہاے رنگارنگ سے دامن شوق نہ بہرین۔ غرض کچھ تو اس خیال سے اور کچھ اس الزام کو رفع کرنیکی غرض سے کہ یونیورسٹیو نکے تعلیم یافتہ مدرسہ کی تعلیم سے فارغ ہوجانے کے بعد اپنے علوم محصلہ سے اپنے ملکی بہائیون کو فائدہ پہونچانے کی کوئی کوشش نہین کرتے ہمنے اللہ کا نام لیکر اور دل مین یہ ٹہانکر کہ ہرچہ بادا باد ماکشتی درآب انداختیم ادیب کو فوراً جاری کرہی دیا۔ ہم خدا کا ہزار ہزار شکر کرتے ہین کہ ادیب کی قدردانی اسوقت تک جس جوش اور اشتیاق کے ساتھ ہندوستان کے ہر حصہ کی پبلک نے کی ہے اوس سے ہمارے بعض دوستون کے مایوسانہ خیالات کی تردید اور ہماری راے کی حد سے زیادہ تائید ہوتی ہے۔ ہم یہ عام قدردانی دیکھکر بلا مبالغہ کہ سکتے ہین کہ اگر اسوقت ملک مین ادیب جیسے چار رسالے بہی اور جاری ہوجاوین تو پبلک دل وجان سے اونکی قدر کرنے کو تیار ہے لیکن جیسا کہ ہم پہلے نمبر مین ظاہر کرچکے ہین یہ ضرور ہے کہ پہلے اپنے تئین قابل قدر بنائین پہر پبلک سے قدردانی کی امید کرین یعنی فرسٹ ڈیزرو اینڈ دین ڈیزائر کے قیمتی اصول کو ہمیشہ مد نظر رکہین۔ فقط

ایڈیٹر

نیچر (آفرینش عالم)

(نمبر ۲ آگ)

(ایک اعلیٰ درجہ کا لطیف اور اچھوتا مضمون خاص ادیب کے لیے)

ادیب کے لیے نیچر پر مین نے مضمون نگاری اربعہ عناصر سے شروع کی ہے پہلا مضمون عنصر ہوا پر
کا ہون دوسرا مضمون عنصر آگ پر لکھتا ہون۔

لہ جلشانہ نے اپنی مخلوق مین اپنی صفات کی نشانیان عجب حیرت انگیز ادا سے دکھائی ہین
ان ان نشانیون کو ذی نشان سمجھ کر اپنا معبود بنا تا ہے۔ حقیقت تک عدم رسائی کی وجہ سے
ی بالکل محو ہو جاتا ہے۔ ہندؤن کی ازلی الٰہی کتاب وید مین آگ (اگنی) کا بیان دیکھو تو تمکو معلوم
وہ ایک نشان کبریائی دکھا رہی ہے معبود بنی بیٹھی ہے۔ آدمیون کو اپنا بندہ بنا کر پوجا کرا رہی ہے
نی کی صفت سے اُسکی ذات موصوف ہو رہی ہے (یہ وہ صفت ہے کہ اللہ ہی کی ذات سے
ص ہے) اسکی ذات کی نسبت وہ نکتے اور اسرار بیان ہو رہے ہین کہ اُن کے سمجھنے کے لیے
سے اعلیٰ درجہ کی ذہانت کی ضرورت ہے۔ یہ مثل کہ آگ مین موتو یا مسلمان ہو ایسے محل پر بولی جاتی
جہان ہر طرح سے کام کرنے مین بُرائی ہی بُرائی ہو۔

گ ہندؤن کی معبود ہے اگر اسمین مُوتے تو نرک مین پڑے مسلمان ہو تو جہنم مین جاے۔ دونون
سے خرابی ہی خرابی ہے۔ آگ ہندؤن کی ایسی معبود ہے۔

زردشتیون کی کتابون مین آگ نور الٰہی کا ظہور دکھا رہی ہے آدمیون کے سر کو اپنے آگے سجدہ مین
ہی ہے۔ اپنی پرستش کے لیے آتشکدے بنوا رہی ہے جنمین بجنسہ درخشان و تابان رہتی ہے
ن آتش پرستی کے خیالات بیان کرنے مین دماغ سوزی نہین کرونگا اور آگ کی اس قسم کی روشنائی
کاغذ کو سیاہ کر کے جلنے کے قابل نہین بناؤنگا۔ نہ مین اس قسم کے مباحث کی کشمکش مین پڑونگا

کہ ارسطاطالیس نے استقراء سے اربعہ بسائطہ عنصریہ - خاک - باد - آب - آتش - قرار دئے - مگر عناصر کو بسیط حالت مین کوئی نہین دیکھ سکا - آتش حالتِ بسیط مین زمین پر معدوم اور کرہ نار مین موجود - انسان کرہ نار مین پہونچکر کیونکر اوسکو دیکھ سکتا ہے -

خاک حالت بسیط مین زمین کر طبقہ اولی اور طبقہ طینیہ کے نیچے بیٹھی ہے تحت الثری مین جا کر اسکی زیارت ہو سکتی ہے جو انسان کے لیے ناممکن ہے - ہوا بسیط حالت مین کرہ ہوا کے طبق سیوم مین موجود ہے انسان اگر پر لگا کے جائے تو اُسکی قدم بوسی کر سکتا ہے مگر یہ بھی ممکن نہین - پانی تو کہین حالت بسیط مین مل ہی نہین سکتا - ارسطو کے نزدیک ان چارون عنصرون کا مولد ایک ہی ہے مگر محققین زمانہ حال آگ کو ہیولے سے خالی جانتے ہین اور اسکو بادی نہین مانتے حرکت سے کہتے ہین کہ حرارت پیدا ہوتی ہے آگ بھی اس حرارت کی ایک کیفیت ہے - ان مباحث فلسفیانہ مین ہنگامۂ سخن گرم کرنے سے مجھے اندیشہ ہے کہ قلم دیاسلائی بنکر میرے ہاتھ کو نہ جلائے - یہ وہ مباحث ہین کہ اگر انکو چھیڑے تو مضمون کبھی ختم نہ ہو - اُنکی گرمی سے ایسا بیقرار ہو کہ کبھی سوئے نہین مین آگ کی نسبت چند صاف صاف باتین عام فہم لکھتا ہون -

آگ عجب نامبارک اولاد ہے پیدا ہوتے ہی ماباپون کو کھا جاتی ہے - جن لکڑیون کے زناشوئی سے پیدا ہوتی ہے - اُنہین کو جلا کر خاک کر دیتی ہے اور آپ ماباپ کو مار کر زندہ رہتی ہے مان تو اسکے پیدا ہوتے ہی مرجاتی ہے اور اسکی پرورش نہین کرتی جیسے اور مائین کیا کرتی ہین مگر وہ مان بغیر پلتی اور بڑہتی ہے -

آگ ہماری دشمن جانسوز بھی ہے اور دوست دل افروز بھی - وہ گھر گھر مبارک مہمان ہے وہ کہہ سے سارے رشتے رکھتی ہے - بیٹا بھی ہے باپ بھی ہے بھائی بہن بھی ہے - مہربان دوست ایسی کہ ہماری راحت کیلئے ہماری رنج وتکلیف کے دور کرنے کیلئے آسایش وآرام کے واسطے صدہا ضروریات زندگی کے رفع کرنے کیواسطے وہ سامان مہیا کرتی ہے - ہماری چولہے پر ماماگری کرتی ہے اوپلے کنڈی جلاکے روٹی اور کھانا پکاتی ہے - زراعت سے

جو زمین سے پیداوار ہوتی ہے اُسمین سے اکثر ہماری خوراک کی چیز اس آگ ہی کی بدولت بنتی ہے
اگر آگ نہ ہو تو پھر ہم ان سے کسی طرح متمتع نہین ہو سکتے آگ ہی نے انسان کو پکانا سکھایا ہے جسکے سبب
وہ اور حیوانون مین ممتاز ہو گیا ہے۔ جیسا انسان حیوان ناطق کہلاتا ہے۔ ایسا ہی پزندہ حیوان۔ کیونکہ
کوئی اور حیوان اپنی ہنڈیا پکانے کے لیے آگ پر نہین چڑھاتا۔ یہ تو حضرت انسان ہی عقل کے پورے
ہین کہ پھو پھو کر کے آگ روشن کرتے ہین اور اپنی خوراک پکاتے ہین اور اسکی دہونی سے آنکھون کو
اذیت پہنچاتے ہین۔ جن چیزون مین جلنے کی قابلیت ہے وہ ہمارے ایندہن کے کام مین آتی ہین
اگر ایندہن نہ ملے تو دیکھئے کہ آدمی کو صدہا طرح کی تکلیفین پہونچتی ہین۔ اگر ہوکا ہو تو روٹی نہین پکا سکتا۔
جن ملکون مین سردی کی شدت ہوتی ہے اور برف کثرت سے پڑتی ہے وہان بغیر آگ اور ایندہن
کے آدمی کا جینا مشکل ہو جاتا ہے۔ جاڑے اور برف کے موسمون مین وہ غریبون کی جان ہے۔ وہ اپنے
جھونپڑون مین آگ جلا کے آسایش و آرام کے لیے محل شاہی بنا لیتے ہین۔ اور اندہیرے گھر کا چراغ اگر آگ
نہ ہو تو سرد ملکون مین آفتاب کے غروب ہوتے ہی سارے کام بند ہو جائین۔ تاریک راتون مین
آدمی یا بیٹھا رہے یا اندہیرے مین ٹکرین اور ٹھوکرین کھاتا پھرے۔ روشنی نہ ہو تو لکھ پڑھ یا کوئی اور کام
کیسے کر سکے۔ غرض رات کو سارے کام تفریح اور ضروری بند ہو جائین۔ حقیقت مین آگ ایک ایسا
آلہ انسان کے ہاتھ مین ہے کہ جس سے وہ صدہا صنعت و ضرورت کے کام بناتا ہے اس سے وہ چیزون
کو پگھلا کر گلا کر نرم کر کے کام مین لاتا ہے اور اگر وہ نہو تو کیسے سیم و زر کا زیور عورتون کو پہنا کر زیب و زینت دیسکتا
ہے لوہے کا ہل اور اوزار اور ہتیار بنا سکتا ہے جن سے صدہا کام کر سکتا ہے۔ سونے چاندی
کے ورق اور لوہے کے تار نہین بنا سکتا۔ کوئی صنعت شاید ایسی ہوگی کہ جسکو آگ کا نہ ہونا معدوم نہ
کر دے۔ جہازون اور ریل کے انجنون مین دیکھو کہ آگ اور ایندہن کیا کام دے رہے ہین۔ انگلستان
ایک سرد ملک ہے اُسکے اندر ہر گھر مین ایک آتشدان ہوتا ہے جسکے گرد گھر والے آگ تاپتے بیٹھتے
ہین بڑے چھوٹون کو طرح طرح کے سبق سکھاتے ہین وہ بچپنے کی اون کے ساتھ ایسے بنے جاتے ہین

کہ بڑھاپے تک اونکے تار و پود ٹوٹتے نہین۔ دلون پر وہ نقش جماتے ہین کہ عمر کی درازی اُن کو مٹا نہین سکتی وہ پتھر کی لکیر ہوتے ہین امتداد اُنپر زنگ نہین چڑھا سکتا۔ یونیورسٹی کے آخر پانے والے بہت تھوڑے آدمی ہوتے ہین مگر آتش والون کے گریجویٹ سب ہوتے ہین۔ یونیورسٹی مین جو علم تحصیل ہوتا ہے وہ ایک مدت کے بعد حافظہ مین پژمردہ و مردہ ہوجاتا ہے مگر ان آتش دانون کے گرد کا سبق پڑھا ہوا ہمیشہ زندہ او رتازہ رہتا ہے۔ جاڑے کے موسم مین ہندوستان مین بھی دیہات مین صبح شام رات کو دیکھو کہ ایک الاؤ جلتا ہے جسکے گرد گنوار حلقہ باندہ کر خشک زمین پر اوکڑوں بیٹھتے ہین اور چلم مین بہت سی آگ بھر کر ایک حقہ پر رکھتے ہین اور اسکا دور لگاتے ہین ایک ایک دو دو گھونٹ پیکر حقہ کی نیئے دوسرے کے موہنہ کی طرف کر دیتے ہین اس وقت وہ اپنی اولاد کی بیاہ شادی کرنے کی۔ گائے بہینس کے بیاھنے کی۔ بھیڑ بکری کے پالنی کی۔ اور کھیتی کے بگڑنے سنورنے کی باتین کرتے ہین وہ عجب دلچسپ اور دلربا ہوتی ہین اگر کوئی اونکو سُنے تو اوسکو وہ علم حاصل ہو جو کبھی کتابون سے نہین حاصل ہو سکتا ہے۔

ابتک ہمنے آگ کی دوستی کا بیان کیا اب اُسکی دشمنی کا ذکر سنو کہ جب یہ مادر مہربان ہم سے خفا ہوتی ہے تو خدا کی پناہ اِسکے آتش ناک غصہ کے سامنے ساری مخلوق بھاگتی ہے۔ مگر بھلا وہ کب اسکو چھوڑتی ہے اسطرح پکڑ لیتی ہے جیسے کہ بھاگتے ہوئے لشکر کو دشمن پکڑ لیتا ہے اور فنا کر دیتا ہے۔ جس چیز کو چھوتی ہے چاٹ کر سیاہ کر دیتی ہے۔

کھیتون کو اس طرح کاٹتی ہے جیسے کہ نائی قینچی سے ڈاڑہیون کو تراشتا ہے۔ جب درختون کی رگڑ سے وہ پیدا ہوتی ہے تو جنگل کے جنگل جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے وہ سوکھے گیلے کو نہین چھوڑتی جب جلانے پر آتی ہے تو شہنشاہ اور گدا دونون مین کچھ تمیز نہین کرتی امیر غریب دونون کو یکسان جلاتی ہے۔ جب وہ بھڑکتی ہے اور اپنے شعلہ ہوا مین اڑاتی ہے تو سمندرون کی لہرون کی کیفیت دکھاتی ہے۔ سمندر مین بھی وہ فاسفورس کی روشنی کے جلوے خوب دکھاتی ہے۔

جہان آگ ہو کر گذر جاتی ہے وہ جگہ دہوان دہار ہو کر تاریک ہو جاتی ہے۔ وہ دہوئین کا تاج سر پر لگا کے اور شعلون کے بال بنا کے تاریکی کو دور کر دیتی ہے وہ دشمنی کے کام تباہ کرنے کے کبھی کبھی کرتی ہے نہین تو ہمیشہ ہم پر مہربان رہتی ہے۔ جو گہر اسکو عزیز رکہتا ہے وہ اُس سے خوش رہتی ہے جو آدمی اوس سے محبت رکھتے ہین اون سب کو خوش رکھتی ہے وہ اُنکو غذا اور خوراک کہلاتی ہے آپ سوکہی لکڑیان بہت رغبت سے کہاتی ہے۔ غرض آگ بہی عجیب چیز ہے کہ زمین پر نار ہے آفتاب مین نور ہے آسمان پر بجلی ہے۔ لوہے اور چقماق مین شعلہ ہے۔ گرم ملک والون نے جو جہنم بنایا ہے اوسمین وہ گناہگارون کی تعزیر کے لیے ایک سخت عذاب ہے سرد ملک والون نے جو جنت بنائی ہے اُسمین نکوکارون کے تاپنے اور گرم کرنے کے لیے جان فزا ہے۔

خدا نخواستہ اگر دنیا سے آتش معدوم ہو جاے تو بہت سے کام دنیا کے ٹہنڈے ہو جائین نہ چونہ پکے کہ اینٹ پتہر کو جوڑے۔ نہ ریت سے منہ دیکہنے کا شیشہ بنے۔ غرض عالم کے حسن کے بڑے حصہ مین گرماگرمی اور دل فریبی نہ رہے۔ اسکا جوبن خاک مین مل جاے۔ اسکی بہار پر خزان آجائے۔

آگ اپنے تئین کہاتی ہے اگر اسکو کوئی چیز کہانے کو نہ ملے النار تاکل نفسها ان لم تجد ما تاکله آگ خاکستر ہو کر بہت آدمیون کو کھلاتی ہے۔ النار کتین الرماد لانها تطعم العباد

آتش و آب را چہ آشنائی۔ آگ پانی کو بخار بنا کر اڑاتی ہے اسطرح اپنے دلکا بخار نکالتی ہے۔ پانی آگ کو بجہاتا ہے لیکن کبہی خود بہی اسکے لیے تیل بن جاتا ہے تو سے کی بوند ہو جاتا ہے۔ خدا تعالی نے اپنے فضل و کرم سے اسلئے کہ یہ عنصر انسان کے کامون مین ہمیشہ زیادہ کام آئے ہوا کو اسکا خدمتگار مقرر کر دیا ہے کہ اسپر پنکہا جہلا کرے اور خود اس سے ملا کرے۔

تمام تیلون اور چربیون کو اسکا معاون بنا دیا ہے۔ آگ ہمکو بہت برائیون سے بچاتی ہے۔ ہماری حفاظت فولاد کی دیوارون سے زیادہ کرتی ہے فقط ذکاء اللہ (شمس العلما خان بہادر)

تردید خوف ۱۸۹۹ء

واقع وہم بادلائل

۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

نومبر ۱۸۹۹ء مین برج عقرب مین زحل مشتری شمس مریخ عطارد زہرہ وراس کا اجتماع ہے لہذا بعض منجمون کا قیاس بطور پیشین گوئی اکثر اخبارون مین شایع ہوا ہے کہ یہہ سال سخت منحوس ہوگا کیونکہ ایسا اجتماع جب برج سرطان آبی مین واقع ہوا تھا جسکا نتیجہ طوفان نوح یا جدال مہابہارت عظیم تھا اور اب قوام برج عقرب آبی مین ہے لہذا خوف کا پہلو بہر زور دار ہے۔

لیکن میری راے مین یہ قیاس بالکل غلط ہے بدینوجہ کہ ایسا اجتماع ہر صدی مین سات بار کم وبیش واقع ہوتا ہے جب زحل مشتری ایک برج مین ملاقی ہوتے ہین کیونکہ مشتری ۱۲ سال مین تمام بروج کا دورہ ختم کرلیتا ہے اور ہر دورہ مین زحل سے ملجاتا ہے ۱۳×۷=۹۱ ساڑھے سات دورے ہوئے اور چونکہ شمس ایک سال مین بارہ برج طے کرتا ہے ضرور اوس برج مین آجاویگا اور عطارد زہرہ ہمیشہ شمس سے قلیل فاصلہ پر رہتے ہین لہذا وہ ضرور اس برج مین آجاتے ہین اسیواسطے قران سباعی وسدسی صدی مین کم وبیش سات بار ہوتے ہین۔ بس یہ مقولہ بالکل غلط ہے کہ یہ قوام پانچہزار برس بعد واقع ہوا ہے دوسرا یہ امر کہ سات ستارون کا ایک برج مین جمع ہونا سبب بربادی عالم ہے۔

سراسر باطل ہے کیونکہ ہمیشہ قران سبب

بہبودی ہے بربادی نہین ہے اگر سبب بربادی ہو تو چار پانچ ستارون کا اجتماع سبب نصف بربادی اور دو تین کا اجتماع سبب چہارم بربادی ہو لیکن یہان معاملہ ہمیشہ برعکس ہے جب زحل مشتری ایک برج مین جمع ہون اونکو قران العلوئین کہتے ہین اور ایسا قران جس شخص کے طالع موالید یا وتدعاشر موالید مین واقع ہو اور قوام سعد ہو وہ شخص نہایت عظیم الشان نامور صاحب اقبال حسب درجہ افر

ہوتا ہے جیسا کہ تیمور لنگ صاحبقران مشہور عالم ہے اور زہرہ و مشتری یا عطارد و قمر کا اجتماع قران السعدین کہلاتا ہے جو کہ سبب افزونی سعادت و برکت فراوانی و اقبال و عزت و ثروت و حشمت ہے جیسا کہ طالع وقت جشن قیصری ملکہ معظمہ مقام دہلی واقع یکم جنوری ۱۸۷۷ء سے ظاہر ہے تقویم کواکب یہ ہے۔ یکم جنوری ۱۸۷۷ء دو شنبہ شمس قوسی ۱۸ درجہ طالع ۱۰ اکلاک دلو درجہ افق مین ہے۔
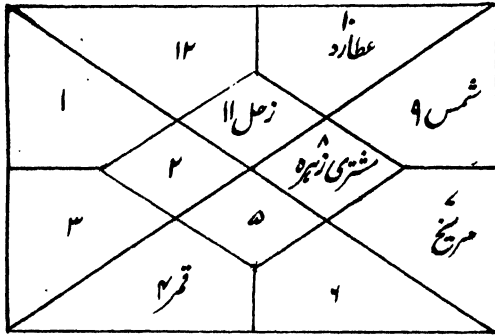
اور جب سعد و نحس تارے جمع ہوں اوسکو قران الملیح کہتے ہین جیسا کہ زہرہ و مریخ کے قران کا اثر گلاب کے پہول سے ظاہر۔ مریخ سے خار اور رنگ کی سرخی اور زہرہ کے اثر سے لطافت اور خوشبو موجود ہے اور جب مریخ زحل زہرہ شمس عطارد مشتری قمر طالع مین یا دتد عاشر مین واقع ہون تو اوسکا اثر متفقہ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ نپولین بونا پارٹ کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے۔ مریخ سے جنگ فتوحات زحل سے مملکت زہرہ سے عیش و نفاست طبیعت شمس سے آخر کار باقتدار شاہنشاہی عطارد سے علم حکمت نجوم و رمل جسکا یہ شہنشاہ کامل ماہر تھا۔ مشتری سے دولت و ثروت قمر سبب سیاحت جہان گردی و سفر۔ یہ مجموعہ بونا پارٹ مین موجود تھا۔ پس ایسا اجتماع کا اثر ہرگز عموماً برباد کن نہین ہے۔ ہان البتہ اگر ایسا اجتماع کسی شخص کے خانہ ہشتم مین جو دار الموت ہے واقع ہو ضرور اوسکو ضرر رسان ہے لیکن جمیع افراد عالم پر یہ حکم ہرگز صادق نہ آویگا۔ تیسری یہ بات ہے کہ یہ اجتماع ستارگان مکمل نہین ہے ایک درجہ پر سب ستارے نہین ہین صرف زحل۔ اِس زہرہ (۱۷) درجہ عقرب پر ہین باقی کواکب اس طرح پر ہین

مشتری ۲ درجہ شمس ۱۰ درجہ عطارد ۲۰ درجہ مریخ ۲۲ درجہ عقرب مین ہے لہذا یہ قوام بالکل کمزور ہے مزیدی برآن موثر قوی کوکب قمر ہے وہ اس اجتماع کے ہمسایہ مین بھی نہین ہے ۲ برج درمیان مین حائل ہین اور وہ برج اسد مین ہے - پس یہ تمام خوفناک اندیشہ سراسر باطل ہے ایسا قوام اسی صدی مین بفصلہ ذیل سنین مین واقع ہوا ہے فروری سنہ ۱۸۴۳ء مین قران سباعی برج جدی مین تھا - زحل مشتری شمس مریخ عطارد زہرہ راس - دوسرا قران سنہ اسی نومبر سنہ ۱۸۶۴ء برج میزان مین واقع ہوا زحل مشتری شمس عطارد زہرہ راس - تیسرا قران سباعی جون سنہ ۱۸۸۲ء برج ثور مین واقع ہوا - زحل مشتری ذنب شمس عطارد زہرہ قمر - ماہ اکتوبر سنہ ۱۱۸۴ء مین جب سات کواکب قران سباعی برج مین واقع ہوا یہ زمانہ طغرل شاہ سلجوقی کا تھا اوس زمانہ کے ناقص العلم منجمون نے بیان کیا کہ چونکہ میزان برج بادی ہے لہذا طوفان باد بڑے زور سے آویگا جیسا کہ طوفان نوح مین آبی طوفان تھا اور اس امر کو انوری شاعر نے بھی غلطی سے بزور اعلان کیا جب وہ زمانہ نکل گیا اور کچھہ صدمہ ہوای واقع نہوا او سوقت ایک فلکی شاعر نے انوری پر ایک طنزیہ نوٹ کیا جسکی یہ رباعی شاہد ہے - ۵

گفت انوری کہ از اثر بادہای سخت	ویران شود عمارت و کہسار برسری
در روز حکم او نوزیداست ہیچ باد	یا مرسل الریاح تو دانی و انوری

الراقم بقا حسین خان فلکی منجم اعلی چاول منڈی چوک کانپور

نوٹ معزز ناظرین جمیع قسم کے کافی جوابات متعلقہ علم نجوم جفر رمل تعبیر خواب وکشف دفینہ کیواسطے مولانا فلکی ممدوح الصدر سے خط وکتابت کرین ونیز تحصیل علم مکاشفہ وپیشین گوئی عملیات ورویت وبشارت وزیارات استفاضہ از ارواح بزرگان کی تعلیم بھی بہ اقرار شاگردانہ التماس پر مولانا موصوف فرماتے ہین شائقین درخواست کرین -

ایڈیٹر

اخبار بینی کے فوائد

کیا کوئی ایسا بلند مقام بھی دنیا مین ہے جسپر بیٹھکر ہم دنیا کے تمام ملکون کا نظارہ کرسکین اور اوسکے موجودہ حالات وواقعات مع تفصیل جان سکین۔ سب سے بلند مقام دنیا مین کوہ ہمالیہ کی چوٹی ایورسٹ ۲۹۰۰۲ فیٹ اونچی ہے۔ اسپر سے بھی ہم تمام عالم کا نظارہ نگاہ کے ذریعہ سے نہین کرسکتے۔ ہان اگر کوئی بہت عمدہ دوربین ہمارے ہاتھہ لگ جائے اور پھر یہان سے ہم نظارہ کرین تو کل دنیا تو نہین صرف ایک ملک کو ہم اپنا منظر بنا سکتے ہین اور اوسکی بہت سی عمدہ چیزین مثلاً عمارات۔ قدرتی مناظر۔ دریا۔ پہاڑ وغیرہ دیکھہ سکتے ہین۔ مگر حالات یا واقعات تب بھی نظر نہین آسکتے۔ ایسا مقام صرف اخباری دنیا کا قلعہ کوہ یا بام ہے جہان بیٹھکر ہم اپنا مقصد حاصل کرسکتے ہین۔ اخبارات اپنے مقامی لحاظ سے ملک کے اُس حصہ کے حالات۔ رسم ورواج۔ آب وہوا۔ طرز معاشرت۔ طرز حکومت۔ مذاہب۔ عادات۔ قوانین سلطنت۔ جھگڑے وفساد۔ بُرائی یا بھلائی۔ جنگ وجدال علوم وفنون۔ صنعت وحرفت وغیرہ وغیرہ عموماً بتلاتے ہین اور اُن پر بحث کرتے ہین۔ ترمیم واصلاح وریفارم اُنکے اعلی مقاصد ہین۔ گورنمنٹ وقت کے منشاء حکومت وحقوق کی حفاظت کرتے ہین اور اپنے رعایا کے حقوق گورنمنٹ سے طلب کرتے ہین۔ علمی مذاق ہر طرح سے پھیلاتے ہین۔ قابل توجہ باتون پر توجہ دلاتے ہین۔ دوسرے ملکون مین امور مذکورہ بالا کی اشاعت کرتے ہین اور غیر ملکون کے حالات اپنے ملک مین شایع کرتے ہین۔

یورپ اور امریکہ کی موجودہ ترقی کا جزاعظم اخبارات ہی ہین۔ وہان جوانون۔ بوڑھون۔ بچون۔ عورتون۔ مردون۔ معمارون۔ بڑھیون۔ کتب فروشون۔ عطارون۔ نجومیون۔ ڈاکٹرون۔ پادریون رنگریزون۔ کسانون۔ مزدورون۔ زمینداروں۔ تاجرون۔ جہازرانون۔ مصورون۔ انجینیرون۔ نوکرون

وغیرہ وغیرہ کی آسایش زندگی اور ترقی کے واسطے جدا جدا اخبار ہین - ہر شخص اپنے وقت پر اونکو شوق سے پڑہتا ہے اور عمدہ باتون پر عمل کرتا ہے - جس طرح کہانا جسمانی طاقت کے لیے ضرور ہے - اوسی طرح اخبارات اونکی روحانی مسرت کیلئے ضروری ہین -

ہمارے ملک ہندوستان نے بہی یہ کام انہین سے سیکہا ہے گو ابہی ہر فرقہ اور ہر پیشہ کے اخبار اوسی طرح پر تو نہین نکلتے - ٹیکنیکل تعلیم کے اخبار تو اس ملک مین ہی ہین ہی نہین اور اگر ہون بہی تو دو چار مگر ویسی آب و تاب کے ساتھ مجہے یقین ہے نہ نکلتے ہونگے -

اخبارون کی بہت سی قسمین ہین مثلاً - مذہبی - تعلیمی - ٹیکنیکل تعلیم کے متعلق تجارتی قومی اخبارات اور میگزین - ریویو - جنرل - رسالے وغیرہ وغیرہ (نوٹ - ہمارے ملک مین اخبار تو کثرت سے شایع ہوتے ہین مگر سب ایک ہی قسم کے ہین - دس بیس رسالے بہی جاری ہین - مگر نسبتاً رسالون کا زیادہ شوق ابہی نہین ہوا ہے - ہمکو اعلیٰ درجہ کے رسالون کی زیادہ ضرورت ہے - علاوہ اِسکے چند اخبار ریویو کے طور پر ہندوستان مین نکلنے لگین تو قوم اور ملک کو بہت فائدہ ہو) -

ہمارے ملک مین زیادہ رواج اور اخبار بینی کا مذاق جیسا کہ چاہیئے اسوجہ سے نہین ہے - کہ ملک کو اُسکے فوائد سے پوری واقفیت نہین ہے اور مین اس مضمون مین اونکے بتلانے کی کوشش کرون گا - وہ یہ ہین -

واقفیت بڑہانے اور عجائبات عالم کے دیکھنے کا بہتر ذریعہ پُرانے زمانے کے لوگون کے نزدیک سیاحی تھا - مگر اوسمین درحقیقت تکلیف اور پریشانی کے سوا صرف کثیر کی ضرورت تہی گو اب کسی قدر آسانی ہوگئی ہے - بلکہ بعض اوقات تو جان عزیز سراپا خطرہ مین پڑجاتی تہی - مگر آجکل شایستہ قومون نے اوسکا مناسب قایم مقام اور نعم البدل اخبارات کو بنا رکہا ہے جسکے مطالعہ سے گہر بیٹہے بلا تکلیف و زحمت کم صرف اور تہوڑے وقت مین انسان واقفیت بڑہاتے اور معلومات حاصل کرنے کا فائدہ اوٹھا سکتا ہے - اس امر کی تائید مین ہم مشہور عالم ڈاکٹر کلارک صاحب ساکن امریکہ کی تحریر کا اقتباس

ہو یہ ناظرین کرتے ہین - جواوس نے رسالہ چیٹر بکس مارچ ۱۸۸۷ء مین جسکا وہ ایڈیٹر تھا دیا ہے -
وہ لکھتا ہے کہ " انسان فطرتاً حریص ہے اور بغیر وسیع معلومات کے اپنی زندگی کو خوشتر نہین بناسکتا
جہانتک ممکن ہو وہ زیادہ جاننا چاہتا ہے اور یون اپنے ہم جنسون یا ہم صحبتون مین اپنی عزت
قایم رکھنے کی کوشش کرتا ہے "

اخبار بینی سے علم کو بھی جلا اور ترقی ہوتی ہے - دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کی تعلیم
حالانکہ اعلیٰ درجہ کی ہو مگر انسان کو علم دان نہین بناسکتی - اکثر ڈگری یافتہ کالجون سے نکل کر محض ایک
مبتدی کی طرح ہوتے ہین اور جس محکمہ یا ڈپارٹمنٹ مین داخل ہوتے ہین وہان اونکا علم اونکو صرف
ایک ہادی کا کام دیتا ہے - پروفیسر ہای بی صاحب لکھتے ہین کہ " کالجون کی تعلیم صرف آیندہ
زندگی کی تربیت کے واسطے کافی ہوتی ہے - وہ انسان کو محنت کا عادی اور اصول وقواعد کا پابند
بنا دیتی ہے " طالب علمی کی حالت سے نکلکر وہ کتب بینی کے وزیعے سے علمدان بن سکتے ہین - کیونکہ
جسکے خیالات مین وسعت اور آزادی نہو - جسکی واقفیت وسیع نہو - جسکا تجربہ پختہ نہو وہ علم دان نہین ہے
یہ سائنس کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ کام کرنے سے ہماری طاقت کم ہوتی ہے اگر ہم لگاتار ایک ہی کام کرین تو کامل
ترقی ممکن نہین کیونکہ ایسی حالت مین دماغ کے ضعیف ہوجانے کا احتمال ہے جس سے طبیعت پریشان
ہوکر اوچاٹ ہوجاتی ہے - اگر ہم بیچ مین تفریحاً کوئی اور کام بھی کرتے ہین تو ترقی تسہیل الحصول ہوجاتی ہے
لہذا لگاتار کتب بینی سے بھی فائدہ نہین پہونچتا اسلیے ہم کو کچھ اور کرنا چاہیے - اس لحاظ سے اخبار بینی
سے یہ دقت رفع ہوسکتی ہے - بلکہ میرے خیال مین اخبار بینی کتب بینی سے بہتر ہے اور خاصکر معمولی
استعداد والون کے لیے - کیونکہ ہر کتاب کسی خاص سبجیکٹ (مضمون) پر ہوتی ہے اور تاوقتیکہ اوسکو
ختم نہ کیا جاوے کامل لطف حاصل نہین ہوسکتا - طوالت کی وجہہ سے اکثر ناتمام رہکر وقت ضایع
ہونے کے علاوہ فائدہ بھی نہین ہوتا - برعکس اسکے اخبارون مین چھوٹے چھوٹے مضامین مختلف
سبجیکٹ پر ہوتے ہین اور بجاے ایک بات کے اونمین متعدد سودمند باتین ہوتی ہین -

چنانچہ جس چیز سے طبیعت کو مناسبت ہو اوس سے فائدہ اوٹھا سکتے ہین۔ کتب بینی کے لیے اوستاد کی بھی ضرورت ہوتی ہے لیکن اخبارات اس سے مستغنی ہین اور جس چیز سے ہم کو مذاق ہے اوسکا بھی مذاق پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی دلچسپی۔ تفریح۔ اور ترقی کے سامان ہین۔

طلب علم کیا ہے؟ نئی باتون کے حاصل کرنے کی خواہش۔ اور حصول علم کیا ہے؟ اونکا حاصل کرنا۔ اخبارات سے یہ بات بھی بخوبی حاصل ہو سکتی ہے۔

قومی اور ملکی ترقی کے اسباب جو پالیٹکس سے تعلق رکھتے ہین اخبارون کے طفیل بہ آسانی سمجھ مین آجاتے ہین۔ یورپ و امریکہ کے باشندے اخبار کی ہر چیز کو دلچسپی کی نگاہ سے دیکھتے ہین کیونکہ تمام باتون سے اونکو ایک قسم کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

اخبار سچے معتبر ذریعے دل بہلاؤ اور آئینۂ عالم ہین۔ خبرین تو عام طور سے ہر درجہ اور طبقہ کے اخبار چھاپتے ہین جو دلچسپی کا ایک جز ہین۔ اون سے معلوم ہوتا رہتا ہے کہ کن ملکونمین جنگ ہو رہی ہے۔ کہان قحط ہے۔ کس ملک مین دریا طغیانی پر ہین۔ کس شہر مین قومی جلسے ہوئے کس مین شاہی دربار ہوئے۔ کہان جنگی تیاریان ہو رہی ہین۔ کہان تجارتی کمپنیان قایم ہوئین۔ غرضکہ ہر روز نئی نئی باتین معلوم ہوتی رہتی ہین۔ اخبارون کے مطالعہ سے وقت بہ آسانی کٹ جاتا ہے۔ اخبارون کو آئینۂ عالم اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ کل دنیا کے واقعات وحالات ہماری آنکھون کے سامنے پیش کرتے ہین جہان ہم نہین جاسکتے یا جانے مین خرچ۔ پریشانی سد راہ ہین وہان کا ٹھیک ٹھیک حال ہمین بتاتے ہین اور مثل ایک وفادار خادم کے وقت معینہ پر حاضر ہو جاتے ہین (نوٹ۔ یہ بات فلسفیانہ خیال سے تعلق رکھتی ہے کہ انسانی زندگی کا خاص مقصد مسرت یا وجدان قلبی حاصل کرنا ہے۔ اور فلسفی ایسا خیال کرتے ہین کہ یہ مسرت خواہ کسی طرح حاصل ہو زندگی کا جز لاینفک ہے۔ حکماء لکھتے ہین کہ اوسکے حصول کا یہ طریقہ ہے کہ جس چیز یا کام مین ہمکو پرامن اور بے کاوش لطف حاصل ہو وہی مسرت قلبی ہے۔ دیکھنے والا خواہ برا ہو۔

یا سبلا - پس ایسی مسرت اگر احسن طریقہ سے حاصل ہو تو کیا ہی اچھی ہے گو برے طریقہ سے بھی حاصل ہونا ممکن ہے مگر وہ مضر اخلاق ہے - ہمارے خیال سے مسرت اگر پوری نہین تو تھوڑی بہت ضرور اخبار بینی سے بھی ملتی ہے - اور جب اسکا چسکا پڑجاتا ہے تو پوری طور پر حاصل ہوتی ہے) اخبار بینی سے قوائی عقلی وذہنی ترقی کرتے ہین اور علمی مذاق بڑہتا ہے - مشہور ڈاکٹر ہمیلٹن[۵۱] صاحب ڈی - ڈی - اپنی کتاب ہمیلٹنز ورکس جلد دویم صفحہ ۲۲ مین یون لکھتے ہین کہ "جب مین ڈریونیٹی کالج (مدرسہ الٰہیات) مین طالب علم تہا مجھے مضامین نویسی کا شوق ہوا تو مین نے اخبارون کے مطالعہ سے بہت کچھ سیکھا - جو علمی یا عقلی بحث کسی مضمون مین ہوتی تھی اوسپر مین بھی بعد غور وفکر کے رائے زنی کیا کرتا اور اکثر اوس مضمون کو اپنی ہم جماعت طلباء کے سامنے پیش کرتا اور آپسمین بحث ومباحثہ کیا کرتا - اسطرحسے جو علمی مذاق پیدا ہوا اوس نے میری طبیعت مین اسقدر بیچینی پیدا کی کہ مین اس مشکل فن کی پیروی پر آمادہ ہو گیا حتی کہ مین بڑے بڑے مدلل مضامین لکھنے لگا جنکی ملک وقوم نے قدر کی " یہانپر ایک مرحلہ اور سامنے آگیا جسکا طے کرنا خالی از لطف نہین - قوائے عقلی وعلمی کثرت استعمال سے ترقی کرتے رہتے ہین - یہ سچ ہے کیونکہ ہم جس قوت کو کام مین لائین وہ ترقی کرتی رہیگی اور جسکو بیکار رہنے دین وہی ہم مین سے زائل ہو جاتی ہے - جب ہم کو کسی بات کا مذاق پیدا ہو جاتا ہے تو وہی مذاق اوس موضوع کی طرف ہماری طبیعت کے میلان وآمادگی کو بڑہاتا رہتا ہے -

جیسا کہ مین پیشتر کہہ چکا ہون ہر تصنیف ایک ہی مضمون پر ہوتی ہے - مگر اخبارات مختلف علوم وفنون اور باتون کی تکمیل واشاعت مین کوشش کرتے رہتے ہین - علاوہ اسکے مختلف ممالک کے

---

[۵۱] ڈاکٹر ہمیلٹن صاحب امریکہ کے ممالک متحدہ کے مشاہیر مین سے تھے - بشپ کے عہدہ جلیلہ پر مدتون ممتاز رہے علوم الٰہی وفلسفہ مین ید طولی رکھتے تھے اونکی بہت سے تصانیف ہین منجملہ اونکے ہمیلٹنز ورکس بھی ہے جسمین تمام اونکی اسپیچز اسپیچین اور اڈیرلیس ہین جو عالمانہ محققانہ اور فلسفیانہ طریقہ سے لکھے گیے ہین -

مختلف مذاہب اور رسم ورواج پر بحث کرتے ہین۔ درستگی اخلاق اور رفارمیشن کے اصول مین جد وکد کے ساتھ حصہ لیتے ہین۔ تم جس عمدہ اخبار کا مطالعہ کرو وہ ضرور کسی نہ کسی علم وفن کے کسی شعبہ پر بحث کرتا ہوا۔ اوسکی حقیقت ونتایج اور ترقی کے علمی اسباب تبلاتا ہوا ملے گا۔ گو کہ پورے طور پر نہ سہی مگر جو کچھ وہ لکھتا ہوگا ضرور مطالب خیز ہوگا۔ رسم ورواج کی عمدگی اور سوسائٹی کے نقایص کی حقیقت ظاہر کرنا بھی اخبارات کا ایک اعلیٰ مقصد ہے۔ اگر مذہب کی طرف چلو تو ہر ایک مسئلہ اوسکے ذریعے سے ایک ہی وقت مین بہ آسانی ایک معقول جماعت کے پیش نظر کر سکتے ہو۔ اوسکے ذریعے سے تم درستگی اخلاق وتعلیم کے ناصح ومعلم بن سکتے ہو۔ سولیزیشن (تہذیب) کے معنی ہین کہ بُری کو اچھی بات سے بدل لینا۔ پس یہ تو اخبارون کی جان ہے کیونکہ جو خدمت اونکے ذریعے سے ہوسکتی ہے داخل شایستگی ہے۔

مرحوم مسٹر گلیڈسٹون سابق وزیر اعظم تاج برطانیہ۔ اخبارون کے بارہ مین یون لکھتا ہے۔

"وہ لوگ اخبارون کے کیون شاکی ہین۔ وہ تمہارے ہی فایدہ کی چیز ہین اونکا وجود تمہارے لیئے غنیمت ہے۔ وہ کل دینی ودنیوی باتون کی تکمیل وفیض رسانی مین طاقتور ہاتھ ہین۔ اون سے بڑے بڑے فائدے انسان کی ذات کو پہونچتے ہین"

مین اس مضمون کو اخبار بینی کے فوائد پر ختم کرنا چاہتا ہون۔ جو مجملاً یہ ہین کہ اخبارون سے۔

(۱) واقفیت کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔

(۲) علم کو جلا وترقی ہوتی ہے کیونکہ وہ کتب بینی کے قایم مقام ہین۔

(۳) اون سے علمی مذاق بڑہتا ہے۔

(۴) خبرین معلوم ہوتی ہین۔

(۵) ملکی وقومی ترقی کے اسباب معلوم ہوتے ہین۔

(۶) اخبار بینی ذریعۂ دل بہلاؤ اور آئینہ عالم ہے۔

(۷) پالیٹکس مین دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور اصول سے واقفیت ہوتی ہے۔

(۸) وہ عجائبات عالم کا منظر ہین۔

(۹) اون سے مختلف علوم و فنون کی حقیقت اور دیگر ممالک کے مذاہب و رسم و رواج معلوم ہوتے ہین۔

(۱۰) وہ درستگی اخلاق اور رفارمیشن کے اصول بتلاتے ہین۔

(۱۱) وہ قواے عقلی و ذہنی کو ترقی دیتے ہین۔

خادم قوم - منور خان

فلسفۂ مذہب - خدا ہے اور ایک ہے
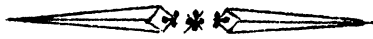
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

عربی کی تصنیفات کا ذخیرہ الٰہیات اور معرفت کے متعلق وحی والہام اور فلسفہ و حکمت سے مالا مال ہے۔ اور فارسی مین اس مذاق کو زیادہ تر تصوف کے لباس مین دکھایا گیا ہے۔ لیکن اردو کی لائبریری مین ابھی بہت کمی ہے۔ خصوصاً روحانی خیالات کو نئے فلسفہ سے ثابت کرنے کی خاص ضرورت ہے۔ یہ کام مولانا نذیر احمد صاحب جیسے نطق آرا حضرات کے لیے زیادہ موزون ہے لیکن اونکو دوسرے مشاغل ایسے کامون سے روکے ہوئے ہین۔ آنریبل سر سید احمد خان صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے آفرینش عالم کے متعلق ایک نہایت فصیح و بلیغ مضمون فلسفیانہ مذاق مین لکھا ہے۔ جسمین وہ نیوٹن کی بنائی ہوئی سڑک کے کنارے کنارے چلتے ہوئے نظر آتے ہین اور ساری مخلوق کو وہ ایک موتیون کی لڑی سے تشبیہ دیتے ہین جسمین ایک مسلسل سلسلہ کے ساتھ ایک مخلوق سے دوسری مخلوق کی کڑی لگی ہوئی ہے۔ اور اس سلسلہ کو وہ علت العلل تک پہونچاتے اور اوسی علت العلل کو خدا مانکر مذہب اور فلسفہ دونو کو راضی کر لیتے ہین۔

مین نے اس باب مین کئی مضمون لکھے ہین - جو رسالہ معرفت اور اخبار زمانہ اور رسالہ تحفہ محمدیہ کانپور وغیرہ مین چھاپے گیے - اون مضامین مین وحی و الہام اور حدیث و اقوال سے استنباط کیا گیا ہے - اور اس باب مین حضرت علیؑ اور حضرت امام جعفر صادق اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد حنبل اور امام مالک اور ان کے بعد عام عرب اور خاص شعرا اور حکماء کے خیالات اور مقالات کے منشاء استدلال کو دکھایا گیا ہے - یعنی یہ کہ کس نے کس خیال سے خدا کی ہستی پر یقین اور کس حیثیت سے اسکی ذات کا استدلال کیا ہے -

مین آج وادی فطرت مین خدا کو ڈہونڈتے نکلا ہون کہ یہی مذاق آجکل عام پسند ہو رہا ہے اور اِس مقام کے لیے کتاب ہاف آور زود نیچر کو جسکا لکھنے والا ایک لا مذہب مگر لایق اور خدا شناس بنگالی ہے رہنما بناتا ہون جو لوگ الہامی مذہب کے قائل نہین وہ کتاب فطرت سے خدا کی ہستی کا اقرار و استنباط کرتے ہین -

وولنی صاحب کتاب ہستی کی نسبت کہتے ہین کہ یہ عالمگیر کتاب تمام دنیا کو خدا کے ہونے کا کہلا ہوا ثبوت دیتی ہے - لاک صاحب کا قول ہے کہ قانون فطرت مین انتظام جمہوری کے قواعد نمایان طور سے مسلسل نظر آتے ہین - لارڈ بیکن کا قول ہے کہ مذہب کا پہلا اصول عقل سلیم سے قایم ہوتا ہے اس زمانہ مین بعض ملحد ایسے ہین جو خدا کو نہین مانتے لیکن درحقیقت اونہین صرف اوسکے نام مین اعتراض ہے ورنہ اگر ہم اوسی کو علت العلل - فطرت وغیرہ سے تعبیر کرین جسکے سمجھنے مین نیچرل سائنس سپر انداختہ ہے تو وہ بسہولت اس خیال کو قبول کر لیتے ہین - جیسا کہ سرسید کے ایک مضمون نے انگلستان کے رسالہ نیچر مین ترجمہ ہو کر بعض منکرین کو اس خیال کی جانب مائل کیا کہ اگر نیچرل سائنس کے علت العلل کا نام خدا ہے تو اوس سے انکار کرنے کی کوئی علمی دلیل ابتک ہمارے پاس نہین - صحیفۂ فطرت ہمارے ہاتھ مین ہے اور جو بات کہ خدا کی نسبت ہمین جاننی چاہیئے اوسکا صاف صاف اظہار کر رہی ہے -

اس سوال کے جواب مین کہ خدا ہے فطرت اوس حیرت انگیز سلسلہ کی طرف اشارہ کرکے جو نشوونما کے حکیمانہ انتظام مین پائی جاتی ہے علانیہ صداقت سے اسکا جواب دیتی ہے کہ خدا ہے اور ضرور ہے۔ اور اوسکے منتظم حقیقی اور وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ہونے مین شبہ نہین۔

دنیا کو خواہ مہندس کی آنکھہ سے دیکھو خواہ عالم علم طبقات الارض یا عام علم نباتات کی نظر سے اور خواہ بحیثیت عالم علم حیوانات یا عالم علم الہیات یا ایک طبیب اور حکیم کے اوسپر نگاہ ڈالو اور خواہ ایک سیاح اور ملاح بنکر جنگلون اور پہاڑون اور دریاؤن مین دیکھو مگر قلب کے سامنے سے ایک شے بھی ایسی نہ گزرے گی جو خدا کی روشنی کی جھلک تمہارے دل مین نہ ڈالے۔ تم ہر جگہہ پر ایک صنعت اور ترتیب اور اوسکا خاص انتظام دیکھوگے اور تمکو ہر قدم پر ایک بیدار مغز اور پایدار حکومت نظر آئے گی۔

خدا کی ہر چیز اوسکی ہستی پر دلیل کامل ہے۔ آسمان۔ آفتاب۔ چاند۔ ستارے۔ زمین۔ درخت پہاڑ۔ پتھر۔ دریا۔ چرند۔ پرند۔ بہائم۔ سباع۔ اور خود ہمارے اجسام اور قلوب کے صحائف صنعت انتظام اور حکمت کے ایسے عجیب اور یقینی سبقون سے معمور ہین جنکو ہر متنفس پڑہ سکتا اور سمجھ سکتا ہے۔

کیا یہ عالم خدا کے بغیر آپ ہی آپ اس انتظام سے چل رہا ہے؟ ہرگز نہین ہمارے اوپر اور ارد گرد ایسے ایسے عظیم طبقات اتنے بڑے بڑے کرہ جات سے معمور ہین جنکے مقابلہ مین ہماری زمین ایک ذرہ ریگ کے برابر خیال کیجاسکتی ہے علم ہیئت سے اب تک دو کرور تک ستارے دریافت ہوئے ہین اس سے زیادہ شمار نہین کرسکتا نیبولس کلسٹر اس قدر فاصلہ پر ہین کہ لاکھون برس مین اونکی روشنی زمین تک پہونچتی ہے۔ جو ثوابت ہمارے نہایت ہی قریب ہین اونکا فاصلہ ہم سے دو کرور میل تخمینہ کیا گیا ہے۔ تو کیا ہم اس وسعت کا اندازہ کرسکتے ہین۔

یہ تمام مکاشفات جو بیان ہوئے ایک فلک سے تعلق رکھتے ہین اور علم کے قیاس مین اور بیشمار افلاک ہین جنکی روشنی ہم تک نہین پہونچتی اور اسلئے وہ ہماری نظرون سے پوشیدہ ہین

پس اسپر سوچ لو کہ عالم کا کس قدر وسیع حصہ ابھی ایسا باقی ہے جسکی علم تحقیقات نہین کر سکا اور کوئی انسانی طاقت یا ایجاد اوسکا صحیح تصور قایم نہین کر سکتی۔

ہم برقی ایجادون کی تیز رفتاری کو دیکھکر حیران ہوتے ہین لیکن اجرام سماوی کی تیز رفتاری سے اُنکو کوئی نسبت نہین۔ مشتری جو زمین سے چودہ سو مرتبہ بڑا ہے فی گھنٹہ ۲۹ ہزار میل کے حساب سے آفتاب کے گرد حرکت کرتا ہے زمین ایک گھنٹہ مین ۶۸ ہزار میل اور عطارد ایک لاکھ سات ہزار میل کا دورہ کرتا ہے۔ دُمدار سیارے ایسے سریع السیر ہین کہ اونکی رفتار کا اندازہ کرنا ہی مشکل ہے چنانچہ اون مین سے بعض ایک گھنٹے مین نو لاکھ میل کا چکر لگا جاتے ہین آفتاب عالمتاب ہمکو سب سے زیادہ روشن اور بڑا نظر آتا ہے لیکن بعض ستارے اس سے سیکڑون مرتبہ زیادہ بڑے اور روشن ہین جو ہم سے بیحساب فاصلہ کی دوری رکھتے ہین۔

پس کیا انسانی فہم اور ادراک کی طاقت ہے کہ ان امور کی حقیقت کو پہونچ سکے۔ اور ہم پر ازروئے علم ہیئت یہ بات صحیح طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ باوجود اس بے اندازہ وسعت اور بجلی سے زیادہ تیز رفتاری کے اون اجرام کی رفتار مین کوئی بیقاعدگی یا بدنظمی ظہور مین نہین آتی ہر ایک جسم سلامت روی اور خوش اسلوبی سے اپنا کام انجام دے رہا ہے۔

اس کا جواب اسقدر دیا جاتا ہے کہ یہ سب کام کشش ثقل سے ہو رہا ہے لیکن ہم پوچھتے ہین کہ خود یہ قوت کہا ہے اور کس نے پیدا کی ہے اور وہ ایک باقاعدہ طور سے کیونکر عمل کر رہی ہے اب اگر ہم سے کہا جائے کہ ان طاقتون کا پیدا کرنا اور سب کو سادہ کر رکھنا اور ایک سب سے اعلیٰ اور زبردست طاقت کا کام ہے تو ہم چپ ہو رہین گے اور کہین گے کہ حجت تمام ہوئی۔ پس وہی ہمارا خدا ہے جس سے سب طاقتین پیدا اور جسکے تحت مین سب طاقتین اپنا اپنا کام کر رہی ہین ؏

گلشن مین پھرون کہ سیر دریا دیکھون	یا معدن کوہ و شہر و صحرا دیکھون

ہر سو تیری قدرت کے ہین لاکھون جلوے	حیران ہون کہ دو آنکھون سے کیا کیا دیکھون
گلشن مین صبا کو جستجو تیری ہے	بلبل کی زبان پہ گفتگو تیری ہے
ہر رنگ مین جلوہ ہے تیری قدرت کا +	جس پھول کو سونگھتا ہون بو تیری ہے

حرم و دیر مین ہے جلوۂ پرفن اوسکا
دو گھرون کا ہے چراغ اک رخ روشن اوسکا

اب ہم زمین کی طرف آپکا خیال رجوع کرتے ہین جو نمایان طور پر مظاہر قدرت سے معمور ہے اور ہم کو اوسکے دیکھنے سے قدرت کی سچائی پر حق الیقین اور عین الیقین اور علم الیقین تینون درجہ کے یقین حاصل ہین - ایک ذی شعور علت اولی کے ثبوت اسمین بکثرت پائے جاتے ہین کیونکہ ہر ایک چیز جو ہمارے سامنے آتی ہے ایک ترتیب و انتظام ظاہر کرتی ہے - صرف انسان کے جسم اور اوسکو بھی جانے دو صرف اوسکی آنکھ کی بناوٹ ہی پر غور کرو تو کوئی صنعت اوسکے برابر نظر نہ آئے گی - انسانی ڈھانچہ کی ہڈیون - رگون - پٹھون - گوشت - پوست کو دیکھو کہ یہ کیسے لاثانی حکیم اور مھندس کی کاریگری ہے اور اوسکی پیدایش مین کہانتک خدا کی بےمثل صنعت اور قدرت کا اظہار ہوتا ہے -

ریت کا ایک ذرہ ہزارہا چمکیلے ذرّون سے مرکب ہے تو خیال کرو کہ زمین کے پہاڑون مین یہ کتنے ہونگے - پانی کے ایک قطرہ مین لاکھون جانین پائی جاتی ہین ذرا خیال تو کرو کہ اِس حساب سے بحر ذخار مین کتنی جانین ہون گی - کیا اسپر بھی کوئی آدمی عقلاً یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ اِن تمام بیشمار عجائبات کا کوئی بنانے والا یا چلانے والا نہین ہے اور یہ سب اتفاق سے وجود مین آگئے ہین اور اتفاق ہی سے قایم ہین اگر آدمی صرف اپنے آپ مین غور کرے تو خود کو تمام مظاہر قدرت کا مجموعی نمونہ پائیگا ٥

عالم مین ہے کیا جو نہین موجود بشر مین	جو تخم مین مجمل ہے مفصل ہے شجر مین

انسان کے بدن مین جو روح ہے اور روح جو کانشینس (آگہی) رکھتی ہے جس سے انسان چلتا

پھرتا - بولتا - چالتا - جانتا - پہچانتا - سوچتا - سمجھتا ہے - اِس سے خود صانع حقیقی کی بیمثیل قدرت اور اوسکی ہستی کا یقین ہوتا ہے جسکو کوئی انسانی طاقت پیدا نہین کرسکتی اور اوسکا سمجھنا اوسکے فہم و ادراک سے باہر ہے (باقی پھر)

راقم سید امجد علی اشہری

الروح ما الروح

اسلم

حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمتہ اللہ ارشاد فرماتے ہین کہ بالیقین روح تیرا نفس ہے اور تیری حقیقت ہے اور وہ تمام پوشیدہ چیزون سے پوشیدہ تر ہے تجھپر اور نفس اور روح سے وہ چیز مراد ہے کہ مخصوص ہے انسان ہی کے ساتھ اور نسبت اور اضافت اوسکی کی گئی ہے حضرت عزاسمہ کی طرف یسئلونک عن الروح نفخت فیہ من روحی روح جسمانی لطیف اس سے مراد نہین ہی روح جسمانی حامل قوۃ اور حس و حرکت ہی یہ روح قلب سے اوٹھتی ہے اور منتشر ہوتی ہے تمام بدن رگہاے جہندہ کے ذریعے سے اور فائض ہوتی ہے آنکھونکی روشنی اوس پر اور کانون کی سماعت اور دوسرے قوی مثل ذائقہ و شامہ و لامسہ کے اس طرح پر کہ جیسے پونچتی ہے روشنی چراغ کی در و دیوار پر اور صحن خانہ مین اور اس روح مین شریک ہین انسان اور بہایم دونون اور فنا ہوجاتی ہے یہ روح مرنے کے وقت اسلیے کہ یہ روح ایک لطیف دہوان ہے کہ خون خالص سے پیدا ہوتا ہے اور اسکا نضج نہایت معتدل ہوتا ہے اخلاط کے مزاج کے اعتدال کے موافق پس جبکہ مزاج تحلیل ہوا یہ روح بھی فنا ہوگئی جیسے چراغ کی روشنی چراغ بجھنے کے بعد معدوم ہوجاتی ہے روغن کے ختم ہونے کے سبب سے یا پھونک دینے کے سبب بجنسہ غذا کے موقوف ہونے سے روح حیوانی فنا ہوجاتی ہے یعنی غذا بدن حیوان مین وہی کام کرتی ہے جو تیل چراغ مین کرتا ہی

اور قتل حیوان مشابہ ہے چراغ کے پھونک دینے سے یعنی تیل موجود ہے اور روشنی معدوم ہوگئی اسیطرح پر سمجھو کہ قوی حیوان کے قوی ہین مگر روح نکل گئی اور اس روح مین علم طب کے ذریعہ سے اوسکی تعدیل اور تقویم مین تصرف کرسکتے ہین یہ روح حامل امانت اور معرفت خداوند تعالی شانہ کی نہین ہوسکتی بلکہ جو حامل امانت اور معرفت الہی ہے وہ دوسری روح ہے اور وہی روح انسان کے واسطے مخصوص ہے اس روح سے اور جاندار محروم ہین اور وہی روح باقی ہے اور یہی روح ہے جو انسان کے بدن مین مشار الیہ انا ہے شعر کاتب الحروف ؎

کھلا نہ سر مشار الیہ لفظ آنا ۔۔۔ کہ جسم خاکی انسان مین بولتا کیا ہی

اعنی النفس الناطقہ المستعد للبیان و فہم الخطاب اسیکو کہتے ہین کہ یہ روح فنا نہین ہوتی فنای بدن کے سبب سے اور یہ روح نہ جوہر ہے نہ عرض حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اسیکی طرف اشارہ فرماتے ہین من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور پاک پروردگار تعالی شانہ ارشاد فرماتا ہے یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی اور بقای روح کے واسطے ارشاد پروردگار ہے اور بصیغہ حاضر وامر یہ ارشاد ہے ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاءٌ ولٰکن لا تشعرُون اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتَاھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ مذہب مختار اور منصور اہل تحقیق کا یہ ہے کہ روح داخل بدن نہین تجزی اور حلول کی طرح بلکہ وہ منزہ ہے صفات جسمیہ سے اور متعلق ہے بدن سے تعلق تدبیر اور تصرف مین صاحبان علم اخلاق نے اپنی اخلاقی کتابون مین اس مسئلہ کو چھیڑا ہے مگر بالاجمال نہ بالتفسیر وہو ہذا النفس الانسانی جوہر بسیط ہے ادراک معقولات اوسکی شان سے ہے اور وہ نہ جوہر ہے نہ جسم نہ جسمانی اور نہ اوسکا حس ہوسکتا ہی کسی حواس کی ذریعہ سے میرے حضرت پیر و مرشد مولانا سید شاہ محمد قاسم ابو العلائی داناپوری قدس سرہٗ و نور اللہ مرقدہٗ ارشاد فرماتے ہین کہ اثباتِ وجود نفس کے واسطے

کسی دلیل کی احتیاج نہین ہے اسواسطے کہ سب سے زیادہ ظاہر اور بہت واضح اور کمال روشن اہل عقل کے ادراک مین اوسکی ذات اور حقیقت ہے حتی کہ خفتہ خواب مین اور بیدار بیداری مین اور مست مستی مین اور ہوشیار ہوشیاری مین ہر شے سے غافل ہو سکتا ہے مگر اپنی ہستی سے غافل نہین ہو سکتا فرض کرو کہ انسان کیسی ہی نوم غریق مین ہو اوسکی بدن مین ایک سوئی چبھو دیجئے اوسکی ذات اوس سوئی کے چبھنی کے الم کو بالیقین محسوس کریگی پس آدمی اپنی ہستی سے غافل نہین ہو سکتا اب کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی دلیل لائی جاے اپنی ہستی پر قاعدۂ علم بیان یہ ہے کہ دلیل واسطہ ہوتی ہے مستدل اور مدلول کے درمیان اب کوئی آدمی اگر کوئی دلیل لائے اپنی ہستی پر تو وہ دلیل واسطہ ہوگی فقط ایک ذات تنہا پر پس اپنی ذات کو اپنی طرف پہنچانا یہ محال اور باطل ہے فقط

راقم محمد اکبر ابو العلائی داناپوری۔

لاکبر المحجوب

مطلع اول

مری روح تو ہے مری جان تو ہے
مری زندگانی کا سامان تو ہے

مرا دین تو میرا ایمان تو ہے
مری جان جسپر ہے قربان تو ہے

مرے دل کا دل تو ہے واللہ باللہ
مری جان کی جان ایجان تو ہے

تری شان ہر روز ہے اک نرالی
نیا جلوہ تو ہے نئی شان تو ہے

یہ نغمہ سنا کر ہمین تئے نے مارا
مری جان اس تان کی جان تو ہے

تو خود آئینہ ہے تو خود آئینہ بین
تماشا ہے پھر آپ حیران تو ہے

مجھے جس جفا جو نے بے موت مارا
وہ قاتل مرا اے مری جان تو ہے

اگر تجھکو جانا تو مینے ہی جانا
پراے دوست اسپر بھی انجان تو ہے

پتہ ملگیا تیرا بس مینے جبانا	جسے ڈہونڈتا تھا مین ایجان تو ہے
مری جان کسی دن تو آباد اسی کر	مرے خانۂ دل کا مہمان تو ہے
ترے سایۂ عاطفت مین ہین ہم سب	خدایا حقیقی نگہبان تو ہے
نہین ہے کسی شے کی مجھکو تمنا	مگر ہان مرے دل کا ارمان تو ہے
جسے ڈہونڈتا پھر رہا ہے تو اکبر	مری یار شکل اپنی پہچان تو ہے

مسٹر گلیڈاسٹون کی زندگی کے بعض دلچسپ حالات

یون تو مسٹر گلیڈاسٹون کی بیسیون سوانح عمریان ابتک شایع ہو چکی ہین مگر فی الحال مسٹر موصوف کے پرایویٹ سکرٹری سر ایڈورڈ ہملٹن نے جو مختصر کتاب اونکی زندگی کے حالات مین لکھی ہے وہ کیا بلحاظ علم دلچسپی اور کیا باعتبار صداقت واقعات سب پر فوق لیگئی ہے۔ اس کتاب مین مسٹر گلیڈاسٹون کی اعلی دماغی قابلیت ۔ بیحد شوق تحصیل علم ۔ بے نظیر قوت حافظہ اور دوسرے خلقی اوصاف کی ایسی مثالین درج ہین جو آجتک سوائے اونکے پرائویٹ سکرٹری کے پبلک کو عام طور پر بخوبی معلوم نہ تھین ۔

عام لوگون کا خیال ہے کہ مسٹر گلیڈاسٹون ہمیشہ پالیٹیکس (ملکی معاملات) کی دہن مین مستغرق رہتے تہے اور پالیٹیکس سے زیادہ اور کوئی شغل اونکی دلچسپی کا نہ تھا۔ مگر کتاب مذکورہ بالا سے اس خیال کی بالکل تردید ہوتی ہے اور واضح ہوتا ہے کہ مسٹر موصوف کو سب اشغال سے کتب بینی کا شغل زیادہ پسند اور مرغوب خاطر تھا۔ سر ایڈورڈ ہملٹن لکھتے ہین کہ

وہ مسٹر گلیڈاسٹون کی عادت تہی کہ ہمیشہ کتاب نہایت غور و تعمق کے ساتھ آہستگی سے پڑہا کرتے تہے۔ وہ کبھی عام لوگون کی طرح سے معمولی ورق گردانی نہ کرتے تہے بلکہ ایسی عمیق اور دقیق نظر

سے پڑہتے تہے کہ جن فقرات کو وہ قابل قدر پاتے اونکے محاذ حاشیہ پر خاص نشان کر دیا
کرتے تہے لیکن با اینہمہ ہر سال کتابون کی ایک تعداد کثیر اونکے مطالعہ سے گذر جایا کرتی تہی "

مسٹر گلیڈ اسٹون کو قدیم نسخون اور مستعمل کتابون کے فراہم کرنے کا بڑا شوق تھا۔ اپنی زندگی مین اونہون نے اپنی ذاتی لائبریری مین ۲۸ ہزار کتابین جمع کی تھین۔ لیکن سب سے زیادہ خوش کرنے والی چیز جو مسٹر گلیڈ اسٹون کے علمی مذاق سے متعلق تھی وہ اُن کی تصنیف و تالیف کی اُجرت تھی۔ ایسی اُجرت سے جو رقم اونکو حاصل ہوا کرتی اوس سے وہ نہایت خوش ہوتے اور اُسکی بیحد قدر کرتے یہانتک کہ اوسکا حساب لکھنے کے لیے ایک خاص یادداشت کی کتاب بنا رکھی تھی جسمین فخریہ طور پر اس صیغہ کی آمدنی درج کیجاتی تہی۔

مسٹر گلیڈ اسٹون کے ذاتی اوصاف مین سب سے بڑی صفت یہ تہی کہ وہ ہر کام مین ترتیب۔ انتظام اور صفائی کے بڑے پابند تہے۔ اونکی روزانہ زندگی کے اوقات گھڑی کے گھنٹون کی طرح معین تہے اونکی میز ہمیشہ صاف رہتی تہی اور کمرہ مین کاغذ کی رّدی کا نشان تک نہ پایا جاتا تھا۔ کتابین اور کاغذ اپنی اپنی جگہہ محفوظ رہتے تہے۔ خطوط نویسی مین اونکو یدطولی حاصل تھا کبھی کہین کوئی لفظ یا جملہ محکوک یا مشکوک نہوتا تھا۔

مسٹر گلیڈ اسٹون ایک ڈائری (روزنامچہ) بہی رکھتے تہے جسمین اپنے روزمرہ کے کام اور جن لوگون سے خط و کتابت کرتے اونکے نام درج کیا کرتے تہے۔ مسٹر گلیڈ اسٹون کو کتابون کے علاوہ نوادرات جمع کرنے کا شوق بھی تہا۔ مثلاً کبھی وہ چینی کے ظروف۔ کبھی ہاتھی دانت کی بنی ہوئی چیزین۔ کبھی اطالین ساخت کی نازک اشیاء جمع کیا کرتے تھے۔

مسٹر گلیڈ اسٹون شعرا و مصنفین مندرجہ ذیل کی تصانیف کے بڑے شائق اور قدردان تہے۔

چار شعراء نامور۔ ہومر۔ ڈینٹی۔ شیکسپیر گوایتہ۔

قدیم مصنفین۔ ہومر۔ ہوریس۔

مصنف زمانہ حال۔ سر والٹر اسکاٹ

مشہور نثار زمانہ حال۔ رسکن۔ کارڈنل نیومین

مشہور ظرفا۔ ارسطافینس شیکسپیر

عمدہ ترین سوانح عمری (سوانح عمری اسکاٹ مولفہ لاکہارٹ)

مدبرین زمانہ حال (پسندیدہ) سر رابرٹ پیل۔ مسٹر کیننگ۔

(ناپسندیدہ)۔ پامرسٹن۔ ڈزریلی۔

(نادر الوجود)۔ لارڈ رنڈلف چرچل۔ مسٹر پارنل۔

(عزیز مجلیس)۔ لارڈ ہربرٹ آف برلی۔ لارڈ گوشنول۔ مسٹر جان برائٹ

برطانیہ کی بعد پسندیدہ ملک۔ ممالک متحدہ امریکہ۔

مسٹر گلیڈ اسٹون کے قوت حافظہ کی ایک عجیب وغریب نظیر اس کتاب کے مصنف نے لکھی ہے مسٹر گلیڈ اسٹون کو انگلستان کی نوگورنمنٹون مین وزیر اعظم کے جلیل القدر وعظیم الشان عہدہ پر ممتاز رہنے کے بعد ۱۸۹۴ء مین یہ خیال آیا کہ میرے ساتھ اس مدت پچاس سال مین میری کیبنٹ کے جو لوگ وقتاً فوقتاً ممبر رہ چکے ہین۔ اونکی ایک فہرست لکھون۔ چنانچہ اوس نے صرف اپنے قوت حافظہ کے زور سے ان ممبرون کی فہرست لکھنی شروع کی جنکی کل تعداد ستر تھی۔ ان مین سے باوجود اس قدر امتداد زمانہ کے اوس نے ۶۸ ممبرون کے صحیح نام لکھ لیے اور یہ خیال کرکے کہ اس مدت مین بڑے بڑے انقلابات گورنمنٹ واقع ہوئے یہ بات کچھ کم حیرت انگیز نہین ہے۔ فقط ایڈیٹر

دلچسپ و مفید نکات

(مترجمہ وملخصہ ایڈیٹر)

(الف) متعلق بہ علم ہیئت

کیا چاند اور مریخ مین مخلوق آباد ہے؟

ناظرین ادیب۔ کو یہ تو ضرور معلوم ہوگا کہ سوال مندرجہ عنوان یوروپ اور امریکہ کی سینٹیفک

حلقون مین مدت دراز سے زیر بحث چلا آتا ہے حتی کہ تین چار سال کا عرصہ ہوا کہ امریکہ کی ایک اولوالعزم لیڈی نے قریب ڈہائی لاکھ روپیہ کے صرف اس غرض کے لئے وقف کردئے کہ علم ہیئت کے ذریعہ سے یہ تحقیقات کی جاوے کہ آیا فی الواقع مریخ مین کوئی مخلوق آباد ہے یا نہین اور اگر آباد ہے تو اوس سے ہمارے کرۂ ارضی کے باشندون کی رسل و رسائل اور بات چیت کرنے کی کوئی تدبیر نکالی جائے۔

لیکن اب یہ مسئلہ عنقریب صحیح و کامل طور پر تحقیق ہوجائے گا کیونکہ پیرس مین جو عام نمایش سنہ ۱۹۰۰ء مین ہونے والی ہے اوس کے لئے ایک عجیب و غریب دوربین اسقدر بڑی تیار ہوئی ہے کہ علماء ہیئت کہتے ہین کہ آج تک اتنی بڑی دوربین دنیا کے کسی ملک مین نہین بنی اور اوس سے متنازعہ فیہ مسائل علم ہیئت کامل طور پر تحقیق و طے ہوجائین گے۔ یہ دوربین پیرس کے کارخانہ متعلقۂ رصدگاہ مین بن رہی ہے۔ اسکا طول (۱۹۷) فیٹ ہوگا اور اوسکے موجد دعوی کرتے ہین کہ اوسکے شیشے کی طاقت اتنی تیز ہوگی کہ چاند اسقدر قریب نظر آئیگا کہ گویا وہ صرف دو میل کے فاصلہ پر ہے! الحاصل اس دوربین کے ذریعہ سے قمر اور مریخ مین مخلوق آباد ہونے کا مبحث فیہ مسئلہ صحیح طور پر پایۂ تحقیق کو پہونچ جائے گا اور آیندہ کوئی گنجایش بحث کی باقی نہ رہے گی۔

حیرت انگیز شہاب ثاقب

ماہ گذشتہ مین سقوطری واقع البانیہ مین بہت بھاری شہاب ثاقب نظر آیا۔ اسکی شکل پورے چاند کی سی تہی۔ آسمان سے نکلکر بویا کے مغرب مین پہاڑ پر ٹہیر رہا۔

(ب) متعلق بہ علم نباتات

درخت قہقہہ

ناظرین ادیب نے دیوار قہقہہ تو پرانے قصّے کہانیون مین ضرور سنی ہو گی لیکن درخت قہقہہ
کے نام سے اُن کے کان شاید ہی آشنا ہونگے - ایک انگریزی میگزین مین فی الحال درخت
مذکور کا حال چھپا ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ یہ درخت عربستان کی سرزمین مین پیدا ہوتا ہے
اوسکے تخم کو پیسکر انسان کو پلا دینے سے ایک نشہ کی ایسی حالت طاری ہو جاتی ہے کہ آدمی
ناچنے لگتا ہے اور بے تحاشا ہنستے ہنستے دیوانون کی سی حرکتین کرا وٹھتا ہے - قریباً ایک
گھنٹہ کے یہ حالت رہتی ہے جس کے بعد غنودگی کا غلبہ ہو کر وہ شخص بے خبر سو جاتا ہے - جب
چند گھنٹے سونیکے بعد اوٹھتا ہے تو اوسکو اپنی حالت سابقہ بالکل یاد نہین رہتی - اس درخت کا
قد میانہ - پھول زرد رنگ اور تخم سیاہ مثل مٹر کے ہوتے ہین -
یہ امر ہنوز قرار نہین پایا کہ اس درخت کو نباتات کی کس قسم مین شمار کیا جاوے -

خونی پھول

برسون سے باغات ڈینگن واقع روم سرخ گلاب کے پھولون کے لئے مشہور ہین اور اون مین
خوشبو بھی ایسی ہوتی ہے کہ تمام یورپ مین اون کی شہرت ہے اب کسی نے دریافت کیا ہے
کہ پوپ روم کا مالی درختون کو بجاے پانی کے خون سے سینچتا ہے لیکن اسمین ہر ایک درخت
ایسا ہے جو صرف آدمیون کی قبرون ہی پر سرسبز رہتا ہے اور اوٹھین مقامات پر جمتا ہے
جہان سخت خونریزی ہوئی ہو - ایسی ہی روایتین پھولون کی نیو مارکٹ مین مشہور ہین - یہ مقام ایک

عجیب پرانی خندق کے لئے بہت مشہور ہے جو حفاظت جنگ کی غرض سے کہودی گئی تہی۔ ب یہ خندق آدمیون کی ہڑیون سے بہری ہوئی ہے یہ مقام ڈارلنگہم تک چہہ میل لمبا ہے اسی مقام پر بلڈی فلاور (خونی پہول) پہولتے ہین یہ پہول پانچ یا چہہ پنکہڑیون کا ایک نہایت سرخ باغیانی ہوتا ہے اور جون۔ جولائی کے مہینے مین بکثرت پہولتا ہے جس فصل مین یہ پہول کہلتے ہین صدہا آدمی گل چینی کے لئے آتے ہین۔ (روزانہ)

(ج) متعلق بہ علم الحیوانات

پہاڑی مینڈک

ولایت کے رسالہ نیچر نوٹس مین ایک صاحب نے پہاڑ کے پتہرون کے اندر زندہ مینڈک پائے جانے کی ایک دلچسپ حکایت لکہی ہے۔

صاحب موصوف کو کہپریل بنوانے کے لئے ایک پہاڑ پر مٹی کہدوانے کی ضرورت ہوئی۔ پہاڑ کا ایک بڑا پتہر مٹی کہودتے نکل آیا جسکے اندر زندہ مینڈک موجود تہے۔ مینڈک عموماً پانی کے قریب پائے جاتے ہین۔ کیونکہ وہ پانی کے جانور ہین لیکن پتہر کے اندر اون کا زندہ رہنا اور اون کو غذا پہونچنا اوس خلاق عالم اور رزاق مطلق کی قدرت اور شان کی بین دلیل ہے صاحب موصوف لکہتے ہین کہ علمای علم حیوانات اپنی تحقیقات سے جو اونہون نے مینڈکون کی نسبت کی ہے اسقدر تو دریافت کر چکے ہین کہ مینڈک اپنے جسم کے اندر اپنے وزن سے دوچند پانی کا ذخیرہ رکہہ سکتا ہے مگر اس بارہ مین عقل انسانی دنگ ہے کہ اونکو غذا پتہر کے اندر کس طرح اور کہان سے پہونچی۔ سچ ہے مصرعہ

رزق سے بہرتا ہے رزاق دہن پتہر کا

انڈے سے بچّے نکلنے کے ایّام

ہنس ۳۰ دن انڈے سہتا ہے - راج ہنس ۲۴ دن - مرغی ۲۱ دن - بط ۳۰ دن فیل مرغ ۲۸ دن - چڑیا ۱۴ دن - کبوتر ۲۱ دن - طوطا و مینا ۱۴ دن - کوّا ۳۰ دن -

بندر کے کاٹنے سے مجنون کو شفا

حال مین ایک مجنون عورت ایک بندر کے کٹہرے مین جو مہاراجہ دیناج پور کا ہے محافظ کی غیر حاضری مین گہس پڑی اور اوسکو چھیڑنا شروع کیا بندر نے خوب چکتین لگائین جس سے اوسکا جسم لہولہان ہو گیا اور وہ ہسپتال کو بہیجی گئی اوسکا مداوا اب تک شفاخانہ مین ہو رہا ہے مگر عجیب بات یہ ہے کہ جب سے اوسکو بندر نے کاٹا ہے اوسکا جنون بالکل اچہا ہو گیا ہے جسمین وہ سال بہر سے مبتلا تہی - یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس پر سائینس والون کو غور کرنا چاہئے -

ایجاد و اختراع صنعت و حرفت وغیرہ

مٹی کے تیل کو منجمد کرنیکی ترکیب

اونیسوین صدی کی حیرت انگیز ایجادات سے ہی جو ایک فرانسیسی بحری انجنیر ماسیو ڈی ہومی نامی کی اعلیٰ دماغی قابلیت کا نتیجہ ہے - اوسکی متعلق جو حالات شایع ہوئے ہین اون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دانشمند انجنیر نے ایسی ترکیب نکالی ہے کہ جس سے تیل منجمد ہو کر صابون کی ٹکیون کی مانند بنجاتا ہے - ان ٹکیون مین نہ بدبو ہوتی ہے اور نہ جلتے وقت دہوان نکلتا ہے اور نہ وہ گرمی یا سردی سے موثر ہوتی ہین - اس ایجاد سے دو بڑے فائدے متصور ہین ایک

یہ کہ جاسہے جس مقدار کی ٹکیان مٹی کے تیل کی بن سکتی ہین اور اس وجہہ سے اوسکی باربرداری
مین بمقابلہ سیّال حالت کے بڑی آسانی ہوگی اور اوسکے جہازون پر رکہنے مین جگہہ بہی کم گہریگی -
دوسرے یہ کہ عام مٹی کے تیل مین انجزات یا آتشگیری سے اوڑجانے کا خطرہ جو ہر وقت رہتا ہے
وہ اس انجماری ترکیب سے بالکل رفع ہوجائیگا - یہ ٹکیان آگ دکہلانے سے بڑی آسانی کے ساتہ
روشن ہوجاتی ہین اور بلاخطر جلتی رہتی ہین -

مہاراجہ بڑودہ نے اپنے صرف سے دو آدمی گہڑی بنانے کا ہنر سیکہنے کیواسطے
ولایت بہیجے ہین -

لکہنؤ مین گورنمنٹ کی جانب سے ایک صنعتی اسکول قایم ہوا ہے اگر ٹکنیکل اسکول ہر شہر مین قایم
ہوجاوین تو ملک مین بہت جلد سرسبزی کی علامتین نمایان ہون - ہمارے ملک مین ایسے
اسکولون کی نہایت ضرورت ہے جو صنعت و حرفت کی تعلیم کو ترقی دین -

دہلی مین سوتی پارچہ کی دخانی کارخانہ مین پچہلے سال ڈیڑہ لاکہ روپیہ منافع ہوا یعنی بشرح ۱۲ فیصدی

چہلے ہوئے آلوؤن کے ٹکڑون کو پانی مین ابالو - جسوقت ابال آنے لگین چاندی کا زیور
اوس مین ڈالدو - تہوڑی دیر بعد سب میل کٹ جائیگا اور چاندی بہت صاف ہوجائیگی (منتخب)

مٹی کا تیل جس کاغذ یا کپڑے پر گرجائے تو اوسے آگ پر سینکنے سے اوسکا دہبا اور بو دونون
جاتی رہتی ہین - دو چار منٹ کے بعد کپڑے کو آگ پر سے ہٹالین -

بادام کا شربت جو کہ ولایت سے بنکر آتا ہے اوسکے بنانے کی ترکیب اس طرح ہے کہ پہلے خالی شربت شکر کا پکا کر اُسمین ۶ ماشہ بادام کا اسنس ڈالکر خوب ملاو و شربت تیار ہو جاےگا پانی مین ڈالنے سے اسکا رنگ سفید مثل دودھ کے ہوگا۔

متفرق علمی نوٹس

عالمانہ اولوالعزمی

نواب سر وقارالامرا حیدرآباد دکن مین اول درجہ کے متمول اور معزز امیر اور ریاست حیدرآباد کے وزیراعظم مین آپنے قدیم علوم کی قدردانی مین جو نمایان فیاضی دکھلائی ہے وہ ترقی علوم کے شوق سے متعلق نہایت قیمتی قدردانی کا زندہ ثبوت ہے شاباش ہے اُس قوم کو جس مین ایسے دولتمند امرا ہون اور وہ اپنی دولت کو علمی معیار کے اعلیٰ کامون مین اپنی فیاضی سے صرف کرین۔ صناحب ممدوح نے ٹرکی کے وزارت تعلیم کے ساتھ ایک ایسا سودا کیا ہے جسکی شہرت آجکل یورپ مین حامیان علوم پر ہی موقوف سمجھی جاتی ہے۔ قسطنطنیہ کے کتب خانہ عثمانیہ مین عربی زبان کے قدیم نسخون کا مجموعہ تھا اور نواب ممدوح نے اِن تمام نسخون کی مکمل نقل ایک لاکھ ۸۰ ہزار پیاسٹر پر حاصل کرنے کا سودا طے کیا ہے۔ ان نسخون کے نقل کرنے مین دو تین سال سے کم عرصہ نہ لگے لگا۔ شاباش ہے۔ مرحبا ہے۔ آفرین ہے۔ (سول و ملٹری نیوز)

دارالعلوم خرطوم۔ کا بنیادی پتھر لارڈ کرامر برٹش گورنر سوڈان نے رکھا اور نصب کرتے وقت یہ بیان کیا کہ اس کالج کی تعمیر کا یہ منشا ہرگز نہین کہ فیشنبل جنٹلمین اور مغربی تہذیب کے پتلے گھڑ گھڑ کے نکالے جائین۔ تعلیم عربی زبان مین ہوگی انگریزی زبان کورس مین داخل نہ کیجایگی۔ کیا اچھا ہو کہ مذہبی تعلیم بھی

اس کالج مین لازمی کر دی جاوے -

دیوان حافظ - کا ترجمہ کرنیل و لبرفورس کلارک نے نہایت سلیس انگریزی مین کیا ہے -

دمشق کی جامع مسجد کے قریب حضرت یحیی علیہ السلام کی قبر کی مرمت و درستی سلطان کی طرفسے نہایت اہتمام سے کرائی گئی ہے -

استنبول مین ۱۲ کالج ۶۶ - مدرسے - ۲۵ - کتبخانے اور ۵۰۰ - مساجد مین -

علم کی قدر دانی اسکا نام ہے کہ انجیل مقدس کی ایک جلد گوٹن برگ کے چھاپہ کی حال مین لندن کے ایک نیلام مین دو ہزار نوسو پچاس پونڈ کو فروخت ہوئی - حال کی ہنڈوی کے بھاوسے اگر پندرہ ہی روپیہ کا پونڈ لگایا جاوے تو کل قیمت کے ۴۴ ہزار دوسو پچاس روپیہ ہوے (نیر اعظم)

فاضل عورتین

لندن کی یونیورسٹی مین امسال ۱۴ عورتون نے سائنس مین بی - اے پاس کیا اور یہ دوسرے درجہ مین کامیاب ہوئین اور آرٹ مین ۲۸ عورتون نے اول درجہ مین بی - اے پاس کیا ۱۹ نے دوسرے درجہ مین - تینون درجون مین کل ۳۰۳ - امیدوار پاس ہوے ہین اور ان مین ۱۵ عورتین ہین جو نسبتاً تہائی سے زیادہ ہین - (روزانہ)

یادگاری واقعات

ملک و قوم کے لیے سب سے بڑا یادگاری واقعہ تصفیہ مسئلہ تقرر سکرٹری شپ محمدن کالج علیگڑھ ہے جو کالج موصوف کے ٹرسٹیونکے سالانہ جلسہ مین تاریخ ۱۳ جنوری ۱۸۹۹ء کو نہایت اطمینان بخش طریقہ سے طے ہوگیا - اس جلسہ مین کثرت آرا سے مسٹر سید محمود کو لائف پریسیڈنٹ اور **نواب محسن الملک بہادر** کو سکرٹری مقرر کیا گیا - اختتام جلسہ پر **سید محمود صاحب** نے اپنی تقریر مین صدارت کو بخوشی منظور اور نواب محسن الملک کی دوامی رفاقت کا وعدہ کیا - یہ بھی بڑی خوشی کی بات ہے کہ آنریبل جسٹس **امیر علی** اس کالج کے ٹرسٹی مقرر ہوے اور آنریبل جسٹس

بدرالدین طیب جی نے دو ہزار روپیہ سرسید میموریل فنڈ کو عطا فرمایے۔

اس ماہ کی اخیر تاریخون مین انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ بڑی رونق اور کامیابی کے ساتھہ منعقد ہوا۔ بیرونجات کے بھی بہت سے حضرات شریک تھے۔ انجمن کے متعلق ایک کالج اور ایک ہائی اسکول اور یتیم خانہ او متعدد زنانہ مدارس ہین۔ جلسۂ مذکور مین قریب پانچہزار روپیہ کے چندہ وصول ہوا۔

نواب سر احسن اللہ خان بہادر رئیس ڈہاکہ بابو جی گوبندلا کی میعاد ختم ہونے پر سوپریم لیجس لیٹو کونسل ہند کے ممبر مقرر ہوے۔

مہاراجہ قاسم بازار نے مسلم زنانہ اسکول کے لیئے دس ہزار روپیہ کا چندہ عطا کیا۔

جدید مہاراجہ صاحب دربہنگہ نے اپنے ہردلعزیز برادر مرحوم کی یادگار مین ۱۵ ہزار روپیہ کا چندہ خیراتی کامون کے لیے عطا فرمایا۔

کلکتہ کے ایک نامی مہاجن **لالہ پورنمل** نے چار لاکہہ روپیہ کی وصیت مرنے کے قبل کردی تہی یہ روپیہ ایک جین کالج کے قائم کرنے مین صرف ہوگا اور اس کالج کے ساتھہ اعلی تعلیم بہی دی جائیگی۔

بنارس ہندو کالج کے لیے چہہ لاکہہ روپیہ کی ضرورت ہے۔ چندہ فراہم کرنے کی غرض سے مدراس۔ میرٹھہ۔ لاہور وغیرہ بڑے بڑے شہرون مین جابجا جلسے ہو رہے ہین اور بہت کچہہ روپیہ جمع بہی ہوگیا ہے۔

اسی مہینے مین ہر ہائنس **نواب شاہجہان بیگم صاحبہ** والیہ ریاست بہوپال دام اقبالہا نے اپنے مدار المہام ہز ایکسلنسی مولوی حاجی **محمد عبد الجبار خان بہادر** کو بصلہ حسن خدمات بجای دو ہزار روپیہ ماہوار کے ڈہائی ہزار روپیہ مشاہرہ مقرر فرما کر مستقلاً عہدۂ وزارت پر سرفراز فرمایا۔ مولوی صاحب بڑے متقی۔ پرہیزگار۔ متدین اور رہستباز شخص ہین یقین ہے کہ انکی ذات بابرکات

ریاست بھوپال کو بڑا فائدہ پہونچیگا اور تلافی مافات ہو جائیگی - ہم بھی مولوی صاحب ممدوح کو اس کامیابی کی تہ دل سے مبارکباد دیتے ہین -

راجہ اودے پرتاب سنگہ سی - ایس - آئی والی ریاست بھنگا ملک اودہ نے بنارس مین ایک اناتھیالہ قائم کرنیکے لیے ایک لاکھہ روپیہ عنایت فرمایا ہے اس اناتھیالہ مین اپاہجون - بوڑھون اور بیکسون کی پرورش کیجائیگی اور ایک کمیٹی اوسکے انتظام کی نگران رہیگی یہی فیاضی اسکا نام ہے

اس مہینہ مین نواب صاحب بہاولپور نے عین عالم شباب مین انتقال فرمایا مرحوم ایک ہر دلعزیز رئیس تھے ہر کہہ و مہ کو اونکے انتقال سے رنج و صدمہ ہوا -

اسی مہینہ مین سلطان موسی علی راجہ لکادیپ کا انتقال بھی ایک جانگداز و اندوہناک واقعہ ہے وہ بڑے متقی شخص تھے - اور اپنی عمر کے ایک بڑے حصہ کو اونھون نے عبادت اور ملک کی خدمت مین صرف کیا - اونکو اپنی رعایا سے بڑی محبت اور ہمدردی تھی اور رعایا اونکو بڑا ہی عزیز سمجھتی تھی حتی کہ دور دور سے لوگ اونکی تجہیز و تکفین مین شریک ہونے کے لیے آیے تھے -

سر لوئیس کرشنا چیف جسٹس ہائی کورٹ بمبئی کی وفات بھی اس مہینہ کے جانگداز حادثات سے ہے -

دمشق مین ایک مسلمان نے ۱۳۵ برس کی عمر مین انتقال کیا جسنے نوے برس تک فوجی خدمت انجام دی تھین -

بمبئی احاطہ مین طاعون کا بڑا زور رہا دافع البلیات اس موذی مرض کو ہندوستان سے جلد دفع کرے -

بالکرشنا چاپیکر مشتبہ قاتل مسٹر رینڈ کی گرفتاری جو ممالک محروسہ سرکار نظام کی پولس کی حسن سعی و کارگزاری سے عمل مین آئی ایک یادگار واقعہ ہے - فقط

ایڈیٹر

ریویو

۱۔ کتاب فلسفۂ امثال و منتخب الامثال

مؤلفہ خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ

صاحب فیلو الہ آباد یونیورسٹی

مطبوعہ مطبع محبت بائی دہلی

تعلیم یافتہ سوسائٹی کا کون ممبر ہے جو یہ نہین جانتا کہ شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب خان بہادر نے اپنی بیش بہا تصنیفات و تالیفات سے اُردو لٹریچر کو مالامال کر دیا ہے۔ علوم ریاضیہ کے علاوہ علم ادب۔ اخلاق۔ تاریخ و جغرافیہ۔ طبیعہ۔ وہیئت وغیرہ علوم مختلفہ مین مولوی صاحب کی اکثر مفید۔ دلچسپ و بے نظیر کتابین اسوقت موجود ہین جنکی مجموعی تعداد قریب ڈیڑھ سو کے ہوگی۔ اسکے علاوہ اخبارات و رسائل مین بے شمار مضامین اور صدہا کتابون کے ریویو مولوی صاحب کی قلم فیض رقم سے تحریر و شائع ہو چکے ہین جنسے اونکا نامی تصنیفات و تالیفات کے آسمان پر کا شمس نصف النہار چمک رہا ہے اور گھر گھر جہان کہیں بھی علمی روشنی کی جھلک پائی جاتی ہے ضرب المثل کی طرح زبان زد خاص و عام ہے۔

کتاب فلسفۂ امثال مولوی صاحب کی جدید تالیفات سے ہے جو بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے مرتب ہوی ہے۔ اس کتاب کے دو حصے ہین پہلے حصے کے دیباچہ مین ضرب الامثال کی فلسفیت۔ تعریف۔ اصلیت۔ قدامت۔ استعمال وغیرہ کا دلچسپ بیان ایسے شیرین الفاظ اور دلکش عبارت مین درج ہے جو مولوی صاحب کا خاص حصہ ہے

اور پہلو سمین ایک سو اکتیس مضامین کے متعلق تین ہزار پانسو ستر ضرب المثلین بترتیب حروف تہجی تحریر ہین دوسرے حصہ مین دنیا کے بارہ ملکون کی سات سو پینتیس ضرب المثلین مرقوم ہین اس طرح پر کل مجموعہ مین ستائیس زبانون کی چار ہزار تین سو پینسٹھہ ضرب المثلین اور انکے سوا بہت سے نکات - نوادر - تشبیہات و استعارات درج ہین -

اس کتاب مین سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر مضمون کے متعلق جسقدر ضرب المثلین ہر قوم و ملک مین مشہور ہین اونکو منتخب کر کے ایک جگہہ فراہم کر دیا گیا ہے مثلاً **اتفاق** کے مضمون سے متعلق جسقدر مثلین روسی - بنگالی - ترکی - تامل - سنسکرت - اردو - ہندی وغیرہ زبانون مین موجود ہین اون سب کو چن چن کر ایک جگہہ جمع کر دیا ہے جس سے تلاش مین نہایت آسانی ہوگئی ہے - ناظرین غور فرما سکتے ہین کہ یہ کتنی بڑی محنت اور عرقریزی کا کام ہے -

ہمارے علم مین اردو زبان تو کیا سوا انگریزی مین تنسپ ٹرینچ کی کتاب فلاسفی آف پراوربس کے عربی - فارسی - سنسکرت وغیرہ کسی زبان مین اس پایہ کی کتاب موجود نہین ہے -

یہ کتاب پاکٹ سائز کے ۳۰۴ صفحون پر چھپی ہے اور ہر صفحہ مین کان حکمت کے جواہرات کوٹ کوٹ کر بھرے ہین یا یون کہیے کہ ہر صفحہ مین ایک خوشنما اور دلربا باغ لگایا ہے جسکے اندر سوا شیرینی و پر حلاوت میوجات کے خار کا نام تک نہین ہے - باوجود ان سب خوبیون کے اگر ناظرین قیمت سنینگے تو دنگ رہ جائینگے یعنی یہہ لعل بے بہا صرف آٹھہ آنہ مین مولوی محمد عطاء اللہ صاحب سے کوچہ چیلان دہلی کے نشان سے درخواست کرنے پر مل سکتا ہے - ہم تو اس کتاب کے ایک ایک ورق کو کرنسی نوٹ سے بھی زیادہ قیمتی سمجھتے ہین - یہ مولوی صاحب کا ملک پر احسان اور فیض عام ہے کہ ایسی لاجواب کتاب کوڑیون کے مول بک رہی ہے -

یہ کتاب مصنف - شاعر - وکیل - بیرسٹر - مقرر - اخبار نویس - انشاپرداز - وقائع نگار - طالبعلم - غرضکہ ہر طبقہ کے اشخاص کے لیے جنکو لکھنے پڑھنے کا کچھہ بھی کام پڑتا ہے ازبس مفید

وضروری ہے - لارڈ بیکن کا مقولہ ہے کہ مختصر فقرے تیر کا کام دیتے ہین جو زبان سے نکلتے ہی
چارونطرف اُڑنے لگتے ہین بخلاف انکے طول طویل تقریرین بے اثر ہوتی ہین کیونکہ وہ طبیعت پر
تکان پیدا کرتی ہین اور اسلیئے اونپر توجہ نہین ہوتی - پس اگر اسی معیار سے ضرب المثلون کو
دیکھا جایے تو ظاہر ہوگا کہ جیسا اثر اونکے مختصر و موثر الفاظ سے انسان کے دل پر پیدا ہوتا ہے
اور کسی طرح نہین ہو سکتا کیونکہ ضرب الامثال زبان زد خاص و عام ہونے کی وجہ سے مقبولیت
کی سند حاصل کر چکی ہین -

ہم اوس وقت خوش ہونگے جب یہ سُنینگے کہ لارڈ رابرٹس کی کتاب ۴۱ سالہ ملازمت ہند کی
طرح اس کتاب کی بھی ۱۵ - ۱۶ ایڈیشنین ایک سال مین نکل گئین اور جانینگے کہ ملک نے مولف
کی محنت کی پوری قدر کی - فقط ایڈیٹر

۲ - رسالہ المعلومات

۳ - " نیرنگ جہان

یہ دونون رسالے ماہ جنوری ۱۸۹۹ء سے جیپور سے شائع ہونا شروع ہوے ہین -
شہر مذکور مین دو سوسائٹیان ہین جنمین سے ایک کا نام انجمن تعلیمی اور دوسری کا نام انجمن احباب
ہے یہ دونون رسالے انہین دونون سوسائٹیون کی مساعی جمیلہ کے نتیجے ہین -

رسالہ المعلومات اول الذکر سوسائٹی کے اہتمام سے ۳۲ صفحون پر ماہوار شائع ہوتا ہے
جسکے ۱۶ صفحہ مین ایڈیٹر صاحب **امان جان کا راز** نامی ایک ناول جو انگریزی ناول کا
ترجمہ ہے طبع فرماتے ہین اور دوسرے حصہ مین **گبن صاحب** کی مشہور تاریخ کا اُردو ترجمہ
۱۶ صفحون مین شائع ہوتا ہے - ترجمہ کی عبارت سلیس - صاف اور شستہ ہے لیکن ایک
عجیب بات یہ ہے کہ اُسکے فٹ نوٹس (حواشی) متن سے بھی زیادہ دلچسپ او مفید ہین
گبن صاحب کی تاریخ کلان ۶ جلدون مین اور خرد (اسٹوڈنٹس گبن) ایک جلد مین ہے

۲ صفحہ فی ماہ کے حساب سے اگر تاریخ کا ان کا ترجمہ چھاپا جاے تو آٹھہ سات برس مین لیو تاریخ فرد کا ترجمہ تین چار برس سے کم مین ختم نہوگا۔ اس رسالہ کی قیمت عہ سالانہ ہے۔

دوسرا رسالہ نیرنگ جہان انجمن احباب کی طرف سے شائع ہوتا ہے اوسکے پہلے حصہ مین رسالہ کے اغراض و مقاصد کے علاوہ دو مضمون درج ہین جن مین سے ایک مین تو خاندان صفاریہ کے دو نامور ہیرو لیعقوب و عمرو کی سوانح عمری شروع کی گئی ہے اور دوسرا مضمون عقل و مذہب کے عنوان سے محمد زکی صاحب کا لکھا ہوا ہے یہ مضمون نہایت دلچسپ اور قابل قدر ہے ہم بشرط گنجایش ادیب کے کسی آیندہ نمبر مین درج کرینگے۔ دوسرے حصہ مین اسکاٹلینڈ کے ایک مشہور شاعر و ناولسٹ کی لیڈی آف دی لیک کا ترجمہ ہے۔ اس رسالہ کی ضخامت ۴۸ صفحہ۔ کاغذ اور چھپائی معمولی۔ قیمت عہ سالانہ ہے۔

المعلومات کے منیجر منشی عاشق علی صاحب اور **نیرنگ جہان** کے منیجر ولی محمد صاحب آزاد ہین جنسے درخواست کرنے پر یہ رسالے مل سکتے ہین فقط ایڈیٹر

ادیب کی نسبت عام رائین

جو اسوقت تک وصول ہوی ہین صدق دل سے شکریہ کے ساتھہ درج کیجاتی ہین

۱۔ ہندوستان کے مستند و مشہور باکمال انشاپردازون و مصنفون کی رائین

۱۔ سحبان الہند نواب محسن الملک بہادر تحریر فرماتے ہین "رسالہ ادیب پہونچا۔ اور اول سے آخر تک مین نے دیکھا۔ اوسکے مقاصد ترتیب مضامین قابل پسند ہین۔ خط پاکیزہ۔ چھاپہ عمدہ۔ عبارت شستہ مضامین مفید و کارآمد ہین۔"

۲۔ حسان الہند شمس العلما مولوی حافظ نذیر احمد صاحب تسطیر فرماتے ہین۔ "کچھہ بھی شک نہین کہ ادیب جیسے رسالہ کی قوم اور ملک کو نہایت سخت ضرورت ہے اور یہ بڑا مبارک کام ہے

جسکا آپ نے بیڑا اٹھایا ہے "۔

۳۔ شیکسپیر ہند مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب **حالی** ارقام فرماتے ہین " ادیب کا پہلا نمبر پہونچا۔ ایک ہی جلسہ مین اوسکو اول سے آخر تک پڑہ گیا اور بہت محظوظ ہوا۔ ظاہراً یہ رسالہ ہونہار معلوم ہوتا ہے "۔

۴۔ فاضل اجل مصنف و شاعر بے بدل حضرت شاہ محمد اکبر صاحب **ابو العلائی** تحریر فرماتے ہین " ادیب تمامہ دیکھا واقعی مخزن خزانہ عامرہ ہے فی الحقیقت شایقین علمی تحققات کے لیے تو پورا رہبر ہے۔ مین نے انتظام کر لیا ہے کہ اسکی سالانہ جلدین بند ہوا کر اپنی کتابون مین کتبخانہ مین رہ...

۵۔ خان بہادر مولوی حمان علیخان صاحب سابق ممبر کونسل راج دیوان ترقیم فرماتے ہین " رسالہ کو اول سے آخر تک مکرر دیکھا تو درحقیقت اسم با مسمی معلومات کے ذخایر مین بے نظیر ہے جتنا ہی کچھہ اوسکی خوبیون کے بیان مین قلم فرسائی کیجاوے کم ہے "۔

۶۔ مولوی محمد عبد الرزاق صاحب مصنف **البرامکہ** " مدت کے انتظار کے بعد پرچہ پہونچا۔ اول سے آخر تک مین نے ایک ہی جلسہ مین اوسکو پڑہا۔ شکل و صورت اور پریس کے تکلفات کی تعریف کرنا فضول ہے۔ کیونکہ یہ معمولی چیزین نظر کے فریب دینے کے لیے ہوتی ہین۔ جو شے حقیقت مین قابل مدح ہے وہ سلسلہ مضامین کا ہے۔ تمام مضامین قابل تعریف ہین "۔

۷۔ مرزا حامد حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی " مین نے رسالہ ادیب اول سے آخر تک دیکھا۔

میرے ہموطن اور محب قدیم سید اکبر علی صاحب رئیس آگرہ نے فی الواقع ایک بڑا اہم قومی اور ملکی کام اپنے ذمہ لیا ہی اور اخباری دنیا مین جو یہ عام شکایت تہی کہ ہندوستان مین کوئی علمی رسالہ مثل رسائل انگلینڈ و امریکہ کے جاری نہین ہے جسکا الزام یونیورسٹی کے تعلیم یافتون کی عدم توجہی پر محمول کیا جاتا تہا اوسکو قابل تعریف ہمت جرأت۔ محنت اور قابلیت سے میرے لائق دوست

نے رفع کرنے کی کوشش کی ہے جسکے لیے ملک اونکا جسقدر شکریہ ادا کرے کم ہے۔

۔ سید اکبر علی صاحب ایڈیٹر رسالہ مذکور ایک بڑے تجربہ کار وسیع المعلومات علم دوست شخص ہین جنھون نے ہزارہا روپیہ کے ذاتی صرف سے بتیس پچیس برس کے عرصہ مین ایک بے نظیر کتبخانہ جمع کیا ہے اونھون نے ادیب شائع کرکے فی الحقیقت اپنے مشرقی دوستون کے لیے مغربی علوم و فنون کے گودام کھول دیے ہین" اور عام نفع رسانی کے لحاظ سے قیمت ایسی مناسب رکھی ہے کہ کسی طبقہ کے شائقین علوم اوس سے محروم نہین رہ سکتے مجھکو یقین کامل ہے کہ پبلک اس رسالہ کی پوری قدر کریگی"

۸۔ فضل محمد صاحب منیجر شرارہ مراد آباد۔ " رسالہ ادیب پہونچا مشکور کیا اسمین شک نہین ہے کہ یہہ رسالہ اردو لٹریچر مین اول نمبر ہے اللہ تعالی اسمین روز افزون ترقی کرے ۔ واقعی پبلک کو ایسے ہی رسالہ کی ضرورت ہے اور اس سے تعلیم یافتہ نوجوان اور شائقین علوم کو ضرور فائدہ پہونچے گا"

۹۔ منشی محمد جان صاحب شوخ ظریف عظیم آبادی۔ رسالہ ادیب پہونچا مین نے اول سے آخر تک دیکھا خداوند کریم آپ کے ارادون مین برکت عطا فرمایے اور قوم کو اس سے فائدہ پہونچایے واقعی ایک نیے خیال اور بے نظیر کوشش کا نمونہ آپ نے پیش کیا ہے"

۱۰۔ نواب میر صدر الدین حسین صاحب مصنف گلدستۂ تمیز ۔ ملک اور قوم کو ایسے مفید علمی رسالونکی بہت ضرورت تھی الحمد للہ کہ وہ آپ لوگونکی ذات فیض صفات سے پوری ہوئی ۔ خدا آپ کو جزای خیر دے ۔ اور دلی مقاصد مین کامیاب کرے"

۱۱ منشی شبیر حسین صاحب بشیر نگینوی۔ " رسالہ ادیب پہونچا اس کرم فرمائی کا شکریہ ادا کرتا ہون رسالۂ ادیب کو دیکھکر دل خوش ہوا واقعی جیسا کہ اشتہار وغیرہ مین تعریف لکھی ہے بے کم و کاست ویسا ہی پایا خدا اسکی عمر دراز کرے اور آپکی محنت رائگان نہ جایے"

۲- ہندوستان کے چند معزز اور نامی اخبارونکی رائین

۱- اودہ اخبار " ادیب - اس نام کا ایک ماہوار رسالہ بمقام فیروزآباد ضلع آگرہ سے شائع ہوا ہے جسکے اڈیٹر سید اکبر علی صاحب اکبرآبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی ہین - یہ رسالہ بلحاظ عمدگی مضامین و ترتیب و تہذیب و چھپائی نہایت قابل قدر ہے "

۲- چودھوین صدی " ادیب - واقع مین ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا علمی میگزین ہے جو سید اکبر علی صاحب اکبرآبادی کی اڈیٹری مین اعلیٰ کاغذ بڑی تقطیع کے پچاس صفحون پر بمقام فیروزآباد سے شائع ہوتا ہے - وہ مفید اور قیمتی ذخیرہ جسکو ایک باسلیقہ ہاتھہ نے بخوبی و خوش اسلوبی ترتیب دیا ہے - ہرطرح بڑی زوردار سفارش کے مستحق ہے - اگر نوجوانان ہند اور خصوصاً ہمارے مسلمان بھائی - بجای ریاض سخن - بیاض سخن - پیام یار - اور سلام یار - کے ایسے جواہرات کی قدر کرنے لگ جائین - توپھر اور چاہیے کیا - ....

ہمارے بھائیون نے اگر ادیب جیسے مفید رسالہ کی قدردانی اور ہمت افزائی نہ کی - توہم جانینگے کہ ابھی ہمارے لیے اچھا زمانہ نہین آیا جسکی مدتون سے تہذیب و ترقی نے بشارت دی ہوئی ہے "

۳- راجپوتانہ گزٹ " ہم اس نادرالوجود رسالہ کے مضامین علمی اور قیمتی کا ریویو لکھنے کے لیے الفاظ نہین پاتے - اسی قدر کہہ دینا کافی ہے کہ ہندوستان بھر مین اردو زبان کے اندر یہ پہلا میگزین ہے ..... جی نہین چاہتا کہ رسالہ کو ہاتھہ سے رکھہ دین - اسکے ایک ایک مضمون کو کئی کئی مرتبہ پڑھہ جایے دل سیر نہین ہوتا ہر مرتبہ نیا لطف حاصل ہوتا ہے - ..... ایڈیٹر صاحب نے فن اخبار نویسی کے عنوان سے جو مضمون لکھا ہے اوسکے کیا کہنے قلم توڑ دیے - اور یون تو ہر مضمون نورٌ علیٰ نور ہے "

۴- روزانہ اخبار دہلی " مضامین کا زیادہ تر حصہ جدید تحقیقات اور معلومات سے پُر ہے اسمین

شک نہین کہ مضامین مفید اور دلچسپ داخل کیے گئے ہین۔

۵۔ **مفید عام آگرہ** " فی الحقیقت یہ رسالہ اپنی طرز مین نرالا اور ملک کی واقفیت کے لیے بہت کارآمد و مفید ہے "

۶۔ **ریاض الاخبار** " **ادیب** ایک بہت ہی پاکیزہ رسالہ ہماری ضرورت کے موافق فیروزآباد سے شائع ہوا ہے۔ ایڈیٹر زبان و قلم پر مناسب قابو رکھنے والے شخص معلوم ہوتے ہین۔۔۔ ہم امید کرتے ہین ہر طرف سے اسکے لیے ہاتھہ بڑہین گے "

۷۔ **سول اینڈ ملٹری نیوز لدہیانہ** " **ادیب** شروع سال سے مندرجہ عنوان نام کا ایک علمی رسالہ فیروزآباد ضلع آگرہ سے باہتمام سید اکبر علی صاحب جاری ہوا ہے۔ اسکا پہلا نمبر ہماری نظر سے گذرا اسمین سائنس اور لٹریچر اور ہر قسم کی جدید تحقیقات اور اعلیٰ درجہ کی انشاپردازی کے متعلق مضامین درج ہین شمس العلما خان بہادر پروفیسر ذکاء اللہ صاحب کا مضمون ہوا کی بابت نہایت ہی قابل تعریف ہے۔ باتون باتون مین علم ہوا کی بہت سے نکات بتا دیے ہین۔ سائنس کے خشک معلومات کو ایسے نفیس اور دلچسپ پیرایے مین ادا کرنا ہمارے شمس العلما کی اپنی ایجاد ہے اسکے علاوہ جو مضمون ہے ایک سے ایک زیادہ دلچسپ ہے۔ ہمین امید ہے کہ یہ رسالہ معارف سے کچہہ کم قدردانی کی نظر سے نہ دیکہا جائیگا ملک کو اس قسم کے صدہا رسائل کی ضرورت ہے۔ ۵۰ صفحہ کی ضخامت اور اوسکی خوبیون کے مقابلہ مین للعہ رسالانہ قیمت کچہہ بہی نہین "

۸۔ **انیس ہند میرٹھہ** " **ادیب**۔ اس نام کا ایک جدید علمی رسالہ زیر اڈیٹری سید اکبر علی صاحب اکبر آبادی فیروزآباد ضلع آگرہ سے نہایت آب و تاب کے ساتھہ شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ تحریر اور چہپائی کی خوبیون کے علاوہ سب سے زیادہ قابل قدر بات جو اس رسالہ مین نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسکے کارآمد اور اچہوتے مضامین آجکل کے مذاق اور ضروریات کے موافق نہایت پاکیزہ اور بلند خیالات سے مملو ہین اور اوسکی علت غائی موجودہ زبان کے اندر اعلیٰ درجہ کے لٹریچر کا مذاق پیدا کر

اور سائنس اور فلسفہ کے قیمتی مسائل کو اردو علم ادب مین لاکر اس مین ایک نئی روح پھونک دینا ہے
امید ہے کہ اہل ملک اسکی قدر کرینگے قیمت عام اصحاب سے للعہ سالانہ یا عہ ششماہی ہے۔

۹۔ **حبل المتین کلکتہ**۔ "درین ہفتہ رسالہ علمی ماہواری موسوم (**بادیب**) کہ نہایت
امتیاز دارد و میتوان گفت تاکنون باین سبک و سیاق مرغوب در زبان اردو رسالہ شائع نشدہ
و نہایت مفید بحال ملت و ضرورت در ملک بود بادارہ رسید تمام مضامین او مفید و بامتانت
و قابل دید است با خط خوب و کاغذ اعلی و نہایت صفائی در مطبع مفید عام آگرہ طبع و در فیروزآباد
ضلع آگرہ باہتمام جناب محمد قادر علیخان صوفی توزیع میشود باینہمہ محسنات قیمت سالہ ادیب را
بجہت رفاہ عام نہایت قلیل گذاردہ یعنی سالانہ چہار روپیہ و شش آنہ الحق این رسالہ قابل دید است
و تعریفش بتحریر در نمی آید۔"

۱۰۔ **نیر اعظم مرادآباد**۔ " **ادیب** ۔ یہ نیا ماہوار رسالہ جسکا نام اوپر لکھا ہے ہمارے
خیال کی اچھی طرح تائید کرتا ہے وہ ایک بالکل نئی طرز کا ماہواری علمی میگزین ہے اور فیروزآباد
ضلع آگرہ سے سید اکبر علی صاحب اکبرآبادی کی اڈیٹری مین نکلنا شروع ہوا ہے اسکا پہلا نمبر
بابت ماہ جنوری اسوقت ہمارے سامنے موجود ہے اسکی خوبی زیادہ تر دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے
مگر اتنا بتادینا ہم ضروری سمجھتے ہین کہ مطبع مفید عام آگرہ مین چھپا ہے اسکی عبارت جہان ترجمہ بھی
ہے بے ربط اور پھیکی نہین ہے منجملہ ۱۳ مضامین کے دو تو شمس العلما مولوی ذکاء اللہ خان بہادر
اور مولوی نہال احمد صاحب کے ہین باقی گیارہ یا تو اڈیٹر صاحب کی قلم کے ہین یا ترجمے اور
ملخصات ہین۔ ٹائٹل پیج کو چھوڑ کر ۶۴ صفحے ہین اس حالت مین قیمت عام للعہ ہرگز زیادہ نہین ہے"

۱۱۔ **مخبر دکن مدراس**۔ " اس رسالہ کا پہلا نمبر ہمارے دفتر مین پہونچا جسکی ہم نہایت شکرگزاری
سے رسید دیتے ہین۔ رسالہ ادیب ہندوستان کے نامور علمی مخازن مین امتیازی وقعت پیدا
کرنیوالا معلوم ہوتا ہے۔ ..... اڈیٹر صاحب **ادیب** نے موجودہ اٹھتی ہوئی نسل کے

مذاق کا اندازہ کرکے بہت سے ملخصات نہایت محنت اور لیاقت سے نذر ناظرین کیے ہین اور
جسکا سلسلہ وہ غالباً آیندہ قائم رکھنے کی کوشش فرمائینگے۔ اسمین شک نہین کہ ایسے دلچسپ اور
مفید معلومات خاص توجہ سے دیکھے جاتے ہین مگر ان مجرد معلومات سے دماغی تغذیہ اور ذہنی
مصقلہ نہین ہوتا۔ امید ہے کہ ادیب اپنے ناظرین کی دماغی قوت بڑہانے مین جو اعلیٰ درجہ
کی علمی مباحث کے فاسفورس کے امتزاج سے ممکن ہے پوری توجہ صرف کریگا۔ یہہ رسالہ
مولوی سید اکبر علی صاحب اکبرآبادی اڈیٹر سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی مقام فیروزآباد ضلع آگرہ سے
صرف چار روپیہ سالانہ بر علاوہ محصول ڈاک کے مل سکتا ہے۔ کاغذ اور تحریر اور صفائی طبع کے
تذکرہ کی ضرورت نہین ہے کیونکہ رسالہ مذکور مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ ہے"

۱۲۔ جنرل وگوہر آصفی کلکتہ۔ "ادیب۔ ایک بہت پاکیزہ ماہواری رسالہ ہے
اسکے اڈیٹر اردو زبان پر مناسب قابو رکھنے والے شخص معلوم ہوتے ہین اس نادرالوجود رسالہ کے
ریویو لکھنے مین اسقدر کہنا کافی ہے کہ ہندوستان بھر مین اردو زبان کا یہ پہلا میگزین ہے۔ جی
نہین چاہتا کہ اس رسالہ کو ہاتھہ سے رکھہ دین کئی کئی مرتبہ پڑہ جایئے دل سیر ہی نہین ہوتا ہر مرتبہ
تازہ لطف حاصل ہوتا ہے اسکے لائق اڈیٹر نے مضامین کا زیادہ تر حصہ جدید تحقیقات اور معلومات سے پُر کیا ہے یہ رسالہ
اپنی طرز مین نرالا اور ملک کی ابھری کیلیے آفتاب ہے طرفہ یہ کہ قیمت صرف للعہ مع محصول ڈاک سالانہ مقرر ہے"

۳۔ ادیب کے بعض قدردان خریدارون کی رائین

۱۔ منشی ظہورالاسلام صاحب ہیڈ نقشہ نویس کوہ مری "ادیب نمبر اول
پہونچا شکریہ ادا کرتا ہون رسالہ اول سے آخر تک دیکھا مضامین نہایت عمدہ اور دلپسند پاے
اور کیون نہ ہوتے جبکہ ایسے ایسے نامی مضمون نگار اوسمین شریک ہون جو انڈیا بھر مین اپنا ثانی
نہین رکھتے نیچر اور اخلاقی مضامین اور قومی وملکی ہمدردی کی طرف توجہ دلانیوالا ہندوستان مین
یہ ایک ہی رسالہ ہوگا اگر ملک نے اسکی قدر نہ کی تو نہایت افسوس کا مقام ہے"

۲- پنڈت موہن لال صاحب تحصیلدار سنٹرل انڈیا "ادیب - کا پہلا پرچہ ماہ جنوری وصول ہوا مطالعہ سے دل طالبعلم نہایت محظوظ و مسرت اندوز ہوا خداوند تعالی ادیب کو عمر نوح عطا فرمایے اور حادثات ارضی و سماوی سے محفوظ و مامون رکہے - بشرط زندگی - ادیب کے مستقل خریداروں میں شمار ہونیکا اعزاز حاصل کرنا چاہتا ہون اور یہ اپنا فریضہ سمجھونگا کہ دیگر خریدار پیدا کرنے مین سعی کرون پرچہ ماہ فروری سالانہ قیمت کا ویلیو پے ایبل روانہ فرماوین"

۳- شہباز خانصاحب جودہپور " آپ کا ابلاغ کردہ پرچہ ادیب پہونچا مجہے اس پرچہ کی خریداری بدل منظور ہے اور مین آپ کو تہینکس دیتا ہون کہ آپ نے اس پرچہ کے ذریعہ سے اہل ملک کو فائدہ پہونچانے کی کمر باندہی ہے اور جس حالت مین آپنے ایک ایسے اہم کام مین اپنی طبع کو جولانی دی ہے غالباً آپ ضرور کامیاب ہونگے اور انشاءاللہ مین اور خریدار پیدا کرنے کی کوشش کرونگا"

۴- ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب مہتمم شفاخانہ مسکینان و یتیمان ایلور ضلع گوداوری " رسالہ ادیب نہایت عمدہ ہے ہندوستان کے کل رسالجات مین اول نمبر ہے - خدای تعالی رسالہ ادیب کی عمر دراز کرے - میرے شفاخانہ مین چند مریض جو علم دوست ہین باری باری دیکہہ کر نہایت خوش ہوے اور صاحب ایڈیٹر کے لائق و فائق ہونے پر تمام لوگ جو جو رسالہ دیکہتے ہین تحسین و آفرین کرتے ہین"

۵- مولوی محمد فضل اللہ صاحب سب جسٹر ضلع کرشنا " فہرست مضامین کے معاینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ البتہ عمدہ ہوگا خدا اسکی عمر دراز کرے اور بذریعہ اسکے نوجوان مسلمانان انگریزی خوان کو دہریت و لامذہبی سے بچاوے آمین - التماس کہ بندہ کا نام فہرست چندہ دہندگان مین درج فرماکر رسالہ کو ماہ بماہ نیازمند کے نام ارسال فرمایا کرین - مبلغ چندہ سالانہ للعہ

بذریعہ ویلیوپے ایبل وصول فرمالیجئیگا"

۶- محمد عبدالحافظ خانصاحب زمیندار قائم گنج ضلع فرخ آباد "مضامین جو جنوری کے رسالہ مین لکھے گئے ہین وہ ہر شائق علم دوست کے مذاق کے موافق ہین اگر آیندہ بلکہ ہمیشہ اسی طرح مضامین ادیب مین چھپتے رہے تو اوسکی اشاعت روزبروز ترقی کرتی جاویگی"

۷- احمد جانصاحب پنشنر مدرس جالندہر "اسم باسمی قابل قدر ادیب کو پڑہ کر نہایت شگفتگی خاطر حاصل ہوئی چشم بد دور بہت کچھہ ترقی کریگا رسالہ ..... سے بیشک بڑہ چڑہ کر ہے"

۸- پادری منور خانصاحب مشن بنگلا ہاٹرگڑہ سے تحریر فرماتے ہین "ادیب بابت ماہ جنوری وصول ہوا ..... بیشک یہ رسالہ نہایت ہی عمدہ ہے"

۹- سید شبر علی صاحب از کرتپور ضلع بجنور "آپکا رسالہ ادیب جو حقیقت مین مؤدب ہے پہونچا اسمین شک نہین کہ یہ رسالہ موتیون سے تولنے کے قابل یا لعل بے بہا کہنے کے لائق ہے - اسنے اوس ضرورت کو پورا کیا جو رسالہ .. اثر سے اور دیگر نیچری تحریرات سے ایک غلط اور تباہ کن مذہب ہمدردی کا ہیجان اور مادہ پیدا ہوتا تہا اور نیز اُن خیالات کے پہیلانے مین کمی نہ کریگا جو بحیثیت علم اور سچی ہمدردی کے قوم کو ضروری اور لازمی ہین"

نوٹ - انکے علاوہ اور بہت سے قدردانون کی رائین دفتر مین وصول ہوئی ہین اور روزمرہ آرہی ہین جو بوجہ عدم گنجایش اس پرچہ مین شائع نہوسکین آیندہ نمبرون مین درج کیجائینگی فقط ایڈیٹر -

توسیع اشاعت ادیب

جو صاحب اس خیال سے کہ ایسے عظیم الشان
کام کی کامیابی کل افراد قوم ملک کی قوت متفقہ پر
منحصر ہے ادیب کی اعانت فرما کر خریدار بہم پہونچاوینگے
اونکے نام نامی شکریہ کے ساتھ بطور محبان قوم و
معاونان رسالہ کے درج کئے جاوینگے۔

ملک کے مشہور مضامین نگار

جو مضامین ادیب کے لئے عنایت فرماوینگے وہ شکریہ
کیساتھ طبع کئے جاوینگے۔ اگر کوئی صاحب کسی
خاص مضمون کے لئے نقد معاوضہ چاہینگے وہ بھی
مضمون کی حیثیت اور عمدگی کے لحاظ سے ادیب
کیطرف سے پیشکش کیا جائیگا مگر شرط یہ ہے کہ وہ مضمون
کسی دوسرے اخبار یا رسالہ مین اونکی طرف سے شایع نہوا ہو
معاوضہ کا تصفیہ پرایویٹ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے

مصنفون اور مطبع والونکو مژدہ

ادیب کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ ملک مین
قابل قدر کتابونکی اشاعت مین کامل مدد دیجاوے تاکہ
بجاے گندہ ناولون اور فضول قصے کہانیونکے
اردو خوان پبلک مین علم ادب ۔ تاریخ ۔ علوم و فنون
کی کتابونکے مطالعہ کا عام شوق پیدا ہو اسلئے جو صاحب
ہمکو کسی جدید تصنیف یا تالیف سے اطلاع دینگے ہم اُسکی
اشاعت مین بشرطیکہ وہ قابل قدر ہو ہر طرح سے مدد دینگے۔

تاجرون کو اطلاع

ادیب مین تجارتی اشتہارات بھی چھپ سکتے ہین اور
چھپے ہوئے اشتہارات بھی اوسکے ساتھ تقسیم ہو سکتے
ہین بشرطیکہ وہ تہذیب کے دائرہ سے خارج نہون۔
اُجرت کا تصفیہ باہمی خط و کتابت سے ہو سکتا ہے۔

ادیب کے نمبر ہاے ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۸۹۹ء کے بعض اہم مضامین کی ضروری اطلاع

ناظرین۔ ۱۔ ادیب کے جنوری و فروری کے پرچے اور اوسکی نسبت ملک کی مشہور و مستند انشاپردازون۔ مصنفون اور اخبارون کی رائین توآپ ملاحظہ فرما چکے۔ مارچ کا نمبر زیر طبع ہے اوسکے مضامین مندرجہ ذیل قابل دید ہونگے۔ (۱) فن عمارت کے کمال و زوال کا تذکرہ جسمین منشی معین الدین صاحب اکبرآبادی نے اسلامی عمارات کی عروج و زوال کے دلچسپ حالات کے علاوہ فن عمارت کی مختصر تاریخ تحریر کرکے یہ دکھایا ہے کہ پیدائش آدم کے بعد سے کب اور کس زمانہ مین عمارت کا آغاز ہوا اور کس کس زمانہ مین یہ فن ترقی کرتا گیا اور پھر اوسکے زوال کے کیا اسباب ہوئے (۲) مولانا اشہری کا مضمون ندوۃ العلماء لکھنو اور یونیورسٹی علیگڈہ پر ایسے پرزور الفاظ مین تحریر ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے (۳) اردو شاعری اور ایک فلسفیانہ اصلاحی خیال کے عنوان سے محبوب الرحمن صاحب کلیم اعظمگڈہی متعلم بی۔ اے کلاس کا دلفریب مضمون شاعری کی جان اور عام ناظرین کی دلچسپی کا سامان ہے (۴) فوائد اخبار پر اخباری دنیا کے مشہور انشاپرداز مولوی نہال احمد صاحب علوی حمیدی کا مضمون اخبارات کے شائقین کے دیکھنے کے قابل ہے۔ اسکے علاوہ اور بہت سے مضامین علوم مختلفہ کے متعلق قابل دید ہین۔ لیکن

ادیب کا چوتھا نمبر بابتہ ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء

جو نیکلے گا فخرہ چھاپیگا کیونکہ اوسمین اردو انشاپردازی مین انقلاب عظیم پیدا کرنیوالا مضمون مولانا اشہری صاحب کی زوردار تحریر کا لکھا ہوا بعنوان ـــــ

لٹریچر کا نمونہ

(مغربی ترکیب ایشیائے مذاق)

نیچرل حالتون کا فوٹو

قابل دید ہوگا ہم دعوی سے کہہ سکتے ہین کہ مرحوم تیرہوین صدی اور تہذیب الاخلاق کے بعد آج تک اس پایہ کا مضمون اخباری دنیا مین کسی صاحب کی نظر سے نہ گذرا ہوگا۔ ہم اوسکی چند سطرین نمونتہً ناظرین کی آگاہی کے لیے ذیل مین درج کرتے ہین۔

"دوستو! آسمانی تھیٹر مین تمنے صبح کو شبنمی پردہ گرتے دیکھا ہوگا کہ نیچر کے ایکٹرون نے کرۂ ارض کے اسٹیج پر صبح کا سین دکھانے کو کس عجیب طریق سے رات کا پردہ ہٹایا اور صبح کا جلوہ دکھایا ہے۔ جو ستارے تمام رات جگمگاتے رہے وہ کس طرح جھلملا جھلملا کر چھپ رہے ہین۔ اور چاند کا قدرتی لیمپ جو ابھی روشن تھا کس صفائی کے ساتھ تمہارے سامنے بڑہایا اور صبح کا سین کس دلچسپی سے تمکو دکھایا گیا ہے"

اس مضمون کی ساری عبارت ابتدا سے انتہا تک اسیطرح مرصع ہے ناظرین جب دیکھینگے خود انصاف فرمائینگے۔

خاص اطلاع۔ کوئی پرچہ پیشگی قیمت سالانہ یا ششماہی وصول ہوئے بغیر روانہ نہین ہوسکتا۔ فقط

ایڈیٹر

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۳	بابت ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۹ع	جلد ۱

فہرست مضامین

زیر ایڈیٹری سید اکبر علی اکبر آبادی

سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپکر

مقام فیروز آباد ضلع آگرہ سے شایع ہوا

علاوہ قیمت مع محصول ڈاک للعہ سالانہ ششماہی ۱۲؍ فی پرچہ (بشرطیکہ موجود ہو)

مقاصد

ادیب جو ہندوستان بھر مین اپنی خاص طرز کا ایک بالکل جدید علمی میگزین ہی عمدہ کاغذ کے پچاس صفحے پر مہینے مین ایکبار شایع ہوا کریگا پولٹیکل معاملات سے مطلق بحث نہ کیجاویگی کیونکہ وہ اخبارات کیلئے موزون ہین نہ کہ ایک علمی رسالہ کیلئے - اوسکی بڑی غرض یہ ہی کہ ملک مین اعلی لٹریچر کا مذاق پیدا کیا جاوی اور مغربی فلسفہ و نیچرل سائنس کے جو حملے آجکل مذہب پر ہو رہے ہین وقتاً فوقتاً اونکی تردید خود یورپ کے مستند عالمون اور مشہور فلاسفرونکی تصانیف و اقوال سی کیجاوی اور ناظرین کیلئی علوم و فنون تاریخی واقعات اور کارآمد معلومات کا ایک مفید اور دلچسپ ذخیرہ فراہم ہو - اوسکی ترتیب مین مضامین مندرجہ ذیل کا لحاظ رہیگا گو یہ ضرور نہیں ہی کہ ایک ہی پرچہ مین سب مضمون آجاوین

۱ - ولایت کی نامی میگزین اور رسالونکے آرٹکلونکے ترجمے

۲ - فلسفہ - اخلاق - تاریخ طب - طبیعیات - تمدن معاشرت صنعت و حرفت - تجارت کے متعلق مضامین

۳ - والیان ملک اور ہر قوم کے مشاہیر کے تذکرے

۴ - دنیا کے بڑے بڑے شہرونکی مشہور عمارتونکا ذکر

۵ - نامور سیاحونکی سیر و سیاحت اور مختلف ملکون کے باشندونکے رسم و رواج کے متعلق دلچسپ حالات

۶ - مہینے بھر کے اخباری یادگاری واقعات -

۷ - نیچرل نظم

۸ - کسی مضمون پر اعلی لٹریچر کا نمونہ -

۹ - نامی اُردو اخبارون اور رسالونکے اعلی مضامین کا اقتباس

۱۰ - کتب مفید و تصانیف جدید پر ریویو -

اس رسالہ مین علاوہ اور امور کے بعض باتین بڑی مفید و کارآمد ہونگی مثلاً ایک یہ کہ اوسمین ہر مہینے کے اہم یادگاری واقعات درج ہوا کرینگے جو سال تمام کے بارہ پرچون مین یکجا کتاب کی صورت مین فراہم ہو کر اوس سال کے واقعات کی ایک مکمل تاریخ کا حکم رکھین گے جسکے نشان و حوالہ دینے کی ضرورت ہر زمانہ مین ہوا کرتی ہی دوسرے یہ کہ اوسکی ایک حصہ مین علاوہ ولایت کے میگزین و رسائل کے ترجمہ کے چیدہ چیدہ مضامین اُردو کے نامی اخبارات و رسائل سی منقول ہوا کرینگے اس طریقہ سے ہمارے ہمعصرونکے وہ منتخب مضامین جو اونکی اعلی درجہ کی علمی قابلیت محققانہ رائی اور پاکیزہ خیالات کا نتیجہ ہوتے ہین لیکن پڑہنے کے بعد اخبارونکے ساتھ بیدردی سی ردی کے حوالے کر دئیے جاتے ہین معرض اتلاف سے نکلکر ادیب کے صفحون مین جسکی سالانہ جلد بندی بآسانی ہو سکیگی ہمیشہ کیلئے محفوظ رہینگے

ضوابط

۱ - قیمت عام مشترکونسے مع محصول ڈاک للعہ سالانہ یا عہ ششماہی مقرر ہے - چھہ ماہ سے کم مدت کیلئے یا بلا طلب و بغیر وصول پیشگی رسالہ کسی کے نام جاری نہو سکیگا -

۲ - امرا و رؤسا و عظام سی امتیازی قیمت عہ سالانہ رکھی گئی ہے لیکن اگر کوئی صاحب نمبر ۱ کی شرح سے خرید فرمانا چاہینگی تو اونکی خدمتمین اوسی شرح سی رسالہ بلا تامل روانہ کیا جاویگا

۳ - والیان ملک سے عہ سالانہ مقرر ہے -

۴ - کل درخواستین مع منی آرڈر یا باجازت ویلیو پی ایبل اس نشان سے آنی چاہئین -

سید اکبر علی اکبرآبادی ایڈیٹر رسالہ ادیب مقام فیروزآباد ضلع آگرہ

نوٹ

ادیب کے مضامین مین اسکا خاص لحاظ رکھا جاتا ہی کہ عبارت ایسی صاف - سلیس - مغلق اور گنجلک الفاظ سے پاک - اور عام فہم ہو کہ معمولی لیاقت تک کے آدمی جو اردو مین کچھہ بھی شد بد رکھتے ہون ہر مضمون کو آسانی سے سمجھہ سکین فقط

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

جلد ۱	بابت ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء	نمبر ۳

فن عمارت کے کمال وزوال کا تذکرہ

قبل اسکے کہ مین اسلامی عمارات کے عروج کا دل خوش کن ومسرت آمیز قصہ حضرات ناظرین کو سناؤن اور پھر زوال کا جگرخراش وپردرد افسانہ عرض کرون اولاً یہ ضروری سمجھتا ہون کہ فن عمارت کی مختصر تاریخ تحریر کرکے یہ ظاہر کرون کہ کب۔ کسوقت۔ کس زمانہ مین عمارت کا آغاز ہوا؟ کن ممالک مین اسکو ترقی ہوئی۔ کن اقوام مین اسکو عروج ہوا۔ اسلام سے قبل اہل عرب کو اس فن مین کس قدر واقفیت تھی؟ اسلام کے زمانۂ عروج مین کس درجہ کمال کو پہونچگیا؟ کن اسلامی ممالک مین اپنی بنا قایم کرکے مثل آفتاب نصف النہار چاردانگ عالم مین جلوہ افروز ہو؟ زوال کی حالت مین اوج فلک سے کس ذلت وپستی پر آگرا؟

اب فن عمارت کس شکستہ وافسردہ ہیئت کس خستہ وپژمردہ صورت مین نظر آکے گذشتہ رفعت ومنزلت کی داستان رقت آمیز الفاظ مین بیان کرکے مثل شمع گھلا جاتا ہے اور چند عرصہ مین اشک خونی بہاکر باقیماندہ آثار کے ساتھ ہماری ناقدردانی کے باعث اسلامی دنیا سے پنہان ہوکر اپنے بانیان قدیم کی یاد مین محو ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ اب فن عمارت کے باقیماندہ آثار کتب تاریخ

اور نیز انسان کی ابتدائی معاشرت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداً اولادِ آدم نہ مکان کے عادی تھے نہ سراے کے خوگر۔ خانہ بدوشی کی حالت تھی۔ جہان قیام کیا وہی اونکا گھر جس جا ٹھہر گیے وہی اونکا مسکن۔ بدن سے بجاے کپڑے کے پتے لپیٹتے اور درختون کی جڑون۔ شکار و مچھلیون پر گذر اوقات کرتے۔ محنت کے چندان عادی نہ تھے۔ لیکن اکثر بھیڑ و بکریون کو چرایا کرتے اور اونکے دودھ سے شکم پُری کرتے۔ رفتہ رفتہ جس قدر تہذیب و شایستگی آتی گئی۔ اور انسانی عقل رہبری کرتی گئی اُسی قدر ضروریات کے لحاظ سے تکلفات بھی بڑہتے گئے اولاً گنجان درختون۔ پہاڑیون اور چٹانون مین رہنے لگے۔ بھٹے کھودے گیے۔ گپھائین بنائی گئین۔ پتھرون مین در۔ دریچے اور کوٹھریان تراشی گئین۔ اسیطرح بتدریج ترقی ہوتی گئی یہانتک کہ مکانات کی تعمیر شروع ہوئی۔ یہ تحریر کرنا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے کتنے عرصہ بعد رسمِ عمارت شروع ہوئی اور اولاً اسکا بانی کون ہوا اور کیا عمارت تعمیر کی مشکل ہی نہین بلکہ ناممکن ہے اس باب مین مورخینِ عالم سکوت مین ہین اور صحیح تاریخ بتانے سے قاصر ہین البتہ بعض اصحاب نے قیاسات و اجتہاد سے کام لیا ہے۔ بعض نے سماعی قصص کو زیبِ قلم فرمادیا ہے۔ ایک صاحب تحریر فرماتے ہین کہ اول جسنے دنیا مین عمارت بنوائی وہ مہلائیل بن قینان بن شیث بن آدم تھے۔ عراق مین شہر بابل۔ خورستان مین مدینہ سوسن ابتک اونکی یادگار قایم ہے مسجد کی ایجاد بھی اسی معزز پیغمبر زادہ کی مقدس طبیعت کا نمونہ ہے۔ دوسرے کا خیال ہے کہ اول رسم عمارت و آبادی حضرت ادریس علیہ السلام نے جاری فرمائی اور آئین سیاست مدن کے موجد بھی یہی ہین۔ بعض کا قول ہے کہ سو شہر خود حضرت ادریسؑ نے آباد کئے۔ اب مین اس بارہ مین یوروپین مورخین کی تحقیقات درج کرتا ہون۔ ایلمن صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "حضرت نوح کے طوفان سے قبل تاریخ عمارت کے متعلق کوئی ایسا ذخیرہ نہین ہے جس سے ہم مکانات کا پتہ یا سراغ چلا سکین"۔ (ڈی گوگٹ اور سر ولیم جونس صاحب موصوف الصدر کے ہم خیال ہین)

لیکن طوفان کے بعد جو لوگ زندہ رہے اونہون نے اولاً پتھرونکی قربان گاہ تعمیر کی۔ ڈیڑھ سو برس بعد جب ان لوگون کی تعداد زیادہ ہوگئی تو وہ دنیا کے مختلف حصص مین پھیل گیے۔ شہرونکی بنا قایم ہوئی۔ اِن شہرون کے وسط مین بہت بڑا مینار تعمیر کیا جو مینار بابل کے نام سے مشہور ہے[۱]۔ اگرچہ فرگسن اور بعض قدیم مورخین نے بھی طوفان نوح سے قبل کے حالات متعلق عمارات قلمبند کیئے ہین۔ لیکن وہ اس قابل نہین کہ اس مقام پر درج کرکے اون سے سبق حاصل کیا جاوے غرضکہ فنِ عمارت کا ابتدائی زمانہ طوفانِ نوح کے باعث بحر گمنامی مین غرق ہوگیا اور اوسکے حالات کا صحیح طور پر کچھ پتہ نہ چلا۔ طوفان نوح کے بعد عمارت کا اول زمانہ مینار بابل کی تعمیر سے سنہ ۱۵۵۶ قبل پیدائش مسیح تک خیال کیا جاتا ہے۔

لیکن دوسرے مشہور و مستند مورخ فرگسن کے نزدیک اول زمانہ سنہ ۱۵۲۰ قبل مسیح تک رہا غرضکہ سنین مین باہم مورخین کے اختلاف ہے اور ازمنۂ قدیم کے حالات کے انکشاف ذا اطہار ہین فرق سنین چندان تعجب انگیز بھی نہین مورخین نے قدیم عمارات کے سلسلہ کو شروع عہد اسلام تک پانچ زمانون مین تقسیم کیا ہے جنکو ہم درج ذیل کرتے ہین۔

اول زمانہ۔ شام بابل یا کالڈیا کا قدیم زمانہ جو ۲۲۳۴ قبل مسیح شروع ہوتا ہے اور ۱۵۲۰ قبل مسیح ختم ہوتا ہے اس زمانہ مین عمارات وارقہ۔ مغیر۔ ابوشہرین۔ نیفر۔ شرغت وغیرہ تعمیر ہوئین بعض کا خیال ہے کہ اسی زمانہ مین مصر کی بعض نادرالوجود عمارات تعمیر ہوئین۔

دوسرا زمانہ۔ سنہ ۱۲۹۰ قبل مسیح سے شروع ہوتا ہے اور سنہ ۵۳۸ تک شمار کیا جاتا ہے جس سال کہ بابل کو سرس CYrus نے تباہ کیا۔ اس عہد مین فن عمارت کو زیادہ ترقی ہوئی مغرب مین فنیشیا۔ مصر و یونان اور مشرق مین ایران و چین تک عمارات کا سلسلہ نظر آئیگا

تیسرا زمانہ۔ فارس کے عروج کا زمانہ جو سنہ ۵۳۸ سے سکندر اعظم کے زمانہ سنہ ۳۳۳ قبل مسیح تک

---

[۱] لکچر ایلین صاحب متعلق عمارت جلد اول صفحہ ۲۶۔

شمار کیا جاتا ہے۔

چوتھا زمانہ۔ یونان وروم کی سلطنتون کے عروج کا زمانہ جو سکندر اعظم کے زمانہ یعنی ۳۲۹ سنہ ع یعنی عہد قسطنطین تک خیال کیا جاتا ہے۔

پانچوان زمانہ۔ عہد قسطنطین سے اسلامی زمانہ تک رہا۔

اگران پانچون زمانون کی عمارات کے حالات بالتشریح تحریر کیئے جاوین تو ایک ضخیم کتاب ہو جاویگی اور غالباً ہمارے معزز ناظرین کو کہنہ و فرسودہ طوالت مضمون کے باعث زیادہ دلچسپی حاصل نہوگی لہذا اجمنہ متذکرہ بالا کی بعض ترقیات متعلق عمارات بالاجمال درج کرنے کے بعد اسلامی عمارات کا تاریخی ولیکن دلچسپ و پرمسرت تذکرہ البتہ قدرے وضاحت کے ساتھ نہایت مختصر الفاظ مین عرض کیا جاویگا۔ چونکہ سلطنت سوریا (شام) بابل فنیشیا و مصر ایک دوسرے کے ملحق واقع ہین بدینوجہ ابتداً ان ممالک مین نہایت سرعت کے ساتھ فن عمارت کو ترقی ہوئی اول زمانہ کے شروع حصہ مین نمرود نے سلطنت شام کی بنا قایم کر کے اوسکے قدیم دارالسلطنت نینوا کو عمارات سے آباد کیا اسوقت اس شہر کی وسعت ۵۰ میل کے احاطہ مین تھی۔ اس زمانہ مین اسکمنڈر Scamander نے ٹروے Troy کی بنیاد ڈالی مزرام Mizram بن حام نے مصر مین سکونت اختیار کی اور سلطنت مصر کے بانی ہونیکا اعزاز حاصل کیا جو تقریباً ۱۶۶۳ برس تک قایم رہی نمرود کے لڑکے نینس نے بابل نفیس عمارات سے آراستہ کر کے اوسمین ایک پُرتکلف مندر تعمیر کرایا جسمین سو پیتلی دروازے تھے اور اس بتکدہ مین اپنی شبیہہ نصب کر کے اسکی پرستش کا حکم دیا ایلمن صاحب کا خیال ہے کہ یہ مندر طوفان نوح کے دوسو برس بعد تعمیر ہوا۔ ہیلاٹس قدیم مورخ بیان کرتا ہے کہ "یہ عجیب و غریب بلد و نامور و مشہور شہر بابل ساٹھ میل کے دور مین واقع تھا اسکی چہار دیواری دوسو فیٹ بلند اور ۵۰ فیٹ چوڑی تھی اور جو پیٹر بیلس کا شاندار مندر میرے وقت مین موجود تھا۔ یہ عالیشان دیوارین

زوجۂ نینس معروف بہ ملکہ سیمیرامس نے تعمیر کرائین جو عجائبات دنیا مین خیال کیجاتی ہین - یہ ملکہ فنیشیا کی رہنے والی تھی اس نے اکثر نفیس و نادر مکانات و مندر تعمیر کراسے اور اونمین انسان و جانورون کی مورتین پتھرون مین تراش کر نصب کرائین - اسی ملکہ نے کوہ باغستان کی چٹانون مین مورتین تراشین - ہیروڈوٹس - ڈیروڈورس و دیگر قدیم مورخین کے اقوال سے ثابت ہے کہ اس تاریک زمانہ مین بھی فن عمارت بہت کچھ ترقی حاصل کر چکا تھا -

فنیشیا

اس ملک کے قدیم باشندے جنکو قدرت نے ابتدا سے باسلیقہ و شایستہ پیدا کیا تھا مصر کے شمالی جانب یعنی ایشیا کے غربی گوشہ پر آباد ہو کر صحراے عرب سے بحیرہ روم تک پھیل گئے اہل فنیشیا بالعموم حضرت نوح کی نسل مین خیال کئے جاتے ہین جو اوایل ساحل فلسطین پر آباد تھے یونانی انکو قوم فنیشیا کے نام سے یاد کرتے تھے لیکن عہد عتیق مین انکا تذکرہ اہل کنعان کے لقب سے درج ہے - بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہی لوگ بحری سفر - علم ریاضی و کتابت کے موجد ہین[۱]

فنیشیا کا قدیم دارالسلطنت سڈن تھا جسکو کنعان کے سب سے بڑے لڑکے سیڈن نے آباد کیا تھا ہومر نے اس پایۂ تخت کا اکثر موقعون پر ذکر کیا ہے - بعدہ سنہ ۶۰۰ قبل مسیح ٹائر (صور) نفیس عمارات سے آراستہ ہو کر فنیشیا کا دارالسلطنت ہوا - اس پر فضا و بارونق شہر کی نسبت حزقی ایل Ezekiel کے ۲۷ و ۲۸ باب مین نہایت دلچسپ و شاعرانہ حال درج ہے جسکا مفہوم یہ ہے " اے صور سمندر کے درمیان تیری خوبصورتی درجۂ کمال کو پہنچگئی ہے تو حسن کی دیبی ہے - تیرے قلعہ جات و عمارات نہایت وسیع ہین - دنیا کی کل عجیب غریب و نادر اشیاء تجھ مین نظر آتی ہین - تو عدن مین باغ الالہ مین رہا کرتا تھا - ہر طرح کے قیمتی پتھر تیری پوشاک تھی - لعل - زبرجد - الماس - طوپاز - سنگ سلیمانی - یشب - یاقوت کبودی - زمرد - گوہر شب چراغ

[۱] پولیٹڈ وررجل جلد ۳ - باب ۲ - فقرہ ۱ صفحہ ۲۱۲ -

طلا وف ونقب کے مضوعات تجھپر مرصع تھے [۵] غرضکہ اس قدیم شہر کی بے انتہا تعریف انجیل مین اسوقت تک موجود ہے۔ صور کے علاوہ فنیشیا کے اکثر قدیم شہر مثلاً دمشق۔ بعلبک جافہ وغیرہ شان وشوکت۔ دولت وثروت۔ صنعت وتجارت مین شہرہ آفاق تھے۔ ھیروڈوٹس رقمطراز ہے کہ دو ٹائر (صور) مین ہرکولیز (Hercules) کا نہایت شاندار مندر تھا۔ چونکہ کوہ لنبان (Mt. Lebanus) مین لکڑیون کا ذخیرہ تھا بدینوجھ باشندگان فنیشیا اپنی عمارات مین بالعموم لکڑی صرف کرتے تھے۔ اس کلام کی تصدیق حضرت سلیمان کے عبادت خانہ سے ہوتی ہے جسکو فنیشیا کے کاریگرون اور معمارون نے بکمال صنعت از سرتا پا لکڑی سے تعمیر کیا تھا۔ فلسطین کی فتح کے بعد ایک عرصہ دراز تک بنی اسرائیل ویہودی مستقل قیامگاہ نہونے کے باعث اپنے عبادت خانے بطور خیمہ تعمیر کرتے اور اونکو ایک مقام سے دوسرے مقام پر لیجاتے لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد سلطنت مین اونہون نے جروسلم مین ایک مستحکم معبد بنایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے مسجد جروسلم کی تعمیر کے واسطے بے انتہا مصالح اور دیگر سامان متعلق عمارت فراہم کیا لیکن باشندگانِ صور سے راہ ورسم ہونے کے باعث ہوشیار معمار۔ صناع ومزدور مجتمع ہوگئے اور اونہین کے ذریعہ سے لکڑی بہی آگئی۔ ڈاکٹر لوکوک اور بعض دیگر سیاحین حال نے ان عمارات کے حالات مقامات ونشانات پورے طور پر قلمبند کئے ہین تاکہ اونکے ذریعہ سے زائرین اب بہی اون قدیم مقامات کا پتہ چلا سکین۔ صور (ٹائر) کے کاریگرون نے علاوہ مسجد متذکرہ بالا کے حضرت داؤد علیہ السلام کے واسطے ایک نفیس محل کوہ سیون (Mt. Sion) پر تعمیر کیا۔ اسیطرح ایک نادر الوجود مکان حضرت سلیمان علیہ السلام کیواسطے بکمال زیبایش وآرایش تیرہ سال مین تیار کیا۔ اور اونکی زوجۂ محبوبہ کیواسطے جو شاہ مصر کی شاہزادی تھی۔ موسم گرما مین آسایش کی

[۵] انجیل حزقی ایل باب ۲۷ (۳-۴ و ۱۱) باب ۲۸ (۱۲ و ۱۳)

غرض سے ایک پر تکلف و بیمثل مکان بنایا جو بیت لبنان کے نام سے نامزد تھا غرضکہ عہد قدیم مین اہل فنیشیا بالعموم اور اہل صور بالخصوص فن عمارت مین اپنے ہمعصرون پر سبقت لیگئے لیکن بعدہٗ جو ترقی و کمال کہ اس فن مین اہل مصر نے حاصل کیا وہ اونہین کا حصہ تھا - فی الواقع استحکام عمارت و پائداری کی لحاظ سے آج تک کوئی قوم مصریون کا مقابلہ نہ کرسکی اس بارہ مین مصری موجد کے لقب سے یاد کیے جانے کے مستحق ہین -

مصر

اہل شام نے فن عمارت مین دستگاہ حاصل کرکے مصر و دیگر ممالک مین جنکو وہ وقتاً فوقتاً فتح کرتے گیے سلسلۂ عمارت کی بنا قایم کی - ٹوسور ٹھیس Tos'or These مینس Menes کا جانشین اور مصر کا اول بادشاہ سنگ تراشی کا موجد ہوا اور وینی فیس VenePhes یا سیفرینس CePhrenes نے اول اہرام مصر کی تعمیر شروع کی اوسکے بعد اوسی نمونہ کے دیگر اہرام تعمیر ہوتے رہے - مصر کی عمارات کی جدت مضبوطی - استحکام نے جو شہرت حاصل کی وہ دوسرے ملک کو نصیب نہ ہوئی اولاً تہذیب و شایستگی و تعمیر عمارت کا آغاز شمالی مصر مین ہوا لیکن باشندگان جنوبی حصہ ایک عرصہ دراز تک وحشیانہ طور پر بسر کرتے رہے وہ شمالی مصر کے حسن معاشرت کا حال معلوم کرنیکے بعد بھی اپنے قدیم رواج کے مثل قدرتی خندقون بھٹون اور پہاڑی چٹانون مین گذر کرتے رہے - مصر کی قدیم عمارت کی قطع و وضع و نیز اقوال مورخین سے ثابت ہے کہ اونکی عمارتون مین دیوارین نہایت چوڑی ہوتی تھین - مکان کی چھت کیواسطے صرف ایک مستحکم پتھر کا ٹول ہوتا تھا جو ایک دیوار سے دوسری دیوار پر رکھدیا جاتا - ستون بکثرت لگائے جاتے بعض ستون مربع ہوتے بعض مثمن اور بعض ۱۶ پہل کے - مصری معماران عمارات کو نقش و نگار سے بھی زینت دیتے بعض کو درخت کے پتون سے آراستہ کرتے بعض کو گملون سے عموماً مکانی زیب و زینت کے واسطے درخت خرما زیادہ مرغوب طبائع خیال کیا جاتا - اسوقت تک ان

عمارات مین محراب کا پتہ نہ تھا ڈاکٹر پوکوک کا خیال ہے کہ قدیم مصری تعمیر محراب سے محض ناواقف نہ تھے لیکن اس قیاس کی تائید مین کوئی نظیر ایسی پیش نہین کی جسمین محراب کا ہونا ثابت ہوتا بہر حال جو کچھ اسوقت تک مصریون نے اس فن مین صناعی ظاہر کی وہ ادنہین کی ذہانت وجودت طبع کا نتیجہ ہے وہ موجد کے لقب سے خطاب کیے جانیکے مستحق ہین۔ دنیا کے اسی حصہ مین وہ نادر الوجود وہ عجیب وغریب وہ رفیع الشان عمارت واقع ہے جو انسانی قدرت وطاقت حیطۂ امکان سے باہر معلوم ہوتی ہے اور اہرام مصری کے نام سے موسوم ہے۔ اوسکے قد وقامت۔ رفعت ومنزلت استحکام وہیئت اور بڑے بڑے پتھرون کے ٹکڑون کو غور کرنے سے جو بذاتہ ایک ایک پہاڑ نظر آتا ہے فوراً یہی گمان ہوتا ہے کہ عجیب المخلوقات نے ان کو تعمیر کیا ہوگا۔ یہ دریاے نیل کے بائین جانب واقع ہین اور ان تمام عمارات مین جو آجتک دنیا کے طبقہ پر نظر آتی ہین سب سے زیادہ قدیم ہین۔ ان مین غازہ Gizeh کے تین مینار زیادہ مشہور ومعروف ہین۔ تینون مین دو بڑے مینار جنکو عرب بہ صیغۂ تثنیہ الہرمان کہتے ہین چی آپس اور کیفرینس یا چیفرن کے نام پر مشہور ہین۔ ان دونون مین چی آپس سب سے بڑا مینار ایسا نفیس ہے کہ دنیا کے عجائبات مین شمار کیا جاتا ہے۔ یہ عمارت ایک مربع چبوترے پر بنی ہوئی ہے جسکا ہر ضلع ۷۴۶ فیٹ لمبا اور ۴ فٹ ۸ انچ اونچا ہے۔ اس چبوترے پر دوسرا چبوترہ بھی اوسی قطع کا ہے جیسا اول اوسکے قاعدہ کا ہر ضلع ۷۰۰ فٹ ہے اسیطرح دوسو تین چبوترے ایک دوسرے کے اوپر بنے ہوئے ہین یہانتک کہ سب سے اوپر کا چبوترہ ۳۲ فیٹ مربع ہے اسکی بلندی ۴۸۰ اور بعض کے نزدیک تقریباً ۵۰۰ فٹ ہے اس مینار کا رقبہ ۵۴۲۹۶ فیٹ مربع ہے۔ ہیروڈوٹس جو سنہ عیسوی سے ۴۰۰ برس پیشتر مصر کی سیر کو آیا تھا تحریر کرتا ہے کہ یہ مینار ایک لاکھ آدمیون کی ہر روزہ مدد سے بیس سال مین تیار ہوا اور اوس پر مصری حروف مین کندہ ہے کہ کاریگر کی صرف لہسن پیاز کی چٹنی مین ڈہائی لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ یہ مینار مصری بادشاہون کے مقبرے ہین

اُردو شاعری
اور
ایک فلسفیانہ اصلاحی خیال

شعر اگر دامن دل می نہ کشد بانگ خر است	نغمہ گر نیست دل آشوب بغوغا ماند

حکماے یونان لکھتے ہین کہ شعر کی بنیاد محض خیالات پر ہے - اور اس سے اصلیت کو کچھہ تعلق نہین - شاعر قدرتی موجودات کو قوت متخیلہ کے ذریعہ سے موزونیت کے سانچہ مین ڈہال دیتا ہے لیکن اکثر فلاسفہ کا خیال ہے کہ شاعری معنی ہین "جذبات انسانی کا برانگیختہ کر دینا" یعنی شاعر اپنے دلی جذبات کی لفظی تصویر کہینچکر دوسرون کو بھی دکہادے مثلاً اگر وہ کسی لڑائی کا حال لکھے تو اوسکا سین اس طور پر لفظون مین کہیچے، کہ آنکھون کے سامنے وہی خوفناک صورت لڑائی کی پہر جاے - اگر کسی کا مرثیہ لکھے تو رنج وغم کا وہ ایسا مرقع ہو کہ دیکھنے والے کی بھی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑین -

سر والٹر اسکاٹ جو انگلستان مین ایک بہت بڑا شاعر گذرا ہے اوسکے جیب مین اکثر اوقات جنگلی پہول پاے گئے جنکو وہ کسے نیچرل سینری کو لکھتے وقت سامنے رکہہ لیا کرتا تھا - اسی لحاظ سے شعر ابھی ایک طرح کے مصور کہے جاتے ہین -

شاعر ہر وقت اسی اُدھیڑبن مین رہتا ہے کہ جو کیفیت قدرتی موجودات یا واقعات کے اثر سے میرے دل کی ہوی ہے اوسکو کن لفظون مین ترکیب دون کہ سننے والے کے دلپر چہا جاے اور ناخن بر جگر ہو حاصل یہ کہ شعر مین قدرتی واقعات کو اسطرح پر نظم کرنا چاہیئے کہ ہو بہو اوسکی تصویر آنکھون کے سامنے کہنچ جاے - عام اس سے کہ وہ مضمون خوشی - رنج - شادی - ماتم - ہجر یا وصل کے متعلق ہو -

اسمین شک نہین کہ ایسے ہی شعر پُر لطف اور زبان زد خاص وعام ہوتے ہین - اور جو شعر کہ سچے مضامین کے نہین ہوتے - اور جنمین لفاظی ہی سے کام لیا جاتا ہے وہ بہت کم مقبول ہوتے ہین -

اس زمانہ مین حضرت داغ دہلوی کے کلام کو جو مقبولیت عام کا سرٹیفکٹ ملا ہے اسکی کیا وجہ؟
کیون ہر ایک اُردو لٹریچر کی کتاب مین زیادہ تر انہین کے شعر پارے جلتے ہین۔ اور کس لئے
انہین کی غزلین موسیقی کے تاثیر کو چمکا کر محفلون کو ہمیشہ گرماتی رہتی ہین۔

اسکا توی سبب یہی ہے کہ ہندوستان مین آج جسپر شاعر ہونے کا پورے طور پر اطلاق کیا جا سکتا
ہے وہ حضرت داغ ہی ہین جو ہمیشہ موجودات قدرت کو اسطرح پر نظم کرتے ہین کہ وہی صورت
آنکھون کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے ہجر۔ وصل۔ رازو نیاز کی مجسم تصویر کھینچ دیتے ہین جو اکثر حسب
حال ہونے کی وجہ سے مقبول عام ہو جاتی ہے۔ اور اسیوجہ سے اُردو شاعری کی دنیا مین
ابتک بہ حالت زندگی کیسیکو اس قدر شہرت نہین حاصل ہوئی۔

اس سے میرا یہ مطلب نہین کہ حضرت داغ ہی ایک شاعر باکمال ہین نہین۔ بلکہ اسوقت ہندوستان
مین بہت سے شاعر ہین۔ جو پایہ اوستادی کا رکھتے ہین۔ اور اونکی واقعات نفس الامری۔ اور شستگی
کی طرف توجہ ہے اور اونکا کلام بھی مقبول ہے۔ لیکن یہ کہونگا کہ جو بانکپن۔ شوخی۔ اور نیچرل سادگی
حضرت داغ کے کلام مین ہے وہ کسیکو نصیب نہین۔

جناب داغ مین ایک اور خوبی ہے جسکو ہم یہان پر بیان کئے بغیر نہین رہ سکتے۔ وہ یہ کہ اونکی توجہ
الفاظ خصوص ضلع جگت پر نہین ہے۔ جسمین عام طور پر شعراء آجکل مبتلا ہین۔ اگر غور سے دیکھا جاے
تو اسکی وجہ سے محاسن معنوی مین بہت کچھ فرق آجاتا ہے۔ جس شعر مین صرف لفظون ہی پر زور دیا گیا
ہو۔ اور مضمون کچھہ نہو۔ وہ اس مصرع کا مصداق ہے مصرع جذامی کو قبا ہے پرنیان کی۔

علی ہذ القیاس جس شعر مین صرف مضمون ہی ہو۔ اور لفظ بلیغ نہون۔ تو اوسکی ایک باکمال۔ نیک
سیرت۔ اور کریہ منظر شخص سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایسا آدمی شخص اول سے
بدرجہا بہتر ہوگا۔ بہر حال جسطرح پر آدمی وہی قابل تعریف ہے جسکی صورت اور سیرت دونون عمدہ ہون۔ اسی
طرح پر شعر وہی لائق داد ہے جسمین لفظی اور معنوی دونون خوبیان پائی جاتی ہون۔

اوپر جو مینے لکھا ہے کہ رعایت لفظی پر توجہ کرنا شاعر کے لیے مناسب نہین۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مین بالکل رعایت لفظی کا مخالف ہون۔ اسمین شک نہین کہ رعایت لفظی بلاغت کی ایک مہتم بالشان صنعت ہے۔ لیکن میری غرض یہ ہے کہ اسکی کیا ضرورت ہے کہ صرف اسی صنعت کو اختیار کیا جاے۔ اور باقی صنعتین بالکل معطل کردی جائین۔

بڑی مشکل یہ ہے۔ اور اسکو ہر منصف مزاج تسلیم کریگا کہ ضلع جگت سے شاعری کا اصلی مقصد فوت ہوجاتا ہے۔ اگر ایسے شعرون کو دیکھئے تو لفظ ہی لفظ ہوتے ہین۔ اور مطلب براے نام۔ یا کچھ نہین۔

اسیوجہ سے حضرت داغ دہلوی۔ امیر مینائی۔ جلال لکھنوی۔ تسلیم۔ ریاض۔ شوق۔ مضطر۔ وغیرہم کے جو آجکل سرخیل شعرا ہین صنعت مراعاۃ النظیر کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ اور صرف وہین پر استعمال کرتے ہین جہان ضرورت ہے۔

لیکن شعراے ہندوستان کی توجہ زیادہ تراب تک اسی طرف ہے۔ اور مشاعرون مین صرف اونہین شعرون کی تعریف کی جاتی ہے جنمین رعایت لفظی پر زیادہ زور دیا گیا ہو۔

یہ امر بدیہی ہے کہ شعر جسقدر قیود۔ اور پابندیون کے شکنجے مین جکڑا جائیگا۔ اوسیقدر اظہار خیالات کا دائرہ بھی محدود ہوگا۔ شعر لکھتے وقت جس شخص کی ہمہ تن توجہ اس طرف ہوتی ہے کہ پہلے مصرع مین پاس ہے تو دوسرے مین دور۔ دوسرے مین اوٹھانا۔ تو پہلے مین بٹھانا یا مصرع اول مین زلف ہے تو مصرع دیگر مین لفظ بلا ضرور ٹھوسا جاے۔ تو اوسکے شعر مین وہ نیچرل خوبیان جنپر شاعری کی بنیاد ہے نہین ہوسکتین۔ اِسی لحاظ سے رعایت لفظی شاعری کے لئے بہت مضر ہے۔

یورپ مین بھی اٹھارہوین صدی مین انگریزی شاعری کی وہی حالت ہوگئی تھی۔ جو آجکل اردو نظم کی ہے لیکن اونیسوین صدی کے باکمال۔ اور دوراندیش شاعرون کی اِس غلطی اور نقص کی طرف توجہ ہوئی اور انہون نے اسکے اصلاح مین ایسی کوشش سے کام لیا کہ آج انگریزی سے بڑھکر کسی زبان کی شاعری ایسی وسیع نہین جسمین ہر طرح کے خیالات آزادانہ طور پر ظاہر کیے جاسکین۔

بہت بڑی خوشی ہے کہ آجکل ہمارے آگرہ مین شعروسخن کا شوق بہت دلون مین پیدا ہوا ہے اور جابجا مشاعرے بھی ہوتے رہتے ہین۔ لیکن افسوس ہے کہ یہان کے شعرا مین بھی وہی بیماری وبائے عام کے طور پر پھیلی ہوئی ہے۔ مشاعرون مین اُنھی شعرون کی تعریف ہوتی ہے جنمین رعایتِ الفاظ زیادہ تر ٹھو سے گیے ہون۔ افسوس کہ اِس سے اُردو شاعری کی ترقی نہین ہو سکتی۔ امید کہ ہمارے لائق احباب۔ حضرت عالی۔ میر سخی۔ مولانا نثار۔ واصف صادق۔ اور رئیس وغیرہ جنکے کلام اِن عیوب سے خالی ہین۔ اور جنکا یہان سر برآوردہ شعرا مین اعتداد ہے۔ اور واقعی ہین بھی وہ اورون کو اِس تپِ دق سے بچانے کی کوشش کرینگے۔ اسمین شک نہین کہ اس صلہ مین اُردو شاعری اونکی بہت ممنون ہوگی۔

لیکن اسکے ساتھ یہ بھی خیال رہے کہ مبتذل۔ اور عامیانہ محاورات کلام مین نہ آنے پائین۔ کیونکہ اس سے زبان مین صفائی۔ اور پاکیزگی نہین آسکتی۔ اور زبان کو جو چیز سندی اور علمی بنانے والی ہے اوسکے لیے یہ باتین سدراہ ہین۔

(محبوب الرحمن کلیم عمری اعظمگڈھی متعلم بی۔ اے کلاس سینٹ جانس کالج آگرہ)

مثیل مسیح

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نام ہندوستان مین کچھ ایسی شہرت کے مرتبہ کو پہونچگیا ہے کہ ہمین اونکی تعریف سے مستغنی کرتا ہے غالباً لفظ مرزا صاحب کہتے ہی فوراً مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد الوقت مسیح موعود مہدی آخر الزمان سمجھ مین آجاتا ہے۔

ہمین مرزا صاحب کے افعال و حرکات کا و کہلانا مدِ نظر نہین ہے اسلیے کہ وہ اون کی ذات تک محدود ہین اور لاتزروا زرة وزر اخری کے اعتبار سے وہ جو چاہین کرین ہم سے اوسکا مواخذا

نہو گا۔ ہان اون کی وہ تعلیمات جسکو فیوض رحمانی سمجھکر دنیا مین شایع کرنا چاہتے ہین ضرور قابل بحث
ہین کیونکہ وہ ایک ایسی آگ ہے جسمین بہت سے عوام کالانعام گرتے دیکھے جاتے ہین۔
مرزا صاحب نے یوماً فیوماً ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک اور دوسرے سے تیسرے پر وعلی ہذا
جسطرح ترقی فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ ابتداء مین آپ ایک معمولی حیثیت کے شخص تھے نہ باعتبار تمول کے
بلکہ علم اور اپنے دعوون کے نظر سے اوس زمانہ مین آپکی کوشش فرقہ آریہ کی تخریب و تذلیل تک محدود
تھی اور سچ یہ ہے گو خود اونکی اور اون کے تابعین کی تحریرات نے مخالفین کو اسلام کے ساتھ بدتہذیبی
و دشنام دہی تک نوبت پہونچادی اور آج جو ناقابل برداشت جرأتین ان لوگون کو حاصل ہوئین انہی
حضرات کی باہمی تفضیح اونکی محرک ہوئی لیکن پھر بھی یہ تسلیم کیا جائیگا کہ گو اونہون نے اس ذریعے سے
ذاتی نفع خوب حاصل کیا اور اوسمین معمولی کتابون کی بڑی بڑی قیمتین وصول کین لیکن بظاہر مسلمانون
پر ضرور احسان کیا اور جوابدہی مین کامیاب ہوئے۔ کیونکہ اعتراض جس پایہ کے تھے اوسی مرتبہ کے
جواب دینے کی قوت مرزا صاحب کو حاصل تھی آپکا قلم بہت زوردار تھا جس بات کو بیان کرتے نہایت
واضح الفاظ پاکیزہ عبارت ذہن نشین ہوجانے کے قابل اونہین مل جاتی تھی۔ اگرچہ فرقہ آریہ کے جوابات
مین مسائل علمیہ کی ضرورت نہ تھی مگر الاناء یترشح بما فیہ کی نظر سے افسوس آپ کی
تحریرات مین تحقیقات رائقہ کا پتہ نہین۔ الفاظ کی ظاہری شان و شوکت کے سوا نفس مضمون دیکھا جائے
تو ہیچ۔ براہین احمدیہ سالہا سال تک جسکے اشتہار شایع ہوتے رہے اور نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر
واضح حروف مین شایع ہوئے اوسکے دس صفحہ پڑھنے کے بعد بھی کوئی نتیجہ مشکل سے پیدا ہوتا ہے
یہان تک تو غنیمت تھا کہ وہ اپنی لیاقت و استعداد کے موافق کام چلاتے رہے اسکے بعد دماغ مین
وسعت خیالات مین جولانی شروع ہوئی اور وساوس کا سبز باغ آنکھون کے سامنے پیدا ہوا ترقی کا زینہ
رکھا گیا اور آپ نے مجدد الوقت ہونے کا دعوی کیا اور اوسپر اپنے الہامات بے سروپا کی دلیلین پیش
کین یہ دلیلین کچھ مختلف زبانون کی عبارتین اور معمولی قسم کی پیشین گوئیان تھین جو رمال واہل نجوم

کرتے رہتے ہین بعض اونمین سے سچی اور بعض جہوٹی ہوتی ہین۔ اب مرزا صاحب نے
عام طور سے ملنا ملانا چھوڑ کر ایک بند حجرہ مین بود و باش اختیار کی صبح اور شام کو آدہ آدہ گھنٹہ
ملاقات کیلئے مقرر ہوا۔ جب بہت سے جہال اونکا کلمہ پڑہنے لگے تو خیالات نے اور دون کی لی
اور مثیل مسیح ہونے کا اعلان کر دیا۔ وہ ضعیف الاعتقاد لوگ جو اونکی چکنی چپڑی باتون کے جال
مین پہلے ہی سے پہنسے ہوئے تھے فوراً ایمان لائے۔

گو کئی سال تک حجرہ مین تنہا بیٹھکر اثبات مسیحیت کا بہت کچھ مصالحہ طیار کر چکے تے مگر پہر بہی
یہ وقت بہت نازک تھا کیونکہ ہر طرف سے فسق و کفر کی آوازین کانون مین پہونچنے لگین۔ وہ خود
جانتے تہے کہ جو شرایط احادیث صحیحہ مین وارد ہین وہ بالکل مفقود ہین۔ اِس لیے سخت جرأت
و استقلال کے ساتھ اون احادیث مین تاویلات شروع ہوئین کسیکو متشابہ اور کسی کو استعارات
و کنایات پر محمول کرنا پڑا۔ سب سے اول مرزا صاحب کو یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہوئی کہ حضرت عیسی
علیہ السلام نے انتقال فرمایا اور وہ دنیا مین تشریف نہین لاسکتے تو ضرور ہے کہ آپ اپنے
مقام پر رہکر کسی شخص مین تمثل فرمائین جسکی ذات مین تمثل کیا جاتا ہے وہ متمثل کے اوصاف سے
پوری طرح متصف ہوتا ہے اور اوسکو مثیل کہتے ہین۔ چونکہ وفات کے بعد قیامت تک کوئی شخص زندہ
ہوکر رجوع نہین کر سکتا اسلیے میری ذات مین حضرت عیسی نے تمثل فرمایا اور مین مثیل مسیح قرار
دیا گیا اپنے اس دعوی کی دلیل مین یہ آیت پیش کی ہے اذ قال اللہ یعیسی انی متوفیک
و رافعک الی الآیہ اور جب خدا نے کہا کہ اے عیسی مین تجھکو وفات دینے والا اور اپنی طرف
اوٹھانے والا ہون۔ اِس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات ہوئی ورنہ یہ ارشاد
بیکار ہو جائیگا اور آیت وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد سے (اے رسول ہمنے تجھسے
پہلے کسی شخص کو ہمیشگی نہین کی) ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی شخص خواہ نبی ہو یا معمولی
آدمی بہت زندہ رہنے کے لیے دنیا مین نہین آیا یہ ہو سکتا ہے کہ بعد وفات و انتقال دوبارہ اوٹھایا جاوے

پس جب یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے وفات پائی تو وہ حسب آیت وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون اور حرام ہے اوس قریہ پر جسکے رہنے والون کو ہمنے ہلاک کیا کہ وہ دنیا مین دوبارہ نہ آئین گے حضرت عیسی علیہ السلام بھی اونہین لوگون مین سے ہین جنکی وفات ہوئی۔ لہذا وہ دنیا مین دوبارہ نہین آسکتے توجو وعدے تشریف آوری حضرت عیسی علیہ السلام کے متعلق ہین۔ فی الحقیقت اونکا مصداق مین ہون۔

ہم کہتے ہین کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے انتقال فرمایا مگر یہ بھی اسکے ساتھ ہے کہ آپ دوبارہ زندہ ہوکر اوٹھائے گئے چنانچہ خود آیۃ ورافعک الی سے ظاہر ہے اور تفسیر معالم التنزیل مین جسطرح روایت ابن عباس سے آپ کی وفات ثابت ہے اسیطرح روایت وہب سے تین گھنٹے کے بعد آپکا زندہ ہونا ثابت ہے مرزا صاحب کا یہ خیال کہ آپ دوبارہ زندہ نہین ہوسکتے دو وجہ سے سفاہت پر مبنی ہے۔ اول یہ کہ یہ آیت وحرام علے قریۃ الآیہ عام نہین ہے بعض اسمین سے مخصوص اور مستثنی ہین اور نیز ایک وقت تک ہے چنانچہ اول مخصص اسکا تو خود اسی آیتہ مین موجود ہے کیونکہ اسکے آگے حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون ہے یعنی دنیا مین دوبارہ لوٹنا اوسوقت تک حرام ہے کہ یاجوج وماجوج نہ آئین حتی اس ارشاد کی غایت بتلاتا ہے کہ مرکر زندہ ہونا اوس وقت تک ممنوع ہے کہ یاجوج وماجوج آجائین۔ اور جب کہ اہل تحقیق اور خود مرزا صاحب کی تصریح کے موافق خروج یاجوج ماجوج ہوچکا بلکہ مرزا صاحب کے خیال مین تو پادریان نصاری مقدمتہ الجیش بنکر آگئے پھر حضرت عیسی علیہ السلام کا دنیا مین تشریف لانا کیون باقی رہگیا۔ اور مثیل مسیح کو تکلیف اوٹھانے کی کیا ضرورت رہی۔ یہ تو بالکل ایسی بات ہے کہ لا تقربوا الصلوۃ تو لے لیا اور وانتم سکاری کو چھوڑ دیا۔

دوسرے یہ کہ اس آیت کی مخصص اور بھی آیتین ہین منجملہ اونکے یہ ہے الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم۔ کیا تو نے نہین دیکھا اون لوگون کو جو موت سے

ڈرکر اپنے شہرون سے نکلے اور وہ ہزارون تھے اون سے خدا نے کہا کہ مرجاؤ پہر اونکو زندہ کیا۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد بہت لوگ دنیا مین زندہ کیے گیے۔ اور یہ محض معمولی جبکے آدمی تھے پس ایسے مخصصات کے ہوتے ہوئے یہ کیونکر کہا جاسکتا ہی کہ مسیح علیہ السلام کا دوبارہ زندہ ہونا اور دنیا مین تشریف لانا بعید و محال ہے۔ اس دلیل پہلی پر مرزا صاحب کی مسیحیت کا دار و مدار تھا اور اوسکا ابطال بوضاحت ظاہر ہوگیا۔ جب اصل مدعا ہی نقش برآب ہے تو پہر اور کیا امید ہوسکتی ہے۔

افسوس ہی کہ مرزا صاحب اور اونکے حوارین نے اون حدیثون کو بالکل لغو اور بیکار سمجھ لیا جن مین اوصاف عیسیٰ علیہ السلام پاے جاتے ہین چنانچہ ترمذی مین حدیث صحیح نواس بن سمعان سے مروی ہے جسمین بہ نص صریح موجود ہے کہ آپکا نام عیسیٰ و لقب مسیح و کنیت ابن مریم و صفت نبی اللہ ہوگی اور آپکا جامع دمشق مین تشریف لانا صحیح حدیثون سے ثابت ہے۔ یہ سب باتین مرزا صاحب کے خیال مین ایسی متشابہات مین داخل ہین جنکے کوئی معنی ہی نہین ہین۔ علاوہ ازین قبل تشریف آوری عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام آخر الزمان مہدی علیہ السلام کی تشریف آوری ضرور ہے۔ ہان یہ تو ہوا کہ اون کی عیسویت سے پہلے مہدی سوڈانی نے مہدویت کا دعویٰ کیا پس جیسا وہ مہدی ہے ایسے ہی مرزا صاحب مثیل مسیح ہین اگر مرزا جی اقرار کرین تو لاے ہم صاد کرتے ہین۔

علاوہ ازین یہ مقرر ہے کہ عیسیٰؑ کی تشریف آوری بغرض قتل و دفع فساد یاجوج و ماجوج و دجال ہوگی اور وہ اِن دونون قومون اور دجال کو قتل کرینگے۔ حالانکہ نہ ابہی تک دجال آیا۔ اور نہ مرزا صاحب کو یہ دعویٰ ہے کہ روس اور انگریز جنکو وہ خود اور اونکے حوارین یاجوج و ماجوج تسلیم کرتے ہین اون کی بدولت تباہ و برباد ہوگئے بلکہ یہ حضرت تو انگریزون کی ایک ادنیٰ رعیت ہین اور اگر پادریون کی نسبت کہین تو مرزا صاحب نے نہ کسی پادری کو قائل کیا نہ اونکو دعوے ہے ہان شاید اختلال دماغ کے سبب آیندہ ارادہ ہو تو بعید نہین۔

ماسوا اس کے مرزا صاحب مین ولایت کا بہی کوئی اثر نہین ہان اگرچہ کشف وکرامات وخرق عادات ہون تو تعجب نہین کیونکہ دانیال علیہ السلام فرماتے ہین وہ تب اگر تم سے کوئی کہے کہ مسیح یہان ہے یا وہان تو اوسے نہ ماننا کیونکہ جہوٹے مسیح اور جہوٹے نبی اوٹہین گے اور ایسے بڑے نشان اور خرق عادت دکہائین گے کہ اگر ہو سکتا تو وے برگزیدون کو بھی گمراہ کرتے دیکھو مین تمہین پہلے ہی کہہ چکا پس اگر وے کہین کہ دیکھو وہ بیابان مین ہے (جیسے صحرا ے افریقہ سوڈان مین) تو باہر نجائیو یا کہ دیکھو وہ کوٹھری مین ہے تو نہ مانیو (چنانچہ مرزا صاحب ایک کوٹھری مین بیٹھے رہتے ہین) کیسے بجلی کوند کر پورب سے پچھم تک چمکتی ہے ویسا ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔"

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب مسیح کاذب ضرور ہین۔ پس مسلمانون کو چاہیئے کہ اونکے وعاوی لایعنی سے دور رہین۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

انشاء اللہ تعالی ہم آیندہ ماہ مین تحقیق حال مہدی علیہ السلام لکہین گے۔ فقط

محمد مظہر الہادی سہیل عفی عنہ۔

ندوۃ العلماء لکھنو

اور

یونیورسٹی علیگدہ

کہ ادہر سب نظر آتا ہے اودہر کچہ بہی نہین	شکل ہستی وعدم آئنہ دکہلاتا ہے

ایک تصویر کے دو رخ ہین۔ ایک اتفاق۔ دوسرا اختلاف۔ یہان اتفاق اور اختلاف کو موافقت اور مخالفت کے معنی مین نہ سمجے گا۔ کیونکہ موافقت کے معنی ہین محبت اور مخالفت کے معنی ہین دشمنی۔ بلکہ اتفاق کے معنی بایکدیگر متفق شدن ویرکارے عہد بستن کے خیال کیجئے گا اسیطرح اختلاف کے معنی یہ سمجھے گا کہ بگر ایک بات کو اپنے نزدیک اچھا اور سچا

سمجھ رہا ہے اور خالد اپنے نزدیک اوسکو اچھا اور سچا نہین سمجھتا۔ اور یہ اختلاف ہے نہ مخالفت۔
اِسکے بعد جب آپ غور کرین گے تو معلوم ہوگا کہ کسی زمانہ مین مسلمانون کا اتفاق کیا۔ ان کے اختلاف کا وہ درجہ تہا جو آج ہمارے اتفاق کو نصیب نہین اور ہمارے اتفاق نے جو کام کئے وہ کبھی تاثیر سے خالی نہین رہے۔ دور کیون جاؤ اسی مدرستہ العلوم علیگڈہ کو دیکھو کہ اوسکے عالیشان بانی آنریبل سر سید احمد خان بہادر نے اوسکی بنیاد اتفاق قومی پر رکھی تھی۔ اور دوسرے سر سید عالیجناب نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علیخان صاحب بہادر نے اوس کالج کو دو منزلہ کرنے اور تعلیم کو اعلیٰ درجہ پر پہونچانے کے لیے یونیورسٹی کے عالیشان ستون قومی اتفاق کے بالاخانے پر نصب ہونا تجویز کئے ہین لیکن بعض اتفاقی نا اتفاقیون کے ہاتھون اس محمود عمارت کو جس نقصان کا اندیشہ ہے وہ معمولی ہچکولون مین بھی سالگذشتہ کے زلزلہ سلہٹ و آسام سے کم نہین پایا جاتا اسی طرح ہماری دوسری مقدس اور متبرک مجلس ندوۃ العلماء بعض اختلافون سے جو مخالفت کے درجہ مین پہونچے ہوئے ہین اپنے اغراض و مقاصد کو پورا نہین کرسکتی ؎

سر کنم شکوہ اگر تاب شنیدن داری	سینہ بشگافم اگر طاقتِ دیدن داری

یہان مجکو صرف لفظ خلاف و اختلاف سے بحث ہے اور ہمکو یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ خلاف کس جگہ مستعمل ہونا چاہیئے۔ قرآن مجید مین خدا اور آدم کے خلاف اور آدم کی خلافت سے نہایت عجیب رموز معنوی کا انکشاف ہوتا ہے اور کئی مقام کی آیات سے اسرار خلافت کا پتا ملتا ہے اوسکے بعد پیغمبر اسلام کے جانشین خلفاے راشدین کا خلیفہ کے لقب سے ملقب ہونا اور اوسکے بعد اس منصب کا شاہی لباس مین آنا اشتقاق لغویہ مین کسی طرح پر اپنے معنی مین وسعت ظاہر کرتا ہے جو بتدریج مخالفت کا مترادف بنتا ہوا پایا جاتا ہے۔ یہان تک کہ موجودہ زمانہ خلاف کو مخالفت کے معنی مین سمجھ رہا ہے۔ اور خلاف کی آزادی اور سچائی اور نیک نیتی اور حق کوشی سے

اتنا ہی دور جا پڑا ہے جتنا پہلے خلاف مخالفت سے دور تھا۔ علماے اسلام اور آیمہ علیہم السلام نے لڑنے جھگڑنے کو ہمیشہ برا کہا اور اوس سے اجتناب کیا اور اوسکو کاموں کی خرابی اور مذہب کی تباہی کی جڑ بتایا ہے۔

ایاکم والخصومة فی الدین فانہا تشغل القلب و تورث النفاق	حضرت امام جعفر صادق کا قول ہے کہ بچو دین مین جھگڑا کرنے سے کیونکہ وہ دلکو کام کی باتون سے باز رکہتا اور

نفاق پیدا کرتا ہے۔ امام اوزاعی فرماتے ہین کہ

اذا اراد اللہ بقوم شرا فتح علیہم الجدل و منعہم العمل	جب کسی قوم کی بربادی خدا کو منظور ہوتی ہے تو اونپر جھگڑے کے دروازے کہولدیتا ہے اور کام سے باز رکہتا ہے۔

امام حجاج ابن ارطاة جھگڑالو[1] آدمیون کی صحبت سے پرہیز کرتے تھے۔

علماے اسلام بلالحاظ خلاف ایک دوسرے کے ایسے مرتبہ شناس تھے کہ اونکے حالات پڑھکر اونکی کشادہ دلی کی کوئی حد معلوم نہین ہوتی جناب مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شروانی نے رسالہ علماے سلف مین علماے سلف کے حالات کو اچھی طرح دکھایا ہے۔ اوسمین اونہون نے ثابت کردیا ہے کہ ہمارے علما با وصف خلاف ایک دوسرے کے کیسے معرف اور سچے خیالات سے اثر قبول کرنے والے ہوتے تھے۔

دیکھو حضرت قتادہ جو حدیث کے مشہور امام تھے قدری مذہب رکھتے تھے۔ قدریہ کا یہ عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے افعال خیر و شر کا خالق قادر ہے جسکی صراحت کتاب الملل و النحل مین کی گئی ہے با این ہمہ علماے اسلام نے اون سے استفاضہ حاصل کیا اور اونکو روایت حدیث کا اہل سمجھا۔ بڑے بڑے آیمہ حدیث اونکے شاگرد نظر آتے تھے۔ امام ذہبی فرماتے ہین کہ باوجود اونکے اس عقیدہ روی کے کسی نے اونکی روایت کو مستند ماننے مین پس و پیش نہین کیا

---

[1] یعنی جدل اور خصومت والون سے ۱۲۔

امام مغیرہ تابعی عثمانی تھے اور حضرت علی پر گونہ معترض تاہم شعبہ اور ابوعوانہ وغیرہ جلیل الشان اماموں نے اون سے حدیثیں روایت کی ہین اور اون کی سچائی پر حضرت علی کی نسبت اونکا معترض ہونا خلل انداز نہین ہوا۔ کیونکہ عقیدہ اور چیز ہے اور سچی بات کہنا اور بات ہے۔ امام احمد اونکی نسبت فرماتے ہین صاحب سنتہ اور احمد عجلی نے ان کے ثقہ ہونے کی شہادت دی ہے۔ عمرو ابن مُرہ تابعی مذہب مرجیہ رکھتے تھے۔ فرقہ مرجیہ کا یہ عقیدہ تھا کہ ایمان کی حالت مین کوئی معصیت مضر نہین جیسے کفر مین طاعت مفید نہین۔ پھر بھی ایک جماعت نے اونکی توثیق کی ہے۔ ہشام دستوائی قدری تھے امام ابن سعد اونکی نسبت فرماتے ہین۔

کان ثقةً وحجةً الا انه یری القدر

یعنی وہ ثقہ اور حجت تو تھے مگر قدری تھے۔ سعد ابن عروبہ بھی فرقہ قدریہ مین سے تھے۔ فن رجال کے دو مشہور و عالی درجہ اماموں نے اونکے ثقہ ہونے کی شہادت دی ہے یعنی حضرت یحیٰی ابن معین اور امام نسائی نے حافظ ابونعیم فرماتے ہین کہ مین نے آٹھ سو شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا مگر حسن ابن صالح سے افضل کسے کو نہین پایا اونکے عقیدے کی نسبت امام ذہبی فرماتے ہین کان فیه خارجیةٌ یعنی اون مین خارجیت تھی امام ابو سہیل واسطی شیعہ تھے امام ذہبی اونکے احوال مین تحریر کرتے ہین متفق علی الاحتجاج به یعنی اونکی حجت ہونے پر سب کو اتفاق ہے۔ محمد ابن فضیل کوفی بھی شیعی تھے۔ یحیی ابن معین نے اونکی توثیق فرمائی ہے اور امام احمد اونکی نسبت فرماتے ہین۔

حسن الحدیث شیعی

حافظ حدیث ابومعمّر قدری تھے اسپر بھی امام بخاری نے اون سے حدیث روایت کی ہے عبداللہ ابن موسیٰ فرقہ شیعہ کے علماے کبار مین سے تھے اون سے بھی امام بخاری نے روایت فرمائی ہے۔ ابن الاثیر امام شعرانی کے باب مین فرماتے ہین۔

صل وقع غال فی التشیع

یعنی سچے ہین اور تشیع مین غالی - شیخ الاسلام انصاری ایک جلیل القدر امام حدیث کی نسبت اپنی راے جن الفاظ مین ظاہر فرماتے ہین وہ ایسے سخت ہین کہ اگر اونکو بجنسہ نقل کر دیا جاے تو ضرور ایک فریق کا دل دکہانے والے ہونگے - حضرت یحییٰ ابن معین اس مرحلے کو انتہا تک پہونچاتے ہین اور فرماتے ہین کہ

لو ارتد عبد الرزاق ما ترکنا حدیثہ

یعنی اگر عبد الرزاق مرتد بھی ہوجاے تو بھی ہم اوسکی روایت کردہ حدیث کو نچھوڑین گے ان اقوال وافعال کو آپ نے ملاحظہ فرمایا - علماے مخالف العقیدہ خواہ قدری ستھے خواہ خارجی مرجیہ ستھے یا شیعہ کبار علماے شیعہ مین سے ستھے - یا شیعہ غالی ورافضی مگر جب اونکو ہمارے علماے کرام نے ثقہ حجت صدوق صاحب سنت اور افضل پایا تو اونکو ایسا ہی کہا اور ایسا ہی مانا اور اونکی روایت کی ہوئی حدیثون کو آنکھون سے لگایا اور دل مین رکھا - ہم تو حیرت مین ہین کہ ایک شخص کو رافضی کہین اور پھر ثقہ بتائین - اور دوسرے شخص کو یہ فرض کرنے کے بعد بھی کہ وہ مرتد ہوجاے اوسکی روایت کردہ احادیث کے ترک کرنے کو گوارا نہ فرمائین - سچ یہ ہے کہ اوسوقت کی حق پرستیان اوس زمانہ پر ختم ہوگئین اب یہ معمّا چودھوین صدی مین حل ہونا دشوار ہے اِسکے حل کرنے والے وہی بزرگ تھے جنکی قوت ایمانی نے ونکے قلوب کو تعصب سے پاک اور سچائی کا شیدا بنا دیا تھا - اب ندوۃ العلماء مین ایک صوفی منش ارباب شریعت پر ٹہٹھا کرتا ہے ایک مقلد غیر مقلد کو لا مذہب ٹھراتا ہے ایک غیر مقلد کو مقلد کی دوستی گوارا نہین - کسی جلسہ مین کوئی شیعہ عالم آجاے تو ساری مجلس مورد طعن ہورہی ہے اسیطرح یونیورسٹی کے لیے نواب محسن الملک نے کوئی راہ نکالی تو دوسرے

کی چھاتی پھٹی جاتی ہے کہ یہ نیکنامی محسن الملک کو حاصل ہونے نہ پائے - ایک اپنی فیاضی ظاہر کرنا چاہتا ہے تو دوسرا اوسکو روک رہا ہے حالانکہ یہ سب کام بغیر کوشش متفقہ اور یکدلی کے ہو نہین سکتے - ہمارے مخدوم مولوی وحید الدین صاحب سلیم پانی پتی اڈیٹر رسالہ **معارف** نے معتزلہ کی تحقیق اور اونکے خیالات اور مقالات کے متعلق ایک نہایت قابل قدر مضمون لکھا ہے جس سے باوصف خلاف ایک دوسرے کی قدردانی اور قدر افزائی کا پتا ملتا ہے افسوس ع وہ لوگ کیا ہوے وہ زمانہ کدھر گیا -

آج ندوۃ العلماء مین ایک خدا کے بندے ایک رسول کی امت ایک قرآن کے ماننے والے چھوٹی چھوٹی باتون کو غیر متوقع طور سے بڑہانے اور خلاف مصلحت جھگڑے پیدا کرنے سے اپنے مذہب پر اغیار کو استہزا کا موقع دے رہے ہین - علماے اسلام جو ہمارے عالیشان ایوان مذہب کے ستون ہین - جب وہی متفقہ طاقت سے ساری عمارت کے بوجھ کو سادہنا نہ چاہین تو وہ ہزار ستون کی عمارت دوچار لنگون سے کیا سنبھل سکتی ہے -

اسمین ذرا بھی شک نہین کہ ندوۃ العلماء نے اِس زمانہ کے حسب حال اپنی روشن ضمیری سے جس عالیشان اور ضروری اور لازمی خیال پر ایک محل بنانے کے لیے ابتدائی بنیاد کی داغ بیل کی ہے اوسکو اگر ہمارے بنگال بہار اودہ پنجاب مدراس ممالک مغربی و شمالی کے علماے اعلام متفقہ کوشش سے سربلند کرنے مین یکدل و یکزبان ہو جائین تو ان کی کوششین ان کو قضاء و افتاء کا حاکم بنا سکتی ہین - بہت سی ملکی اور قومی خدمتین ان سے متعلق ہو سکتی ہین - گورنمنٹ مین علماے اسلام کا درجہ بہت زیادہ ترقی کر سکتا ہے - پولٹیکل طور پر علماے اسلام کی عزتین خاص درجات مین دیکھی جا سکتی ہین -

بہرحال ہمارے علما کو ایک نیا عروج حاصل ہو سکتا اور مذہب دوسرون کے دستبرد سے بچ سکتا ہے اور اگر ان کے خلاف نے مخالفتون کے درجے مین ایسی ہی خودرائی اور لاف زنی

اور استغناء و بے پروائی سے کام لیا تو اس طوفان خیز دریا مین کشتی اور راکب اور ملاح سب کے سب خدانخواستہ امواج حوادث کی نذر ہین۔

اسیطرح عالیجناب نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علیخان صاحب بہادر لازالت شموس اقبالہم نے جو علیگڈہ کالج کو دس لاکھ روپیہ کی آمدنی مزید سے مسلمانون کی یونیورسٹی بنانے کی تجویز مجوزہ سرسید کے لیے آمادگی ظاہر فرمائی ہے اور ملک نے عام طور پر اس ضرورت کو تسلیم کرکے کم و بیش ایک مناسب حد مین اوسکی نسبت اپنی فیاضی کا ثبوت دیا ہے وہ اس لایق ہے کہ عام مسلمان دامے درمے قدمے سخنے اوسکی تکمیل مین صرف ہمت فرمائین اور جن صاحبون کو کسی باب مین خلاف ہے اوسکو مخالفت کے درجہ تک نہ بڑہنے دین۔

اے خدا تو ندوۃ العلماء اور یونیورسٹی دونو کو اونکے اغراض مین کامیاب کر اور اپنی اپنی ضرورت مین ایک دوسرے سے فائدہ اوٹھانے والے ہون۔

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

راقم۔ سید امجد علی اشہری۔

نیچر (آفرینش الہی)

(نمبر ۳)

پانی

مینے آفرینش الہی کے باب مین مضمون نگاری متعارف اربعہ عناصر سے شروع کی جنسے الیعاد ثلاثہ حیوانات نباتات جمادات یعنی ساری مخلوق پیدا ہوئی ہے اول مضمون ہوا پر دوسرا مضمون آگ پر لکھ چکا ہون جنمین آگ کو ہوا سے بھڑکایا تھا اور ہوا کو آگ سے آتش مزاج بنایا تھا

اب یہ تیسرا مضمون پانی پر لکھتا ہون اسی نقش بر آب یہ سمجھنا بلکہ بہتر پر لکیر - پانی ایک ایسی شے ہے کہ ہر روز کسی نہ کسی طرح سے ہر ایک آدمی کے کام مین آتا ہے وہ آس پاس رہتا ہے اسکو بار بار وہ دیکھتا ہے - اسلئے اسپر یہ یونانی ضرب المثل صادق آتی ہے کہ واقفیت حقارت پیدا کرتی ہے جن چیزون سے ہم واقف ہوتے ہین ان سے بے اعتنائی کرتے ہین مگر ہان جو چیز شاذ و نادر نظر آئے تو تعجب کرتے ہین آفتاب کو دیکھکر کچھ تعجب نہین کرتے لیکن دمدار ستارہ جو کبھی نظر آجاتا ہے تو متحیر ہوتے ہین اور شوق سے اسکو دیکھتے ہین - اسطرح پھر پانی کے غرایب پر توجہ نہین کرتے اور اسکی صنعت کی تعریف مین چپ رہتے ہین لیکن نیچر کا شاعر اسکی تعجب خیز اور حیرت انگیز باتین وہ بیان کرتا ہے کہ عقل حیران رہجاتی ہے -

پانی نیچر یعنی آفرینش الٰہی کا ایک معجزہ ہی

جہان آفرین نے اپنی آفرینش مین پانی مین نیچر کا معجزہ دکھایا ہے یہ نیچری معجزہ انسانی معجزہ نہین ہے کہ خاص وقت مین خاص آدمیون کے روبرو کیا جاوے - پھر بہی احتمالی ہو کوئی یقین کرے کوئی نہ کرے - یہ نیچر کا معجزہ یقینی ہے نہ وہ کسی وقت سے مخصوص ہے نہ خاص آدمیون سے بلکہ وہ ہمیشہ ساری خلقت کے روبرو موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے یہ معجزہ یہ ہے کہ آگ نے پانی کو پیدا کیا ہے - یہ سنکر اس سبب سے لوگ متحیر ہونگے - وہ تو یہ جانتے ہین کہ دنیا مین آگ اور پانی کے درمیان جو دشمنی ہے وہ کسی اور دو چیزون مین نہین مثل مشہور ہے کہ آب آتش را چہ آشنائی - اور دیکھتے ہین کہ آگ کو پانی بجہاتا ہے - اور آگ پانی کو ایسا اڑاتی ہے کہ انجان تو یہ جانتے ہین کہ وہ معدوم ہو گیا - وہ تو ان مین ایسا بیر جانتے ہین کہ انکی آشنائی کو نا ممکن جانتے ہین - آپ آگ کو پانی کی اماجان کیسے بتاتے ہین تو مین آپکو یہ دکہا کر یقین کرا دونگا - پہلے زمانہ مین پانی کو عنصر کہتے تھے مگر اب سو برس سے وہ عنصر

نہین مانا جاتا بلکہ خود اور دو عنصرون سے مرکب سمجھا جاتا ہے جسمین سے ایک عنصر اوکسیجن گاس
اور دوسرا عنصر ہائی ڈروجن گاس ہے جب چاہو ان دو گاسون کو ایک اور آٹھہ کی نسبت سے
ملا کر پانی بنالو اور چاہو پانی کو ان دو گاسون مین تحلیل کر لو اوکسیجن آگ کی جان ہے جسکے بغیر
آگ کا زندہ رہنا ناممکن ہے اور ہائی ڈروجن خود بلاکی سوزندہ ہے پس آگ کی جسم وجان
سے ان کا دشمن جان سوز پانی پیدا ہوا ہے - یہ اعجاز جو نیچر کے شاعر کے خیال مین آتا ہے
وہ تمہارے مشاہدہ مین بھی آسکتا ہے جب چاہو دیکھہ لو یہ کوئی خیالی مضمون نہین ہے تجربہ کی
بات ہے - ایک اور معجزہ سنو کہ نیچر کا ماہر دہکتی ہوئی آگ پر پانی کو جما کر برف بنا دیگا - پہلے زمانہ
مین یہ کام ضرور معجزہ یا خرق عادت سمجھا جاتا اور اسکا کرنے والا پیغمبر یا ولی مانا جاتا -

پانی مین متضاد صفات

دنیا مین کوئی ایسی چیز نہین ہے کہ جسمین پانی سے زیادہ متضاد صفات جمع ہوئی ہون -
اسکا مجمع الاضداد ہونا ہی اعجاز سے خالی نہین - اِسکے ضعف وقوت کے تضاد کو دیکھو کمزور
ایسا کہ ایک تنکا یا ایک بچہ کی اونگلی جدہر چاہے اسکو ہٹا کر ڈہکیل دے زور آور ایسا کہ پہاڑ کی بیخین
ہلادے سمندر مین پہاڑون کی وہ گس بٹی کرتا ہے کہ انکو رائی کائی بنا کر ریت بنا دیتا ہے -
خشکی مین اپنی طاقت سے پہاڑون کے بڑے بڑے ٹکڑے پہاڑ کے نیچے جدا کرتا ہے اور
ان کو اپنے کندہے پر اوٹھا کر میدان مین ڈال دیتا ہے یون پہاڑون کی پہاڑیان بناتا ہے
یا اونکو میدان کے ساتھ ہموار کر دیتا ہے - برسات کے موسمون مین بہت دفعہ سنا ہوگا کہ پہاڑ
کہان کہان پانی کے زور سے بہہ چلے اہرام مصری دمصر کے مینار، جو عجائبات عالم مین اس
سبب سے شمار ہوتے ہین کہ ان مین وہ بڑے بڑے پتھر لگے ہوئے ہین کہ کوئی قوت نہین
معلوم ہوتی کہ اس نے پہاڑون سے ان پتھرون کو تراش کر اور یہان لاکر انکو اوپر تلے رکھا ہو

سوا اِسکے کہ کبھی اونکے پاس دریا بہا ہو اور اِسکے پانی نے اپنی قوت سے پہاڑون کو تراشا ہو
اور ایسے بڑے بڑے پتھرون کو اپنے کندھے پر لاد کر لایا ہو اور سر پر اوٹھا کر انکو اوپر تلے
رکھکر اِن میناروں کے لیے سنگ تراش و بیلدار و معمار بنا ہو - پہاڑون اور میناروں کے پاس
پانی کے زور دیکھنے کو کیون جاؤ پاس ہی کسی سنگ خارہ کی سل مین دو چار نشان کر کے انمین
لکڑی کی میخون کو ٹھوک ان پر چلو چلو پانی ڈال دو تو پانی اپنے زور سے ان میخون کو ایسا پھلائیگا
کہ خارہ کو پارہ پارہ کر دے گا برتنون مین جو خم پڑ جاتے ہین اُنمین چنون کو بہر کر پانی سے گیلا
کر دیتے ہین انمین پانی ایسا زور کرتا ہے کہ اگر لوہے کے برتن بھی ہون تو ان کے خمون کو
نکال دیتا ہے اب دوسری متضاد صفتین سنو نرم و ملائم ایسا کہ اگر رای کا دانہ اسکے سر پر
چڑھے تو اسکا مقابلہ نہ کر سکے بسر و چشم جگہ دے - ذرا سی قوت بھی اسکے پہلانے مین موثر ہو تو
اسکا تابع و مطیع ہو جاوے اور سرکش بھی ایسا کہ اس زور سے بھی نہ دبے اور نہ بھچے جو لوہے
اور سنگ خارا کو دبا دے -

پانی بظاہر آرام طلب معلوم ہوتا ہے مگر وہ کارگزار خود مختار ہے - دریاؤن کو جسطرف چاہتا ہے
چلاتا ہے نالون اور جھیلون کو جس ناچ چاہتا ہے نچاتا ہے سمندر کو بے چین کرتا ہے - برفستانون
مین طغیانی پیدا کرتا ہے وہ اپنے ہی آپ بیلداری کرتا ہے - اپنے ہی آپ رستہ بنا لیتا ہے -

پانی بظاہر صورت مین مسکین اور معصوم معلوم ہوتا ہے مگر بڑا دغاباز اور چال باز ہے سیکڑون
چیزون کو گلا کر و پگھلا کر اپنے مین ملا لیتا ہے - مکانون کی بنیادون کو چپکے چپکے اندر ہی اندر بیٹھک
ہلا دیتا ہے - جسکی خبر کسیکو جب تک نہین ہوتی کہ مکان اوپر سے نیچے نہ آئے پانی خاموش
بھی ہے اور زیر و بم کی آوازین بھی لگاتا ہے بوندیون مین پٹاپٹ کی آواز سناتا ہے دریا کے
چڑھاؤ مین سمندر کے طلاطم مین اسکی لہرون کی لڑائی مین ایسا غل مچاتا ہے کہ سوتون کی نیند کو
بھگاتا ہے اور جھرنون اور آبشارون کے گرنے مین وہ اژدہے کیطرح غرّاتا ہے اور درندون کیطرح

خروش کرتا ہے کہ کانون کے بروے پھٹے جاتے ہین۔

پانی مین قوت انفعال اور قوت فعال دونون عجیب وغریب ہین۔ پانی جس ظرف مین جاتا ہے اُسکی شکل قبول کرلیتا ہے کلُیا مین جاے تو کلیا کی شکل کا ہو جاے مٹکے مین بہرا جائے تو مٹکے کی صورت کا ہو جاوے اور قوت فعال بھی ایسی ہے کہ ہزارون جمادات کو گھلا کر اپنا ہم رنگ اور ہم شکل بنا لیتا ہے غرض یہ نشکل خود اورون کی شکل بنجاے تعجب خیز ہے اور اور چیزون کو اپنا ہمشکل بناے حیرت انگیز ہے۔

پانی کی پاکیزگی وصفائی وشفافی

پانی خود پاک وپاک ساز ہوتا ہے اور اورون کو پاک باز بناتا ہے۔ وہ ہماری گندگی کو دور کرتا ہے اور ظاہری طہارت پیدا کرتا ہے۔ ظاہری طہارت باطنی عبادت الہٰی کے لئے لازمی ہے وضو بغیر مسلمان کی نماز نہین اشنان بغیر ہندو کی پوجا نہین بلکہ نہان خود پوجا ہے مسلمان اس طہارت کو نصف عبادت اور ہندو پوری عبادت اور عیسائی طہارت کو خداے اکبر کہتے ہین ہر مذہب مین یہ طہارت عبادت کا ایک جز سمجھی گئی ہے۔ پس یہ تقدس پانی ہی کو حاصل ہے کہ عبادت الٰہی کا وہ ایک جزو ہے۔ پانی جیسے ہمارے کپڑون کے میل کچیل کو نکالکر اُجلا اور ستھرا کر دیتا ہے ایسی اسکی بارش زمین کی ساری نجاستون اور غلاظتون کو دہوبی بنکر دہو دیتی ہے اور اسکا ایک چھینٹا ہوا کی ساری کدورتون کو مٹا دیتا ہے۔ گرد خواہ ہوا مین کیسی ہی اُڑ رہی ہو اسکو بٹھا کے کیچڑ بنا دیتا ہے کہ پھر وہ بہت دنون تک سر نہین اُٹھاتی۔

پانی ایسا صاف وشفاف ہے کہ آسمان کے چہرہ دیکھنے کا آئینہ بنا ہے۔ اسی مین ماہ و مہر و ثوابت وسیار عکس فگن ہوکر زمین پر آتے ہین اپنی بہار دکھاتے ہین گلزار اگر پانی کے کنارے پر آئے تو اپنے عکس سے اپنا تماشا ہزار گنا دکہلاے۔ اسمین چراغون کی روشنی کا عکس پانی کے

اندر آگ لگنے کی سیر دکھلاے۔

پانی کی وسعت

خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے اپنی آفرینش مین عجیب وسعت عظیم پانی کو عطا کی ہے کہ روے زمین پر تین چوتھائی حصہ مین وہ اپنے پاؤن پھیلاے بیٹھا ہے اور یہ اٹھکھیلیان کھیلتا ہے کہ کبھی اپنے پاؤن کو آگے بڑھا دیتا ہے جس سے خشکی کو تری بنا دیتا ہے اور ہزارون چیزون پر پانی پھیر کر خاک مین ملا دیتا ہے کبھی پاؤن کو سکیڑ لیتا ہے تو تری کو خشکی بنا دیتا ہے اور پھر جاندارون کی لاشون و ہڈیون اور گھونگون کو دکھا کر بتا دیتا ہے کہ جہان تم انکو دیکھا کرو وہان جان لیا کرو کہ مین کبھی وہان موجود تھا اور یہ کارستانیان کیا کرتا تھا۔ اگر خدا یہ وسعت پانی کو نہ دیتا تو خلقت کا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا۔

پانی کی نیرنگیان اور تماشے

پانی کی سب سی بڑی تماشاگاہ سمندر ہے جہان وہ بھروپیا بنکر طرح طرح کے بھروپ بھرتا ہے اور عجب عجب طرح کے سانگ بناتا ہے۔ آفتاب کی کاریگری سے کام لیتا ہے اور بخار کی صورت جو دکھلائی نہ دے اُسی اپنی نبوا تا ہے اور پھر ہوا مین اُڑ جاتا ہے اور اپنی باگ ہوا کے ہاتھ مین دیدیتا ہے وہ اسکو خوب چوغان پھراتی ہے۔ یعنی ابر کی شکل اسکی بناتی ہے وہ دل بادل بنکر اپنی رنگتون کی بوقلمونی سے اور شکلون کی گوناگونی سے ایک طلسم حیرت افزا دکھلاتا ہے۔ کالی کالی گھٹائین تمنے دیکھی ہونگین کہ جنکی سیاہی زنگیون کے چہرہ کی طرح تیرہ اور علت سودا مین مبتلا شب کیطرح سیاہ گون ہوتی ہے۔ سرمہ آلودہ۔ دل شیر سے آمودہ۔ تن قیر مین آلودہ۔ ہوا مین دود آشفتہ۔ سواے اس سیاہی کے ابر کبھی سفید ہوتا ہے کبھی نیلا کبھی پیلا کبھی روپہلا کبھی سنہرا۔ اسکی شکلین بھی اقلیدس کی شکلون سے زیادہ ہوتی ہین۔

پانی ان بخارات کی صورت مین آسمان پر جا کر ایک دریا نہین بہت سے دریا اِدہر اُدہر بہاتا ہے جو گنگا جمنا سے کیا دنیا کے بڑے بڑے دریاؤن سے ہزار گنے ہوتے ہین اب یہ دریا برسات مین مینہ کی صورت مین رات کو شبنم کی شکل مین جاڑے مین برف کی ہیات مین اُترتے ہین اب ہر یک صورت کی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے۔

پانی مینہ کی صورت مین

پانی جو ابر تیرہ کی صورت مین سمندر سے اُٹھتا ہے وہ خورشید نور افشان کو تاریک کرتا ہے اجرام فلکی کو چھپاتا ہے۔ چاند کو ظلمات مین لاتا ہے۔ وہ کبھی گویا کبھی خندان ہوتا ہے دیوکیطرح مست و آشفتہ ہو کر دریائے سفتہ کیطرح زمین پر پھیلتا ہے یعنی برستا ہے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ ژرف دریا مین پانی کا کوئی قطرہ ایسا نہین ہوتا کہ بخار بنکر ہوا کے بازوٴن پر بیٹھکر آسمان کی ہوا نہ کہاتا ہو اور وہان سے بوندیان بنکر زمین پر نہ اترتا ہو اور زمین کے اندر اور باہر گشتی کیے کر سمندر کے گہاٹ پر نہ اُترا ہو۔ اِسکے حال پر نظیری کا یہ صوفیانہ شعر صادق آتا ہے ؎

بز حمت اتصال افتد چو پیوندے برید از ہم		بہ فرصت قطرہ دریا میشود چون قطرہ شد دریا

سارے بڑے بڑے دریا اور پہیرے ایک دفعہ بادل بنکر برس چکے ہین۔ اِن کا پانی کچھ زمین کے اوپر بہتا ہے کچھ زمین کے اندر چلا جاتا ہے۔ یہ اندر اور باہر کے پانی عجب عجب کرشمے زمین پر پہاڑون پر اور پہاڑیون پر خشک کہیتون پر دکہاتے ہین۔ بس یہ قطرے اپنے فیض سے گل کہلاتے ہین۔ طرۂ سنبل کو بڑہاتے ہین خط ریحان کو آراستہ کرتے ہین۔ اطراف خارستان کو بہارستان کرتے ہین زمین کو لالہ خیز کر کے رشک نگارستان بناتے ہین۔ اِنکے فیض سے بُستان مین گل و ریحان نظر آتے ہین چمن گلہاے گوناگون سے رنگین بنتا ہے لالہ کے رنگ سے سمن کی بو سے ہوا دلکش زمین زیبا ہوتی ہے بس یہ بادل اپنی نعمتین کھیتون پر

چراگاہون پر سبزہ زارون پر اور چمنون پر گرد آلودہ سڑکون پر اور درختون اور پہلونپر گہاسون پر برساتے ہین اور لبساط نشاط بچھاتے ہین - اگرچہ پانی اس مینہ کی صورت مین جان پروری کرتا ہے مگر کبھی کبھی جان ستانی بہی وہ غضب کی کرتا ہے کہ معاذاللہ طوفان نوح کی حکایت مشہور ہے کہ ساری دنیا کو ڈبو دیا تھا - یہ روایت تو پرانی ہے - اب تم اپنی آنکھون سے دیکھ لو کہ جب برسات مین بارش کی شدت ہوتی ہے تو سیکڑون مکان دھڑام دھڑام گرتے ہین اور آدمیون کی قبرِ بےگور و کفن بناتے ہین دریاؤن کو چڑہا کر سیکڑون دہات کو منہدم کرتے ہین اور ہزارون جانون کو تلف -

پانی شبنم کی صورت مین

اہل نظر کی نگاہ مین معرفت کردگار کے لیئے ہر قطرۂ شبنم سمندر ناپیداکنار ہے - شبنم کے قطرہ کو اگر خوردبین سے دیکھین تو ایک عالم نظر آتا ہے جسکو کوئی ہاتھ نہین بنا سکتا ہے - صرف یہ خدا ہی کی قدرت ہے کہ پانی کے قطرہ کو الماس بنا کے ستارہ کی مانند چمکا دے مرطوب ہوا نے جب چاند سے ازدواج کیا ہے تو یہ انکی پیاری بیٹی شبنم پیدا ہوئی ہے - جب وہ زمین پر آتی ہے تو وہ اپنے وطن کی جدائی مین روتی ہے اور بےقرار ہو کر غلطان پیچان ہوتی ہے اور اس خوف سے لرزان رہتی ہے کہ کہین میری پاکیزگی کو داغ نہ لگ جاے - گرم آفتاب اسکے درد و تکلیف پر رحم کرتا ہے اور پھر اسکو وہین پہنچا دیتا ہے جہان سے آئی تھی - شبنم کا ہر قطرہ گولکنڈہ کے ہیرے سے مساوات کا دم بھرتا ہے اسلئے اسکو پانی کا ہیرا کہنا بجا ہے - شبنم نہین پڑتی ہیرو نکا مینہ برستا ہے - جو سبز پہاڑون کو اشنان دیتا ہے - گہاس پر موتی نثار کرتا ہے - غنچہ کے لب پر اور لالہ کے رخ پر تبخالہ اور گلشن و صحرا پر ژالہ بنتا ہے - سنبل کی سیاہ کسوت پر موتی ٹانکتا ہے چمن مین ہر پہول کے کان مین موتی کا آویزہ لٹکاتا ہے گلاب کی پتیون کا جوبن بڑہاتا ہے کہیتون کی

ایسی پیاس بجہاتا ہے اور باغون کو اتنا پانی پلاتا ہے کہ دو تو اسکو کہتے ہین کہ اب ہم سیر ہو گئے
تم اپنی چاندی کی صراحیون کو ہم سے دور لیجاؤ وہ پہولون کے سرخ سفید نیلے پہریرون کو کہولتا ہی
گو شبنم نیچر کے لباس کی شان و شوکت بڑہاتی ہے اور سبزون اور درختون کو تر و تازہ کرتی ہے
مگر خود اسکی عمر طبعی تہوڑی ہوتی ہے جہان آفتاب چمکا وہ غائب ہوئی اسلیے شاعر شبنم کو
آفتاب کا عاشق بتاتے ہین کہ اسکے اشتیاق و فراق مین بیٹھی ہوئی رویا کرتی ہے جہان اسکی
صورت دیکھی خوشی خوشی اسکی طرف آسمان پر دوڑی گئی۔

کُہر بھی اوس کی بہن ہے۔ جب حضرتِ آب حقے بہر بہر کے دہوین کے لُقے اڑاتے
ہین تو پہاڑون اور پہاڑی اضلاعون مین کُہر جلوہ گر ہوتی ہے۔ کُہر خدا کا ہل ہے جسکو وہ زمین کے
ہر اینچ پر پہراتا ہے اور ڈہیلون کو توڑتا ہے اور انکا سفوف بناتا ہے۔

پانی کی صورت برف مین

جاڑے کے موسم مین سرد ملکون کے اندر ایک ابر تیرہ اور مکدر اُٹھتا ہے اسمین سے
برف اول روئی کے گالون کی صورت مین برستا ہے روشنی و تیرگی کا ایک عالم نظر آتا ہے
خاکستر کے آگے دودہ کا پردہ کہچا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یہ روئی کے گالے پہاڑون کے لئے
سفید بالاپوش ایسا بہاری بناتے ہین جو بجاے خود ایک پہاڑ ہوتا ہے۔ میدانون مین
چاندی کا فرش وہ بچھاتے ہین جو ایسا چمکتا ہے کہ آسمان ستارون سے اور دریا موتیون سے
بہرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ پہر اس برف کو آفتاب پگہلا کر پانی بناتا ہے اور دریاؤن کو چڑہاتا ہے
برف سے ہوا مین خشکی و رطوبت پیدا ہوتی ہے اور ایسے ملکون مین سردی پڑتی ہے۔ کوہ ہمالیہ
کا چونڈا اگر برف سے سفید نہ ہوتا تو ہندوستان کی گرمی کو دیکھتے کہ کیا بلا کی ہوتی اور وہ سموم چلتی
کہ سبزی کو دیکھ نہ سکتی اور مسافرون کی جان لئے بغیر نہین چہوڑتی۔ اُسی کی برف گرمی کی حرارت

کو کم کر کے قابل برداشت بناتی ہے۔ مینہ کے پانی کو یہ جلدی ہوتی ہے کہ جہانتک بس
چلے جلدی سے چلئے۔ برف کو یہ تساہل ہوتا ہے کہ جہان پڑے وہین ڈھیر رہے۔ ہوا
اسکو اُکساتی ہے تو دو چار قدم چلکر پھر وہ قدم جما دیتی ہے وہان سے ہرگز نہین سرکتی مگر اٹھتی ہے

پانی بخارات کی صورت مین

پانی کی یہ صورت ایسی ہے کہ وہ کبھی نہین دکھلائی دیتی۔ اِن بخارات کی شان ہی ایسی نہین
کہ کسی طرح وہ اپنے تئین دکھائین۔ یہ بخارات ہوا مین ہمیشہ مخلوط رہتے ہین اور اِسکو مرطوب
بناتے ہین۔ یہ ہوا کا مرطوب ہونا حیوانات و نباتات کی حیات کا باعث ہے اسلئے کہتے ہین کہ
کُلِّ شَیٍٔ حَیٍّ مِن المَاء (ہر چیز پانی سے زندہ رہتی ہے) درخت مین اِسکے کل وزن کی تین چوتھائی
کے برابر پانی ہوتا ہے۔ اِسکے پتون کی سطح سے پانی کے بخارات جو نظر نہین آتے اُٹھتے رہتے
ہین۔ اب اگر ہوا خشک ہو یعنی بخارات آبی کے سبب سے جو اسمین رطوبت رہتی ہے اس سے
خالی ہو تو اس سبب سے درختون کا پانی بہت بخارات بنکر اُڑ جائیگا اور جتنا وہ اُڑیگا اتنا اور پانی
پتو نمین زمین اور جڑون سے نہین آئیگا تو وہ جلدی سے پیلے ہو جائینگے اور گر کر مردہ ہو جائینگے۔

اسیطرح زندہ حیوان بہی پانی سے بنا ہے اگر ایک آدمی کا وزن ۷۷ سیر ہو تو اسمین ۵۸ سیر
پانی اور ۱۹ سیر اور خشک چیزین ہونگین۔ اسکی کہال اور پھیپڑون سے متواتر بخارات نکلتے رہتے
ہین اگر اِسکے گرد کامل خشک ہوا ہو یعنی بخارات آبی کی رطوبت سے بالکل خالی ہو تو کہال بالکل
سوکھ جائیگی اور اسمین جھرّیان پڑ جائینگی۔ بخار چڑھ آئیگا۔ پیاس کے مارے حلق مین کانٹے
پڑنے لگین گے۔ آدمی کی سانس کے ساتھ جو ہوا پھیپڑے سے نکلتی ہے وہ رطوبات سے
بھری ہوئی ہوتی ہے پس اگر وہ ہوا جو سانس کے ساتھ جاتی ہے بالکل بخارات آبی سے خالی
ہو تو پھر آدمی کے ساتھ وہ مائیات جو اِسکے اندر بھرے ہوئے ہین نکلنے لگین گے اور وہ بالکل تر مردہ

ہو کر مردہ بن جائیگا کرۂ ہوائی مین جو پانی کی رطوبات ہوتی ہین وہ حیوانات اور نباتات کی حیات کی حالت موجودہ کو قایم رکھتی ہین وہ درختون کے پتون اور مسامات مین نفوذ کرتی ہین اور حیوانات کے پھیپڑون مین جگہ کرتی ہین۔

کرہ ہوا کی رطوبات سوا اس کام کے اور خدمات بھی کرتی ہین کہ جب گرمیون مین آفتاب افق کے نیچے جاتا ہے تو ان سے خشک زمین اور سوکھے درخت سرد ہوتے ہین اور اسکے ساتھ ان مین اوسکے گرنے سے سرسبزی اور تر و تازگی پیدا ہوتی ہے۔

پانی کی قوت مکنیکہ

قوت مکنیکہ سے مراد ان زورون سے ہے جو کلون اور آلات سے حاصل ہوتے ہین اس بیان کے لیے ایک دفتر چاہیے مگر مختصر یہ ہے کہ پانی اسپہار آہنی (دخانی کلین) کی غذا اسٹیم تیار کرتا ہے جسکے سبب سے وہ چلتے ہین اور بے شمار آدمیون کے برابر کام کرتے ہین اور اُن کامون کا سرانجام کرتے ہین جنکا کرنا طاقت بشری سے ناممکن تھا۔ انسان پر یہ احسان کرتی ہین کہ اسکو اس مشقت شاقہ سے چھڑاتی ہین جو حیوانون کی طرح اسکو کرنی پڑتی تھین جس سے وہ درماندہ اور نیم مردہ ہوجاتا تھا۔ وہ ہمارے لیے صدہا کام کرتے ہین تھوڑی اُجرت لیتے ہین بہت کام بناتے ہین۔

آب خالص

آب خالص رنگ و بو و مزہ سے خالی ہوتا ہے مگر آب خالص کا ملنا گوگرد سرخ اور لعل سپید کا ملنا ہے۔ جو پانی ہمکو ملتا ہے اسمین بہت سے اجزا مختلف چیزون کے ملے ہوئے ہوتے ہین خواہ وہ ہوا مین سے اسمین ملے ہون یا زمین سے۔ مقطر آب باران اور سب پانیون کی

نسبت زیادہ صاف ہوتا ہے۔ آب خالص مین جو عنقا و کیمیا ہی مزہ نہین ہوتا جس مزہ کی
چیز سے وہ ملتا ہے اسکا مزہ بھی وہی ہو جاتا ہے شیرنی سے ملا میٹھا ہو گیا نمکینی سے ملا
کھاری ہو گیا۔ پانی اپنی ذات سے سب جگہ ایکسا ہی ہوتا ہے خواہ وہ سمندر کا ہو یا بحیرہ دریا
چشمہ کا اسمین ایک بو و مزہ کا اختلاف اور چیزون کے اختلاط سے ہوتا ہے۔ پانی کے
برابر کوئی چیز محلل نہین ہوتی اس نے دنیا کی سب سے بلند و عظیم ہمالیہ پہاڑ کی تہائی کی برابر
نمک کو گھلا کر اپنے تئین شور و نمکین بنایا ہے اور پانی کو گاڑھا کر کے جہاز رانی کے لایق
کیا ہے۔ اگر پانی مین یہ گرانی نمک سے نہ پیدا ہوتی تو رقیق پانی مین جہاز رانی کیسے ہوتی۔

پانی کی روانی

پانی کی روانی نے انسان کی جان کا نام روان رکھوایا ہے۔ جسم انسانی مین جو روانی کی
کیفیت ہے وہی زمین مین پانی کی روانی کی کیفیت ہے۔ وہ مینہ سے برس کر کچھ تو روے
زمین پر دریاؤن و ندی نالون مین روان ہو کر سمندر سے جا ملتا ہے اور کچھ زمین کے اندر روان
ہو کر چھپ جاتا ہے اور کسی کو اسکا پتا نہ لگتا اگر وہ سوتون اور چشمون مین اپنی صورت نہ دکھاتا۔
سوتا کہین نکلتا ہے۔ چشمہ کہین پھوٹتا ہے اور پکارتا ہے کہ آؤ پیاسو سبیل ہے راہ مولا اور کہتا ہی
کہ احسان کرنا مجھسے سیکھو کہ پیاسون کی پیاس بجھاتا ہون اور ندی دریاؤن کو بہاتا ہون باوجودیکہ
ایسا بڑا احسان کرتا ہون مگر اپنی پوری صورت چھپائے رکھتا ہون اور اپنے مکان کا پتا کسی کو نہین بتاتا
تم بھی یہی طریقہ احسان کرنیکا سیکھو کہ نیکی کن و در آب انداز لب جو پر جب شاعر بیٹھتا ہے تو پانی کی
روانی اسکی طبیعت مین ایسی شگفتگی پیدا کرتی ہے کہ نئے نئے مضامین اسکے ذہن مین لہرین مارنے
لگتے ہین۔ روانی آب انسان کے عیش و نشاط مین بڑا اثر رکھتی ہے استادون کے شعر لکھکر مضمونکو
دراز کر کے کل طویل احمق کا مصداق اسکو نہین بنانا۔

نیچر کیلئے پانی سے زیادہ مفید کوئی اور چیز نہین ہے،

ہر اقلیم مین ہر زمانہ مین کل مخلوقات مین کوئی چیز پانی سے بہتر آدمی کے پینے کے لیے نہین دریافت ہوئی۔ انسان کو فقط یہی دوا ایسی ہاتھ لگی ہے کہ سب انسانون پر یکسان اثر کرتی ہے ایسی کسی اور دوا کے دریافت کرنے مین انسان کی کوشش کامیاب نہین ہوئی گو اسکی تلاش مین بہت خون جگر پیا۔

ہم پیدا ہوتے ہی مان کا دودھ پیتے ہین اور اسکے دودھ مین نثنو مین اُنثی حصون سے زیادہ پانی ہوتا ہے جو اسکو ایسا رقیق بنا دیتا ہے کہ وہ بہت جلد ہمکو ہضم ہو جاتا ہے۔ جب بچون کی مان کا دودھ نہین ہوتا تو گاے بکری گدہی کا دودھ انکو پلاتے ہین تو اسمین بھی پانی ملاتے ہین اگر اس مین پانی نہ ملائین اور اسکو پلائین تو بچہ بیمار ہو جاتا ہے۔ ابتداء عمر مین وہ ہماری یون پرورش کرتا ہے ہمکو بھی وہ ایسا عزیز ہوتا ہے کہ امان کے ساتھ کہنا سیکھتے ہین اگر وہ ہم سے دور ہوتا ہے تو اسکی یاد مین ہم ایسے ہی روتے ہین جیسے کوئی عاشق زار اپنے معشوق جفا کار کی جدائی مین اور تماشا یہ ہے کہ آنکھون سے آنسوؤن مین گرم اور تلخ پانی بہا کر تسکین پاتے ہین۔

انسان کی زندگی کا مدار دوران خون پر ہے اگر اسکے ایک عضو مین بھی یہ دوران خون موقوف ہو جاے تو وہ عضو نکما اور بیکار ہو جاے اور معلوم نہین کہ اور اعضا کو کیا کیا تکلیف و درد پہنچائے یہ پانی ہے کہ اپنی رقت اور روانی کے سبب سے خون کو پتلا کر دیتا ہے جسکے سبب سے انسان کی ہر رگ و پے مین خون کا دوران آسان ہو جاتا ہے۔ اسلئے صرف پانی کے پینے والے آدمی بہت چست و چالاک خوش و خرم بہ نسبت اور آدمیون کے ہوتے ہین۔

پانی خون کو پتلا کر کے اسکے دوران کو آسان کرتا ہے اور صفرا کے جوش کو سرد یعنی ٹھنڈا کر دیتا ہے جسکے سبب آدمی بہت بیماریون سے بچتا ہے۔ بلغم کو بھی اپنی آمیزش سے

رقیق کردیتا ہے اِسکی لزوجیت کو گھٹا دیتا ہے جسکے سبب سے ہم بعض امراض سے محفوظ
رہتے ہین ہمارے جسم مین رطوبات کی حدت کو کم اور روانی کو زیادہ کردیتا ہے جو ہماری صحت
کا باعث ہوتی ہے - بڑھاپے مین اسی کی رطوبت ہماری ہڈیون کو دور کرتی ہے جسکے سبب سے
خون کا دورہ ہوتا ہے - غرض وہ ہماری صحت کا معاون طفلی وجوانی و پیری مین ہوتا ہے - کھانے
پینے سے انسان جیتا ہے مگر جتنی دیر بغیر کھائے جی سکتا ہے اتنی دیر بغیر پیئے نہین زندہ
رہ سکتا اسلئے پانی بغیر کسی طرح انسان نہین جی سکتا - وہ مہد سے لحد تک ہمارے ساتھ
رہتا ہے پیدا ہوتے ہی آنکھون سے پانی بہا کے تسکین پاتے ہین مرتے ہین تو حلق مین پانی
ٹپکاتے ہین کہ روح آسانی سے نکلے اسوقت مسلمان آب زمزم کو اور ہندو گنگا جل ٹپکانے کو
متبرک جانتے ہین - اب موت کے ذکر پر مضمون کا بھی خاتمہ بالخیر کرتے ہین - فقط

محمد ذکاء اللہ -

چینیون کے بعض مذہبی عقائد

چونکہ فی الحال چین کے معاملات کا چرچا بعض دول یورپ کے پولٹیکل تعلقات کی وجہ سے
اخباری دنیا مین اس زور شور کے ساتھ ہو رہا ہے کہ روزانہ اور ہفتہ وار اخبارات کا شاید کوئی پرچہ
ان خبرون سے خالی ہوتا ہو لہذا اس قدیم ملک کے باشندون کے بعض مذہبی عقائد کا تذکرہ
ناظرین ادیب کی دلچسپی کے لیے ذیل مین درج کیا جاتا ہے -

قدامت کے لحاظ سے دنیا مین مصر - یونان - ہندوستان اور چین یہی چار ملک سب سے
قدیم شمار کیئے جاتے ہین - چینی اپنی سلطنت کو آسمانی (سلیسٹیل ایمپائر) کہتے ہین - وہ ا
سب سے پہلے بادشاہ کا نام پہان کو بتلاتے ہین جسکے عہد مین ‏"‏زمین آسمان سے جدا ہوئی

اوسکے بعد ۱۲۔ آسمانی ۱۱۔ ارضی ۹۔ انسانی کل تیتیس ۳۳ باوشاہ اور ہوئے جنکی مجموعی سلطنت کا زمانہ پچاس ہزار برس کہا جاتا ہے۔

خیر یہ سب توخیالی اور اعتقادی باتین ہین مگر اس قدر ضرور ثابت ہے کہ دنیا مین سب سے قدیم قوم چینی ہے جسکے مستند تاریخی حالات کم وبیش پانچ ہزار سال کے موجود ہین۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ فغفوریان کے عہد مین جو طوفان عظیم ۲۳۵۷ء مین قبل ولادت حضرت عیسیٰ کے آیا تھا وہی طوفان نوح تھا۔

ملک چین کی موجودہ آبادی قریب چالیس کروڑ کے ہے جسمین سے دسوان حصہ مسلمان اور باقی تین مذاہب مندرجہ ذیل کے پیرو ہین۔

۱۔ معتقدین کنفیوشس (حکیم کنفوزی)

۲۔ 〃 طاو

۳۔ 〃 بودہ

لیکن تمام چینیون کا اصلی مذہب مورث پرستی ہے۔ ہر گھر مین ایک تختی رہتی ہے جسپر خاندان کے بزرگان متوفی کے نام کندہ ہوتے ہین۔ اس تختی کے سامنے ہر چینی صبح وشام مودب کھڑا ہوکر کچھ پڑہتا ہے اور ہر ایک بزرگ کی روح کو نام بنام ثواب بخشتا ہے۔ اسکے علاوہ کروڑہا دیوتا ہین جنکی تعداد ”دریا کی ریت کے ذرون کیطرح“ خارج از شمار ہے۔ سب دیوتاؤن مین افضل ”چہار الماس“ نامی چار دیوتا ہین جو مندرون کے دروازون کے محافظ ہین۔ اِن مین سے ایک کے ہاتھ مین تلوار ہے جسکے پھرانے سے دس ہزار بھالے پیدا ہوکر دشمنون کے جسم کو چھید ڈالینگے۔ دوسرے کے ہاتھ مین ایک ستار ہے جسکا تار چھونے سے آگ اور ہوا پیدا ہوکر اطراف مین پھیل جائیگی۔ تیسرے کے ہاتھ مین ایک چھوٹا سا کیسہ ہے جسمین ایک جانور مثل سفید چوہے کے بند ہے اوسکے کہلتے ہی ایک پیل سفید نکلکر غنیم پر حملہ آور ہوگا۔ چوتھے کے ہاتھ مین ایک چھتر

ہے جو آفتاب اور ماہتاب کو ڈہک لیتا اور زلزلے پیدا کرسکتا ہے۔

اہل ہنود کی لکشمی دیوی کے مانند چینیون کا بہی ایک دیوتا ہے جسکے دو وزیر "طلب دولت" اور "طلب منفعت" نامی ہین۔ اسکی پرستش زیادہ تر تجار۔ دوکاندار اور ساہوکار وغیرہ کرتے ہین جو اس دیوتا کے مندر مین شمعین جلاتے اور عود وغیرہ سلگاتے ہین۔

ہر گہر مین ایک دیوتا باورچیخانہ کا علیحدہ ہوتا ہے اوسکا کام باورچیخانہ کی نگرانی کے علاوہ ہر ایک اہل خاندان کے اعمال کا حساب رکہنا ہے اسلئے اوسکی بڑی تعظیم وتکریم کیجاتی ہے چینیون کا اعتقاد ہے کہ دیوتا مذکور بارہوین مہینہ کی چوبیسوین تاریخ کو آسمان پر کل خاندان کے اعمال کا حساب پیش کرنے جاتا ہے اسلئے اوسکی سواری کے واسطے ایک کاغذ کا گہوڑا بناتے ہین اور اوسکے آگے میوہ گوشت اور شراب رکہتے ہین اور اوسکے ہونٹون پر شکر ملتے ہین تاکہ وہ آسمان پر جاکر گہر والون کے اعمال کا ذکر شیرین الفاظ مین کرے۔

شادی اور بیاہ کی تقریبات کا بہی ایک دیوتا ہے جسکا نام صلح واتفاق بہت ہی موزون رکہا گیا ہے۔

زراعت کا دیوتا بہی الگ ہے جسکا کام زراعت کو ٹیڑیون اور دوسرے موذی کیڑون سے بچانا ہے اوسکا مندر ہر گانوین ہوتا ہے اوسکی پیدایش کے روز چینی سال کے اول مہینہ کی تیرہوین تاریخ کو جابجا ناٹک کے تماشے اور ناچ رنگ کے جلسے ہوتے ہین اور ایک بڑے دسترخوان پر انواع واقسام کے میوے اور پہل پہول چنے جاتے ہین۔

زمین کے دیوتا کو یہ طاقت حاصل ہے کہ چاہے سطحہ زمین کے اوپر چلے یا اندر ہی اندر پتال کا سفر کرتا رہے۔ چینیون کا یہ عقیدہ ہے کہ جب کبہی اس دیوتا کی مڈبھیڑ کسی آدمی سے پہول توڑتے یا گہاس ومٹی کہودتے ہوئے ہوجاتی ہے تو وہ آدمی دوسرے روز گہٹیا کے عارضہ مین مبتلا ہوجاتا ہے کیونکہ وہ دیوتا کے راستہ مین حائل ہوا ہوگا۔ فال کہولنے والا اوس سے

ایک کاغذ کی مورت بنوا کر تین پیالے شراب کے اور تین قسم کا گوشت ایک تختہ پر رکھوا کر صدقہ اوتروا دیتا ہے۔ اُن کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ ہیضہ۔ چیچک وغیرہ وبائی امراض بھی دیوتا ہی ملک مین بھیجتے ہین۔

ایک بڑا دیوتا طبابت کا ہے لیکن جسم کے ہر عضو اور ہر بیماری کے لئے ایک ایک دیوتا مخصوص ہے مثلاً امراض چشم۔ دردسر۔ زکام۔ کھانسی۔ بخار۔ سل۔ بدہضمی۔ پیچش اسہال۔ استسقا وغیرہ اور اعضاے جسمانی مثل آنکھ۔ ناک۔ کان۔ زبان۔ دانت۔ دل دماغ۔ شش۔ جگر۔ معدہ۔ آنت۔ پانو۔ جلد۔ بال وغیرہ کے دیوتا الگ الگ مقرر ہین جس شخص کو جس قسم کا مرض یا جس عضو کی بیماری ہو وہ اوسی خاص دیوتا کو بھینٹ چڑھا کر اور پوجا پاٹ کر کے مناتا ہے۔

جو قوم ایسی ضعیف الاعتقاد ہو وہ بھلا یوروپ کی شایستہ اور مہذب قومونکے مقابلہ مین کیا ٹھہر سکتی ہے خدا ہی بچائے تو بچے فقط

ایڈیٹر

دلچسپ و مفید نکات (مترجمہ وملخصہ ایڈیٹر)

۱۔ متعلق بہ علم الحیوانات

کیا حیوانات بھی راگ و باجہ سے متاثر ہوتے ہین

چند روز کا عرصہ گذرا کہ لندن کے ایک چڑیا خانے مین علم حیوانات کے ایک مشہور ماہر نے اِس بات کی آزمایش کی کہ باجے کا اثر جانورون پر بھی ہوتا ہے یا نہین جسکا نتیجہ اوس نے حسب مندرجہ ذیل شائع کیا ہے۔ ہمنے چند عرصہ تک یہ تجربہ کیا کہ کون کون سے جانور کس کس قسم کے باجہ کی

آواز سے متاثر ہوتے ہین جب ہمکو کسی قدر حال معلوم ہو گیا تو ہمنے عقابونکے پنجرے کے سامنے باجہ بجانا شروع کیا۔ بڑے بڑے عقاب اوس طرف آکر جمع ہو گیے جس طرف ہم باجہ بجا رہے تھے اور جب تک باجہ بجتا رہا بڑے غور و تحمل سے سنتے رہے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ باجہ کی آواز سے خوش ہین۔ بعد ازان ہمنے درندہ جانورونپر آزمائش شروع کی اور ایک شیرنی کے کٹھرے کے پاس باجہ بجایا اور وہ بھی باجہ کی آواز کو کان لگا کر خوشی سے سنتی رہی۔

پھر ہمنے سانپون پر تجربہ کیا جو بین باجہ کی آواز سے بہت خوش معلوم ہوتے تھے اور جون جون باجہ کے سُر اونچے ہوتے جاتے تھے وہ اپنے پھن اوٹھا کر اسیطرح سے حرکت کرتے تھے جیسا کہ ہندوستان مین سپیرون کے سانپ پونگی کی آواز پر کیا کرتے ہین۔ صاحب موصوف لکھتے ہین کہ جہانتک ہمنے تجربہ کیا اوس سے ضرور یہ ثابت ہوتا ہے کہ حیوانات بھی راگ اور باجے سے متاثر ہوتے ہین اور سب باجون مین مشک یا بین کا باجہ اونکو زیادہ خوش کرنے والا ہے۔

✻
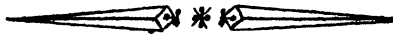
موا ایک دیو ہیکل شتر مرغ کی قسم کا پرند ہے اور غالباً یہ ابتک نیوزیلنڈ مین موجود ہے کیونکہ اس سے سو سال پہلے وہ معدوم نہ ہوا تھا۔ نیوگائنا کے باشندے ایک اسی قسم کے اور پرندے کا ذرا ذرا حال بیان کرتے ہین۔ زمین کے طبقات مین بھی اس کے انڈے اور ڈھنچر نکلے ہین اور ممکن ہے کہ وہ اپنی ہیئت کذائی مین اس بڑے جزیرے کے بنون اور جنگلون مین موجود ہو۔ کیونکہ ابتک اس وسیع جزیرے کے تمام حصو نمین سیاح نہین پہونچے اسلیے یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ معدوم ہو گیا ہے۔ (پیسہ)

✻
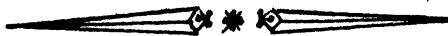
آثار قدیمہ

اٹلی مین ایک بہت پُرانی قبر مین جسکو تیار ہوئے ڈیڑہ ہزار برس کا عرصہ گذرچکا ہے ایک جلتا ہوا چراغ برآمد ہوا ہے جو تاریخ تیاری قبر سے ابتک برابر روشن چلا آیا ہے۔ اور اگراب بہی قبر مذکور نہ کہودی جاتی تو آیندہ بہی وہ ایک غیر محدود مدت تک برابر روشن رہتا۔ اِس سے ثابت ہے کہ جو ایجادین آجکل عجائبات کی نگاہ سے دیکہی جاتی ہین زمانہ گذشتہ کے عقلا بہی اُن سے عاری نہ تہے کہا جاتا ہے کہ ایسے چراغون سے سالہا سال تک حمام گرم رہتے تہے شہر آگرہ مین اللہ وردی خان کا ایک قدیم حمام ہے جسکی نسبت بہی بزرگون کی زبانی یہی روایت مشہور چلی آتی ہے کہ وہ ایک بتی سے گرم رہتا تھا کسی انجینیر نے اوس بتی کی کاریگری اور صنعت دیکہنے کے لیے اوسکو کہود واڈالا جس سے بتی گُل ہوگئی یہ حمام تو ہمنے بہی دیکہا ہے مگر بتی کا نشان اب کہین موجود نہین ہے۔

جو اصحاب کرام پیغمبر علیہ السلام بیت المقدس مین مدفون ہین سلطان کے حکم سے اِن سب پر مقبرے بنینگے۔

مصر مین اس وقت تک قیدخانہ حضرت یوسف و چاہ حضرت موسیٰ اور شہر ممفس دار السلطنت فراعنہ موجود ہین۔

کوہاٹ کے تہانہ اسپلنہ مین چند سکّے دستیاب ہوئے ہین جو اسکندر اعظم کے وقت کے معلوم ہوتے ہین

صوبہ قوضہ کے موضع انبار مین ایک پُرانا تعویذ قبر جو دوسری صدی عیسوی کا قیاس کیا جاتا ہے برآمد ہوا ہے۔ حمدی بک ڈائرکٹر عجائب خانہ سلطانی قبر دیکہنے کے لیے موقع پر گیے ہین۔ صوبہ بیروت مین بہی ایک پرانا تعویذ برآمد ہوا ہے۔

متفرق علمی نوٹس وغیرہ

اُردو زبان کی ترقی ایک اخبار لکھتا ہے کہ چینی زبان کے بعد ہندوستانی یعنی اُردو ہی ایک ایسی زبان ہے جو ملک روس مین سب سے زیادہ بولی جاتی ہے۔ یہ زبان صرف ہندوستان ہی مین عام فہم نہین ہے بلکہ سرحد ترکستان سے حدود افریقہ تک ایک کرور آدمی کے قریب بولتے ہین۔ یہ ایک عجیب وغریب بات ہے کہ ہندوستانی زبان کا رواج تجارت کے ذریعے سے روز بروز ترقی کرتا جاتا ہے اور اسمین شک نہین کہ اگر ہندوستانی تجارت کو حسب توقع مزید ترقی ہوئی تو اِسکے ساتھ ہی اُردو کو بھی ترقی ہوگی۔

خدیو مصر پانچ زبانین عربی۔ ترکی۔ فرانسیسی۔ جرمنی اور انگریزی مین بخوبی دست قدرت رکھتے ہین

ملکۂ پرتگال ایک اعلیٰ درجہ کی لیڈی ہے۔ اُسنے پانچ سال ڈاکٹری تعلیم مین صرف کئے اور آخر ایم ڈی کی سند حاصل کی اُسنے اکثر وقت اپنے خاوند کا علاج کیا اور ڈاکٹرون کی نسبت بہتر کیا اس ملکہ فاضلہ نے ایک شفاخانہ بھی قایم کیا ہے جہان غریب بچون کا مفت علاج ہوتا ہے اُسمین خود ملکہ بہ نفس نفیس بھی علاج کرتی ہین اس حسن لیاقت کے ساتھ خدا نے اوسکو لاجواب حسن وجمال بھی عطا کیا ہے۔

مشہور کتاب سر اڈون آرنالڈ کی " لائٹ آف ایشیا " کا ترجمہ روسی نظم مین ہوا ہے۔

مسلمانان مصر ایک کالج بنانے کی تجویز کر رہے ہین۔

اسکندریہ واقع مصر مین علمی مسائل پر بحث ابحاث کرنے کے لیے ایک مجلس قایم ہوئی ہے۔

ممالک مغربی وشمالی واودہ گزٹ لکھتا ہے کہ ایک عورت مسمی مس کورنلیا سہراب جی نے امتحانِ وکالت پاس کیا اور وکالت کرنے کے لیے سرٹیفکٹ کی درخواست کی ہے۔ مس سہراب جی اکسفورڈ یونیورسٹی کی گریجوئٹ ہین اور انھون نے لندن مین قانون پڑہا ہے۔ امید ہے کہ ہندوستان مین انکی بڑی قدر ومنزلت ہوگی۔

اسلامی ممالک مین اسوقت تین اسلامی یونیورسٹیان موجود ہین ایک جامع ازہر واقع مصر دوسری مراکو کے صدر مقام فیض کی یونیورسٹی اور تیسری یونیورسٹی کالج موسومہ مکتب سلطانیہ واقع قسطنطنیہ

یادگاری واقعات

اس مہینہ کے واقعات مین سب سے بڑا یادگار واقعہ صفائی فیمابین شاہ ووزیر دکن ہے جنکی مسرت اور خوشی مین ترانۂ شادمانی اور شادیانۂ کامرانی ملکِ دکن مین گہر گہر بج رہے ہین اور مبارکباد کی صداؤن سے اخباری دنیا گونج رہی ہے۔ حضور نظام خلد اللہ ملکہ نے بہ نفس نفیس مع مصاحبین واعیان دولت اپنے مدار المہام کے باغ واقع بیگم پیٹہ مین رونق افروز ہوکر اور مدار المہام کی طرف سے جو دعوت شاہی تزک واحتشام کے ساتھ دیگئی تہی اوسکو مراحم خسروانہ سے مع نذر یک راس اسپ سبزہ رنگ ویک زنجیر فیل کوہ پیکر مع ہودج نقرئی فتن نما قبول فرماکر تمام رعایا برایا۔ اعیان وارکان سلطنت کو اپنے وزیر اعظم سے خوشنودی ورضامندی کا بیّن ثبوت دیدیا۔ خداوند کریم شاہ ووزیر مین ان تعلقات رضامندی ورضاجوئی کو روز افزون ترقی واستحکام کے ساتھ ہمیشہ قایم رکہے۔ این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد

راجپوت سبھا کا ایک بڑا مفید دکارآمد جلسہ آگرہ کالج بورڈنگ ہوس مین ہوا جسکے پریسیڈنٹ ہمارے شہر کے رئیس اعظم ٹہاکر امراو سنگہ صاحب تہے۔ اس جلسہ مین کثرتِ ازدواج۔ صغرسنی کی شادی۔ شادیون مین فضول خرچی اور میخواری کے انسداد کے متعلق رزولیوشن پاس ہوئے

یہ سب ٹھاکر صاحب موصوف کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے جنکو سوشیل رفارم اور قومی بہبودی کے معاملات سے خاص دلچسپی ہے۔

شروع ماہ مین ہمارے جدید وایسرائے حضور لارڈ کرزن نے ہندوستان کے فائدے کا پہلا کام جو ہمیشہ یادگار رہیگا یہ کیا کہ ہندوستانی شکر کو ولایتی شکر کے مقابلہ کے نقصان سے بچانے کے لیے بیرونی شکر پر ازدیاد محصول کا قانون باجلاس لیجسلیٹو کونسل نافذ فرمایا اہل ملک حضور ممدوح کے اس عام احسان کی جسقدر شکر گذاری اور قدر کرین سزاوار ہے۔ آخر ماہ مین ہز اکسلنسی مع اسٹاف کے کلکتہ سے شملہ تشریف فرمائے شملہ ہوئے راستہ مین لاہور مین تین دن قیام فرمایا اور میونسپلٹی چیفس کالج انجمن اسلامیہ وغیرہ کے ایڈرسونکے جواب مین نہایت قابل تعریف اسپیچین دین۔

شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی کو حضور نظام نے ۲۵ - اشرفیان اور دو مرصع بروش عنایت فرمائے جنکی قیمت دو ہزار روپیہ ہے۔ مولوی صاحب ممدوح اپنی علمی قابلیت کے لحاظ سے اسوقت نہ صرف ہندوستان مین بلکہ تمام یوروپ مین مشہور ہین وہ چودہ زبانون مین اچھی طرح سے گفتگو اور خط وکتابت کرسکتے ہین اور باوجود اس لیاقت۔ وقعت۔ اور اعزاز کے بڑے وسیع الاخلاق۔ سیر چشم مہمان نواز اور منکسر المزاج ہین۔ ایسے لائق شخص کی جو قدر کیجاے کم ہے۔

علیگڈھ کالج ڈیپوٹیشن کے جلسے آگرہ فتحپور۔ کانپور الہ آباد گورکھپور۔ لکھنو وغیرہ مین بڑی کامیابی کے ساتھ ہوئے اور خاطر خواہ چندے جمع ہوئے۔ گورکھپور مین جو کسی زمانہ مین سرسید مرحوم کی مخالفت کا مرکز تھا آدھ گھنٹہ مین دس ہزار کا چندہ جمع ہوگیا! یہ نواب محسن الملک بہادر کی سحر بیانی کی تاثیر نہین ہے تو اور کیا ہے؟ سرسید مرحوم کی برسی کے جلسے بھی علیگڈھ۔ لاہور وغیرہ مین بڑی دھوم دھام سے ہوئے کالج کے امتحان بی۔ اے کا نتیجہ یونیورسٹی بھر مین عمدہ رہا۔ ۳۶ مین سے ۲۵ طلبا یعنی ۶۹ فیصدی پاس ہوئے اور ایک طالبعلم تمام یونیورسٹی مین اول رہا۔ یہ نتیجہ مسٹر بیک پرنسپل اور پروفیسران کالج کے لیے تعریف۔ فخر ومباہات کے قابل ہے۔

ہمارے ممالک کے ہرد لعزیز نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے الہ آباد یونیورسٹی کے کانووکیشن مین ایک نہایت مفید و اہم اسپیچ دیتے ہوئے وعدہ فرمایا کہ میور سنٹرل کالج کی عمارت بہت جلد اونکے عہد حکومت مین وسیع کیجائیگی اور موجودہ طریقۂ تعلیم کی نسبت جو شکایتین اکثر سننے مین آتی ہین اونکی تحقیقات کی جائیگی۔

ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ بڑی دھوم دھام سے شاہجہانپور مین منعقد ہوا۔ شہر کے مسلمانون نے اپنے مہمانون کی بڑی خاطر و مدارات کی۔ ۴۵ ہزار روپیہ کے قریب چندہ جمع ہوا جو ہمارے مذہبی پیشواؤن کی قابل قدر کوششون کا نتیجہ ہے۔

دہلی مین مدرسہ طبیہ کا سالانہ جلسہ ہوا۔ یہ مدرسہ ہندوستان کے مشہور طبیب حاذق الملک جناب حکیم عبد المجید خانصاحب کی ذاتی کوشش اور ہمت سے جاری ہے اسوقت ۷۰ طلبا زیر تعلیم ہین۔

ڈھاکہ کے مشہور رئیس نواب سر احسن اللہ خان بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای نے حسینی دالان امام باڑہ ڈھاکہ کی مرمت کے لیے دو لاکھ روپے عنایت فرمائے اس فیاضانہ عطیہ کا شکریہ حضرات شیعہ نے بذریعہ ڈیپوٹیشن کے خاص طور پر ادا کیا۔

انتقال۔ اس مہینہ مین تین مشہور باکمال عالمون اور مصنفون کے انتقال سے علمی دنیا کو بڑا نقصان و صدمہ پہونچا۔ اول شمس العلما مولوی عبد الحق صاحب خیر آبادی جو علماے اکابر اسلام کے قابل قدر یادگار اور خصوصاً علوم منطق۔ فلسفہ۔ معقولات مین تمام ہندوستان مین عدیم المثال تھے۔ دوسرے مولوی عبد الرحمان خانصاحب سپرنٹنڈنٹ پولس ریاست اودہ پور جنہون نے اپنی عمر کا بڑا حصہ تصنیف و تالیف مین صرف کیا اور اکثر کتابین مفت تقسیم کین۔ تیسرے ڈاکٹر لائٹنر صاحب جو اورنٹیل کالج لاہور اور پنجاب یونیورسٹی کے بانی تھے۔ ڈاکٹر صاحب پچاس مختلف زبانین جانتے تھے اور مسلمانون کے بڑے رفیق اور ہمدرد تھے۔ اونکا لکچر اسلام کی خوبیون پر ہندوستان مین شایع ہوچکا ہے۔ ہم ادیب کے آیندہ نمبرونمین ان تینون مشہور عالمونکے زندگی کے حالات جہانتک کہ ہمکو بہم پہونچینگے شایع کرین گے

ناظرین ادیب مین سے جو صاحب ہمکو انکے حالات کی فراہمی مین مدد دینگے شکریہ کے ساتھ اوسکا اظہار کیا جائیگا فقط
ایڈیٹر

ریویو

(۱) گلدستۂ تمیز

یہ رسالہ انتظام امور خانہ داری و دیگر ضروریات زندگی کے متعلق نواب میر صدر الدین حسین خان صاحب رئیس بڑودہ کی تازہ تصنیفات سے ہے۔ اسمین ۲۹ مضامین ہین جو آداب عبادت الٰہی محفل و ضیافت۔ غسل و حمام۔ لباس و سفر۔ چائے نوشی۔ تعمیر و آراستگی مکان و عمارات۔ باغ و کتب خانہ۔ انتظام پرورش و تعلیم اولاد۔ علاج و معالجہ وغیرہ ایسے امور سے تعلق رکھتے ہین جو دن رات مردون اور عورتون سب کو پیش آتے رہتے ہین۔ یہ کل مضامین ایسی صاف سلیس اور شستہ اُردو زبان مین تحریر ہین کہ ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ اس رسالہ کو سوشیل کوڈ یا طرز معاشرت کا دستور العمل سمجھنا چاہیئے جو ہر طبقہ کے ممبرون کے لیے نہایت مفید دلچسپ اور کارآمد ہے۔

مصنف صاحب ایک نوجوان امیرزادے ہین جنکی عمر بائیس تئیس سال سے زیادہ نہین ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپکو ابتدا ہی سے تحصیل علم اور تصنیف و تالیف کا شوق ہے کیونکہ یہ رسالہ آپ کی پہلی تصنیف نہین ہے بلکہ اس سے پیشتر بھی آپ کئی چھوٹی چھوٹی کتابین مثل گلدستۂ علوم و گلدستۂ وعظ وغیرہ کے تصنیف و تالیف فرما چکے ہین۔ مصنف نے باوجود اس نوعمری کے رسالہ گلدستۂ تمیز مین وہ وہ نکات اور ہدایات درج کیے ہین جو معمر لوگون کو سالہا سال کے تجربہ سے معلوم ہوا کرتے ہین۔ ہم بلا تامل اس رسالہ کو دیکھکر کہہ سکتے ہین کہ ہمارے نوجوان مصنف نے اپنے تئین شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے اس مقولہ کا پورا مصداق ثابت کر دکھایا ہے کہ "بزرگی بعقل است نہ بہ سال"، ہم دعا کرتے ہین کہ ہماری قوم اور ملک کے دوسرے

امیرزادون کوبھی خداوندکریم اس مصنف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے! یہ رسالہ عمدہ کاغذ کے ۸۲ صفحونپر خوشخط چھپا ہے۔ ایک روپیہ مین منشی شہاب الدین بڑوودی کوچہ گندی گران لاہور سے درخواست کرنے پر مل سکتا ہے فقط ایڈیٹر

۲- کتاب حقیقتہ الازدواج فی اباحتہ الازواج

اس کتاب کو مولوی مظہر الحق صاحب آزاد تعلقہ دار مئوائمہ نے تالیف کیا ہے اور تین سو جلدین بطور عطیہ فلکی سوسائٹی کانپور کو دی ہین۔ اس کتاب مین مولف نے ازدواج کی فضیلت اور کثرت ازدواج کے فوائد پر ازروے طب و ڈاکٹری و معاشرت و فطرت و طبیعات و مذہب غور کر کے نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے بہت ملائم اور شایستہ و صاف لفظون مین بیان کیا ہے اور عیسائی معترضین کے دیگر اعتراضات کا بھی ضمناً اسی بیان مین نہایت پختہ دلائل اور معقول براہین سے عقلاً و نقلاً جواب دیا ہے قابل دید کتاب ہے۔ دفتر فلکی اینڈ سن چاول منڈی چوک کانپور سے ایک روپیہ قیمت بھیجنے پر مل سکتی ہے فقط ایڈیٹر

اطلاع

دفتر ادیب مین اور بہت سی کتابین اور رسالے آئے ہوئے ہین جنکے ریویو علی الترتیب بلحاظ تاریخ وصول نمبر وار شایع کئے جاوینگے۔ انشاءاللہ تعالیٰ فقط۔

سید اکبر علی
ایڈیٹر

توسیع اشاعت ادیب

جو صاحب اس خیال سے کہ ایسے عظیم الشان کام کی کامیابی کل افراد قوم و ملک کی قوت متفقہ پر منحصر ہے ادیب کی اعانت فرما کر خریدار بہم پہونچاوینگی اونکے نام نامی شکریہ کے ساتھ بطور محبان قوم و معاونان رسالہ کے درج کئے جاوینگے۔

ملک کے مشہور مضامین نگار

جو مضامین ادیب کے لیے عنایت فرماوینگے وہ شکریہ کیساتھ طبع کئے جاوینگے۔ اگر کوئی صاحب کسی خاص مضمون کے لئے نقد معاوضہ چاہینگے وہ بھی مضمون کی حیثیت اور عمدگی کے لحاظ سے ادیب کیطرف سے پیشکش کیا جائیگا مگر شرط یہ ہے کہ وہ مضمون کسی دوسرے اخبار یا رسالہ میں اونکی طرف سے شایع نہوا ہو معاوضہ کا تصفیہ پرائیویٹ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے

مصنفوں اور مطبع والونکو مژدہ

ادیب کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ ملک مین قابل قدر کتابون کی اشاعت مین کامل مدد دیجاوے تاکہ بجائے گندہ ناولون اور فضول قصے کہانیونکے اردو خوان پبلک مین علم ادب۔ تاریخ۔ علوم و فنون کی کتابونکے مطالعہ کا عام شوق پیدا ہوا اسلیے جو صاحب ہمکو کسی جدید تصنیف یا تالیف سے اطلاع دینگے ہم اسکی اشاعت بشرطیکہ وہ قابل قدر ہو ہر طرح سے مدد دینگے

تاجرون کو اطلاع

ادیب مین تجارتی اشتہارات بھی چھپ سکتے ہین اور چھپے ہوئے اشتہارات بھی اوسکے ساتھ تقسیم ہو سکتے ہین بشرطیکہ وہ تہذیب کے دائرہ سے خارج نہون اُجرت کا تصفیہ باہمی خط و کتابت سے ہو سکتا ہے

اشتہار

الاسلام الہ آباد

یہ اسلامی رسالہ الہ آباد سے ہر انگریزی مہینہ کی ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔ اسمین اسلامی خبرونکے علاوہ مشہور مورخ علامہ ابن خلدون کی معتبر تاریخ کا اُردو ترجمہ اور مشاہیر عالم کی سوانح بھی صفحہ بندی جداگانہ شایع ہوتے ہین۔ مسلمانون کی ترقی اور تنزل کے اسباب ظاہر کرکے قوم کو اسباب ترقی کی طرف متوجہ کرنا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب دینا بھی اُسکے مقاصد مین داخل ہے قیمت مع محصولڈاک صرف عہ سالانہ مقرر ہے منشی حامد حسین صاحب مالک رسالہ سے درخواست کرنے پر خریداروں کے نام جاری ہو سکتا ہے فقط

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۴ | بابت ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء | جلد ۱

فہرست مضامین

زیر ایڈیٹری سید اکبر علی اکبرآبادی

سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی

مطبع مفید عالم آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپکر

مقام فیروزآباد ضلع آگرہ سے شائع ہوا

عام قیمت مع محصولڈاک للعہ سالانہ ششماہی ۱۲ فی پرچہ ۳ بشرطیکہ ...

مقاصد

ادیب جو ہندوستان بہر مین اپنی خاص طرز کا ایک ایک بالکل جدید علمی میگزین ہی عمدہ کاغذ کے پچاس صفحے ہر مہینے مین ایکبار شایع ہوا کریگا پولیٹکل معاملات سی مطلق بحث نہ کیجایگی کیونکہ یہہ اخبارات کیلئے موزون ہین نہ کہ علمی رسالے کیلئے۔ اوسکی بڑی غرض یہ ہی کہ ملک مین اعلیٰ لٹریچر کا مذاق پیدا کیا جاوی اور مغربی فلسفہ و نیچرل سائنس کی جو حملے آجکل مذہب پر ہو رہی ہین وقتاً فوقتاً اونکی تردید خود یورپ کے مستند عالمون اور مشہور فلاسفرونکی تصانیف و اقوال سی کیجاوے اور ناظرین کیلئے علوم و فنون تاریخی واقعات اور کارآمد معلومات کا ایک مفید اور دلچسپ ذخیرہ فراہم ہو۔ اوسکی ترتیب مین مضامین مندرجہ ذیل کا لحاظ رہیگا گو یہ ضرور نہین ہی کہ ایک ہی پرچہ مین سب مضمون آجاوین۔

۱۔ ولایت کے نامی میگزین اور رسالونکے آرٹکلونکے ترجمے
۲۔ فلسفہ۔ اخلاق۔ تاریخ طب۔ طبعیات۔ تمدن۔ معاشرت صنعت و حرفت۔ تجارت کے متعلق مضامین۔
۳۔ والیان ملک اور ہر قوم کے مشاہیر کے تذکرے۔
۴۔ دنیا کے بڑے بڑے شہرونکی مشہور عمارتونکا ذکر
۵۔ نامور سیاحونکی سیر و سیاحت اور مختلف ملکون کے باشندونکے رسم و رواج کے متعلق دلچسپ حالات
۶۔ مہینے بہر کے اخباری یادگاری واقعات۔
۷۔ نیچرل نظم۔
۸۔ کسی مضمون پر اعلیٰ لٹریچر کا نمونہ۔
۹۔ نامی اُردو اخبارون اور رسالون کے اعلیٰ مضامین کا اقتباس
۱۰۔ کتب مفید و تصانیف جدید پر ریویو

اس رسالہ مین علاوہ اوسکے بعض باتین بڑی مفید و کارآمد ہونگی مثلاً ایک یہ کہ اوس مین ہر مہینے کے اہم یادگاری واقعات درج ہوا کرینگے جو سال تمام کے بارہ پرچون مین یکجا کتاب کی صورت مین فراہم ہو کر اوس سال کے واقعات کی ایک مکمل تاریخ کا حکم رکھین گے جسکے نشان و حوالہ دینے کی ضرورت ہر زمانہ مین ہوا کرتی ہے دوسرے یہ کہ اوسکے ایک حصہ مین علاوہ ولایت کے میگزین و رسائل کے ترجمونکے چیدہ چیدہ مضامین اُردو کے نامی اخبارات و رسائل سی منقول ہوا کرینگے اس طریقہ سے ہمارے ہمعصرونکے وہ منتخب مضامین جو اونکی اعلیٰ درجہ کی علمی قابلیت محققانہ رائے اور پاکیزہ خیالات کا نتیجہ ہوتے ہین لیکن پڑہنے کے بعد اخبارونکے ساتھ بیدردی سی ردی کی حوالے کر دئے جاتے ہین معرض تلاف سی نکلکر ادیب کے صفحون مین جسکی سالانہ جلدبندی باسانی ہوسکیگی ہمیشہ کی لئے محفوظ رہین گے

ضوابط

۱۔ قیمت عام مشتریون سے مع محصول ڈاک للعہ سالانہ عہ ششماہی مقرر ہے چھہ ماہ سے کم مدت کیلئے یا بلا طلب و بغیر وصول پیشگی رسالہ کسی کے نام جاری نہ ہوسکیگا۔
۲۔ امرا اور رؤسائے عظام سے امتیازی قیمت عہ سالانہ رکھی گئی ہے لیکن اگر کوئی صاحب ممبر کی شرح سی خرید فرمانا چاہینگے تو اونکی خدمتمین اُسی شرح سے رسالہ بلاتامل روانہ کیا جائیگا
۳۔ والیان ملک سی عہ سالانہ مقرر ہے۔
۴۔ کل درخواستین مع منی آرڈر یا باجازت ویلیو پی ایبل اس نشان سے آنی چاہئین۔

سید اکبر علی اکبرآبادی ایڈیٹر رسالہ ادیب
مقام فیروزآباد ضلع آگرہ

نوٹ

ادیب کے مضامین مین اس بات کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے کہ عبارت ایسی صاف سلیس مغلق اور ثقیل الفاظ سے پاک اور عام فہم ہو کہ معمولی لیاقت تک کے آدمی جو اُردو مین کچھہ بھی شدبد رکھتے ہون ہر مضمون کو آسانی سے سمجھہ سکین فقط

معذرت و مژدہ!

قدردانان ادیب! اس نمبر کی اشاعت مین واقعی بہت دیر ہوگئی اور آپ نے انتظار کی سخت تکلیف اُٹھائی جیسا کہ شائقین کے خطوط اور کارڈون سے ظاہر ہے۔ مگر اب آپ اطمینان رکھین آیندہ کے لئے دوسری ششماہی سے ایسا انتظام کر دیا گیا ہی کہ ادیب کی اشاعت معینہ مین فرق نہ آئیگا بلکہ حتی الوسع ہر مہینہ کا پرچہ اوسی مہینہ کے اندر شایع ہوجایا کریگا۔ اور بطور تلافی مافات کے مئی اور جون کا ڈبل نمبر قریب دو چند ضخامت کا ماہ جولائی کے اول ہفتہ تک آپ کی خدمت مین پہونچیگا اور اوسکے ساتھ قاہرہ یونیورسٹی (جامع ازہر) کا ایک نہایت عمدہ اور خوبصورت نقشہ جو باہتمام خاص آگرہ کے ایک مشہور مصور سے تیار کرایا گیا ہے مع تاریخی حالات یونیورسٹی مذکور کے ہدیہ ناظرین کیا جائیگا۔ اس نمبر کی خوبی اور دلچسپی کا اندازہ ناظرین اسی سے فرما سکتے ہین کہ اوسمین علاوہ پانچ اور بےمثل مضامین کے جو ملک کے مشہور و مستند انشاپردازون کے زور قلم کا نمونہ ہین قریباً بیس صفحے مفید اور دلچسپ معلومات۔ علمی نوٹس۔ ایجاد و اختراع وغیرہ کے جدید حالات سے پُر ہین۔

ایک اور مژدہ یہ ہی کہ خدا کے فضل سے ادیب کی اشاعت اب اس حد تک پہونچگئی ہی کہ آیندہ ششماہی سے اس سال کے لئے اوسکی قیمت مین ایک روپیہ کی تخفیف کی گنجایش اُن صاحبون کے لئے نکل آئی ہے جو شروع سال سے درخواست خریداری بھیجکر پچھلے پرچے طلب فرماوین یعنی اُنسے بجاے للعہ کے صرف ہے بابت سالتمام اور ششماہی دوم کے خریدارون سے صرف عہ کے بجاے عہ کے لئے جاوینگے۔ قدردانان ادیب سے توقع ہی کہ اب توسیع اشاعت مین وہ بھی سرگرمی سے کوشش فرماوینگے۔

فہرست مضامین ڈبل نمبر مذکورہ بالا صفحہ دوم پر درج ہے۔

شکریہ

معاونین مندرجہ ذیل کا شکریہ تہ دل سے ادا کیا جاتا ہے جنہون نے ازراہ ہمدردی و قدردانی جدید خریدار بہم پہونچا کر ادیب کی اعانت فرمائی- اب چونکہ سال حال کی قیمت مین بہی معقول کمی کردیگئی ہے- امید کہ دوسرے قدردان معاونین بہی توسیع اشاعت مین کوشش فرما کر اڈیٹر کو ممنون فرماوینگے-

۱- جناب سیٹھی شوبہارام صاحب رئیس جہانگیر پورہ شہر پشاور نے دو خریدار مندرجہ ذیل سالتمام کے لئے بہم پہونچائے-

۱- منشی مرزا محمد قطب الدین صاحب سارجنٹ محرر تہانہ شنکر گڈہ ضلع پشاور- مع قیمت پیشگی

۲- منشی امیر محمد خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولس تہانہ تنی ضلع پشاور- ایضاً

۲- جناب حکیم محمد رافت اللہ صاحب خلیل آبادی ضلع بستی نے خریدار مندرجہ ذیل کی درخواست مع قیمت پیشگی سالانہ بہجوائی

قاضی مولوی محمد عبد الفتاح صاحب قانونگو ضلع بستی-

۳- جناب منشی علی محمد صاحب سوداگر ہوشنگ آباد نے خریدار مندرجہ ذیل سالتمام کے لئے بہم پہونچایا-

منشی محمد علی صاحب بتوسط سیٹھہ ابراہیم جی لقمان جی صاحب تاجر چہاونی اندور-

ضروری نوٹس

جن صاحبون نے ادیب کی قیمت ابتک عنایت نہین فرمائی وہ یہ نمبر پہنچتے ہی ترسیل منی آرڈر اڈیٹر کو ممنون و مشکور فرماوین- بصورت سکوت ماہ مئی و جون کا ڈبل نمبر بصیغہ ویلیو پی ایبل بابت قیمت سالتمام روانہ کیا جائیگا کیونکہ ایک ششماہی گذر گئی اب زیادہ انتظار نہین ہوسکتا اور قدردانون پر اعانت فرض ہے- فقط اڈیٹر

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

جلد (۱) | بابت ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۹ع | نمبر (۴)

لٹریچر کا نمونہ

(مغربی ترکیب مشرقی مذاق)

نیچرل حالتون کا فوٹو

دوستو۔ آسمانی تھیٹر مین تم نے صبح کو شبنمی پردہ گرتے دیکھا ہوگا کہ نیچر کے ایکٹر نے کرۂ ارض کے اسٹیج پر صبح کا سین دکھانے کو کس عجیب طریق سے رات کا پردہ ہٹایا اور صبح کا جلوہ دکھلایا ہی جو ستارے تمام رات جگمگاتے رہے وہ کسطرح جھلملا جھلملا کر چھپ رہے ہین۔ اور چاند کا قدرتی لیمپ جو ابھی روشن تھا کس صفائی کے ساتھ تمھارے سامنے سے بڑھایا اور صبح کا سین کس دلچسپی سے تمکو دکھایا گیا ہی ؎

وہ صبح اور وہ چھاؤ ستارون کی اور وہ نور
دیکھے تو غش کرے ارنی گوے اوج طور

پیدا گلون سے قدرت اللہ کا ظہور
وہ جابجا درختون پہ تسبیح خوان طیور

گلشن خجل تھے وادی مینو اساس سے
جنگل تھا سب بسا ہوا پھولون کی باس سے

اسی سہانے وقت کی نسبت منشی عنایت حسین صاحب کیفی نظم مین یون اُسکا فوٹو کہینچتے ہین۔

ڈوبے جاتے ہین نجوم اور چراتے ہین نظر
آمد مہر جہانتاب کی ہے گرم خبر

رات بہرست مئے عیش تہے اب آنکھ کہلی
خواب راحت سے اُٹھے ماہ جبین رشک قمر

دل لبہاتے ہین نسیم سحری کے جہونکے
عطر مین ڈوبی ہوئی پہرتی ہے بوے گل تر

وہ نظر آنے لگا جلوۂ صبح صادق
عالم افروز ہوا چہرۂ زیباے سحر

ابہی تم صبح کی سہانی سینری دیکھ رہے ہو اور آسمان سے زمین تک ایک نورانی حالت کو دیکھکر محو تماشا ہو کہ آنکھ جہپکتے ہی صبح کا پردہ ہٹا اور ایک نگار آتشین عذار تخت زرنگار پر جلوہ افروز نظر آنے لگا ؎

صبحدم دروازۂ خاور کہلا
مہر عالمتاب کا منظر کہلا

دیکہتے ہی دیکہتے آیا نظر
اک نگار آتشین رخ سر کہلا

پہر تو تم نے چار پہر اس تماشے کا لطف اوٹھایا۔ تمام دن ہر طرف چہل پہل رہی۔ چرند پرند۔ وحوش و طیور انسان و حیوان کی حالتون کا مشاہدہ کیا اور اعلیحضرت شاہ جہان پناہ نے دن بہر اجلاس فرمایا ؎

بچہاہے تخت طاوسی خدیو فیض گستر کا
جہان مین ہو رہا اجلاس ہے سلطان خاور کا

موالید ثلاثہ پر روان ہے حکم سلطانی
عناصر کر رہے ہین کام شاہ ہفت کشور کا

جسے شب جانتے ہو ایک ابرہ ہے دولائی کا
جسے دن کہہ رہے ہو ایک رُخ ہے اُسکی چادر کا

اسکے بعد خورشید عالمتاب کے روے تابناک پر گیسوے شام کا پردہ گرا اور جیسے دفعتًا رات سے صبح نے سر نکالا تہا ویسے ہی دن سے شام کی صورت نمایان ہوئی اور جسطرح صبح کے بعد دن نکلا تہا اوسی طرح شام کے بعد رات نے ظہور کیا۔ یا یون کہئے کہ صبح صادق کا پردہ جو ہلکے کافوری رنگ سے رنگا ہوا تہا وہ دن کے شہاب مین ڈوب دینے سے گلنار بنا۔ اور شام کے ماتہہ مین نیل دئے جانے سے اودا ہو کر سویداے شب کی سیاہی سے دیکہتے دیکہتے سیاہ نظر آنے لگا۔ اور

تھیٹر مین رات کا سین دکھانے کو نئے سامان ہونے لگے۔ آسمان کے بیچوں بیچ مین تارون کی قندیلین نورانی تارون کے ذریعہ سے برقی روشنی کی طرح طرفۃ العین مین روشن ہوکر جگمگانے لگین اور ایک طرف قرینہ سے لاکھون بتی کی روشنی کا لیمپ جس سے سارے تماشا گاہ کو روشنی پہونچے لگا کر رات کے کھیل دکھائے جانے لگے ٥

شب کیا کہ جہان کا بخت فیروز	عالم کا خلاصۂ دل افروز
نامحرمون سے چھپائے چہرہ	پروین کو بنائے منہ کا سہرا
سنّاٹے کا دم انیس و ہمدم	انفاس ہوا رفیق و محرم
آتا کھلتا ہوا نہ جانا	انداز خرام صوفیانا

خدا نے انسان اور حیوان کے لئے رات کو کیسا بکار آمد بنایا۔ اور اس ظلماتی پردہ مین کس ندرت سے تماشائے قدرت دکھایا ہے کہ اوس سے سب کو دلچسپی اور تمام دنیا کو وابستگی ہے چرند اپنے مسکنون مین آرام پذیر ہین۔ پرند اپنے ماءمنون مین گوشہ گزین ہین۔ سباع و بہایم درختون کے سایہ اور پہاڑون کے بھٹون مین پڑے اینڈ رہے ہین۔ حضرت انسان اپنے قصر و ایوان حجرہ و دلان یا صحن و میدان اور صحرا و گلستان مین رات کے مزے اوڑھا رہے ہین ہر گھر کے مردون نے کھا پیکر خود کو مسہریون اور پلنگون پر دراز کیا ہے۔ گھر کی بیبیان اپنی اپنی پلنگڑیون پر آرام کر رہی ہین۔ نوکر چاکر چھوکریان باندیان اپنے بچھونون پر خراٹے لے رہی ہین ہر گھر کے بچے ماؤن سے چمٹے خواب راحت مین ہین۔ دن بھر کے تھکے ماندے جوان مست الست ہوکر پڑے ہین۔ جو بڑے بوڑھے قبر مین پاؤن لٹکائے ہین اونکو بھی رات کی جانفزا نیند نے موت کے خوف سے بےغم کر دیا ہے۔ جو ہوا دن کو غبار آمیز تھی وہ رات کو صاف ہوگئی ہے اور ہوائے صافی کی ہلکی ہلکی سنک اور دہیمے دہیمے جھکورے سوتے ہوؤن کے دماغ مین پہونچکر سونے والون کو تھپکیان دے دے کر سلا رہے ہین۔ دریا کی موجین جو تمام دن ریا

کے کنارون سے سر ٹپکتی رہین وہ بیچینی اور بیتابی ظاہر نہین کرتین - طایران گلشن جو دن بھر چہچہہ انگیز رہے اپنے اپنے اشیانون کے اندر پرون مین سر ڈالے آرام کی نیندین لے رہے ہین - عاشقان حسرت زدہ آج کی مایوسی کو کل کی آرزو سے تسکین دے کر دل کو ڈہارس بندہا رہے ہین - نیند کے جہونکے اُن کے کانون مین کہہ رہے ہین کہ تم سوؤ تو سہی تم نے ذرا آنکھ بند کی اور وہی صورت خواب مین آموجود ہوئی - وہ اپنی نیندون کو اسلئے اور بہی قابل قدر سمجھ رہے ہین کہ جس صورت کے شیفتہ ہین - اُسے شاید خواب مین دیکھ لین اور اس خیال مین اُن کی آنکھ لگ گئی ہے ؎

ابہی ٹک روتے روتے سو گیا ہے	سرہانے میر کے آہستہ بولو

کوئی پُر ارمان اپنے ذہن مین کہہ رہا ہے ؎

درد غم فراق کی تکرار تا کجا	کب تک حکایت قلق و اضطرار دل
خوابیدگی بخت کا اظہار تا کجا	تا چند نارسائی تقدیر کا گلہ
فریاد و زاری دل افکار تا کجا	اختر شماری شب دیجور کسقدر
وحشت طرازی در و دیوار تا کجا	کب تک بیان حسرت تنہائی مکان

معشوقان ادا فروش مسہریون اور پلنگڑیون پر صرف ناز یا محو خواب ہین - جو صورتین دن کو بیروپ نظر آتی تہین وہ رات کو چمک اوٹھی ہین - جو نغمے دن کو بہیانک معلوم ہوتے تہے اونمین رات کو بہینا پن آگیا ہے - رات کی راگ راگنیان دن کی راگ راگنیون سے زیادہ دلکش معلوم ہوتی ہین مشرقی جلسون اور مغربی تہیٹرون مین محبوب صورتین طرح طرح کی دلربائی پیدا کر رہی ہین - مغربی پوڈر نے کالی صورتون پر بہی ایک نئے حسن کا بٹنہ لگا دیا ہے - محفلون مین فانوسون کے اندر کافوری شمعین روشن ہین اور دیکہنے والے کہہ رہے ہین ؎

حال کہُل جائے گا دو نو کا سحر ہونے تک	دیکہین وہ اچہے ہین یا شمع ہے اُن سے اچہی

عابدانِ شب زندہ دار حجروں مین خلوت کے مزے لے رہے ہین۔ زہّاد کے دماغ گوشۂ خلوت مین سلطان الاذکار (اجپا جاپ) کے شغل سے منور ہو رہے ہین۔ ایک جانب معرفت کے شیفتہ مزے لے لے کر یہ شعر پڑھ رہے ہین ؎

یارب وہ ذوق دے کہ ترے مستِ معرفت	مستی بغیر بادۂ و جام و سبو کرین

ایک طرف تصوف کے فریفتہ اس شعر کے معنی پر غش ہین ؎

حرم و دیر مین ہے جلوۂ پرفن اون کا	دو گھرون کا ہے چراغ اک رخِ روشن اونکا

ارباب حال پر منشی صادق حسین صاحب مالک صحیفہ صبح صادق کی اس غزل پر وجد کا عالم ہے ؎

ابر است و لالہ روی در بزم جلوہ آرا	گیرید جام و مینا یا ایہا السکارا
آن شوخ تا مسلمان مستانہ چون خرامد	از صومعہ برآرد پیران پارسا را
عشقِ رخ تو ایجان نتوان نہفت در دل	آتش چو خانہ سوزد خواہد شد آشکارا

چورون کو رات کی محرمیت پر دن سے زیادہ بھروسا ہے۔ خدا کی ستّاری اور رات کی پردہ داری کھ رہی ہے۔ کمبختو یہ ڈھٹائی اچھی نہین۔ پولیس گشت مین ہے۔ چوکیدار پکار رہے ہین جاگتے رہو۔ لیکن یہ آواز برٹش کے ایسے انتظام اور حکام کی اس بیدار مغزی پر ایک شرمناک آوازہ ہے۔ ان کو یون کہنا چاہئے۔ سوتے رہو۔ بہرحال ہر جگہہ رات مین ایک لطف ہے اور اوس لطف مین ایک مزہ۔ کہین قصہ ہو رہا ہے کہین ناول پڑھے جاتے ہین۔ جناب شرر کا دلگداز دل کی چربی پگھلائے دیتا ہے۔ جعفر و عباسہ کے حالات مین کامیڈی اور ٹریجیڈی کہین دل مین درد پیدا کرتی اور کہین درد کی دوا بنتی ہے کسی دل مین اودہ پنچ کی چہلی طبع آرائیان اور کہین حضرت ریاض کی خوش نوائیان چٹکی لے رہی ہے ؎

دامان نگہہ تنگ و گل حسن تو بسیار	گلچین بہار تو ز دامان گلہ دارد

کہین تیرہوین صدی اور زمانہ اور تہذیب الاخلاق اور رسالہ حسن کے اوراق دیدہ و دل

کو روشن کر رہے ہین- کوئی مولانا نذیر احمد صاحب کی عالمانہ ظرافت کے مزے لے رہا ہی کسی کو مولوی ذکاء اللہ صاحب کی سائنس سے دلچسپی ہے کوئی حضرت شبلی اور جناب حالی کی تصنیفات سے فیضیاب ہے- رئیسون اور امیرون کے دروازون پر آدہی رات کی نوبتین بج رہی ہین اور شہنا نواز دہیمے سرون مین یہ غزل گا رہے ہین ؎

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے	ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے
اک کھیل ہے اورنگ سلیمان مرے نزدیک	اک بات ہے اعجاز مسیحا مرے آگے
ایمان مجھے روکے ہے کھینچے ہی مجھے کفر	کعبہ مرے پیچھے ہے کلیسا مرے آگے

آنریبل سید محمود صاحب شام سے لایف کی تعریف مین ایک ایسا فقرہ سوچ رہے ہین جس مین اب سے قیامت تک کے معنی نکل سکین نواب محسن الملک بہادر کو یونیورسٹی کی دُہن مین بارہ کا گجر آٹھہ کا گجر معلوم ہو رہا ہے- بہرحال رات کی دلچسپیون کا ہرشخص نظارہ کر رہا اور اُسکے مزے اٹھا رہا ہی اسمین ایک طلسمی کیفیت نامعلوم طریق سے آنکھون مین ہو کر دماغ کے حجرے مین داخل ہوتی ہے اور آنکھون کے دروازے بند ہو جاتے ہین اور وہ فضاے دماغ مین اٹھکھیلیان کرتی ہوئی وہین مچل جاتی ہے- اوس سے ہم بقیہ رات کے لئے ایسا مزہ اوٹھاتے ہین کہ وہ دوسری شے سے ممکن نہین- اس سے مراد ہماری نیند ہے- جو ہمارے تھکے ہوئے جسمون کو آرام دیتی ہے اور جب تک ہم سوئین دنیا کے رنج و غم پاس نہین آنے دیتی- بیماریون کے دفع کرنے اور روح کی آرام دینے کے لئے وہ عجیب نوشدارو ہے (باقی پھر کبھی)

راقم

سید امجد علی اشہری

افسانۂ عالم

مولوی محمد منور خان۔ سکنڈ ماسٹر مشن مڈل اسکول کاسگنج کا مضمون

(خاص ادیب کے لئے)

اس عالم کے افسانے عجیب دلفریب ہین۔ ہر ذیعقل اور ہر جاہل اون مین مگن ہے۔ اپنی اپنی طبیعت اور لگاؤ کے مطابق مذاق پیدا کر لیتا ہے مگر اسکا اصلی بہید تو شاید کسی کو معلوم ہوا ہو۔ زاہد اپنے زہد۔ عالم اپنے علم۔ فاسق اپنے فسق۔ غافل اپنی غفلت حاکم اپنی حکومت۔ فقیر اپنے فقر۔ عابد اپنی عبادت۔ دولتمند اپنی دولتمندی اور محقق اپنی تحقیقات مین ایسے مست و مدہوش و مستغرق ہین کہ اون مین سے ہر شخص نے جس بات کا وہ دلدادہ ہے اوسی کو اپنی زندگی کا اعلیٰ اور اصلی مقصد سمجھ لیا ہے۔ چنانچہ آج مین بہی محقق بنکر تحقیقات کے میدان مین حقیقت کو ڈہونڈہنے نکلا ہون۔ میرے مضمون کے عنوان سے ناظرین چونکین گے کہ یہ کونسی تحقیقات اور کیسا فسانہ ہے مگر نہین یہ کسی اقدام یا جرم کی تحقیقات اور کوئی قصۂ لیلےٰ و مجنون یا فسانۂ عجائب نہین ہے۔ مین نے اسکا نام فسانہ یون رکھا ہے کہ پڑہنے والے اور قصے کہانیون کی طرح اسکو بہی پڑہکر رکھدین گے مگر نتیجہ خیز طبیعتین ضرور کوئی نہ کوئی نتیجہ نکال لینگی۔ مین وہ نتیجہ بہی جو اس مضمون سے نکل سکے یا مین خود نکالنا چاہتا ہون بتادون مگر بیان سے پہلے نتیجہ نکالنا حماقت ہے اور اگر حماقت نہ ہی تو بیکار ہے اور سمجھ مین نہین آسکتا۔

ناظرین! مین اپنے خیالات کی تائید مین سب سے زبردست مسلم مسئلہ پیش کرون گا۔ وہ

کیا- ڈارون صاحب کی تھیوری (نظریہ) مگر آپ لوگ کہین یہ نہ سمجھین کہ مین خدا کی ہستی کا منکر ہون- مین اس نظریہ کو اوس حد تک اپنی مطلب براری کیواسطے بیان کرونگا جہان تک کہ ڈیولپ منٹ (ارتقاء) سے اوسکا تعلق ہے مین اس خاص تھیوری کو اس جگہہ بیان کرنا مناسب نہین سمجھتا- کیونکہ اوسکے محض اجمالی بیان اور ثبوت مین ایک علیحدہ طویل مضمون تیار ہوسکتا ہی- مگر ہان آیندہ کسی موقع پر مین اوسکو بیان کرونگا- اس موقع پر صرف لفظ ڈیولپ منٹ کے معنی بیان کئے جاتے ہین جس سے پوری مطلب براری ہوسکتی ہے- اِسکے معنی "پھیلاؤ" کے ہین جیسے کہ ایک بیج سے جس مین کہ اوگنے کی قوت موجود ہے ایک درخت اوگ سکتا ہے جس کے بیجون سے اور بہت سے درخت اوگ سکتے ہین- اسی طرح انسان مین ایک قوت ایسی ہے جس کے ذریعہ سے وہ رفتہ رفتہ جس درجہ تک چاہے ترقی کرسکتا ہے-

اب مین اصل مضمون کی طرف جو ڈارون صاحب کی تھیوری کی اصطلاحی تفصیل ہے چلتا ہون اور وہ یہ ہے-

۱- انسان کی ابتدائی ضرورتین

انسان کی بہت سی قومین وحشی اور برہنہ مردم خوار تھین جنکو زمین مین چھپی قیمتی اشیاء اور ضرور ظاہر ہونیوالے علم یا تہذیب کی ترقی کا کچھہ حال معلوم نہین تھا- انسان کا پہلا خیال اپنی جسمانی حاجتون کے بارہ مین تھا اور اوسکی پہلی خواہش یہ تھی کہ کوئی چیز کھانے کے لئے- آگ تاپنے کے لئے اور کوئی جگہہ رات کے آرام اور جنگل کے درندون سے محفوظ رہنے کے لئے ملے- لیکن وہ اُسی ابتدائی حالت مین جو اوسکی پرورش کے متعلق ہے- حیوان سے بالکل نہین ملتا-

حیوان جس ملک مین پیدا ہوتا ہی قدرت اوسکے لئے اوس ملک کی مناسب پوشاک اور غذا مہیا کرتی ہے مگر انسان بے سروسامان پیدا ہوتا ہے اور اوسکو اپنے واسطے غذا اور ملک کے موافق پوشاک تلاش کرنا پڑتی ہے- اگر اوسکی پوشاک مثل بھیڑون یا بندرون کے اوُن یا بالون

کی ہوتی تو وہ آسانی سے ایک ملک سے دوسرے ملک کو نہ جا سکتا تہا- حالانکہ وہ برہنہ پیدا ہوا ہے مگر اپنی حالت کو سنوارنے اور چیزون کے سمجھنے کی طاقت رکھتا ہے- حیوان ہمیشہ حیوان رہتا ہے مگر انسان ترقی کرنے والا ہے اور اپنے بزرگون کی دی ہوئی چیزون سے فائدہ اوٹھا سکتا ہے اور اونکو بہی ترقی دے سکتا ہے- گو انسان کی نگاہ عقاب کی مانند تیز نہین ہے مگر اومین ایسی قوت ہے جس سے وہ آلات بنا سکتا ہے جن کے ذریعے ستارون کی سیر کر سکے اور اونکو دیکھ سکے جنکی روشنی ہزارون برس مین زمین تک آتی ہے اور یہہ بہی معلوم کر سکے کہ سورج اور دیگر ستارے کن کن دہاتون سے بنے ہین- انسان مین ہرن کی سی تیزی نہین ہے مگر اوس مین دخانی کلون کے بنانے اور خشکی و تری کے فاصلہ کے کم کرنے کی طاقت ہے- انسان مین گہوڑے کی سی طاقت نہین ہے مگر اوس نے ایسی کلین بنانا جو ہزارون گہوڑون کا کام دے سکین سیکہہ لیا ہے-

جو قوا خواہ جسمانی خواہ روحانی (طبعی) انسان مین ہین وہ استعمال سے ترقی اور بیکار رکہنے سے تنزل پکڑتے ہین- وہ وحشی جو اپنے جسمانی قوا کو غذا کے حاصل کرنے مین استعمال کرتا ہے بہ نسبت شایستہ لوگون کے دوڑنے مین اور نگاہ کا تیز ہو جاتا ہے- برخلاف اس کے شایستہ آدمی اپنے طبعی قوا کو کام مین لانے سے وحشی سے علم حاصل کرنے اور اپنے علم کو مفید کام مین لانے سے سبقت لیجاتا ہے-

جب انسان پیدا ہوا اور اوس سے پہلے پانی کے بہتے ہوئے چشمے موجود تہے اور اسکو پیاس بجہانے مین دقت نہ ہوتی تہی لیکن کہانے کی چیزین آسانی سے ملسکتی تہین پس اوسکی پہلی غذا جنگلی درختون کی جڑین پتے اور پہل تہے- گہنے درختون کا سایہ یا زمین کے غار یا چٹان کی کہوہ اوسکا مکان تہا وہ دریا کی مچہلیون اور جنگل کے ہرنون کو کہانا جانتا تہا مگر اونکے پکڑنے یا مارنے کے لئے آلات نہ تہے اور وہ یہی خواہش کرتا رہتا اگر آلات نہ بناتا-

۲- انسان کے ابتدائی آلات

اسلئے انسان کو پہلے نوکیلے آلات کی ضرورت ہوئی اور یہ آلات اون چیزون سے جنکو وہ کاٹنا یا مارنا چاہتا تھا سخت نہ ہوتے تو بیکار تھے - ابتدا مین اوسکو دہاتون کا علم نہ تھا - پس اوسنے پتھرون - ہڈیون - لکڑی اور سینگ کے آلات بنائے - چقماق پتھر مین دہار نکالکر بھدے آلات بنائے گئے جس کے نمونے قدیم لوگون کی قبرون یا رہنے کے غارون سے برآمد ہوئے ہین - ایسی چیزین ہندوستان مین دریاے دامودر اور سون کے کنارہ پائی گئین جنکا استعمال اوس ملک کے جنگلی فرقون نے ابہی حال مین ترک کیا ہے اور اونکی شکل بادام کی سی - کنارے نوکیلے اور بناوٹون مین فرق ہے - کوئی چھہ اور کوئی تین انچہ اور کوئی اس سے بہی زیادہ لمبے ہین - پتھر کے سب سے قدیم ہتیار جو نہ تو گہسنے سے تیز اور ملنے سے مجلّا ہوتے تھے - دریاؤن سے نئی بنی ہوئی زمین سے نکلے ہین - مگر رفتہ رفتہ انسان نے پتھر کے عمدہ آلات اور ہتیار بنانے سیکھے - حتیٰ کہ برچھیان - کٹاریان - ہتوڑے - کلہاڑیان اور دیگر آلات اور اسکے بعد اُن کو جلا دینا سیکھا -

علم تکوین ارض سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے عمدہ آلات و ہتیار اُن غارون مین پائے گئے جو "پانی کے زمانہ" مین بنگئے تہے اور جن مین انسان پہلے رہتے تھے اور مردون کو دفن کرتے تھے اور اُن مین یا اونکے نزدیک ایسی بہت سی چیزین پائی گئی ہین جنسے خیال ہوتا ہے کہ مُردے دفن کرتے وقت دعوتین دیجاتی تہین اور کہانا - ہتیار اور زیور مُردے کے ساتھ دفن کئے جاتے تہے کیونکہ اونکے دوستون اور عزیزون کا خیال تھا کہ مرحوم کو عقبے کے سفر مین ان چیزون کی ضرورت ہوتی تہی - یہ رسم آریا قوم کے آنے سے پہلے ہندوستان مین رائج تہی (دیکھو تاریخ ہند ہنٹر صاحب) اسی کے ثبوت مین اور کئی باتین پیش کرتا ہون -

(۱) "چاندوگیا اپنشد" کے فصل ۸ - باب ۸ - سطر ۵ - مین لکھا ہے کہ "غیر آریہ اپنے مردون کو

عمدہ چیزون - پوشاکون اور زیورون سے آراستہ کیا کرتے تہے اور خیال کرتے تہے کہ اُن کی مدد سے وہ عقبیٰ حاصل کرلین گے " (از چائلڈ ہڑ اوف دی ورلڈ مصنفہ کلاڈ صاحب)

(۲) چین کے باشندے اپنے مُردون کے سامنے سونیکے ورق اس اُمید مین جلاتے تہے کہ وہ عقبیٰ مین اونکو ملجائینگے -

(۳) گرین لینڈ کے باشندے اپنے مُردون کے ساتہہ چربی وغیرہ رکہدیا کرتے ہین اس خیال سے کہ یہ چیزین اونکو دوسری دنیا مین ملینگی -

ان ہتیارون سے انسان نہ صرف جنگلی جانورون پر حملہ کرتا اور اپنی اور اپنے متعلقین کی حفاظت کرتا تہا بلکہ وہ بڑے بڑے جانورون کو مارکر تمام متعلقین کے لئے غذا پہونچاتا تہا اور کہال بجاے کپڑون کے استعمال کرتا تہا اور اونکی ہڈیون کے اوزار بناتا تہا اور یہہ بات حیرت انگیز ہے کہ قدیم قومین ان بہدّے گہڑے ہوئے پتہرون سے اتنے کام کیا کرتی تہین جو ہم نہین کرسکتے - درختون کا کاٹنا اور آگ سے اونکو پولا کرکے کشتیان بنانا جانتے تہے کیونکہ جاہل بہی سمجہہ سکتا تہا کہ لکڑی پانی پر تیر سکتی ہے اور ایسی کشتیان اب تک ہندوستان کے اکثر حصون مین مستعمل ہین گو اب لوہے کی ہتیارون سے بنائی جاتی ہین مگر اونکی شکل وہی پورانی قسم کی ہے - کہانے کی چیزون کو کاٹنا اور ذبح کیا کرتے تہے - سمندر کے گہونگے توڑکر مچہلیان کہاتے تہے اور اوسوقت انسان خانہ بدوش اور وحشیانہ زندگی بسر کرتا تہا - جڑین پہلیان کچّا گوشت کہانا اور جانورون کی کہال کی پوشاک پہننا - اون کو ہڈیون کی سویون سے سینا اور نسون کے دہاگے استعمال کرنا تواریخ سے ثابت ہے -

۳ - آگ کی ایجاد اور اوسکی ضرورت

آگ کی ایجاد ایسی دلچسپ ہے کہ بہت سی عجیب کہانیان قدیم زمانہ مین اسکی نسبت اور اُس طریقہ کے متعلق جس مین آگ ابتدا مین حاصل کی گئی تہی رائج ہوگئین - اگر یہ کہانیان صحیح ہون تو

وہ خود ایجاد سے زیادہ حیرت انگیز ہین۔ تمثیلاً مین وید کا ایک قصہ بیان کرتا ہون جسمین
ایک دیوتا آسمان پر گیا اور آگ چرا کر لایا اور انسان کے جدامجد منو کو دیدی۔ وید مین ایک
اور قصہ ہے کہ ایک دیوتا اپنی دیوی کی تلاش مین عالم بالا پر چڑہگیا جہان اوس نے آگ
بنانے کا ہنر سیکہا اور متبرک قربانیون مین استعمال کیا۔ اسکے علاوہ دوسرے ملکون کی کتابون
سے بہت سی مثالین بیان کی جاسکتی ہین جو بوجہ طوالت قلم انداز کردی گئین مگر ایک یونانی کہانی
اور بیان کرتا ہون کہ پرومیتھیوز Prometheus آسمان پر گیا اور وہان سے آگ
چرا کر لایا۔ اس بات پر جوپیٹر Jupiter دیوتا نے ناراض ہوکر اوسکو ایک چٹان
سے باندہ دیا اور وہ وہین مدتون تک بندہا رہا مگر چند دیوتاؤن کی سفارش سے رہائی ہوئی
(از گریک میتھالوجی)

مگر ہم کو روایتون اور کہانیون سے کچھہ غرض نہین۔ چاہے انسان پہلے کیسا ہی جاہل اور
وحشی تہا مگر بالکل بے عقل نہ تہا۔ وہ صاحب فہم تہا اور فہم نے اوسکو یہ بتلا دیا کہ لکڑی کے دو
ٹکڑے آپسمین رگڑنے سے آگ پیدا ہوسکتی ہے۔ یہ خیال اوسکو اس طرح پیدا ہوا کہ جب تند ہوا
چلتی ہے تو درختون کی دو شاخین آپس مین رگڑ کہاتی ہین اور حرارت پیدا ہوکر قوت آگ کی
شکل مین تبدیل ہوجاتی ہے اور یون آگ لگ جاتی ہے جس سے جنگل کے جنگل جل جاتے
ہین اور یہی ایک مسئلہ سائینس کا ہے۔ اسکے علاوہ چقماق کے آلات بنانے مین اکثر چنگاریان
نکلتی تہین اور یہ بہی ایک ثبوت ہے کہ آگ ٹکر یا رگڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ پہر جب انسان کو سردی
لگتی تہی وہ آپسمین ہاتہون کو ضرورت سے رگڑتا تہا اور گرمی آجاتی تہی۔ پس اُسنے تجربہ کیا کہ لکڑی کے
دو ٹکڑون کو آپسمین رگڑنے سے کیا نتیجہ ہوتا ہے اور اسطرح آگ پیدا ہوگئی۔

آگ کی ایجاد تو یون ہوئی مگر ان خیالی باتون کو محو کرکے بدیہیات کی طرف چلو تو ہمین ثبوت
ملتا ہے کہ ہندوستان مین اب تک بہت سے جنگلی [illegible]
[illegible]

بناتے ہین اور یہ بات ادنیٰ سے اعلیٰ لوگون کو معلوم ہے کہ وحشی قوم کا انسان بہتیرا ہیر جب اینٹون کے ہٹون مین آگ دیتا ہے تو پہلے اپنی دیوی سے تعریفی آگ گاتا ہے اور لکڑی کے ٹکڑون کو آپسمین رگڑ رگڑ کر نئی پاک آگ بناتا ہے۔

ہندوستان مین بہت سے برہمن ہمیشہ آگ روشن رکھتے ہین اور جب ضرورت پڑتی ہے اس طریقہ سے آگ بناتے ہین۔ وید کے راگون سے جو ہندوستان کی بہت قدیم لٹریچر یعنی علم ادب کی کتاب ہین آگ کے دیوتا اگنی کی عبادت لکڑیون کو آپسمین رگڑنے کی رسم سے عام طور پر کیجاتی ہے کہ آؤ ہم انسان کی اس مان (لکڑی) کو اور بین اور اگنی (آگ) رگڑکر پیدا کرین جیسا کہ پورانے زمانہ کے لوگون نے کیا تہا۔" اسکے علاوہ سیاحون کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ وحشی قومین چند سکنڈ مین اسی طرح سے آگ بنالیتی ہین اور یہ پچھلے شمالی سمندرون مین ایک موٹی اور چربیلی چڑیا ہے اور جزیرہ والے اوسکے جسم مین سے ہوکر ایک بتی نکال لیتے ہین (کہینچتے ہین) جسکے جلتے ہی بتی چربی کیطرح جل جاتی ہے۔ سیاحون کے کارنامون سے یہ بہی معلوم ہوا کہ آگ قدیم زمانہ مین بہی درندون سے بچنے کے لیے ایسا ہی مفید آلہ تہا جیسا کہ آجکل۔ پس بہت سی وجوہات سے آگ متواتر روشن رکہنی پڑی اور اوس پر لکڑیان جو بکثرت ملسکتی تہین ڈال دیجاتی تہین۔

۴۔ کہانا پکانا اور مٹی کے برتن

ابتدا مین انسان کچا گوشت کہاتا تہا جیسے کہ آجکل شمالی فرقے۔ کچہہ عرصہ بعد اُس نے اوسکا پکانا سیکہا۔ صرف اوسکو آگ پر رکہہ دیتا تہا۔ اوسکے بعد اوس نے ایک گڈہا کہود لیا اور اوسمین مذبوحہ جانورون کی کہال کا استر لگالیا اور اوسکو پانی سے بہر لیا اور اُس مین گوشت رکہدیا اور پہر کچہہ پتہر گرم کرکے اونکو اوسمین ڈالتا رہا یہان تک کہ پانی اسقدر گرم ہو گیا کہ گوشت پک گیا۔ کچہہ عرصہ بعد اوسکو ایک اور اچہا طریقہ معلوم ہو گیا کہ کہانا ٹوکریون مین

آگ پر رکھہ کر پکانے لگے۔ مگر یہ ٹوکریان باہر سے چکنی مٹی سے خوب لیس دی جاتی تھین تاکہ آگ سے جل نہ جائین۔ یہ بات دیکھکر کہ مٹی آگ سے پکنے سے سخت ہوجاتی تھی انسان نے مٹی کو استعمال کرنا اور اوسکے برتن بنانا سیکھا جنکو وہ دہوپ مین سوکھا کر آگ مین پکاتا تھا۔ مٹی کے برتن بنانے کی ایجاد یون ہوئی جسنے رفتہ رفتہ عجیب شکل اختیار کی ہے۔

جسطرح کھانا پکانے کے ہنر سے مٹی کے برتن بنانے کی ایجاد ہوئی اسیطرح ایک ایجاد سے دوسری ایجاد ہوتی ہے۔ آدمی جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہے کیسا ہی جاہل اور وحشی کیون نہو مگر حیوان کی طرح ساکن نہ تھا۔ وہ ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک ترقی کرتا رہا اور ہستی کے زینہ پر چڑہتا رہا اور اون تجربون سے جو اوس کے بزرگون نے چھوڑے فائدہ اوٹھاتا رہا ہے۔

۵۔ انسان۔ گڈرئے۔ کسان۔ تاجر

وحشیانہ اور خانہ بدوشی کی حالت سے ترقی کرکے جب وہ جڑین وغیرہ کھایا کرتا تھا یا کسی درخت یا چٹان کے نیچے چھپکر اپنے شکار کو پکڑا کرتا تھا اور اس بے اطمینانی مین تھا کہ رات ہونے سے پہلے کھانا ملے گا یا نہین وہ رفتہ رفتہ مویشی پالنے اور کاشت کرنے لگا۔ اسوقت اُس نے زمین کی وسعت ہی نہین معلوم کرلی بلکہ جنگل کے جانورون اور ہوا کے پرندون پر بھی اپنی برتری کو معلوم کرنے لگا اور بعض وحشی فرقون نے یہ معلوم کرکے کہ جبا نورون کو جو کھانیکے لئے دودہ اور گوشت اور پہننے کے لئے کھال دیا کرتے تھے پالنا چاہئے اور اونکو ایک مقام سے دوسرے مقام پر جہان گھاس بکثرت ہو لیجانا چاہئے۔ پس ایسے انسان گڈرئے یا مویشی پالنے والے کہلائے۔ وہ خیمون مین جو بآسانی اوکھڑ اور کھڑے ہوسکتے تھے خانہ بدوش زندگی بسر کیا کرتا تھا۔ ہندوستان کے اہیر یا مویشی پالنے والے جو اب گانون مین مقامی زندگی بسر کرتے اور زراعت کرتے ہین کسی زمانہ مین خانہ بدوش تھے کیونکہ اونکا پہلا نام ابھیر تھا جسکا مادہ سنسکرت

زبان مین "ایک جگھہ سے دوسری جگھہ جانے والا" معنی رکھتا۔

جب کچھہ آدمیون نے مویشی پالنا پسند کیا تو دوسرون نے دیہاتی مقامی زندگی پسند کی اور کاشتکار بنگئے۔ خانہ بدوش اور کسانی زندگی کے درمیان ایک اور درجہ ہے جسمین دونون کی صفات پائی جاتی ہین۔ کسانون نے جنگلون کو جلاکر زمین کو صاف کرکے جوتا مگر جب چند سال کے بعد یہ معلوم ہوا کہ زمین کی زرخیزی کمزور اور طاقت کم ہوگئی وہ آگے بڑہتے گئے اور نیا حصہ جنگل کا صاف کرلیا۔ وسط ہند اور کوہ ہمالیہ کے دامن مین نشیبی زمین مین بہت سے فرقے آباد ہین جو ابتک خانہ بدوش کاشتکارون کی زندگی بسر کرتے ہین۔ ہندوستان کے کھانڈ اور چیرس فرقے اور کوہ ہمالیہ کا دامن نشین تہارس فرقہ ایسے کاشتکارون کی مثال ہین۔

عمدہ کاشت کرنے کے لئے پہلے لوگون کے بنے ہوئے پتھر کے بہدے آلات کافی نہ تھے۔ پس اُنکے بجاے عمدہ اور سخت دہاتون کے آلات کشاورزی کی ضرورت ہوئی اور مقامی زندگی نے اُن کو جھونپڑون یا خیمون کے بجاے جو سیلانی زندگی کی آسایش تھین عمدہ مکانات رہنے کے لئے۔ اصطبل مویشیون کے لئے اور کھتّیان ناج کے لئے بنانے پر مجبور کیا۔ ایسی زندگی مین سوسائٹی کے وہ لوگ جو کاشتکار تھے اُنکو آلات اور مکانات بنانے کے لئے دوسرے لوگون کو نوکر رکھنا پڑا۔ اسطرح بہت سے پیشون کی ایجاد ہوئی جنکے کرنے والے آپس مین ایک دوسرے کی مدد اور آسانی کے لئے بہت سے مکانون مین بہت نامون کے ساتھہ رہنے لگے۔ رفتہ رفتہ جھونپڑون سے گانوٴن اور گانوٴن سے قصبے اور قصبون سے شہر بنگئے۔

اول تجارت یون ہوئی کہ ایک چیز کے بدلے مین دوسری چیز دی جاتی تھی اور اسکو مبادلہ کہتے ہین۔ پہر جب رفتہ رفتہ مبادلہ اور تجارت کو ترقی ہوئی تو چیزون کا ایک مقام

سے دوسرے مقام تک لیجانا تکلیف دہ معلوم ہوا خاصکر جب اونکی زیادہ ضرورت نہ تہی
اور لوگ کسی عمدہ قایم مقام یا نعم البدل کے مقرر کرنے پر مجبور ہوئے جس کے لیجانے مین
آسانی ہوسکتی تہی جسکی قیمت مستقل تہی اور قابل نقصان نہ تہا۔ پس حسب موقع لوگون نے دہاتون
کے ٹکڑون پر ضرب لگائی۔ اول برنجی پہر سونے چاندی کے سکے بنائے جو زیادہ کمیاب اور
دوسری دہاتون سے قیمتی ہونیکے سبب روپیہ کے طور پر استعمال کے لایق تہے۔ ہم کو تہیبس
(____) کے کتبون سے جو مصر کا قدیم شہر ہے اور نیز قدیم تاریخ سے ثبوت
ملتا ہے کہ قدیم زمانہ مین مویشی اور سونا چاندی دولت خیال کی جاتی تہی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی نسبت جو یہودیون کے جدامجد تہے پرانے عہدنامہ مین (یہ بائیبل کا دوسرا حصہ ہے۔ اور
دو حصّے بائیبل کے نیا عہدنامہ اور پرانا عہدنامہ ہین۔ پُرانے عہدنامے مین ۳۹ کتابین ہین
جو حضرت مسیح سے پہلے نبیون پر اوترین۔ نئے عہدنامہ مین ۲۷ کتابین ہین جو حضرت مسیح اور
اونکے بعد رسولون شاگردون یا حواریون پر اوترین۔ یہ تمام کتابین عیسائیون کے مذہب
کی ہین) ذکر ہے کہ اُن کے پاس مویشی اور سونا چاندی کی دولت تہی۔ قدیم ہندوستان
مین بہی مویشی دولت مانی جاتی تہین کیونکہ لفظ گوتر جسکا مخفف گوت ہے اوسکے معنی مویشی کے
باڑے کے ہین۔

نوٹ افسوس کہ ہندوستان مین اب بہی علاوہ دیہات کے جہان مویشی اور اناج دولت مانا جاتا ہی شہر مین
بہی سونا چاندی اور مکان دولت مین شمار کیا جاتا ہی اور جو دولت مکان مین بند ہی وہی اصلی دولت ہی
گو اہل ہنود اور پارسی وغیرہ روپیہ کو سود اور تجارت مین لگاتے ہین مگر بمقابلہ یورپ اور ممالک متحدہ امریکہ کے
جہان صنعت و حرفت و تجارت مین جو دولت لگی ہوتی ہے دولت خیال کیجاتی ہے ہندوستان مین دہری
ہوئی دولت اصلی دولت ہی کیونکہ ہندوستانی ابہی تک اس مسئلہ کو بخوبی نہین سمجہتے۔ ہم یہان ضمناً انکی غلط فہمی کو
بتانا چاہتے ہین۔ زید و عمر دو شخص ہین۔ زید اپنی دولت کو تجارت مین لگاتا ہی اور ۵ فیصدی کا نفع اوٹہاتا ہی۔ عمر اپنی دولت
کو گہر مین رکہتا ہی اور کچہہ نفع نہین اوٹہاتا ۔ پس نتیجہ نکلتا ہی کہ زید کا مول بڑہتا رہیگا اور عمر کا گہٹتا۔

۶- بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ

پہلے انسان درخت کی جڑین - پتے - پہلیان اور پہل کہاتا تہا جسکے بعد حشرات الارض اور کچا گوشت کہانے لگا- پہر اُسنے گوشت پکانا اور اناج کا استعمال کیا - پہلے انسان جانورون کی کہال پہنتا تہا جسکے بعد نمدے اور سوتی کپڑے کا رواج ہوا- پہلے پوشاک جانورون کی نسون اور ہڈیون کی سوئیون سے سی جاتی تہی پہر دہاگون اور فولاد کی سوئیون سے سینے لگا- پہلے انسان کچا گوشت کہاتا تہا جسکے بعد آگ بنائی گئی- پہر دو گرم پتہرون کے بیچمین اور پہر خود آگ پر رکہکر پکایا جاتا تہا- اسکے بعد گڈہا کہود کر اوسمین کہال کا استر لگا کر اُسکو پانی سے بہر کر اُسمین گوشت رکہکر اوسمین گرم پتہر ڈالتے تہے اور پکا لیتے تہے- اسکے بعد مٹی سے لِسی ہوئی ٹوکریون مین پکایا جاتا تہا اور آخرش مٹی کے برتن بنائے گئے- پہلے انسان خانہ بدوش تہا بعدہ مقامی زندگی اختیار کی- پہلے انسان درختون کے سایہ یا غارون یا چٹانون مین رہتا تہا پہر خیمون اور جہونپڑون مین رہنے لگا اور رفتہ رفتہ جہونپڑون سے گانون- گانون سے قصبے- قصبون سے شہر آباد کئے گئے پہلے ایک ہی آدمی اپنی رفع ضروریات کی فکر کرتا تہا پہر مختلف لوگون نے مختلف پیشے ایک دوسرے کی آسانی کے لئے سیکہے- پہلے پتہر کے ہتیار اور آلات بنائے جاتے تہے جسکے بعد سینگون اور ہڈیون اور بالآخر سخت دہاتون سے بنائے گئے- غرض اسی طرح سے ہر بات مین ترقی ہوتی گئی مگر یہ ترقی کسی کے سکہلانے سے نہین ہوئی بلکہ یا تو اوس نے اپنے گرد کی چیزون سے دیکہ دیکہکر کی یا اُس قوت سے حاصل کی جو خود ترقی پذیر تہی اور یہی پچہلی بات قرین قیاس اور سچی ہے-

پس اس سے نتیجہ نکلتا ہی کہ انسان ترقی کرسکتا ہی کیونکہ اوسمین ایسی قوت خلقی ہی اسی نتیجہ مین سے دو اور معقول نتیجے نکلتے ہین کہ (۱) تجارت ترقی کا اعلیٰ ذریعہ ہی اور (۲) شایستگی کی ترقی سے ہر قسم کی ترقی ہوتی ہی- جو لوگ تقدیر پر شاکر- کاہلی کے بندے- تعصب کے غلام- حق کے منکر اور بلا کوشش و اسباب مہیا کرنیکے حصول مطلب کے خواہشمند ہین وہ اس پر غور کرین اور اس سے سبق لین فقط

فوائد اخبار

لاسعادت لامتہ لیس لہا سایق الی الفضایل ولا زاجر عن الرذایل

یعنی جس قوم مین فضائل (انسانی خوبیون) کے جانب ہدایت کرنے والے اور رذایل (بدیون) سے روکنے والے نہون اوسے نیک بختی دارین جسے سعادت انسانی کہتے ہین نہین حاصل ہوسکتی

یہ عربی شعر حکیم وقت فیلسوف زمانہ رفارمر قوم مولٰنا سید جمال الدین الحسنی الافغانی المصری کے جنکے نام نامی اور قابلیت و لیاقت سے اخباری دنیا بخوبی واقف ہے فوائد اخبار کے بیان کرتے وقت پڑھا تھا - اگر ہمارے معزز تعلیم یافتہ سمجھدار بھائی غور وفکر سے اس شعر کے مطالب پر نظر ڈالین تو صاف طور پر معلوم ہوجاوے کہ صرف اسی ایک شعر سے تمام فوائد اور خوبیان اخبارات اور رسالون کی ظاہر کردیگئی ہین جو درحقیقت اس جلیل الشان خدائی کلام کا مختصر مطلب ہے کہ کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر" تمام اُمتون مین سب سے اچھی چیدہ امت تم اسوجہ سے ہو کہ جن باتون کا حکیم مطلق خدا نے حکم کیا ہی تم بہی حکم کرتے ہو اور جن باتون سے منع کیا ہے روکتے ہو" یہ امر محتاج بیان نہین کہ خداوندی فرمان اور حکم کی موافق چلنا عین باعث فضیلت اور اُسکے خلاف کرنا رذالت ہے - لہذا ہم مسلمانون کے خیر الامم ہونے اور تمام ترقیون کے حاصل کرنے کا زبردست سبب کیا قرار پایا ؟

امر بالمعروف یا فضائل کی جانب ہدایت کرنا اور نہی عن المنکر رذائل سے روکنا پھر اگر یہی صفت قوم سے جاتی رہی تو سعادت حاصل کرنے اور ترقی کرنے کی کیا صورت ہے ؟ کوئی نہین اسی طرح سے نہین - فاضل علامہ کا یہی مطلب ہے کیونکہ موجودہ تہذیب کی دنیا مین اس خدمت کو اخبار سے بہتر کوئی انجام نہین دیسکتا - اگر اخبار اپنے فرایض کو پورے طور سے ادا کرے اور قابل اڈیٹر اور فاضل نامہ نگارون کے ہاتھہ مین ہو - مین اسوقت معزز ناظرین کی خدمت عالی مین علامہ ممدوح

کے بلند ونا ور خیالات کا پیش کرنا زیادہ مفید ومناسب خیال کرتا ہون تاکہ ہمارے قابل بھائیون اور دوستون کے ذہن مبارک مین اخبار کی وقعت اور عظمت اور ضرورت بخوبی جگہہ کرلے اور اخبار کی پوری پوری قدردانی کیجاوے اور اخبارات بھی اپنے معزز اور قابل ناظرین اور معاونین کی امداد اور اعانت اور رتبہ شناسی سے کامل ترقی کر کے بجاے خود زندہ رفارمر بنجاوین اور ملک وقوم کی ساری بدبختی ۔ نکبت ۔ ذلت ۔ جہالت ۔ غربت کا رفتہ رفتہ خاتمہ کردین ۔ کیونکہ فی الحقیقت ہمارے قومی اور ملکی اخبارات صرف دو وجہون سے پوری کامیابی حاصل نہین کرسکتے ۔ ایک تو قلت اشاعت اور دوسرے قابل اور مدبر ذیعلمون کی غفلت اور بے توجہی کیوجہ سے اور ان دونون رکاوٹون کا انسداد علامہ ممدوح کے پُرزور مدبرانہ خیالات سے کماحقہ ہوجاویگا اور پھر کسی طبقے کے نامی گرامی شخص کو بھی انکے دیکھنے اور اوسمین مدد دینے سے بطور جائز انکار کا موقع نہین رہیگا ۔ یون خواہ مخواہ کی قومی دشمنی یا مردہ دلی سے کام لینا تو دوسری ہی بات ہے ۔ حضرات ناظرین پورے طور پر متوجہ ہون اور ایسے زبردست یگانہ روزگار علامہ کی تقریر کو بغور و فکر سُنین ۔

انسان کی حالت بہت ہی عجیب اور نہایت ہی حیرت انگیز ہے کہ صراط مستقیم سعادت اور راہ راست نیکبختی کو چھوڑکر شقاوت کی دشوار گذار گھاٹیون اور بدبختی کے سنگلاخ درون مین اپنی آسایش اور رفاہ کا جویان اور خواہان ہوتا ہے ۔

اگر کوئی سمجھدار ذیعلم کتب تواریخ وسیر کو بنظر اعتبار دیکھے اور اُنکے مضامین کو دیدۂ بصیرت سے غور کرے تو بے شبہ اوس پر ظاہر اور روشن ہوجاویگا کہ دولت اور ثروت ۔ امنیت اور راحت ۔ غلبہ اور سطوت ۔ قوت اور قدرت ۔ اقتدار اور رعبت ۔ شان وشوکت ہر قبیلہ ہر گروہ ہر قوم کی جب ہی اور ایسے ہی زمانہ مین ہوئی ہے جبکہ قوم کے تمام طبقات اور افراد متخلق باخلاق فاضلہ اور متصف بعادات پسندیدہ تھے اور اُس قوم کے ہر طبقے کو بصیرت اور بینائی کا پورا پورا حصہ

حاصل تہا۔

علیٰ ہذا القیاس فقر و فاقہ۔ ذلت و مسکنت۔ ضعف و تنزل۔ حقارت و بدعبی۔ پریشانی و
گمنامی بہی جب ہی ہوئی جبکہ جہالت و بیخبری غفلت و نابینائی عموماً تمام اشخاص مین پہیلکر قایم
ہوگئی۔ اور ہر طبقے کے لوگ بداطواری اور بداخلاقی اور تباہی افکار مین مبتلا ہو گئے۔

ان امورات پر لحاظ رکھکر ہر ایک عقلمند حکم کرسکتا ہے کہ اس زمانہ مین بہی پوری ترقی جو سعادت
دارین سمجہی جاتی ہے درحقیقت تہذیب اخلاق اور کامل بینائی کا نتیجہ ہوگی اور گہرا تنزل جسے
شقاوت بہی کہہ سکتے ہین خراب و مضر عادتون اور غباوت کا اثر۔

برین وجہ ہر ایک قوم کے اخلاق اور ملکات کی صیانت اور حفاظت اور اوسی سعادت
کی جانب راہنمائی کرنے کے لئے غفلت سے بیدار کرنے والا ہوت اور تنزل سے محفوظ رکہنے ا
فضائل و کمالات کی جانب کہینچنے والا رذایل سے روکنے والا نقصانات سے بچانے والا او
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا ہمیشہ اور ہر وقت ضروری اور لازمی ہے اور جسقدر عقل
بصیرت اور تجربات کثیرہ سے کام لیا جاتا ہے اوسیقدر یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین
کوئی شے سوائے اخبارات کے ایسی نہین نظر آتی جو ان تمام اوصاف سے متصف اور ان تمام
خوبیون کی جامع ہوسکے کیونکہ ہر ایک حرفہ اور صنعت کا ایک خاص یا ایسا عام موضوع ہے جو
نااہلون کے تصرف سے بمنزلہ خاص کے ہوگیا ہے اور تمام صناع اور اہل حرفہ اوسمین مشغول
اور مستغرق ہوکر اور اپنے دوسرے بہائیون اور شرکا سے عالم مدنیت مین چشم پوشی کرتے ہین او
اونکے نفع و نقصان اور تقدم و تاخر سے غفلت ورزی جایز رکہتے ہین بلکہ ضروریات معیشت
اکثر اوقات اوسکو خود اپنی صنعت کے استحکام اور ترقی دینے سے باز رکہتی ہین۔

لیکن اخبار ہی ایک ایسی فرد و یگانہ صناعت ہے جسکا موضوع قومون اور ملکون کے احوال
اور اخلاق کا عام طور پر شایع کرنا ہے اور جسکی غایت اپنی قوم کے کامون کی اصلاح اور تصرف اپنی

بلکہ جملہ اقوام کی سعادت اور رفاہیت اور امنیت طلبی اور بہی خواہی ہے۔ اسی وجہ سے اخبار۔

(۱) ارباب فضائل وکمالات کے فضل وکمال کے خوب شایع کرنے مین دو فائدون اور وجہون پر نظر رکھکر کوشش اور پیشقدمی کرتا ہے ایک تو اونکی سچی تعریف کے لئے جو کہ اصحاب فضل کی جزا اور اُنکے لئے ہمت افزا ہے دوسرے اورون کو بہی برانگیختہ کرنے اور رغبت دلانے کی غرض سے تاکہ وہ بہی فضل وکمال کے حاصل کرنے مین خاص توجہ اور کوشش کرین۔

(۲) ایسے بُرائیون کے ذکر مین مبادرت کرتا ہے جسکا ضرر متعدی ہو صرف اس غرض سے کہ ارباب رذایل کو باز رکہے اور تمام انسانون کو اُسکے ارتکاب اور ضرر سے بچائے۔

(۳) ہمیشہ اخلاق جمیلہ اور اوصاف حسنہ کی خوبیون اور نفعون کو ایسے واضح دلائل اور شافی بیانات سے ظاہر کرتا ہے کہ عوام بہی اُس سے فائدہ اوٹھائین اور خواص بہی بے بہرہ نہ رہین۔ علیٰ ہذٰ القیاس ذلیل اور خسیس صفات کی بُرائیون اور نقصانون کو بہی دلپذیر عبارتون مین شرح وبسط کے ساتہہ دکھلاتا ہے۔

(۴) علوم کو اِسطرح سے عام مفید ثابت کرتا ہے کہ ہر شخص کو یقین ہو جاتا ہی کہ ہر قوم یا خاندان کو سعادت۔ عزت۔ رفاہیت صرف علوم حقہ اور معارف حقیقیہ کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ اور جہل کی بُرائیون اور نقصانات کو اس طور سے بیان کرتا ہے کہ غبی سا غبی جاہل تک تسلیم کرلیتا ہی کہ واقعی ہر بلا اور مصیبت اور گزند محض اوسی شامت جہل سے پہونچا۔

(۵) شرف علوم کے درجات کو اُسکے فائدون کا اندازہ کرکے عالم انسانی مین تعین کرتا ہے اور ہر ایک کی مقدار لازمی کو خوب مدلل اور روشن کردیتا ہی تاکہ کوئی کم سمجھ نادان تہوڑے فائدہ کے لئے عمر گرانمایہ کو نہ صرف کرے اور ایسے فوائد جلیلہ سے محروم نہ رہے جو کسی دوسرے زائد شریف علم کے شغل سے حاصل ہوتا ہے۔

(۶) عالم مدنیت مین فنون اور صنایع کا جو فی الحقیقت علوم کے نتائج ہین وجوب ثابت کرتا ہی

اور براہین قاطعہ اور دلائل قویہ سے اس امر کو ذہن نشین کرتا ہے کہ جبتک صناعات مین ترقی نہو رفاہ اور سعادت نہین حاصل ہو سکتی۔

(۷) ایسے ضروری امورات اور معارف کا جسکا جاننا ہر انسان پر انسان صادق بنے کے لئے واجب اور لازم ہے خواہ وہ اولیات جغرافیہ ہون یا مبادی طبیعات اور فلکیات اور حوادث جویہ (مثل بالا شبنم برف اولہ مینہ گرج بجلی وغیرہ کے جو درمیان آسمان اور زمین کے پیدا ہوتا ہے) لوازم زراعت ہون یا حرفون کے مقتضیات۔ ضروریات طبیہ ہون یا تدابیر منزل (انتظام خانہ داری) شہرون اور قصبون کی صفائی ہو یا تربیت اولاد۔ عام فہم عبارتون مین جس سے عوام الناس بہی فائدہ اوٹھا کر بہرہ ور ہون ذکر کرتا ہے۔

(۸) انسان کی تعریف اور فضیلت انسانیت کی شرح کر کے رئیسون اور امیرون کو انسانیت کی جانب بلاتا ہے اور اونکو علوم اور معارف اور صنائع و حرفت کی تعلیم عام کرنے اور عام مریضون کی دوا اور علاج کے لئے مدرسون اور شفاخانون کے قایم اور جاری کرنے کی ترغیب اور تشویق کرتا ہے۔

(۹) پست ہمتون کے برانگیختہ کرنے اور مردہ دلون کو زندگی بخشنے کے لئے اون کے گذشتہ آبا و اجداد اور سلف صالحین کے فضائل اور ترقیات کو نہایت شیرین اور اثر انداز عبارتون مین وقتاً فوقتاً بیان کرنا اپنے ذمہ واجب اور فرض سمجھتا ہے۔

(۱۰) دور دراز بعید ترین ممالک اور اقوام کے احوال و اخبار سے تفصیل تمام آگاہ کرتا ہے جس سے ہر ایک درجے اور طبقے کے اشخاص بہرہ ور ہوتے ہین صاحبان سیاست الگ مالکان تجارت جدا اہل علم علیحدہ اپنی اپنی مناسب اور متعلق اخبار اور احوال سے سبق لیتے اور فائدہ اوٹھاتے ہین۔ اور افراد قوم ان حوالات اور اخبارات کو دقیق نظر سے دیکھکر اگر یہ احوال و اخبار اہل سعادت کے ہین تو غور و فکر سے بکوشش تمام اونکے اسباب کو سمجھکر اور اوس سے اپنی ہمت

کو قوت اور رگ حمیت اور غیرت کو حرکت دیکر اوسکے معارضہ اور مقابلہ کرنے اور پہلو بہ پہلو
چلنے پر تیار ہو جاتے ہین۔ اور اگر بدبختون اور اشقیا کے ہین تو اوس سے عبرت پکڑ کر اُسکے
علل اور بواعث سے اجتناب و پرہیز کرتے ہین۔

(۱۱) فوائد عدالت کو بیان کر کے حاکم کو اسکی جانب توجہ دلاتا اور تمام رعیت کی وکالت
کرتا اور اُنکی شکایتون کو گوش حکومت تک پہونچاتا اور حکام اور عمال اور مامورین رشوت خوار اور
ظلم شعار کے ظلم و جبر کو رفع دفع کرتا اور تفرّس سے کام لیکر آنے والے حوادث اور مصائب سے
مدبرین اور منتظمین ارباب حل و عقد کو آگاہی بخشتا ہے تاکہ پہلے سے پہلے اُس کے دفعیہ اور علاج
کی پوری پوری کوشش کیجاوے اور حکومت اور رعیت اوسکے ضرر سے محفوظ رہے۔

(۱۲) اگر کوئی اجنبی کسی امر ناشایستہ کا الزام قوم و ملک پر دیتا ہی تو محکم اور مضبوط دلائل و
براہین سے جسکی کاٹ دانایان بنی آدم کے نزدیک تمام تیز ترہتیارون اور تلوارون سے
بے انتہا زائد ہے اپنی قوم سے دفع کرنا واجب جانتا ہے۔

(۱۳) ہر ایک ذیعلم عقلاء کی ودیعت افکار اور امانت خیال کو تمام عقلاء و علماء کی نگاہون
اور کانون تک پہونچاتا اور علماء اور عقلاء کو ایک دوسرے سے آگاہ کرتا اور مبادلہ خیال
کا موقع دیتا ہے۔

(۱۴) حکایات لطیفہ اور نکات ظریفہ اور اشعار بلیغہ کو دلچسپی اور دل آویزی اور مسرت
انگیزی ناظرین کے لئے کبھی کبھی پیش کرتا ہے۔

(۱۵) اپنی قوم کے اجزاے پراگندہ اور اعضاء متفرقہ کو ایک جا کر کے اور حیات تازہ
بخشکر از سر نو زندہ کرتا ہے۔

(۱۶) اپنے ناظرین کو گھر بیٹھے تمام عالم کی سیر و سیاحت سے تجربہ کار بناتا اور خوشدل
اور مسرور اور محظوظ کرتا ہے۔

(۱۷) کہنہ اور مہلک بیماریون کے مریض کو اطباے حاذقین و ماہرین کا اور جاہلون کو علماے متبحرین کا اور فقیرون کو غنا اور امارت کے جگہون کا نشان بتاتا اور رہبری اور ہدایت کرتا ہے۔

(۱۸) دوست داران امت اور محبان قوم کو دشمنون اور عدوون سے جدا کرتا اور لباس تلبیس اور برقعہ دہوکا دہی کو چاک چاک اور پاش پاش کر دیتا ہے۔

(۱۹) شر اور بدبختی کی گہاٹیون اور کمین گاہون کے بچانے کی غرض سے خبر دیکر خیر اور سعادت نیکبختی اور بصیرت کی شاہراہون کا راستہ بتاتا ہے اور طلب منفعت اور حصول فوائد اور دفع مضرت اور رفع نقصانات کے لئے حقایق اشیاء کو نہایت سچائی اور راستبازی کے ساتھ ظاہر اور آشکارا کرتا ہے اور جس جگہہ اور جس چیز مین اپنی قوم و ملک کا فائدہ دیکھتا ہے فوراً ہی اوسکا اعلان و اظہار کرتا ہے۔

الغرض اخبار سعادت خواہ انسان کے لئے دوربین جہان نما ہے اور خردبین حقیقت پیرا۔ راہبر نیک فرجام ہے اور دوست صادق سعادت انجام طبیب شفیق ہے اور ناصح صدیق۔ (سچا) معلم متواضع اور استاد منکسر مزاج ہے اور اتالیق عاجزی شعار۔ پاسبان بیدار ہے اور نگہبان ہوشیار۔ جماعت عامہ کا مربی ہے اور تمام پریشانیون کا علاج شافی۔ پست ہمتون کا بہترین ہمت افزا ہے۔ اور غافلون کا بیدار کنندہ۔ مردہ دلون کا زندہ کرنیوالا ہے اور افسردہ فکرون کا اوٹھانے والا۔ جلیس وحدت ہے اور یار تنہائی۔ انیس وحشت ہے اور غمگسار پریشانی۔ سرمایۂ علما ہے اور پیرایۂ عرفا۔ تاجرون کا رہبر ہے اور حاکمون کا مشیر معدلت گستر۔ کاشتکارون کا قانون فلاحت ہے اور صناعون کا استاد صنعت۔ جوانون کا دبستان ہے اور عوام کا ادبستان۔ ارباب بصیرت کا نور دیدہ ہے اور مالکان ملک و سیاست کا دستورالعمل پسندیدہ۔ مدنیت یعنی اجتماع انسانی کا حصن حصین (قلعہ استوار) ہے او

سعادت انسانی کاجبل متین۔ اسیوجہ سے
اخبارون کی کثرت اور اُنکی قدر و منزلت اور شرف و وقعت قومون کی اُس ترقی کے
موافق ہوتی ہے جو اوس نے علوم و فنون اور معارف و حکمت اور مدارج مدنیت مین عروج حاصل
کرنے سے حاصل کی ہو کیونکہ باہوش اور باخبر علما اپنی حاجات اور ضروریات کو جاہلون اور
غافلون سے بہت زیادہ جانتے ہین اور اُسکے فراہم اور موجود کرنے کی ہمیشہ کوشش بلیغ کرتے
رہتے ہین۔ پس ہر ایسی قوم جو جویاے سعادت اور خواہشمند رفاہیت ہو اس امر کو پورے
طور سے سمجھ لے کہ وہ بغیر جریدون اور روزانہ اخبارون اور میگزینون کے اپنے مقصود اصلی
اور مطلوب حقیقی تک نہ پہونچے گی لہذا عبث صحرا نوردی اور بیہودہ کوہ پیمائی نہ کرنا ہی بہتر ہے
اگر آپ اخبارات کا انتظام نہین کرسکتے تو پھر ترقی کا خیال ہی چھوڑ دیجئے۔ مگر اسکے ساتھ ساتھ
یہ شرط لازمی اور ضروری ہے کہ صاحب اخبار بندہ حق پرست اور انصاف پسند ہو۔ بندۂ درہم
و دینار نہو کیونکہ اگر وہ بندۂ درم و دینار ہوگا تو حق کو باطل باطل کو حق۔ خائن کو امین امین
کو خائن۔ صادق کو کاذب کاذب کو صادق۔ دشمن کو دوست دوست کو دشمن قریب و
نزدیک کو بعید و دور بعید و دور کو قریب و نزدیک۔ ضعیف کو قوی قوی کو ضعیف۔ مفید کو
مضر مضر کو مفید۔ اچھے کو بُرا بُرے کو اچھا۔ موہوم حقیقی کو موجود اور موجود حقیقی کو موہوم کر دکھائیگا
اور بیشک ایسے جریدون اور اخبارون کے ہونے سے نہونا کرورون درجہ بہتر ہے۔
جب اخبارون جریدون کے فوائد معلوم و ظاہر ہوگئے تو ہمارے لئے جائز ہوگیا کہ ہم دلی
تاسف کے ساتھ یہ کہین کہ ہندوستان جیسے ملک مین جو کہ قدیم زمانہ سے علوم اور معارف
کا معاون۔ اور صنائع اور بدائع کا منبع حکمت و فلسفہ کا سرچشمہ۔ اور قوانین اور نظامات اور مدنیت
کا مخزن تھا اخبارات کی ویسی قدر و منزلت جیسی کہ ہونی چاہیے کیون نہین ہے اور باوجود
کثرت آبادی کے جسمین تین سو ملین سے زائد (بلکہ ۳۰ کرور) سمجھدار آدمی موجود ہین صرف

معدودے چند اخبارات نظر آتے ہین حالانکہ اخبارات کے عظیم فائدے اور کثیر منافع ظاہر ہین جب بھی باشندگان ملک کو پوری پوری رغبت اخبارات کی جانب نہین ہے اور جو یہ عذر بعض ہندی ارباب وجاہت اسباب مین پیشقدمی کرکے بیان کرتے ہین کہ اس ملک کے مطبوعہ اخبارات مین مطالب نافع اور مقالات مفیدہ نہین ہوتے اسی وجہ سے اون کے دیکھنے اور پڑہنے کی جانب رغبت بھی نہین ہوتی قابل پذیرائی نہین ہے کیونکہ یہ امر ہر سمجھدار ذیعلم کے نزدیک ظاہر ہے کہ صناعتون مین کمال اور حرفون مین استحکام اور اعمال و افعال مین حسن و خوبی عام میل و رغبت کے موافق پیدا ہوتی ہے۔

لہذا یہ نقص و خرابی فی الحقیقت اخبارات مین نہین ہے بلکہ خیالات عامہ مین ہے اگر تمام ملکیون اور عام قوم مین رغبت کامل اور میل صادق اخبارات کے دیکھنے کی پیدا ہوجاوے تو بے شبہ مہتممان و ایڈیٹران اخبار بھی غور و فکر اور دماغی اور عقلی قوتون سے کام لیکر اپنے اپنے علم و عقل کے مطابق افراد قوم کی خواہشین پوری کرنے پر مجبور ہونگے اور نہ صرف اپنے ہی علمی اور دماغی مادون اور قوتون سے کام لین گے بلکہ دوسرے قابل اور فاضل علماء اور عقلاء کی خیالات اور تحقیق سے بھی مدد لیکر مفید اور دلچسپ اور شیرین مضامین قوم و ملک کی تربیت و تہذیب کے لئے لکھین گے۔ فاضل علامہ کا قول ہے کہ یہ اخبارات کے نہایت مجمل فضائل اور فوائد ہین جو مین نے بیان کئے ہین۔

ہمارے مشہور فاضل علامہ نے جس اثر انداز بہترین اور مفید ترین الفاظ و عبارت مین اخبارات کے فوائد ظاہر کئے ہین وہ محتاج تعریف نہین۔ اور سچ تو یون ہے کہ جس تقریر کا مقرر آپ جیسا شخص ہو پہر وہ دوسرے درجہ کی کیونکر ہوسکتی تہی۔ تہوڑی سی محنت اور دلچسپی کے ساتھ اس مضمون پر از اول تا آخر نظر ڈالئے اور اسکے ساتھ ہی ساتھ غور و فکر بھی کرتے جائے تو آپ پر خود بخود صاف طور پر ظاہر ہوجاوے گا کہ اللہ اکبر بحر ذخار کوزے مین بند ہے کہنے کو تو

اخبارات کے فوائد ہین لیکن درحقیقت انسان اورانسانیت اور ترقی قومی اور ملکی اور انسانی کی نہایت کامل اورسچی تعریف اورانسان سازی کے مختصر ابتدائی اصول ہین اور ملکی علمی اخلاقی تجارتی علوم وفنون اورتجربات کے حقیقت نمانتائج ہین - ہرشخص کے لئے فائدہ بخش عبرت خیز تعلیم وتہدید ہے - اگرکملاء اور علماء اورامراء اورحکام کو - تحفظ - عمل - تجربہ - انسانیت - ہمدردی عامہ - عدالت تامہ - بیداری - مستعدی - انجام دہی فرض منصبی - کی ہدایت کرتا ہے توطلباء - غربا - دادخواہون اورعوام کوعلوم - فنون - تہذیب - اخوت - نصفت پسندی - جفاکشی - خبرداری - امداد باہمی - تجارت صنعت حرفت پابندی اوقات - اور تلاش وتجسس - عالی ہمتی - اپنی مدد آپ کرنے اوراپنی عزت آپ کرانے کا - راستہ دکہاتا ہے - اگراخبارات کی عظمت اورفضیلت شرافت اورمنفعت کواظہرمن الشمس کردیا ہے تواخبارون کوبہی صاف طورپر بتادیا ہے کہ فی الحقیقت کون سے اخبارات اخبار ہونیکا کامل شرف رکھتے ہین اوراُنکے فرایض کیا ہین - اگراُنکے قیام کی تدبیر بتائی ہے تواونکو کامل ہونے اور ترقی کرنے کی بہی صورت دکھائی ہے -

مین نے ایک ایسے قابل ادب محترم مدبر کے خیالات ہدیہ ناظرین کئے ہین جن کے مدبرانہ اورفاضلانہ شہرت کا آفتاب نصف النہار تک پہونچگیا تہا اور جو نہ صرف تفسیر - حدیث - فقہ - کلام - رجال یاعربی صرف ونحو - ادب وانشاء یاقدیم حکمت وفلسفہ - سلوک وتصوف ہی کامتبحر عالم تہا بلکہ قدیم وجدید تواریخ - جغرافیہ حکمت وفلسفہ - علوم سیاسیہ قوانین مختلفہ - پولیٹیکل اکانمی اوراُن تمام علوم وفنون سے بہی کماحقہ ماہر تہا جنپر اسوقت علمای یورپ فخرکررہے ہین اسکی ساتہی پشتو - فارسی - عربی - ترکی - فرانسیسی - انگریزی - روسی - زبانون کے عالم اورافغانستان - عرب - مصر - شام - روم - فرانس - انگلستان - جرمن - روس - ہندوستان کے مشہور ومعروف سیاح - تخت کابل کے وزیر - مصر کے مشہورترین واعلم

ازہر کے پروفیسر۔ ٹرکی کے نائب وزیر تعلیمات بہی مختلف اوقات مین رہ چکے تہے۔ لہذا آپ کی واقفیت تجربہ کاری حکیمانہ تحقیق وکمال۔ مدبرانہ عقل وقوت پر نظر رکہکر بلا تکلف حکم دینا جایز ہے کہ ایسے محترم بزرگ کی راے کی پیروی ہر طبقے اور خیال کے لوگون پر واجب ہے ؎

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

قوم کا خادم نہال احمد علوی حمیدی از کرٹا۔

ہوا سے اسٹیم (بہاپ) اور الکٹرسٹی (برقی قوت) کا کام لینے کی حیرت انگیز ایجاد

زمانہ قدیم سے "باد بدست پیمودن" ناممکنات سے سمجہا جاتا ہے اور یہ مثل ایسے ہی موقعون پر استعمال ہوتی ہے جہانکہ کسی شے کا کیا جانا امکان بشری سے خارج ہو۔ لیکن امریکہ کے ایک سائینس دان عالم چارلس ٹریلر نامی نے اپنی حیرت انگیز ایجاد سے "باد بدست پیمودن" کے مسئلہ کو نہ صرف ممکن ثابت کرکے دکہا دیا بلکہ مشاہدہ کرا دیا کہ ۸۰۰ فٹ ہوا دباکر ایک فٹ مکعب کے پیمانہ مین بہردی جاسکتی ہے اور اوسکو ایک سیّال شکل مین لاکر ایک ظرف مین رکہہ سکتے ہین اور اوس سے مثل اسٹیم اور الکٹرسٹی کے جہاز۔ ریل۔ اور کلون کی کارخانون کے انجن چل سکتے ہین۔

واضح رہے کہ کارخانہ قدرت مین کسی شے کا بحالت منجمد۔ سیّال یاگاس کے موجود ہونا حرارت کی کمی بیشی پر منحصر ہے۔ مثلاً لوہا جو ہمارے کرۂ ارض پر بحالت انجمادی پایاجاتا

آفتاب مین بہ شکل گاس موجود ہے - دخانی انجن کی گرمی پانی کو بہ شکل گاس بنا دیتی ہے اور سردی سے وہی پانی برف بنجاتا ہے - مذکورۂ بالا امریکن عالم کی اس حیرت انگیز دریافت کے حالات لندن کے رسالہ ریویو آف ریوز مین شایع ہوئے ہین جنکا ترجمہ بعض اردو اخبارات مین بہی چہپ گیا ہے - چنانچہ ہم اس مضمون کو لدہیانہ کے ممتاز اخبار "سول اینڈ ملٹری نیوز" سے اخذ کرتے ہین -

اہل سائینس کو یہ اندیشہ تہا کہ اگر کوئلہ اسی طرح خرچ ہوتا رہا تو نصف صدی کے بعد سخت مشکل ہوگی لیکن قدرت نے اس کا پہلے ہی بندوبست کر دیا اور انسان کی ضروریات کے لئے ایک ایسی چیز بتلا دی جو کبہی ختم نہو اور وہ نئی طاقت کیا ہے ؟ ہمارا پورانا رفیق یعنے معمولی ہوا سیّال حالت مین اور اسکی عجیب و غریب خاصیتین معلوم ہوئی ہین کہ ایک ساتہہ وہ کوئلہ - برف بارود کا کام دیسکتی ہے - اگرچہ اکسیجن گیس کو عرق کی صورت مین لانے کا قاعدہ ۱۸۷۷ء مین معلوم ہو چکا تہا اور ۱۸۹۲ء مین جیمیس ڈیور نے نائٹروجن گیس کو نہ صرف سیّال بلکہ منجمد کر دیا تہا یعنے جسطرح پانی کی برف بنجاتی ہے اوسیطرح ہوائی برف بنا دی تہی لیکن اسوقت تک یہ کسی کو معلوم نہ تہا کہ اس سے کچہہ کام بہی لیا جا سکتا ہے اور اس دریافت کا سہرا نیویارک کے مشہور سائینس دان چارلس ٹرپلر کے سر بندہا تہا -

بالکل آسان اصول

سائنس کا یہ ایسا موٹا اصول ہے جسکو شاید جاہل سے جاہل بہی جانتا ہے کہ ہر ایک شئے حرارت سے پہیل جاتی ہے اور وہ ہلکی ہو کر زیادہ جگہہ گہیرنا چاہتی ہے پس ہر ایک سیّال شے جو حرارت پہنچنے پر گیس کی شکل اختیار کریگی اور اوسکو تنگ جگہہ مین روکا جائے تو وہ زور دکہائیگی اور ایک طاقت پیدا ہوگی - جب پانی حرارت پہنچنے پر بہاپ بنتا ہے اور اسکو ایک تنگ صندوق مین روک لیتے ہین تو اس بہاپ سے کتنی بہاری طاقت پیدا ہوتی ہے اس کا اثر

روز مرّہ ریلوے انجن اور دیگر کارخانجات کے انجنون مین دیکھتے ہین۔ اسیطرح جب سیّال ہوا دوبارہ گیس کی شکل اختیار کرتی ہے تو ایک طاقت پیدا ہوتی ہے لیکن پانی کو اسٹیم بنانے مین خرچ ہوتا ہے یعنی کوئلہ یا لکڑی جلا کر اوسکو ۲۱۲ درجہ کی حرارت پہنچانی پڑتی ہے لیکن سیال ہوا کو کسی مصنوعی ذریعہ سے حرارت پہنچانے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ صفر سے ۳۱۲ درجہ نیچے سے کچھہ بھی زیادہ حرارت دفعتہً اسکو ۳۰۰ درجہ کی گرمی پہنچا دیتی ہے یعنی سورج کی گرمی جو ہماری ہوا مین داخل ہوتی ہے وہی اس جدید طاقت کا اصلی منبع ہی اور اسکے حاصل کرنے کا-

کچھہ خرچ نہین

ایک مکعب فٹ سیال ہوا مین ۸۰۰ مکعب فیٹ معمولی ہوا آجاتی ہے۔ یعنی ایک کمرہ کی ہوا ایک تکیہ مین بھر سکتے ہین جبکہ اوسکو سیّال بنا لیا جائے۔ لیکن اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ معمولی ہوا کو دباؤ اور سردی پہنچانے مین کیا کچھہ بھی خرچ نہین ہوتا؟ اسکا جواب یہ ہی کہ ایک دفعہ ضرور تھوڑا سا صرف ہوتا ہے مگر بعد ازان سیّال ہوا سے خودبخود پیدا ہوتی جاتی ہے۔ مسٹر چارلس ٹرپلر کا بیان ہے کہ تین گیلن سیّال ہوا خرچ کرنے سے ۱۰ گیلن ہوا تیار ہو گئی گویا ۷ گیلن بچ رہی۔ انجن چلانے سے دس پندرہ منٹ مین سیّال ہوا تیار ہو جاتی ہی پروفیسر ڈیور نے جب پہلے پہل ہوا کو عرق بنایا ہے تو نصف چھٹانک پر تین ہزار ڈالر خرچ ہوئے تھے اور بعد ازان ایک بوتل ۵۰۰ ڈالر مین تیار ہوتی تھی لیکن مسٹر ٹرپلر کے کارخانہ مین ایک گیلن ۱۰ پنس مین تیار ہوتی ہے سیال ہوا تقریبًا پانی کے برابر وزنی ہوتی ہی اور اسیطرح شفاف

سیّال ہوا کی طاقتین

اگر سیّال ہوا کے چند قطرے کسی شخص کے ہاتھہ پر ڈالے جائین تو گوشت کو اسطرح اڑا دیتی ہے جس طرح گرم لوہا وہ جلاتی نہین بلکہ گوشت کو بالکل سُن اور مردہ کر دیتی ہے اس لئے وہ جراحی عمل مین بہت کام آسکتی ہے وہ کاسٹک سے بہتر ہے اور بہت جلد خراب جلد اور گوشت کو

دُور کر سکتی ہی چنانچہ نیویارک کے ایک ڈاکٹر نے ایک ناسور پر اس کا تجربہ کیا اور مریض کو آرام ہو گیا۔ وہ خالص شراب کو منجمد کر دیتی ہے اور سیماب پتھر کیطرح سخت ہو جاتا ہے۔ فولاد ایسا چمکدار ہو جاتا ہے جیسا شیشہ۔ ایک ٹین کا پیالہ اگر اس مین سیّال ہوا چند منٹ بہری جائے تو زمین پر چہوڑنے سے اسطرح پاش پاش ہو جائیگا جسطرح کانچ کا نازک گلاس۔ سونا۔ تانبا اور تمام دہاتین سیّال ہوا مین غوطہ دینے سے ایسی نرم ہو جاتی ہین کہ موٹے ٹکڑون کو بہی انگلیون سے موڑ سکتے ہین۔ بانات کو اگر آگ مین ڈالا جائے تو دفعتہً نہین جل جایا کرتی لیکن سیال اکسیجن مین اگر اوسکو غوطہ دیکر دیا سلائی دکہائی جائے تو اسطرح بہک سے اُڑیگی اور دہماکہ پیدا ہو گا جیسا بارود کے گولہ مین سیال ہوا لوہے کو بہی جلا دیتی ہے اور لوہا اسطرح جلتا ہے جس طرح مشعل اور نہایت چمکدار اور شفاف نکل آتا ہے۔

آیندہ کیا امیدین ہین

آیندہ انجنون مین بوائلر کی ضرورت نہو گی جو بذات خود قیمتی اور خطرناک چیز ہے۔ نہ فائر مین کی۔ نہ پانی کے تالاب کی نہ کوئلہ کی۔ کیونکہ معمولی ہوا کے زور سے جو سیال ہوا کو پہیلائے گی انجن کے پہئے خود بخود چلین گے۔ اور جب خرچ مین اسقدر عظیم کفایت ہو گی تو خیال کرنا چاہئے کہ کپڑا اور تمام چیزین اور ریل اور جہاز کا کرایہ کتنا سستا ہو جاویگا۔ ہسپتالون مین اس سے کیسا کام نکلے گا۔ موسم گرما مین پہاڑون پر نقل مکان کرنے کی ضرورت نہو گی جب کہ ہر ایک کمرہ کا حسب دلخواہ درجہ تک سرد ہونا ممکن ہو گا۔

بارود کا قایمقام

مسٹر ٹرپلر کا یقین ہے کہ سیّال ہوا اگر روئی۔ اُون یا گلیسرین وغیرہ کے ساتھ ملا دی جائے تو نہایت طاقت دار بہک سے اڑانے والی چیز بنجاتی ہے اور خوبی یہ کہ بالکل بیخطر ڈائنامیٹ اور نائٹرو گلیسرن وغیرہ اکثر رگڑ لگجانے سے پہٹ جاتے ہین لیکن سیّال ہوا کے

مرکب کے لئے صرف اسقدر احتیاط ضروری ہے کہ آگ سے دور رہے ورنہ کسی قسم کی رگڑ سے اوسکو کچھ اندیشہ نہین ہے اور مزید برآن یہ کہ یہ سب خیالی باتین نہین ہین کیونکہ ایک کل بنکر تیار ہوگئی ہے جو سیّال ہوا عظیم مقدار مین بنایا کریگی اور ایک انجن تو اسوقت بھی سیّال ہوا سے بڑی کامیابی کے ساتھ چلتا ہے۔

دلچسپ و مفید معلومات

وسعت سلطنت برطانیہ

سلطنت برطانیہ کی وسعت حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند کے عہد معدلت مہد مین بمقابلہ فرانس کے ۵۳ گنی اور جرمنی کے ۵۲ گنی اور ممالک متحدہ امریکہ کے ۳½ گنی ہے اور اوسکا رقبہ کل یورپ سے اور آبادی کل روس سے سہ چند ہے۔ تمام برٹش عملداری کرۂ زمین کے پانچوین حصہ کو گھیرے ہوئے ہے اور کل بنی نوع انسان کا پانچوان حصہ اُسکی تابع حکومت ہے۔

انسان کی اوسط عمر

پروفیسر وارن کے بیان کے مطابق انسان کی عمر کا اوسط تقریباً ۳۵ سال ہے۔ ایک چوتھائی سات برس سے پہلے ضائع ہوجاتے ہین۔ نصف سترہ تک پہونچنے سے قبل مرتے ہین اور جو لوگ اس عمر کو طے کرتے ہین وہ اس مسرت سے متمتع ہوتے ہین جو باقیماندہ بنی نوع انسان کو حاصل نہین ہوتی۔ فی ہزار آدمیون مین صرف ایک شخص سو برس کی عمر کو پہونچتا ہے اور فیصدی چھ آدمی ۶۵ برس جیتے ہین اور پانچ چھ آدمیون مین ایک سے زیادہ ۸۰ برس کی عمر کو نہین پہونچتا۔ تمام روے زمین مین ایک ارب انسان ہین اور انمین سے ۳۳ کروڑ ۳۳ لاکھ

۳۳ ہزار ۳ سو ۳۳ - آدمی ہر سال مرتا ہے - روزانہ مرنے والون کا شمار ۹۱ ہزار ۸ سو بیس ہے ۲۰ ۷ ۳ - آدمی فی گھنٹہ مرتے ہین اور چہ فی منٹ یا فی سکنڈ ایک آدمی جان بحق ہوتا ہے -

دو دل کا آدمی

مقام نیو بیڈ فورڈ واقع امریکہ مین بقول ڈاکٹر منرو لونگ ایک دوغلی نسل کا آدمی مسمی ولیم کنگ دو دل رکھتا ہے - اگرچہ اسکی عمر پورے سو برس کی ہے مگر اسقدر مضبوط اور طاقتور ہے کہ آہنی سلاخ کو بازو پر رکھکر موڑ دیتا ہے - ایک دل سینہ کے بائین جانب اور دوسرا دائین جانب ہے اور دونون دل یکسان حرکت کرتے ہین - اِس عجیب الخلقت شخص کے سینہ کی ہڈیان بہی دوہری ہین -
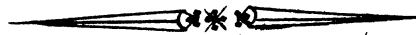
عورتون کی نسبت انگریز عالمون کی رائین

سینڈ - عورت ! توہماری خوشیون اور غمون کی مبارک حصہ دار ہے -

کوپر - خود مبارک ہے اور جہان جاتی ہے مبارک کرتی ہے -

بائیرن - امید کرنے مین گو پُرجوش ہے مگر تکلیف برداشت کرنے مین بہی کچہ کم نہین ہے -

باربولڈ - اے عورت تو مصیبت کو کم کرنیکے لئے اور افکار کو ہلکا کرنیکے لئے پیدا ہوئی ہے -

کریب - تکلیف دہ بُرائی عورت کی آنکہہ مین آنسو لاتی ہے -

ہامین - غریبی سے تکلیف کو سہنا اور دوسرون کی تکلیف مین اُسکو خوش کرنا عورت ہی کا کام ہے

گریم - عورت ماتم کرنے والے کی کڑوے آنسوؤن کو پونچہتی ہے -

برڈ - اے عورت ! عورت !! تو مبارک کرنے کیواسطے بنائی گئی ہے -

پیٹو سر - عورت بالکل استقلال کیواسطے بنائی گئی ہے -

ملٹن۔ ہر دلعزیز و شیرین و پاک ہے۔

جانسن۔ عورت مین ہر ایک ملایم اور سچی صفت جمع ہونی چاہیئے۔

ینگ۔ عورتین ہی ہماری آنکھون کو خوش کرنیکے واسطے بنائی گئی ہین۔

پٹیرسن۔ عورت محبت والی سچی خوبصورت و چمکنے والی بنائی گئی ہے۔

رنڈالف۔ اے عورت تو آدمی سے بنائی گئی ہے اور آدمی مٹی سے۔

لٹلٹن۔ اے عورت تیری زندگی کا کام محبت ہے۔

اسٹوری۔ عورت کے دل مین کچھ ہے جو بیان سے باہر ہے۔

پیکن دارالسلطنۂ چین مین دو ہزار گھر مسلمانون کے اور ۲۷ جامع مساجد ہین۔ یہان کے مسلمان ترکی نسل سے ہین جنکی آبادی کو تیس سال سے زیادہ عرصہ نہین گذرا۔

اصفہان کے روساء و عوام نے جلسہ کر کے عہد کر لیا ہے کہ بیرونی ساخت کا کپڑا ہرگز نہ پہنین گے۔ اور انہون نے اپنے سرمایہ سے کپڑا بنانے والی ایک کمپنی بہی قایم کر لی ہے۔

ایجاد و اختراع۔ صنعت و حرفت

بغیر تار کے پیام برقی بہیجنے کی جدید ایجاد کے تجربے آجکل انگلینڈ مین بڑی کامیابی کے ساتھ ہو رہے ہین۔ ایک موقع پر بڑے بڑے معزز افسر ڈاکخانہ۔ تار گھر اور جہازون کی کمپنیون کے موجود تہے اور باوجود مخالف ہونے موسم کے بغیر تار کے برقی پیام نہایت صحت اور کامیابی کے ساتھ پہونچائے گئے۔

اس جدید طریقہ کا موجد ایک اطالین سائنز مارکونی نامی ہے وہ دعوی کرتا ہی کہ اوسکے ایجاد کردہ طریقہ سے ایک شہر سے دوسرے شہر تک یا ساحل سے جہاز تک تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بغیر کسی درمیانی ذریعہ کے باسانی گفتگو ہو سکتی ہے۔ اس ایجاد سے یورپ کی کیبل کمپنیون مین بڑی ہل چل پڑ گئی ہے کیونکہ اونکا کرورہا روپیہ کیبل یعنی اُن تارون مین لگا ہوا ہے جو سمندر کے اندر ہی اندر ایک ملک سے دوسرے ملک کو پہنچائے گئے ہین اور جنکے ذریعہ سے ابتک روزانہ پیامات تار برقی آتے جاتے ہین۔

آتشبازی کے عجیب وغریب پرند

ملک جاپان کے شہر ناگاسکی مین ایک آتشباز رہتا ہے جو آتشبازی کے بڑے بڑے پرند بناتا ہے۔ یہ آتشبازی کے پرند چھوٹتے ہی ہوا مین اُڑنے لگتے ہین اور کل حرکتین بعینہ مثل زندہ پرندون کے کرتے ہین۔ اس قسم کی آتشبازی بنانے کا فن چار سو برس سے بطور راز اوسکے خاندان مین نسلٍ بعد نسلاً سینہ بسینہ چلا آتا ہے اور سوائے بڑے بیٹے کے اور کسی کو نہین سکھایا جاتا۔

دنیا مین کاغذسازی کے کارخانے

دنیا مین اسوقت ۴۰۰۰ کارخانے کاغذسازی کے موجود ہین جو ۷ارب ۹۰ کروڑ دستے کاغذ کے سالانہ تیار کرتے ہین۔ سب سے زیادہ کاغذ کا خرچ انگلینڈ مین ہے اُس کے بعد ممالک متحدہ۔ امریکہ۔ جرمنی۔ فرانس۔ آسٹریا۔ اٹلی۔ میکزیکو۔ روس اور اسپین کا نمبر یکے بعد دیگرے ہے۔ ۶۰ کرور دستے کاغذ کے اخبارون مین خرچ ہوتے ہین اسمین امریکہ کا نمبر اول ہے ایک وہ زمانہ تھا کہ جب کاغذ بنانا انسان کو معلوم نہ تھا اور درختون کی چھال

بھوج پتر - یا جانورون کی کھال پر خطوط - دستاویز اور کتابین لکھی جاتی تھین اور سوائے امرا کے دوسرون کو کتابون کے خریدنے کی مقدرت نہ تہی - یا آج وہ زمانہ ہے کہ دو آنہ مین گلستان اور ایک آنہ مین انگریزی ڈکشنری خرید لو - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا -

اسپین مین ایک اخبار کپڑے پر چھپتا ہے جسکو ناظرین پڑہنے کے بعد صابون سے دہو لیتے ہین نہایت عمدہ رومال بنجاتے ہین -

متفرق علمی نوٹس وغیرہ

کیا طبی کتابین داخل فحش ہین؟

لاہور کے بعض اخبارات سے معلوم ہوا کہ کشمیری بازار کے کتب فروشون کی دوکان سے مجربات بوعلی سینا وغیرہ کی کچہ جلدین پولس نے برآمد کرکے چالان عدالت کی ہین - ساتہہی اسکے یہ خبر بہی دیکھنے مین آئی کہ ڈاکٹر گنگا دین کی ایک طبی کتاب "ینگ مینس گائڈ" کو کلکتہ ہائیکورٹ نے جائز قرار دیا اور عدالت ماتحت نے جو اوسکو فحش قرار دیا تہا اُس حکم کو منسوخ کردیا کلکتہ ہائیکورٹ کا یہ فیصلہ نہایت اطمینان بخش ہے کیونکہ طبی کتب خاصکر طبابت پیشہ لوگون یا اوس فن کے عام شایقین کے لئے مخصوص ہوتی ہین جنکی تعداد اُنگلیون پر گنی جاسکتی ہے اُن کے ناظرین کی تعداد ناول کے شایقین کی طرح غیر محدود نہین ہوتی - اور اسلئے اونکا اثر عام نہین ہوتا - اگر مجربات بوعلی سینا کو جوڈیشل نظر سے فحش قرار دیا جائے تو انگریزی کتب اناٹمی (علم الابدان) کے ترجمے جنمین اعضائے انسانی کے رگ وریشہ کی تصاویر درج

ہوتی ہین اور جو طبی مدارس سرکاری مین پڑہائی جاتی ہین بدرجہ اولی فحش قرار دئے جانے
کی مستحق ہونگی - ہم نہین سمجہہ سکتے کہ جس صورت مین رینالڈ کے فحش اور مخرب اخلاق ناول او
اونکے ترجمے کہلے خزانے تین تین چار چار آنے بازارون اور اسٹیشنون پر بکتے پہرتے ہین او
سرکار سے کوئی مزاحمت اونکی فروخت مین نہین ہوتی تو مجربات بوعلی سینا جو ایک خاص فن
کی کتاب ہے کس اصول پر قابل اعتراض سمجھی جاتی ہے -

طب یونانی اول تو ملک کی غفلت اور نا قدری سے یون ہی نیم جان ہے - اگر اوسکی یہہ
چند کتابین بہی قانونی شکنجہ مین پہنسکر نا قابل الاشاعت قرار پا گئین تو فن مذکور رہا سہا بالکل نیست
و نابود ہو جائے گا - یہ ایک بڑا اہم اور نازک مسئلہ ہی جسکو روز روشن مین لانا اور اوسپر متانت
اور سنجیدگی سے بحث کر کے گورنمنٹ کی توجہ معطوف کرانا اخبارون کا کام ہی - ہم امید کرتے ہین کہ
ہمارے معزز ہمعصر جلد اس کا نوٹس لینگے - اگر اس بارہ مین ایک خاص کمیٹی سرکار سے مقرر ہو کر
رائے طلب کیجاوے اور ملک کے مشہور اطبا و ادباش حاذق الملک جناب حکیم عبد المجید خان صاحب
دہلوی - خان بہادر ڈاکٹر رحیم بخش صاحب لاہوری - ڈاکٹر پیارے لال صاحب سند یافتہ لندن
شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب خان بہادر شمس العلماء مولوی حافظ نذیر احمد صاحب وغیرہ
اوس کمیٹی کے ارکان مقرر کئے جاوین تو یہ اہم مسئلہ نہایت عمدگی اور اطمینان کے ساتھ
طے ہو سکتا ہے -

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات کا نتیجہ

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات سالانہ کا نتیجہ شایع ہو چکا ہے - ایف اے مین کل
امیدواران کی تعداد ۵۷۵ تہی جنمین سے ۲۲۹ یعنی قریب ۴۰ فیصدی کے پاس ہوئے -
ان مین ۱۵ مسلمان ہین - اسلامیہ کالج لاہور تمام پنجاب مین اول نمبر رہا -

بی۔اے مین ۵۳۰ امیدوارون مین سے صرف ۱۰۸ یعنی قریب ۲۵ فیصدی کے پاس ہوئے جن مین سے ۲۲ مسلمان ہین اور ایک مسلمان طالب علم عبدالعزیز نامی یونیورسٹی بھر مین اول نمبر رہا۔

ایم۔اے مین دس پاس شدہ امیدوارون مین سے دو مسلمان ہین۔ یہ نتیجہ مسلمانون کے لئے ہر آئینہ مسرت بخش ہے۔ خدا کرے کہ دوسرے ممالک کے مسلمان بھی خوابِ غفلت سے بیدار ہوکر اپنے پنجابی بھائیون کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرین۔

گذشتہ امتحان ٹڈل اسکول پنجاب مین منجملہ ۳۸ لڑکیون کے ۲۸ پاس ہوئین۔

بیش قیمت اور نایاب کتابین

دنیا مین بہت سی نایاب اور گران بہا کتابین موجود ہین لیکن سب سے زیادہ بیش قیمت اور گران قدر چند مذہبی کتابین ہین۔ ایک جلد قرآن مجید کی شاہ فارس کے پاس ہے جسکا ہدیہ پچیس ہزار پونڈ یعنے بحساب حال ۳ لاکھ ۷۵ ہزار روپیہ ہی۔ اس سے زیادہ بیش بہا کوئی دوسری کتاب دنیا بھر مین نہین ہے یہ مقدس کتاب چرمی کاغذ پر لکھی ہوئی ہی۔ اسکی جلد کی تقطیع ½ انچہ دبیز خالص سونے کی ہی جسکے نیچے ایک تہ خالص چاندی کی اسیقدر موٹی لگی ہوئی ہے اس طلائی جلد پر جواہرات سے مرصع ایک ہلال بنا ہوا ہے جسکی آب و تاب نظر کو خیرہ کرتی ہے اس ہلال مین ایک سو ستر ۱۷۰ ٹکڑے ہیرے شاہوار اور ایک سو بائیس یاقوت اور لعل اور ایکسو نو ۱۰۹ الماس جڑے ہوئے ہین۔

کتب خانہ کا ٹینجین مین ایک نایاب و بے نظیر جلد انجیل کی موجود ہے جو پانچ ہزار تین سو تہتر پتون پر لکھی ہوئی ہے۔

نایاب کتابون مین ایک وہ جلد انجیل کی ہے جو اکسفرڈ یونیورسٹی پریس نے چھاپی ہے وہ صرف ۳ ۳/۴ انچہ لانبی اور ۱ ۷/۸ انچہ چوڑی ہے۔ ٹائپ اسکا اسقدر باریک ہے کہ بلا مدد خوردبین شیشہ کے جو جلد کے ہمراہ ۱/۲ شلنگ کو ملتا ہی نہین پڑہی جاسکتی۔

لارڈ ڈفرن کے پاس سکھون کی مقدس کتاب کی ایک جلد ہے جو ڈاکخانہ کے ٹکٹ سے نصف پیمانہ پر ہے۔

(ترجمہ۔ شرارہ)

جنتری کے متعلق عجیب و غریب معلومات

ہماری جنتری مین کئی باتین واقعی عجیب ہین۔

(۱) کوئی صدی چہارشنبہ۔ جمعہ اور یکشنبہ سے شروع نہین ہوسکتی یعنی کسی صدی کی پہلی تاریخ ان تین دنون مین واقع نہین ہوسکتی۔

(۲) کسی سال کی جنتری بیسوین برس پھر صحیح طور پر استعمال ہوسکتی ہے۔

(۳) اکتوبر کی پہلی تاریخ کو ہمیشہ وہی دن پڑیگا جو جنوری کی پہلی کو ہوگا اور اسیطرح اپریل کی پہلی تاریخ یکم جولائی سے یکم ستمبر اور یکم دسمبر سے بلحاظ دن کے مطابق ہوگی۔

(۴) فروری۔ مارچ اور نومبر ہمیشہ سے ہر سال ایک ہی دن شروع ہوتے آئے ہین۔

(۵) مئی۔ جون اور اگست ہمیشہ متفرق دنون سے شروع ہوتے ہین اور کبھی اون مین مطابقت نہین ہوسکتی۔

(۶) ہر سال کا پہلا اور آخری دن ہمیشہ ایک ہی ہوتا رہیگا۔ یعنی اگر یکم جنوری کو دوشنبہ ہے تو ۳۱۔ دسمبر کو بھی ضرور دوشنبہ ہوگا۔

نوٹ۔ سال کبیسہ مین ان قواعد کی پابندی ٹوٹ جاتی ہے۔ (م)

جاپان مین اخبار - بیان ہوا ہے کہ جاپان مین اٹھارہ برس قبل صرف ایک اخبار جاری تہا اور اب پانچسو پچپن ۵۵۵ روزانہ اور ہفتہ وار اخبار شایع ہوتے ہین - جنمین بتیس مخزن القوانین - گیارہ علمی - اور پچیس طبی رسائل اور اسیقدر مذہبی اخبارات ہین - جاپان مین لڑکون کو دونون ہاتہون سے لکہنا سکہایا جاتا ہے -

یادگاری واقعات

یہ مہینہ جہانتک کہ ہندوستان کے واقعات سے متعلق تہا بخیر وخوبی گذرا - وباے طاعون مین عموماً نمایان کمی واقع ہوئی - بمبئی مین قریب ۵۰ فیصدی کے نئے وقوعے کم ہوئے دافع البلیّات جلد اس موذی مرض کو ملک سے دفع کرے -

سر انٹونی مکڈانل بالقابہ نے ضلع اعظمگڈہ مین گنگا - گہاگرا دوآب ریلوی کا افتتاح فرمایا -

نواب حاجی محمد محمود علیخان صاحب مرحوم ومغفور رئیس چہتاری کی وفات کے بعد نوابی کا خطاب اُن کے فرزند اکبر خان بہادر محمد لطف علیخان صاحب بہادر کو عطا ہوا - یہ بڑے نیک - فیاض - خداترس اور دیندار رئیس ہین - ہم بہی اس عطاے خطاب کی مبارکباد دیتے ہین

ریاست جہالاواڑ مین پولیٹکل اجنٹ نے ایک کتب خانہ کی بنیاد رکہی - خداوندکریم دوسرے رئیسون کو بہی اس نیک کام کی توفیق عطا فرماوے -

مہاراجہ صاحب ریاست بیکانیر نے حکم دیا ہے کہ آیندہ سے کل دفاتر ریاست مین ناگری حروف مین کارروائی کیجاوے -

نمایش تصاویر بمبئی مین مشہور دکہنی مصور راجہ روی ورما نے اعلیٰ انعام حاصل کیا -

راے بہادر گنگا پرشاد صاحب نے دربہنگہ کی سراے مین ایک شفاخانہ کی تعمیر کے واسطے

۱۳۱ ہزار روپیہ چندہ دیا ہی گورنمنٹ نے اس فیاضی کا شکریہ ادا کیا۔

مدراس کے ایک متمول رئیس راجہ ونو گوپال نے بیکار او ضعیف مویشیون کے لئے چراگاہ بنانے کو ۱۵ ہزار روپیہ وقف کیا ہے۔

شیخ اصغر علی صاحب مشہور سویلین پنجاب نے اپنی پوری ایک مہینہ کی تنخواہ سرسید میموریل فنڈ مین بطور چندہ کے دیدی۔

ریاست بڑودہ نے ۱۰ ہزار روپیہ اس غرض سے دیا ہی کہ نمایش پیرس مین ہندوستان کی اشیاء ارسال کرنے مین صرف کیا جائے۔

مدراس ہائیکورٹ نے حکم دیا ہی کہ کوئی وکیل سوائے پیشہ وکالت کے اور کوئی دوسرا پیشہ یا تجارت نہ کرے بصورت خلاف ورزی سند وکالت ضبط ہوجائیگی۔

سوشیل رفارم۔ لاہور کے کہتریون نے ایک رزولیوشن پاس کیا ہی کہ ایک عورت کی موجودگی مین دوسری عورت سے شادی کسی طرح سے مناسب نہین ہے دوسری شادی کے لئے برادری سے اجازت حاصل کرنا ضرور ہے جو صرف اس صورت مین دیجائیگی کہ امید اولاد منقطع ہوگئی ہو اور مرد کی عمر ۴۰ سال سے زاید نہ ہو۔

اس مہینہ مین دو مشہور شخصون نے انتقال کیا ایک سر مونیر ولیمس مشہور عالم علوم مشرقی جو پروفیسر میکسملر کے بعد انگلستان مین سب سے بڑے سنسکرت دان سمجھے جاتے تھے اور جن کو مختلف یونیورسٹیون نے ازراہ قدردانی ایم اے۔ ڈی سی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ اور پی۔ ایچ۔ کی اعزازی ڈگریان عطا کی تہین۔

دوسرے پنجاب کے مشہور سرحدی افسر کرنیل سر رابرٹ وار برٹن جنکو آفریدی لوگ بوجہ اونکے ذاتی اثر اور رسوخ کے بہت مانتے تھے۔ صاحب اول الذکر کی بہت سی کتابین تصنیف کی ہوئی موجود ہین۔ آخر الذکر کی تصنیف ۱۸ سالہ ملازمت سرحدی زیر طبع ہی جو عنقریب شائع ہوگی

اڈیٹر

ریویو

۱- **احکام الطاعون** - یہ رسالہ مسائل طاعون کے متعلق بنگلور کے عالم متبحر ابو البرکات مولوی سید شاہ درویش صاحب قادری متولی مسجد جامع کی تصنیفات سے ہی - مولانا ممدوح نے ایک استفتا کے جواب مین بحوالہ احادیث معتبرہ یہ ثابت کیا ہی کہ جان بچانے کی غرض سی طاعون زدہ شہر کو چھوڑ کر جانے کی کوئی ممانعت شرعی نہین ہے اور یہ خیال جو عوام مین پھیلا ہوا ہے کہ طاعون سے مرنیوالے کو بوجہ صبر و رضا کے کامل درجہ شہادت ملتا ہے صحیح نہین ہے مصنف نے اپنے جواب استفتا مین قسطلانی - ابن ماجہ وغیرہ معتبر کتب احادیث سے استناد کیا ہی - یہ مختصر رسالہ جو ڈیڑہ جزو پر مطبع فردوسی بنگلور مین نہایت خوشخط طبع ہوا ہی قابل دید ہی - غالباً آدہ آنہ کا ٹکٹ محصول ڈاک بھیجنے پر مفت ملسکتا ہے - شایقین مولوی صاحب موصوف سے جامع مسجد بنگلور کے پتہ سے طلب فرماوین فقط -

۲- **المعلومات** - اس بے نظیر علمی رسالہ کے چار نمبر لغایتہ ماہ اپریل ۱۸۹۹ء بڑی آب و تاب سے اسوقت تک شایع ہو چکے ہین - گو ایک مختصر سا نوٹ اس رسالہ کی نسبت فروری کے ادیب مین دیا گیا ہے لیکن اب ہمنے ان چارون نمبرون کو بالاستیعاب دیکھا تو فی الحقیقت اونکو تاریخی معلومات کا ایک نایاب و بیش قیمت مخزن پایا - یہ رسالہ ولایتی کاغذ کے ۳۲ صفحون پر نہایت خوشخط مطبع مفید عام آگرہ سے ماہوار چھپکر ریاست جیپور سے شایع ہوتا ہے - اخیر کے ۱۶ صفحون مین ایک انگریزی ناول موسومہ عشوہ کا سلیس و شستہ ترجمہ ہوتا ہی اور شروع کے ۱۶ صفحون مین انگلستان کے مشہور مورخ گبن کی تاریخ "زوال و انتزاع سلطنتہ رومتہ الکبری" کا بامحاورہ عام فہم نہایت عمدہ ترجمہ طبع ہوتا ہے - ہم نے بعض مقامات اصل تاریخ انگریزی سے مقابلہ کرکے دیکھے تو ترجمہ کو نہایت صحیح و بامحاورہ پایا - فن ترجمہ کی مشکلات کو وہی شخص جان سکتا

ہے جس نے کبھی اس کام کو کیا ہو - انصاف تو یہ ہی کہ مترجم نے نہایت عرقریزی و جانفشانی سے خون جگر کھا کر اس ادق مگر دلچسپ تاریخ کا ترجمہ کیا ہے اور اُردو خوان پبلک پر بڑا احسان کیا ہی کہ ایسی عام پسند کتاب کو نہایت سادہ اُردو کا لباس پہنا کر لٹریری دنیا مین پیش کیا اور تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ انجمن تعلیمی نے (جو بظاہر اس رسالہ کی مالک معلوم ہوتی ہے) اوسکی عام قیمت صرف عصہ سالانہ رکھی ہے جو شاید اصل لاگت کو بھی بمشکل تکفی ہوتی ہوگی -

اس ترجمہ مین سب سے بڑی عمدگی یہہ ہے کہ مترجم نے متن تاریخ کو جا بجا محققانہ فٹ نوٹ (حواشی) سے مزین کر کے اصل کتاب کی خوبی کو دوبالا کر دیا ہے بلکہ بعض نوٹ تو اس قابلیت و تحقیقات سے درج کئے گئے ہین کہ اصل کتاب پر فوق لے گئے ہین یہہ نوٹ تاریخی جغرافی - اور عام معلومات سے پر ہین اور مترجم نے بڑی تحقیق و تدقیق سے انگریزی مستند کتابون مثل انسکلوپیڈیا برطانکہ ٹیلرز اینشینٹ ہسٹری وغیرہ سے فراہم کر کے ترجمہ کئے ہین - ان نوٹونکی وقعت اور مترجم کی محنت کا اندازہ صرف اسی بات سے ہوسکتا ہے کہ اپریل کے پرچے مین ۱۶ صفحون مین سے ہر ایک صفحہ مین صرف دو دو سطرین تو متن تاریخ کی ہین اور باقی ہر صفحہ کی ۱۸-۱۸ سطرون مین نہایت باریک قلم سے نوٹ درج ہین جن مین سے صرف ایک نوٹ نمبر ۳۹ متعلقہ شاہنشاہ طراجن) کا بقیہ ۴ صفحون مین ختم ہوا ہے!

الغرض اس رسالہ کی خوبیان دیکھنے سے تعلق رکھتی ہین ملک کو اسکی بڑی قدر کرنا چاہیے -

یہہ برٹش گورنمنٹ کے امن اور فیض تعلیم کی برکت ہے کہ راجپوتانہ کے ریگستان سے علم کے چشمے جاری ہوگئے ہین اور دیسی ریاستین بیرونی خطرات اور اندرونی مناقشات سے مامون و مصئون ہو کر ترویج علوم و فنون مین مصروف اور اہل علم و ہنر کا مرجع بن رہی ہین ورنہ کجا ملک ڈھونڈہار! اور کجا المعلومات سے دریاے شاہوار!! ایڈیٹر

۳- شمس ارہ ۵ یہہ علمی رسالہ باہتمام منشی ایم فیضل محمد صاحب شمس المطابع پریس مراد آباد سے سیرامپوری کاغذ کے ۴۸ صفحے پر چھپ کر مہینہ مین دوبار شایع ہوتا ہے - اوسکے تین نمبر اسوقت تک دفتر ادیب مین آچکے ہین -

اس رسالہ مین باستثنا پولیٹکل مباحث کے معلومات عامہ کے متعلق تازہ تازہ خبرین علمی چون و چرا - پندو

نصائح۔ لطائف تاریخی وجغرافی معلومات سوانح عمریان عجائباتِ عالم شعر وسخن۔ اسلامی معلومات صنعت

وحرفت سیر وسیاحت۔ اور طالب علمون کے لئے مخصوص مضامین درج ہوتے ہین۔ اس رسالہ کی

عمدگی ترتیب سے ایڈیٹر کی قابلیت ظاہر ہے۔ رسالہ مذکورنہ صرف طلبا کے لئے بلکہ عام علم دوست

شائقین کے لئے از بس مفید ودلچسپ ہے پبلک کو ایسے پرچے کی ضرور قدر کرنا چاہیئے۔ عام قیمت

عہ پیشگی سالانہ مقرر ہے منیجر سے درخواست کرنے پر جاری ہوسکتا ہے۔ ایڈیٹر

۴۔ **جلوۂ محبوب**۔ یہ ایک ماہوار گلدستہ ہے جو بیادگار جشن سالگرہ اعلیحضرت حضور پرنور

شاہ دکن خلد اللہ ملکہ بلدۂ حیدرآباد دکن سے جاری ہوا ہے اس کے دو نمبر دفتر ادیب مین

موصول ہوئے ہین۔ ایک حصہ مین دکنی اور ہندوستانی شاعرونکی غزلین دوسرے حصہ مین

لطیفے۔ اور تیسرے حصہ مین ایک چھوڑ دو دو ناول ہین جن مین سے ایک تاریخی ناول اسپین کا ہے

لیکن سب سے عمدہ حصہ اس رسالہ کا وہ ہے جس مین سرآرایانِ سلطنۃ آصفیہ کا تاریخی سلسلہ

شروع کیا گیا ہے۔ ہمنے اس تاریخی حصہ کو اول سے آخر تک دیکھا اور اوسکو نہایت مفید ودلچسپ

پایا۔ جن صاحبون کو دکن کی تاریخ دانی کا شوق ہو وہ اس مین ازحد دلچسپی کا سامان پاوینگے۔ یہ گلدستہ

دیگر مضامین کے اعتبار سے بھی من حیث المجموع قابل قدر ہے۔ ولایتی کاغذ کے تقریباً دو جزپر چھپتا ہے

چھپائی غنیمت ہے عام قیمت عہ اور امرا وعہدہ داران سے صہ سالانہ مقرر ہے۔ مولوی

غلام صمدانی خانصاحب گوہر حیدرآبادی مہتمم وایڈیٹر سے درخواست کرنے پر جاری ہوسکتا

ہے فقط ایڈیٹر

مقاصد

ادیب جو ہندوستان بہر مین اپنی خاص طرز کا ایک بالکل جدید
علمی میگزین ہے عمدہ کاغذ کے پچاس صفحے پر مہینے مین ایکبار شائع
ہوا کریگا پولیٹکل معاملات سے مطلق بحث نہ کی جائیگی کیونکہ وہ اخبارات
کیلئے موزون ہین نہ کہ ایک علمی رسالہ کیلئے اوسکی بڑی غرض یہ ہے
کہ ملک مین اعلیٰ لٹریچر کا مذاق پیدا کیا جاوے اور مغربی فلسفہ
و نیچرل سائنس کی جو حملے آجکل مذہب پر ہو رہے ہین وقتاً فوقتاً
اونکی تردید خود یورپ کی مستند عالمون اور مشہور فلاسفرونکی تصانیف
و اقوال سے کیجاوے اور ناظرین کے لئے علوم و فنون تاریخی واقعات
اور کارآمد معلومات کا ایک مفید اور دلچسپ ذخیرہ فراہم ہو اوسکی
ترتیب مین مضامین مندرجہ ذیل کا لحاظ رہیگا گو یہ ضرور نہین
ہے کہ ایک ہی پرچہ مین سب مضمون آجاوین۔

۱۔ ولایت کی نامی میگزین اور رسالونکے آرٹیکلون کے ترجمے
۲۔ فلسفہ۔ اخلاق۔ تاریخ طب طبیعیات۔ تمدن معاشرت
صنعت۔ و حرفت تجارت کی متعلق مضامین۔
۳۔ والیان ملک اور ہر قوم کے مشاہیر کے تذکرے
۴۔ دنیا کے بڑے بڑے شہرونکی مشہور عمارتون کا ذکر۔
۵۔ نامور سیاحونکی سیر و سیاحت اور مختلف ملکون کے
باشندون کے رسم و رواج کے متعلق دلچسپ حالات
۶۔ مہینے بہر کے اخباری یادگاری واقعات۔
۷۔ نیچرل نظم۔
۸۔ کسی مضمون پر اعلیٰ لٹریچر کا نمونہ۔
۹۔ نامی اردو اخبارون اور رسالونکی اعلیٰ مضامین کا اقتباس
۱۰۔ کتب مفید و تصانیف جدید پر ریویو۔

اس رسالہ مین علاوہ ان امور کے بعض باتین بڑی مفید و کارآمد ہونگی
منجملہ ایک یہ کہ اوس مین ہر مہینے کے اہم یادگاری واقعات درج
و اکر ہونگے جو سال تمام کی بارہ پرچون مین یکجا کتاب کی صورت مین
فراہم ہوکر اوس سال کے واقعات کی ایک مکمل تاریخ کا حکم رکھینگے
جسکے نشان و حوالہ دینے کی ضرورت ہر زمانہ مین ہوا کرتی ہے
دوسری یہ کہ ادیب کی ایک حصہ مین علاوہ ولایت کے میگزین و
رسائل کے ترجمونکی چیدہ چیدہ مضامین اردو کے نامی اخبارات
و رسائل سے منقول ہوا کرینگے اس طریقہ سے ہمارے ہمعصرونکی وہ منتخب
مضامین جو اونکی اعلیٰ درجہ کی علمی قابلیت محققانہ رائے
اور پاکیزہ خیالات کا نتیجہ ہوتے ہین لیکن پڑہنے کے بعد اخبار انکے
ساتھ بیدردی سے ردی کے حوالہ کردئے جاتے ہین معرض اتلاف
سے نکلکر ادیب کے صفحون مین جسکی سالانہ جلدبندی بآسانی
ہوسکیگی ہمیشہ کے لئے محفوظ رہینگے۔

ضوابط

۱۔ قیمت عام مشترین سے مع محصولڈاک پیشگی سالانہ ۶/ عـ ششماہی
مقرر ہے چھ ماہ سے کم مدت کیلئے یا بلا طلب و بغیر وصول پیشگی
رسالہ کسی کے نام جاری نہ ہوسکیگا۔
۲۔ امرا و رؤسا عظام سے امتیازی قیمت عـ۵ سالانہ رکھی
گئی ہے لیکن اگر کوئی صاحب متبرک اس شرح سے خرید فرمانا چاہینگے تو
اونکی خدمت مین اوسی شرح سے رسالہ بلا تامل روانہ کیا جائیگا۔
۳۔ والیان ملک سے عـ۵ سالانہ مقرر ہے۔
۴۔ کل درخواستین مع منی آرڈر یا باجازت ویلیو پی ایبل
اس نشان سے آنی چاہئین۔

سید اکبر علی اکبرآبادی ایڈیٹر رسالہ ادیب مقام
فیروزآباد ضلع آگرہ

نوٹ

ادیب کے مضامین مین اس بات کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے کہ
عبارت ایسی صاف سلیس مغلق اور ثقیل الفاظ سے پاک۔ اور
عام فہم ہو کہ معمولی لیاقت کے آدمی جو اردو مین کچھ بھی شد بد
رکھتے ہون ہر مضمون کو آسانی سے سمجھ سکین فقط

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

جلد ۱	بابت ماہ مئی و جون سنہ ۱۸۹۹ء	نمبر (۵ و ۶)

نیچرل نظم

فلسفۂ مذہب

(اعلیٰ کورس کے لیے)

یہ کہتے ہیں دانا سے اسرار نیچر
کہ ہوا ایک سے دوسرا جلوہ گستر

ہے پانی سے مٹی تو مٹی سے پتھر
ہوں پانی بخارات ارضی نکلکر

رگڑ سے ہوئی آگ عالم میں پیدا
ہے اسٹیم میں اوسکی طاقت ہویدا

اسیطرح چلتے چلے جاؤ اوپر
ملیں گے پتے تمکو ایسے ہی یکسر

مگر دور پہونچوگے جب یاں سے چلکر
تو ہوجائے گی عقل حیران و ششدر

نہ نکلے گا واں کام عقل بشر سے
نہ سمجھوگے اوسکو نہ دیکھو نظر سے

[illegible] گئے ہیں عناصر جو پیدا
ہیں ترکیب اجسام کے چند اجزا

اگر ہم بنائین کوئی ان سے پتلا | بنے گا نہ ہم سے کبھی ایک پھنگا

بس اب جان لو یہ کہ صنعت ہے کس کی
بت جس سے عاجز وہ حکمت ہے کس کی

اگر آپ سے آپ ہم بن ہی جاتے | عناصر سے اجسام ترکیب پاتے
مگر یہ حواس و خرد کیسے آتے | جو یون مغز سر اور دلین سماتے

بتاؤ یہ ادراک کس نے دیا ہے
شناسائے عالم یہ کس نے کیا ہے

خدا ہے وہی عقل ہین جو نہ آئے | اوسی کی ہے طاقت جو سب مین سمائے
اوسی نے ہین یہ چاند سورج بنائے | اوسی نے ہین یہ غنچہ و گل کھلائے

اوسی نے یہ اجسام کو روح دی ہے
اوسی سے یہ ارواح مین آگہی ہے

جو ہے نفس ناطق ہمارا تمہارا | جسے روح کہتے ہین عالم مین دانا
جو ہے سب حقایق کا ادراک کرتا | سمجھتا ہے جو خوب اپنا پرایا

توسل وہ رکھتا ہے قرب خدا سے
مدارج ہین حاصل اوسے کبریا سے

ہے ادراک خالق سے لاچار دنیا | ہے ما فوق عقل بشر ذات والا
منابع سے کب ہین خبردار دریا | نہ جانے کوئی ذرہ تعریف صحرا

خبر آگ کو کیا وہ آئی کہان سے
ہوا کو خبر کیا چلی وہ جہان سے

جمادات کیا ہین یہی خاک پتھر | ہون الماس و یاقوت یا لعل احمر

ہو چاندی کہ سونا ہو مٹی کہ کنکر
موثر ہے ان سب مین ترکیب نیچر

حرارت برودت رطوبت یبوست
بنائے انہین حسب فرمان قدرت

مری آنکھ سے دیکھ بندے خدا کے
نشان ذرہ ذرہ مین اوسکے ہین ملتے
بتون مین جو آئین نظر اوسکی جلوے
جدا سب کی صورت جدا سب کے سانچے

ہے ہر ذرہ سورج سے آنکھین لڑائے
کوئی ایک ذرہ تو ایسا بنائے

جمادات مین ہر شجر کے ہے لب پر
ہے ہر نخل خالق کی قدرت کا دفتر
کہ خالق مرا ہے خداوند اکبر
ہے ہر برگ مین صنعت خاص مضمر

کرین جذب اجسام مین حسب عادت
حرارت برودت رطوبت یبوست

کھڑا ہے وہ دیکھو جو نخل تناور
یہ صنعت ہے کسکی کرو غور دم بھر
وہ چھوٹے سے اس بیج مین ہی سراسر
کہ اس بیج مین آگیا وہ سمٹ کر

ذرا بڑ کو تم بیج مین بڑھ کے دیکھو (درخت)
اثر پتے پتے مین تم جڑ کے دیکھو

درختون کے نر مادہ کا کام دیکھو
کہین نطفہ و شکل ارحام دیکھو
تو اللہ کا اونکے سر انجام دیکھو
کہین خاص قدرت کہین عام دیکھو

کرو غور للہ نہالی مین اون کے
بڑھاپے لڑکپن جوانی مین اون کے

کہین مادہ سے نر ملاتا ہے جوڑا
رہے رحم مین نطفہ مادہ کے نر کا

کہین رحم مین نطفہ لیجائے کیڑا | ہوا سے کہین اوڑھکے ہوپہنچے وہ نطفا

بتاؤ تو یہ کارسازی ہے کس کی
زمانہ مین یہ پاکبازی ہے کس کی

کہین تخم بونے سے اوگے زمین پر | کہین بیل پھیلے درختون پہ یکسر
کہین ہووے شاخِ قلم بارآور | کہین شاخ پیوند ہو سایہ گستر

بدن مین جو انسان کے ترکیب دیکھو
شجر مین وہی حسنِ ترتیب دیکھو

نباتات کے بعد حیوان کو دیکھو | بناوٹ مین ترکیبِ انسان کو دیکھو
ہرن اور شیرِ نیستان کو دیکھو | مگر اور ماہی و سرطان کو دیکھو

طیور و وحوش اور سباع و بہائم
چرند و پرند و غرائم غنائم

عیان سب سے ہے صنعتِ حق کی قدرت | کہو تم خدایا لکھو اوسکو فطرت
سے ہے ہر شے مین اوسکی نمودار صنعت | ہے ہر فرد اوسکی خدائی پہ حجت

وہ صانع وہ خالق وہ مالک ہے سب کا
اوسی سے عیان جلوہ ہے روز و شب کا

جہان آئینہ ہم ہین تصویر اوسمین | خدا کی ہے صنعت سے تنویر اوسمین
ہزارون صنایع ہین تحریر اوسمین | ہے جلوہ فزا رنگ تقدیر اوسمین

مٹے شکل یا اوس کا آئینہ ٹوٹے
مصور کا اوس سے تعلق نہ چھوٹے

یہ فوٹوگراف اور یہ تار برقی | جو ہین معجزاتِ کمالاتِ علمی

یہ ساری کلین جو ہین ناز پر ترقی | ہون منسوب اوس سے ہین یا جاو جسکی

جو موجد ہین ان کے وہی حق نما ہین
جدا جو ہون اون سے وہ حق سے جدا ہین

ہے آواز کی چال تم سب نے دیکھی | ہوا کی ہے رفتار چلنے مین آندہی
چراغ اور سورج کی ہے چال برقی | گرج کی صدا سے پہلے چلے بجلی

مگر کتنے سیارے پاؤ گے ایسے
جو بجلی سے ہین سیکڑون درجہ آگے

مگر ہمکو دی ہے خدا نے وہ طاقت | ملی ہے نفوس بشر کو وہ قدرت
جو سب سے زیادہ ہے سرگرم سرعت | ہے دل کے خزانہ مین یہ سب امانت

ادہر ہم نے سوچا اودہر ہمنے پایا
تصور خدا تک گیا اور آیا

سنا اشہری سے جو تم نے برادر | کرو اسکے مطلب کو تم یاد از بر
خدا نے کیا سب کو پیدا برابر | وہ ہر ایک مذہب مین ہے پاک وبرتر

خدا کو ہر اک حال مین یاد رکھنا
مریجان مری روح کو شاد رکھنا

امجد علی اشہری

نیچر (آفرینش الٰہی)

نمبر ۴ خاک

تمہید

مضامین دو طرح کے ہوتے ہین ایک اصلی دوسرے فصلی ۔ فصلی مضامین کا حال فصلی

میوون کا سا ہوتا ہے کہ ان کی فصل مین لوگ بڑے شوق و ذوق سے انکو خریدتے ہین
ور کہاتے ہین انکی افراط ہوتی ہے اس لیے ان کی ارزانی ہوتی ہے - یہ ساری باتین
ان کی فصل کے ساتھ ہی رہتی ہین جہان وہ ختم ہوئے پہر وہ میوے نہ ملتے ہین
نہ دکہائی دیتے ہین اگر بہ تکلف اِن کو کہین سے منگائیے اور کہائیے تو وہ مُنہ کو مزہ نہین
دیتے اور امراض پیدا کرتے ہین - اس ملک مین خربوزے تربوزون کی فصل بیسا کہ
جیٹھ - اساڑہ مین ہوتی ہے ان ہی مہینون مین ان کے کہانے کا لطف ہے - اگر ساون
بہادون مین ان کو کہین اور سے جہان ان کی فصل ہو منگا کر کہائے تو کچہ مزہ نہین آتا ہے
پیٹ مین خلل پیدا ہوتا ہے - یہی حال اور میوون کا ہے - بعینہ فصلی مضامین کا بھی
یہی حال ہے کہ ایک خاص زمانہ مین اُن کا غل و شور مچتا ہے - رات دن جا بجا ان کا چرچا
ہوتا ہے ہر کس و ناکس کو اِن کے سننے کا شوق ہوتا ہے - صدہا قلم ان کی تحریر کے لیے
اُٹھتے ہین - اخبارون اور رسالون کے ہزارہا صفحے ان سے سیاہ ہوتے ہین - بڑے بڑے
عالم طباع و عاقل ذہین اپنی طبیعت پر زور ڈالکر اُن مین دقایق و نکات پیدا کرتے ہین اور
فصاحت بلاغت سے بہری ہوئی اسپیچین دیتے ہین اور یہ اسپیچین اور تحریرین اپنے وقت
پر نہایت بکار آمد اور ضروری ہوتی ہین اور اِن سے عملی فوائد خلقت کو یا گورنمنٹ کو سبت
حاصل ہوتے ہین - چنانچہ آجکل اِن مضامین کا بڑا چرچا ہو رہا ہے - طاعون - اس کے
انسداد کے قانون - سید میموریل فنڈ - مسلمانون کی یونیورسٹی - ندوۃ العلما - سرحدی
انتظامات - روس - چین فرانس انگلستان کے تعلقات و معاملات - مصر و سوڈان کے
انتظام - ایکسچینج - سونے کا سکہ - ممالک مغربی و شمالی کی کچہریون مین اُردو ہندی کے رواج
جہگڑا - اِن مضامین کی تحریرات سے جو ایک علم ادب طول طویل مرتب ہوگا وہ تہوڑے دنون
کے بعد چہٹ چہٹا کر تہوڑا سا باقی رہیگا باقی سب ردی ہو جائیگا پہر اوسے کوئی پوچہنے کا بہی

نہین اس کا حال خوشبودار پہولون کا سا ہوتا ہے کہ کچہہ دیر کے لیے ان کی بو مہکتی ہے۔
اور دلون کو فرحت اور دماغون کو معطر کرتی ہے پہر پہول پژمردہ ہو کر سڑ جاتے ہین ہان اگر
وہ عطر کی صورت مین آجاتے ہین تو اُن کی بو باقی رہتی ہے وہ خود تو چل بستے ہین۔ بس
اسی طرح مضامین فصلی کا عطر و لب لباب باقی رہتا ہے اور اصلی مضامین مین داخل ہو جاتا ہے
اور پہوک پہک جاتا ہے۔ اصلی مضامین کسی زمانہ سے متعلق نہین ہوتے وہ سدا بہار
ہوتے ہین نہ ساون ہرے نہ بہادون سوکہے۔ گو وہ فصلی مضامین کی طرح مزہ دار نہین ہوتے
اور پڑہنے والون کو پہیکے معلوم ہوتے ہین اسلئے مینے فصلی مضامین کو جنکا مصالح
روزمرہ بہت سا تیار بنا بنایا ملتا ہے چہوڑ کر اصلی مضامین کے لکہنے کا طریقہ اختیار کیا ہی
جنکی بہار دیر پا ہوتی ہے۔

آفرینش الٰہی کا تماشا اول چار عنصرون مین دکہانا شروع کیا ہے۔ ارسطو کا قول ہی
کہ کل چیزین چار عنصرون سے بنتی ہین۔ ہر چیز کی کیفیت و حالت جاننے کے لئے
ان کے علم کی ضرورت ہوتی ہے بغیر ان کے علم کے آفرینش الٰہی کا علم نہین حاصل
ہو سکتا ہے مقدم ان کا علم ہے اول مینے ہوا کا بیان لکہا کہ وہ کبہی نسیم دلنواز اور کبہی سموم
جان گداز ہے۔ دوم آگ کا ذکر کیا کہ وہ دل افروز اور دشمن سوز ہے سوم پانی کا کہ اگر وہ
صاف مزاج ہے تو غبار کدورت کو دل سے دور کرتا ہے اور چمنستانِ عالم کو شاداب کرتا ہے
اگر اعتدال سے باہر ہے تو خلقت کو طوفانِ بلا مین غرق اور امواجِ حوادث سے سیل فنا مین
داخل کرتا ہے۔ اس مین مینے یہ نکتہ بیان کیا کہ سلطان فطرت نے پانی مین فطرت کا معجزہ
یہ دکہایا ہے کہ اسکو اجزائے سوزندہ سے بنایا ہے اب مین اسپر ایک شاعرانہ لطیفہ کا اور
اضافہ کرتا ہون کہ آگ پانی کو پیدا کرتی ہے جسکا تجربہ ہر شخص اسطرح کر سکتا ہے کہ وہ آگ کے
پاس جا بیٹہے اور دیکہے کہ وہ پسینے سے ایسا نہانے لگتا ہے جیسا کہ کسی نے اسپر

پانی کا کوٹا ڈالا۔ اس مثال سے بہت سے آدمیون کو یقین ہو جائیگا کہ یہ بات سچ ہے۔ کہ آگ سے پانی پیدا ہوتا ہے مگر اس بیان مین سوا اس ایک لطیفہ کے کہ گاے کی بچھیا اور بچھیا کی گاے بنائی گئی ہے کچھ اور بات نہین ہے قاعدہ ہے کہ حرارت سے پانی کے بخارات بنتے ہین اور بخارات حرارت کے نکل جانے سے پانی بنتا ہے یعنی پانی باحرارت بخار ہے اور بخار بے حرارت پانی ہے جو جبر مقابلہ کی زبان کو سمجتا ہے وہ ان ہمباواتون سے اوپر کے مضمون کو خوب جان سکتا ہے بخار = پانی + حرارت اور پانی بخار - حرارت مثال مذکور مین آگ نے پانی نہین پیدا کیا بلکہ جسم انسانی مین جو پانی تہا اسکو بخار بنایا جنہون نے مسامات مین سے ہوکر جلد سے باہر نکلنا چاہا ان کو ہوا کی سردی نے پہر پانی بنا دیا۔ اگر صورت بدلنے کا نام پیدا کرنا رکہو تو بیشک آگ نے پانی کو پیدا کیا مگر یہ بات کہنی ایسی ہے کہ کوئی بڑہیئے لکڑی کا تخت بنائے تو اسے یہ کہین کہ اس نے درخت پیدا کیا جس کا خالق خدا کے سوا کوئی اور نہین ہو سکتا۔ متاخرین حکما، محققین نے آتش کو غیر مادی مانکر عناصر کی برادری سے خارج کر دیا جس کے سبب سے حکما و متقدمین کے بعض مسائل باطل ثابت ہو گیے۔

اب اس تمہید کے بعد مین چوتھے عنصر خاک کا بیان لکھتا ہون جو عناصر کے بیان مین سے باقی رہ گیا ہے مین ان عناصر کا بیان زیادہ تر علم ادب کے لیے لکھتا ہون اور سائنس کا خیال کمتر رکہتا ہون۔ ذرا گوش دل سے سنو کہ خاک خاموش بیٹھی ہوئی ذرون۔ جمادون۔ درختون۔ جانورون کی زبانون سے کیا کیا بہانت بہانت کی بولیان میٹھی میٹھی بول رہی ہے۔ اور لن ترانیان ہانک رہی ہے کہ مین آفتاب عالم تاب پر یہ نوازش کرتی ہون کہ اپنے ذرون سے اسکے نور کا ظہور زمین پر کرتی ہون اگر اپنے ذرون کو اسکی شعاعون سے دور کر دون تو وہ سارے بے نور ہو جائین۔ جسکو میری اس انوکھی بات کا یقین نہو

وہ پروفیسر ٹینڈل کے تجربات کو دیکھ لے کہ جس مکان کو ذرات سے خالی کیجئے وہان
سورج کا اُجالا نہین ہوتا وہان مشعل آفتاب گل ہو جاتی ہے لوگ یہ غلط سمجھے بیٹھے ہین
کہ آفتاب ذرہ نوازی کرتا ہے کہ اونکو روشن کرتا ہے سچ یہ ہے کہ میرے ذرے آفتاب
نوازی کرتے ہین اوسکا اُجالا زمین پر کرتے ہین - مرے ذرے نہ ہوتے تو آفتاب کو
کوئی جانتا بہی نہین یہ کیا صحیح نہین کہ ذرہ کو آفتاب سے اور خاک کو عالمِ پاک سے کیا نسبت ہے
اب ایک اور میری حکایت جان نوازی کی سنو کہ مین پانی کو جو میرا خونِ جگر ہے
اپنی چہاتی سے باہر نکالتی ہون اور اُس سے درختون کو پالتی ہون کہ جن سے انسان
اور حیوان پلتے ہین اسیطرح مین حیوانات اور نباتات کے سرمایہ حیات کو سرانجام
دیتی ہون اور انسان کو تنومند و شادمان کرتی ہون - مین ہی بحر و بر و خشک و تر مین فرق
پیدا کرتی ہون اگر میرا دم نہ ہوتا تو پانی ہی پانی ہوتا بہلا اسمین انسان خاک کا جیوڑا کیسے
جیتا نہ آبی جانور بن سکتا نہ پانی مین رہ سکتا - مین ہی موالید ثلاثہ حیوانات - نباتات
جمادات کو جنتی ہون اور پہر اپنی گود مین پالتی ہون - پیدا کرنے مین رحمت کردگار ہون
فنا کرنے مین بلای روزگار ہون - ایک عالم کو خاک کرکے اپنے نیچے دبائے بیٹھی ہون کوئی میری
ایک مٹھی مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر لیکر کسی کیمسٹ کے پاس لیجاوے تو
وہ اُسکو تحلیل کرکے بتلاوے گا کہ وہ مردہ حیوانات کے اجزا سے پُر ہے - مینے
جانداروں کو مار کر اپنا ایک طبق بنا رکہا ہے - پہر اسی مشتِ خاک کو خوردبین کی آنکھ سے
دیکھئے تو اُسمین بہت سے جاندار جنکے دیکھنے مین چشم عریان ناتوان و نابینا تہے
نظر آئینگے - غرض پیدا کرنے اور فنا کرنے مین میرا جواب نہین - یہ فخر مجہہ ہی کو حاصل
ہے کہ خدا نے میرا پتلا بنا کے اپنی روح مجہہ مین پہونکی اور انسان کو بنایا - عابد مجہہ پر جبین نیاز
رکہکر جبہہ سائی کرتا ہو تو درگاہ الٰہی مین سرفراز ہوتا ہو جوگی مجکو چہرہ پر ملکر جوگ کی ظاہری صورت کا آئینہ بناتا ہے -

فقیر مجھپر بیٹھکر اور پتھر پر سر رکھکر درویشی کی نمایش کرتا ہے۔
رند میکش بھی جب می نوشی کی بسم اللہ کرتا ہے تو پہلے بجھے ایک جرعہ پلا لیتا ہے
پھر وہ شراب کو اپنے اوپر حرام نہین جانتا۔ میری ذات مین یہ صفات متضاد جمع ہین
کہ خاکساری ایسی کہ ہر کس و ناکس کے پاؤن پڑتی ہون۔ نخوت و سرکشی ایسی کہ
سب کے سر پر چڑہتی ہون۔ خواہ گدا ہو یا شاہ کسی تاجدار کا مقدور نہین کہ اپنے تاج سے
مجھے ہٹا سکے۔ اگر اپنی سیاہ چڑہا کر مجھپر لاسے تو مین اور زیادہ پاون پہیلا کر سر پر
چڑہون۔ پری بھی بنتی ہون اور ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر وہیمی وہیمی چال سے چلتی
ہون۔ کبھی جی مین آتے ہی آندہی کی چال سے دوڑتی ہون۔ آسمان پر بدلی کی طرح
چھا جاتی ہون۔ خورشید جہان تاب کے چہرہ پر گرد کی نقاب لگا دیتی ہون۔ کبھی پیچ و
تاب مین آکر بگولا بنجاتی ہون اور سرگردان ہو کر پھر اپنی جگہ پر آجاتی ہون۔ جس سے انسان
کو یہ سمجھاتی ہون کہ جسکے سر مین ہوا سماتی ہے وہ یہ پریشانی اُٹھاتا ہے۔
مین انسان کی خوراک پیدا کرتی ہون مگر جب میرے جی مین آتا ہے تو اُسکو ایسا
کرکرا کر دیتی ہون کہ حلق کے نیچے اُس کا نوالا نہین اُتر سکتا۔
مین کیسی پاک باز اور پاک ساز ہون کہ پانی کا کام طہارت کے لیے دیتی ہون۔ جہان
وضو کے لیے پانی نہ ہو وہان مین تیمم کے لئے حاضر ہون۔ جب نجاست سے ہاتھ
بھرتے ہین تو مجھی کو ملکر پاک کرتی ہین۔ مین صیقل گر بھی ہون سنے ہوئے جھوٹے برتنون کو
مجھ سے مانجتے ہین۔ آئینون اور پانی کو مجھ سے صاف کرتے ہین۔ مین تریاق ہون
کہ ساری بدبوؤن کے زہریلے اثرون کو دور کرتی ہون۔ اور سوندہی سوندہی بو سنگھاتی
ہون۔ جس بدبو پر مجھے ڈالدو مین اُسکو ایسا ملیامیٹ کرتی ہون کہ کہین اُسکا پتا نہین
ملتا۔ یہ ولایت و قدرت مجھی مین ہے کہ کہات کو سر پر رکھکر یہ معجزہ و کرامت دکھاتی

ہون کہ اُسکو کہانے کا اُن بنا دیتی ہون جسکو انسان کہا کر جیتا ہے۔ وہ اَناج کو کہات بناتا ہے مین کہات کا آناج بناتی ہون۔ اور پہر اوسکو کہلاتی ہون اور اوسکی جوتی اوسکا سر بناتی ہون مین کبہی انسان کا پیچہا نہین چہوڑتی اوسکے ساتھ لگی لپٹی چلی جاتی ہون وہ مجہہ سے دل مین غبار رکہتا ہے کہ بیزار ہوکر طرح طرح سے مجہے دور پہینکتا ہے مگر مین بہی اُس سے ایسی کدورت رکہتی ہون کہ اوسکے ناک مین دم کئے بغیر نہین رہتی ہون۔ کبہی اوسکے دماغ مین چڑہہ جاتی ہون جس سے اوسکی خاطر ایسی آشفتہ ہوتی ہے کہ چہرہ پر خاک اُڑنے لگتی ہے۔ کبہی نمناک ہوکر اوسکے بدن پر ایسے اپنے پاؤن جماتی ہون کہ اوہر وہ ہاتھ سے مل ملکر کے مجہے اُتارتا ہے اور پانی سے دہوتا ہے اودہر تہوڑی دیر بعد پہر اُس سے آن چمٹتی ہون۔ میرا لباس عریانی خاکی ہے مگر مین اوس پر رنگا رنگ کے جوڑے پہنتی ہون اور اُتارتی ہون۔ مجہے سبز رنگ پسند ہے۔ سبز دہانی دوپٹہ اور گوناگون پہول بوٹون کے چہوٹے کپڑے پہنکر بن سنور کر دُلہن بنتی ہون۔ پہر رنڈسالہ کا جوڑا نیلا پیلا پہن لیتی ہون مین وہ بلا کی بنی ہوئی ہون کہ چنگاری کو اپنی بغل مین چہپا لون پہر ہوا مین اُڑا کر اوسکو چمکا دون۔ آبِ صافی کو کیچڑ دلدل بنا دون۔ آتش کو خاموش کرکے اپنا سا بنا لون۔

یہ امر مسلم ہے کہ جو جاندار ہے وہ خاک مین ملیگا اسلئے آدمی کو زیر خاک جانے مین یہ اطمینان رکہنا چاہیئے کہ مینے اوسکے غمِ تنہائی کے دور کرنے کے لیے وہان بہی ایک عالم کی خوابگاہ بنا رکہی ہے۔ میری ذات وصفات تو ان تشبیہات سے خوب عیان ہوتی ہین جو انسان اپنے حالات کی توضیح کے لیے دیتا ہے۔ ع خاک شو پیش ازان کہ خاک شوی۔ (یعنی مرنے سے پہلے خاک کی طرح خاکساری اختیار کرو) میرا انکسار بتلاتا ہے۔ خاک ہونا۔ خاک مین ملنا۔ خاک کا پیوند ہونا یعنی مرنا۔ مری مردہ افسردہ طبیعت کو ظاہر کرتا ہے۔ خاک پہانکنا یعنی آوارہ پہرنا میری آوارگی کو خاک چہاننے یعنی سخت

کوشش بے حاصل کرنی - خاک سر پر ڈالنی یعنی ماتمی ہونا میری اور صنعتون کو ظاہر کرتا ہے - اب اس مضمون کی سیاہی خاک سے خشک کرکے طے کرتا ہون اور لفافہ بند کرکے ادیب پاس بہیجتا ہون کہ اسکو پریس مین دباکے اسکی گوش مالی کرے کہ اس نے خاک کو بہت سر پر چڑہایا ہے اور عالم پاک سے ملایا ہے - فقط

محمد ذکاء اللہ (شمس العلما خان بہادر)

یونیورسٹی قاہرہ عرف الازہر

ناظرین! جامع ازہر کو (جسکا نقشہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہین) نہ صرف اسلامی بلکہ تمام علمی دنیا مین وہ شہرت حاصل ہے کہ ہر ملک کا تعلیم یافتہ اوسکے نام سے واقف ہے مگر اوسکے تاریخی حالات شاید بہت کم لوگون کو معلوم ہین اسلیے امید ہے کہ اوسکا مختصر ذکر عام دلچسپی سے خالی نہ ہوگا - مہذب دنیا مین اسوقت جس قدر یونیورسٹیان موجود ہین اون سب مین بلحاظ قدامت کے الازہر کا نمبر اول ہے - اوسکی بنا خلفاے خاندان اسماعیلیہ علویہ کے خلیفہ پنجم العزیز باللہ بن المعز لدین اللہ المخاطب بہ نزار کے عہد مین ۳۶۵ سنہ ہجری مین قائم ہوئی تہی جس زمانہ مین کہ خاندان مذکور ملک مصر پر حکمران تہا - اس حساب سے دار العلوم ازہر کی عمر اس وقت نوسو باون ۹۵۲ برس کی ہے - اس مدت کی تصدیق یوروپین مورخین کے اقوال سے بہی ہوتی ہے جو دسوین صدی عیسوی مین اوس کا قایم ہونا بیان کرتے ہین - انگلستان کی مشہور یونیورسٹیون کی تاریخ بنا و مدت قیام نقشہ مندرجہ ذیل سے ظاہر ہے -

نمبر شمار	نام یونیورسٹی	تاریخ بنا	مدت قیام
۱-	اکسفورڈ یونیورسٹی	بارہوین صدی عیسوی	قریب ۷۰۰ سال
۲-	کیمبرج " "	تیرہوین " "	" ۶۰۰ "
۳-	سینٹ انڈریوز "	سنہ ۱۴۱۱ء	" ۴۸۸ "
۴-	گلاسکو "	سنہ ۱۴۵۰ء	" ۴۴۹ "
۵-	ابرڈین "	سنہ ۱۴۹۴ء	" ۴۰۵ "
۶-	یونیورسٹی کالج لنڈن	سنہ ۱۸۲۸ء	" ۷۱ "

نقشہ مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ الازہر سب یونیورسٹیون سے پرانی ہے جس مین پہلے بیس بیس ہزار تک طلبا تعلیم پاتے تھے اور فی زمانہ بھی دس بارہ ہزار تک جن مین مصر کے علاوہ دیگر ممالک کے طلبا بھی شامل ہین زیر تعلیم ہین جسکی تصدیق انگریزی سیاحون اور ہندوستان کے عالمون نے بھی کی ہے سلطان صلاح الدین کے زمانہ مین یہ یونیورسٹی معراج الکمال کو پہنچ گئی تھی کیونکہ وہ بڑا علم دوست تھا اوسکے دربار مین بڑے بڑے زبردست علما و فقہا کا مجمع رہتا تھا اور اُس نے اشاعت علوم کو اپنی ذاتی قدردانی سے ایسی ترقی دی تھی کہ الازہر کے تعلیم یافتہ نہ صرف ملک مصر کے تمام ممالک مین بلکہ مراقش الجزائر- حبش- نوبیا- عربستان- سیلون- فارس- ترکستان- وغیرہ تک سب ملکون مین پھیلے ہوئے اپنے درس و تدریس- وعظ و نصایح سے خلق اللہ کو فائدہ پہنچاتے تھے- علما اپنے نام کے ساتھ ازہری نسبت ظاہر کرنا اوسیطرح اپنا فخر جانتے تھے جیسا کہ فی الحال انگلستان کے مشہور یونیورسٹیون کے سند یافتہ اپنے نام کے ساتھ Oxon یا Cantab لکھکر ظاہر کرتے ہین کہ وہ اکسفورڈ یونیورسٹی کے

ڈگری یافتہ ہین یا کیمبرج کے۔

جامع ازہر کی تعمیر بطور مسجد کے ۳۶۵ھ مین شروع ہوئی تھی جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ خلفائے مصر وقتاً فوقتاً اوسکی عمارت کو ترقی و وسعت دیتے رہے چنانچہ اسوقت بھی وہ مسجد اور مدرسہ دونون کا کام دیتی ہے۔ وہ شہر کے قدیم حصہ کی طرف بازارون کے قریب عین آبادی مین واقع ہے۔ اوسکے صدر دروازہ سے اندر کا عالیشان صحن اور باہر سے مینارے نظر آتے ہین جو اسلامی عظمت و جبروت کی زندہ شہادت دے رہے ہین۔ مسجد کے چارون طرف بڑے بڑے وسیع دالان ہین۔ طلبا انہی دالانون مین رہتے اور صحن مین پڑہتے ہین۔ جس طرف نظر اوٹھا کر دیکھو طالب علمون کی جماعتین حلقہ باندہے ہوئے پڑہ رہے ہین۔ مدرسین ہر حلقہ کے سامنے دالان کے ستونون سے تکیہ لگائے نفیس رومی قالینون کے فرش پر بیٹھے ہوئے درس دے رہے ہین۔ جدہر دیکھو صدہا طلبا جمع ہین جنکے سرون پر عمامے بندہے ہوئے ہین۔ کوئی باواز بلند پڑہ رہا ہے۔ کوئی سبق یاد کر رہا ہے۔ کوئی کسی فصیح البیان پروفیسر کا لکچر سن رہا ہے۔ کوئی ایک طرف کہانا کہا رہا ہے۔ کوئی اپنے کپڑے سی رہا ہے۔ مگر احاطہ تعمیر کے اندر کہین حقہ یا سگرٹ کا دہوان تک نظر نہ آئے گا کیونکہ مدرسہ کی چاردیواری کے اندر مسجد ہونے کے باعث حقہ بلکہ قہوہ نوشی تک کی ممانعت ہے۔ اکثر طلبا مدرسہ ہی مین رہتے ہین اور بعض مدرسہ کے باہر مکانات مین بھی سکونت رکھتے ہین اور درس کے وقت آکر شریک ہو جاتے ہین۔ ان مین رومی شامی۔ ایرانی تورانی۔ حبشی سوڈانی۔ عرب و عجمی ہر ملک کے طلبا شامل ہین۔

مدرسہ کے شرق مین ایک مسقف خانقاہ ہے جسکا رقبہ ۳۶۰۰ گز مربع ہے۔ اوسکی

چھت سنگ مرمر اور سنگ سرخ کے ۳۸۰ شاندار ستونون پر استادہ ہے - یہ ستون قطار در قطار نہایت خوبصورتی سے اسطرح پر نصب کئے گئے ہین کہ اندر کے لوگون کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ گنجان درختون کے کنج مین کھڑے ہین - اس مکان مین شب کو بارہ سو گلاس کی روشنی ہوتی ہے جو برنجی زنجیرون مین چھت سے آویزان ہین صدر دروازہ پر پچیکاری کا کام ہے اور جابجا کتبے کندہ ہین جنکے حروف اب صاف پڑھے مین نہین آتے - یہ کل عمارت بہ ہیئت مجموعی عجیب شاندار اور زمانہ قدیم کے فن تعمیر کا حیرت انگیز نمونہ ہے -

فی الحال حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسری مقیم قاہرہ نے ایک تحریر اخبار نیر آصفی مدراس مین چھپوائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ازہر کی ترقی و بہبود مین مصر کے امرا ہمیشہ خصوصیت سے اہتمام کرتے ہین - مصر کے علاوہ اسلامی دنیا کے اور مسلمانون کا نے بھی مالی اعانت کرنے مین کوتاہی نہین کی - چنانچہ بیشمار اوقاف جو اس مدرسہ کے متعلق اس وقت موجود ہین وہ مصریون اور دیگر مسلمانون کی امداد مالی پر ایک زبردست شہادت ہے - ملک ملک کے اوقاف مین سے وہان کے طالب علمون کو کھانا ملتا ہے اور بعض کو جیب خرچ دیا جاتا ہے - مدرسین کی تنخواہین انہین اوقاف سے ادا ہوتی ہین ایک معقول رقم ہر سال کتابون کی خرید مین صرف کیجاتی ہے جو کتب خانہ ازہر مین جمع رہتی ہین - مرمت عمارت - تنخواہ محررین - خدام - خرید فرش وغیرہ اخراجات کیواسطے کافی سرمایہ موجود رہتا ہے غرض ان مصارف کے واسطے مدرسہ ازہر کسی کا محتاج نہین"

اس وقت قریب تین سو کے اُستاد اور پروفیسر ہین جنکی تنخواہین حسب حیثیت ۱۵ء سے لیکر اٹھارہ سو روپیہ ماہوار تک مقرر ہین لیکن زمانہ کی حالت اور دوسری قومون کی علمی ترقی دیکھتے اوسکا نصاب تعلیم بہت کچھ محتاج اصلاح ہے غالباً زمانہ کی رفتار خود مصری

گورنمنٹ کو اس ضروری امر کی طرف عنقریب مجبوراً متوجہ کرے گی۔

پرنسپل مدرسہ کو جو شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہے نہ صرف مدرسہ مین بلکہ تمام ملک مصر مین بڑی وقعت۔ رعب۔ رسوخ اور عزت حاصل ہے جس کا قصہ یہان تک مشہور ہے کہ جب شہنشاہ نپولین نے اس صدی کے اوائل مین مصر پر حملہ کیا اور قاہرہ فتح نہ ہوتا تھا تو اوس نے شیخ الاسلام سے استمداد چاہی چنانچہ شیخ الاسلام نے اوسکو مدد دی اور ایک مہینہ بعد وہ مشرقی لباس مین خود جامع ازہر مین شیخ کا شکریہ ادا کرنے گیا اور قرآن مجید بقرأت لہجہ مصری مین سنکر نہایت خوش ہوا۔

ایڈیٹر

اطلاع
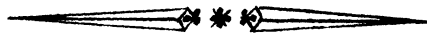
منشی معین الدین صاحب اکبرآبادی کا بقیہ مضمون فن عمارت پرچہ آیندہ مین طبع ہوگا کیونکہ اوسمین چند واقعات تاریخی تکمیل طلب ہین۔ جنکو منشی صاحب مستند کتب تاریخ سے بڑی محنت اور سرگرمی سے فراہم کر رہے ہین فقط

ایڈیٹر

حضرت امام علی رضا ابن امام موسی کاظم علیہما السلام

۱۴۸ھ ہجری کو مدینہ منورہ مین پیدا ہوے آپ کی والدہ ام الولد ام النبین تہین۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور لقب رضا وصابر ونکی وولی ہین مگر سب سے زیادہ رضا مشہور ہے۔ آپ کا رنگ گندمی تہا ایک دن آپ حمام مین تشریف لے گئے نہانے کے قصد سے بیٹہے تہے ایک شخص آیا اور آپ کو جس جگہہ بیٹہے تہے وہان سے ہٹادیا اور کہا اے اسود میرے سر پر پانی ڈال آپ نے بخوشی منظور کرلیا تہوڑی دیر مین ایک اور شخص آپ کا شناسا آگیا اور اوس نے چلاکر کہا اے شخص اولاد رسول سے تو خدمت لیتا ہے بیشک تیری عاقبت خراب ہوئی وہ شخص فوراً قدمون پر گرکر عفو تقصیر کا طالب ہوا آپ نے فرمایا کیہہ تو ثواب کا کام تہا جس کام سے مجہے ثواب ملے مین تجہے کیونکر گناہگار کرسکتا ہون یہہ دونون شعر آپ نے اوسیوقت پڑہے ہے ؎

لیس لی ذنب ولا ذنب لمن	قال لی یا عبد او یا اسود
انما الذنب لمن البسنی	ظلمۃ وھو الذی لا یحمد

آپ کا شاعر دعبل اور دربان محمد بن الفرات تہا اور آپ کی مہر مین حسبی اللہ کندہ تہا۔ امین ومامون آپ کے ہمعصر تہے۔ آپ تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تین امام موسوم بعلی ہوئے۔ ایک امیر المومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ دوسرے امام علی زین العابدین تیسرے خود آپ۔ دعبل کے سوا اور شعرا بہی آپ کے ہان حاضر ہوتے تہے اور مدح ومناقب اہل بیت مین قصائد لکہتے تہے۔ ایکدن آپ خلیفہ مامون رشید کے پاس تشریف لئے جاتے تہے راستہ مین ابونواس شاعر دربار مامون نے عرض کیا کہ مین نے کچہہ اشعار لکہے ہین تکلیف نہ ہو تو سن لیجیے۔ آپ کی اجازت سے ابونواس نے شعر پڑہے ؎

اولئک القوم اھل البیت عندھم	علم الکتاب وما جاءت بہ السور
مطہرون نقیات ثیابھم	تجری الصلوٰۃ علیھم کلما ذکروا

من لم یکن علویًا حین بنسبہ	فماله فی قدیم الدهر مفتخر

ترجمہ یہ لوگ اہل معنی ہین ان کے پاس قرآن اور اوس کی سورتون کا علم ہے۔ پاک ہین لباس اونکے صاف ہین جب اونکا ذکر آجاے درود جاری ہوجاتا ہے جب کسی کو نسبت کیا جاے

اور وہ علوی نہو تو اوس کے لئے قدیم زمانہ مین کوئی فخر نہین۔

آپ نے یہہ اشعار سنکر اپنے غلام سے پوچھا کہ ضرورت سے زیادہ کسقدر دینار فاضل ہین غلام نے کہا کہ تین سو دینار ہین فوراً آپ نے ابو نواس کو دیدیئے اور مکانپر پہونچکر خچر بھی بھیجدیا۔ دعبل خزاعی جو اکثر اہل بیت اطہار کی شان مین کچھہ نہ کچھہ لکھتا رہتا تھا حاضر ہوا اور ایک قصیدہ پیش کرکے عرض کیا کہ حضور اس کو سن لین مین نے قسم کھائی ہے کہ آپ سے پہلے کسیکو نہ سناؤن گا آپ نے اجازت دی اوسنے نہایت زور شور کے ساتھہ بہت دیر تک پڑھا کیونکہ ایک سو بیس شعر تھے جب وہ فارغ ہوا تو آپ اوس سے یہہ کہکر کہ تھوڑی دیر ٹھیرو اندر تشریف لے گئے اور غلام کی ہاتھہ سو دینار بھیجکر یہہ عذر کہلوایا کہ اسوقت یہی موجود تھے۔ دعبل نے دینار غلام کے ہاتھہ واپس کرکے عرض کیا کہ واللہ مین اس غرض سے نہین حاضر ہوا تھا صرف سلام اور چہرۂ انور کی زیارت مقصود تھی وہ حاصل ہوگئی علاوہ ازین مجھے کچھہ ضرورت بھی نہین۔ ہان اگر کوئی جامۂ مبارک عطا ہو تو مین تبرگاً اوسے بخوشی لینا چاہتا ہون۔ آپ نے دینار پھر واپس کردئے اور اون کے ساتھہ ایک جبہ مبارک بھی بھیجدیا۔ کچھہ دنون کے بعد دعبل نے سفر عراق کا عزم کیا اور ایک قافلہ کے ہمراہ ہوکر روانہ ہوا۔ راستہ مین قافلہ پر ڈاکہ پڑا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا اہل قافلہ کی مشکین باندھکر غلام بنانے کے لئے لیچلے تھوڑی دور چلکر رہزنون نے ایک جگہہ بیٹھکر اسباب باہم تقسیم کرنا شروع کیا۔ اوسوقت سردار رہزنان کی زبان پر یہہ شعر تھا اری فیئهم فی غیرهم متقسما + وایدیهم من فیئهم صفرات دعبل نے یہہ شعر سنکر پوچھا کہ تم جانتے ہو یہ کس کا شعر ہے اور کس کی شان مین کہا گیا ہے سردار نے جواب دیا کہ ہم جانتے ہین یہ شعر دعبل خزاعی کے قصیدہ کا ہے جو اوسنے اہل بیت اطہار کی شان مین

لکھا ہے۔ دعبل نے کہا واللہ مین ہی دعبل ہون اور یہہ میرا ہی قصیدہ ہے سردار بہت متعجب ہوا اور کچھ یقین نہ ہوا۔ دعبل نے کہا خدا کی قسم مین سچ کہتا ہون تمام اہل قافلہ سے دریافت کرلو دریافت و تحقیق سے معلوم ہوا کہ بیشک دعبل یہی ہے۔ دعبل نے اپنا پورا قصیدہ پڑھکر سنایا سب رہزنون نے باتفاق کہا کہ ہمپر تیری خدمت واجب ہے خلوص اہل بیت کا حق ہمپر ضرور ہے اسلیئے صرف تیری تعظیم و تواضع مین ہم سب اہل قافلہ کو مع اون کے مال و اسباب کے چھوڑتے ہین یہہ کہکر سب کو چھوڑ دیا۔ دعبل کو بطور مہمان نہایت عزت و احترام کے ساتھہ رکھہ لیا اور بہت مال و اسباب اپنے پاس سے نذر کیا۔ جبہ کی نسبت درخواست کی کہ ہمین دیدو اس کی عوض ہم ہزار دینار دیتے ہین۔ مگر دعبل نے منظور نہ کیا تین دن قیام کرکے دعبل وہان سے روانہ ہوکر تین میل پہونچا تھا کہ اوس نواح کے ڈاکہ زنون نے لوٹ لیا غریب دعبل نے واپس آکر سردار کو اطلاع دی کہ وہ یہہ سنتے ہی کھڑا ہوگیا اور بہت کوشش کے ساتھہ کل مال و اسباب ڈاکوؤن سے لیکر دعبل کے حوالہ کیا اور پھر جبہ کی لیئے اصرار کیا دعبل نے پھر بھی منظور نہ کیا سردار نے کہا افسوس تمہارے ہاتھہ سے کوئی نکوئی ضرور اسیطرح چھین لیگا ہم یونہی محروم رہجائینگے مجبوراً دعبل نے جبہ دیدیا مگر معاوضہ لینے سے انکار کیا لیکن سردار کے اصرار سے ناچار ہوکر ایک ہزار لے لیا دعبل کہتا تھا کہ مین نے جب قصیدہ کے یہہ اشعار پڑھے ہے ؎

خروج امام لامحالہ خارج	یقوم علی اسم اللہ بالبرکات
یمیز فینا کل حق و باطل	و یجزی علی النعماء والنقمات

آپ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے۔ سر اوٹھا کر فرمایا۔ اے خزاعی یہہ دونون شعر روح القدس نے تیرے قلب مین القا کیئے۔ آپ کے علم و فضل کی انتہا کو کون پہونچسکتا ہے مختصر یہہ ہے کہ آپ امام وقت تہے آپ سے جو سوال کیا جاتا جواب شافی ملتا تھا۔ خلیفہ مامون رشید کے دربار و تخلیہ مین آپ کو تشریف لیجانا پڑتا تھا اکثر امتحاناً آپ سے

سوال کرتا اور جواب شافی پاکر تسکین پاتا تہارات دن مین بہت کم سوتے تہے۔ اکثر روزہ رکہتے تہے
اور ایک ماہ مین تین روزے توکبہی قضاہی نہ ہوئے۔ آپ ان تین روز دن کو صیام الدہر
فرمایا کرتے تہے سخاوت وفیاضی آپ کی مشہور تہی۔ اکثر اندہیری راتون مین زیادہ دیتے
تہے موسم گرمی مین بورئے پر اور سردی مین مسح پر بیٹہتے تہے فیوض باطنی وتعلیم معنوی
حاصل کرنے کے لیئے ایک انبوہ خدام کا آپ کی خدمت مین حاضر رہتا تہا اکثر مختلف
خیالات کے لوگ آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر سوالات کرتے تہے اور آپ ہر شخص کی استعداد
کے موافق جواب عنایت فرماتے تہے ایک شخص نے آپ سے پوچہا کہ خداوند عالم بندونکو
تکلیف مالا یطاق دیتا ہے یا نہین آپ نے فرمایا کہ وہ منصف ہے۔ پہر اوس نے پوچہا
کہ بندے اپنے ارادو نپر قادر ہین یا مجبور فرمایا کہ بندے تو نہایت اضعف ہین آپ سفر مین
کسی جگہہ تشریف لیجاتے تہے راستہ مین نیشاپور پڑتا تہا۔ آپ ایک خچر پر سوار تہے اوسپر ایک
محملہ مین تشریف رکہتے تہے محملہ پر ہر طرف سے پردے چہوڑکر باندہ دئے گئے تہے نیشاپور مین آپ کی
تشریف آوری کی خبر پہونچتے ہی ابو زرعہ وابو مسلم طوسی جو نیشاپور مین امام وحافظ حدیث
شمار ہوتے تہے مع تمام علماؤ مشائخ و باشندگان نیشاپور خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے
اور آپ سے نہایت عجز وانکسار کے ساتہہ عرض کیا کہ آپ بواسطہ اپنے اجداد اطہرین و بزرگان
کرام ہمین پردے اوٹہا کر زیارت سے مشرف فرمائے۔ اور اپنے سلسلہ جدی سے کوئی حدیث
ارشاد فرمائے۔ آپنے اپنے غلامون کو پردہ کہولنے کا حکم دیا۔ تمام حاضرین آپکے جمال
جہان آرا سے مشرف ہوئے اژدہام خلائق اس قدر ہوگیا تہا کہ تمام نیشاپور اگر کوئی
لوٹ کر لیجاتا تو خبر نہ ہوتی اون مین سے بعض گریہ وزاری مین مصروف تہے بعض خاک پر
لوٹتے تہے بعض سواری کے قدم چومتے تہے ایک شور وفریاد برپا تہی یہہ حالت ٹہہرتی ہوئی
دیکہکر علمائے نیشاپور نے بڑی کوشش سے لوگون کے چپ ہونے کا انتظام کیا ابو زرعہ و

ابومسلم طوسی خوشامد کرتے پھرتے تھے ہاتھ جوڑتے تھے بدقت تمام خاموشی پیدا ہوئی۔
آپ نے ارشاد فرمایا حدثنی ابی ابو موسی کاظم قال حدثنی والدی جعفر الصادق
حدثنی والدی محمد ن الباقر حدثنی ابی علی زین العابدین عن شهید الکربلاء
عن والدہ علی مرتضےٰ قال حدثنی حبیبی وقرۃ عینی رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم قال حدثنی جبرئیل علیہ السلام عن رب العزت کلمۃ لا الہ الا اللہ حصنی
من قال لا الہ الا اللہ دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی
پھر آپ نے پردہ چھوڑوا دیا اور تشریف لے گئے اوسی وقت تقریباً بیس
ہزار شخصون نے یہ حدیث تحریر کرلی۔ امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اگر یہ سند
مجنون کے روبرو پڑھی جاوے تو وسے ہوش آجاتا ہے۔ اس حدیث کے علاوہ اور
بہت روایتین اسی سند کے ساتھ آپ سے مروی ہین بخوف طوالت ترک کی جاتی ہین۔
ایک دن آپ خلیفہ مامون رشید کی مجلس ہین تشریف فرما تھے کسی شخص نے پوچھا کیا خلق
مجبور محض ہے۔ فرمایا کہ عدل خداوندی کے خلاف ہے کہ مجبور محض کو سزا دے پھر پوچھا کہ اگر مجبور
نہین تو آزاد مطلق ہے فرمایا کہ خداوند عالم احکم الحاکمین ہے وہ بندہ کو مہمل وبیکار کیونکر چھوڑ سکتا
ہے۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے بھائی کی کچھ شکایت کی آپ نے فی البدیہ
فرمایا اشعار ؎

اعذر اخاک علے ذنوبہ	واصبر واغط علی عیوبہ
واصبر علے سفہ السفیہ	وللزمان علی حطوبہ
ودع الجواب تفضلا	وکل الظلوم علی حسیبہ

دوسری دفعہ جب آپ نیشاپور تشریف لے گئے صوفیون کا ایک گروہ خدمت مین حاضر ہوا
بعد معمولی گفتگو کے آپ سے عرض کیا گیا کہ امیرالمومنین نے اول تو تمام جہان مین اپنے آپکو

پسند کیا پہر تمام دنیا مین غور وفکر کے بعد اہل بیت کو منتخب کیا اور اون مین سے آپ کو حاجت
روائے خلق قرار دیا اور اپنا ولی عہد مقرر کیا لیکن عالم کے انتظام کے لیے
ضرورت ایسے خلیفہ کی تھی کہ کمبل کے کپڑے پہنے نفیس کہانے نہ کہائے گدہے پر سوار ہو
مریضون کی عیادت کرے اور جنازون کے ساتہہ چلے۔ آپ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے
تھے۔ یہہ سنکر اوٹھہ بیٹھے اور ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام باوجود
نبی تھے مگر دیبا کی ریشمین قبائین اور تمامی کے کپڑے پہنتے تھے خاندان فرعون کی گدی
تکیون پر بیٹھتے تھے احکام جاری کرتے تھے امام کی شان یہہ ہے کہ منصف و عادل ہو
ہمیشہ سچ بولے اور جو حکم کرے وہ عین عدل و انصاف ہو جب وعدہ کرے اوسے ایفا کرے
خدا نے کہانا اور پہننا حرام نہین کیا ہے۔ پہر یہ آیت پڑہی قل من حرم زینۃ اللہ التی
اخرج لعبادہٖ والطیبات من الرزق۔

مامون رشید تمام خلفائے خاندان عباسیہ کے خلاف حقیقتاً نہایت منصف اور بہت
کچہہ محب اہل بیت تہا یون تہمتین لگانا تو اور بات ہے مگر اوس کے وقت مین جسقدر تمام
اہل بیت کی عزت و عظمت کیجاتی تہی اوسپر خود خاندان مامون کو رشک ہوتا تہا اوسکی نسبت
یہ سمجھنا کہ دہوکے اور چال سے امام علی الرضا علیہ السلام کو ولی عہد بنا کر زہر دیا انصاف کا
خون کرنا ہے۔ کیونکہ مامون کی سلطنت اسدرجہ مستحکم اور مضبوط ہوگئی تہی کہ اوس کے
سامنے کوئی دم مارنے والا نہ تہا اگر وہ ہارون رشید کی طرح چاہتا تو امام رضا علیہ السلام کیساتھہ
وہی معاملہ کرتا جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ساتہہ ہارون نے کیا یہہ ایک بہت ہی بعید
قیاس ہے کہ ولیعہدی کے پہلو مین دہوکا دیا گیا۔ کیونکہ اوسکے وقت مین تمام اہل بیت
کے وظائف اور روزینے مقرر تھے اور ایک معمولی علوی کے ساتہہ نہایت خلق و نرمی کا
برتاؤ کرتا تہا امام رضا علیہ السلام کی ولیعہدی کی بابت مین تمام درباری امرا و وزرا خصوصاً کل خاندان

بنی العباس مامون کا مخالف تھا مگر اوس نے کسی ایک کی نہ سنی۔ اہل بیت کا اقتدار اس درجہ بڑھ گیا تھا کہ بعض وقت بنی العباس مامون کے قتل کے مشورے کیا کرتے تھے اوس نے ایک لڑائی مین خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر مین نے فتح پائی تو ضرور اپنا ولیعہد اہل بیت مین سے جسکو زیادہ قابل دیکھونگا مقرر کرلونگا وہ اپنے ارادون اور عہدون مین نہایت ثابت قدم تھا اوسنے ظفر یابی کے بعد واپس آتے ہی اہل بیت مین سے جانشین مقرر کرنے پر غور کیا اور امام علی رضا سے بہتر کسیکو نہ پاکر آپ ہی کو منتخب کیا اور نہایت استقلال کے ساتھ عزم کرلیا کہ ضرور ایسا ہی کرونگا۔ یہہ تجویز ذہن مین پختہ کرکے فضل بن سہل وزیر اعظم کو بلا کر اپنے ارادہ سے آگاہ کیا۔ اور حکم دیا کہ تم اپنے بھائی حسن سے اس بارہ مین مشورہ کرلو۔ فضل کو یہہ سنکر سخت پریشانی ہوئی اور اپنے بھائی کے پاس جاکر مشورہ کرنے لگا۔ بادشاہ کی اس انوکھی تجویز سے دونون بھائی حیران تھے ان دونون کو کسیطرح امام علی رضاؑ کا ولیعہد ہونا گوارا نہ تھا بہت سے نقصانات کے پہلو سوچکر مامون کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ حسن نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ مامون کو طرح طرح کے نقصانات اور دقتین سمجھا کر باز رکھنا چاہا فضل کی زبان نے بھی جسقدر یاری دی مامون کی رائے کی مخالفت کرتا رہا مامون نے کہا کچھ بھی ہو مین تو خدا سے عہد کرچکا ہون ارادے سے پورا کرونگا۔ حسن و فضل نے جب دیکھا کہ مامون پر اب کوئی جادو اثر نہین کرسکتا تو مجبوراً خاموشی اختیار کی مامون نے حکم دیا کہ تم دونون اسیوقت علی رضا کے پاس جاکر یہہ تجویز پیش کرو اور جسطرح ہوسکے رضامند کرلو حسن و فضل بھائی اوٹھکر آپکے پاس آئے اور امیر المومنین کی تجویز ظاہر کی آپنے انکار کیا حسن و فضل نے نہایت اصرار کیا آپ انکار کرتے تھے اونکا اصرار بڑھتا جاتا تھا طوعاً و کرہاً آپ نے اقرار کرلیا اور آپ کو اس امر پر رضامند کرلیا کہ ایام ولیعہدی تک آپ کو کسی قسم کے حکم دینے یا منع کرنے یا کسی کو معزول کرنے اور کسیکو مقرر کرنے اور صورت موجودہ مین کسی قسم کے تغیر و تبدل کا اختیار نہ ہوگا۔ ان تمام مراتب

کو طے کر کے دونون بہائی مامون کی خدمت مین پہونچے اور صورت واقعہ سے مطلع کیا اوسی دن مامون نے دربار خاص کیا اور اوس مین تمام امرای دولت و وزرای وحجاب و اہل قلم و اہل معاملہ کو مدعو کیا ۵ رمضان ۲۰۱ھ کو جمعرات کے دن وقت مقررہ پر تمام درباری لوگ لباس فاخرہ پہنکر حاضر ہوے اور قرینہ قرینہ سے اپنے اپنے موقع سے بیٹھہ گئے۔ مامون نے فضل بن سہل سے کہا کہ تمام حاضرین مجلس کو اون کے بلانے کی وجہہ یعنی تجویز ولیعہدی علی رضا علیہ السلام سنا دیجاوے اور آیندہ جمعرات کو آپ کے لئے بیعت لی جائیگی۔ فضل نے حسب الحکم فصیح و بلیغ الفاظ مین امیر المومنین مامون الرشید کی راے سے مطلع کیا۔ تمام حاضرین نے بسر و چشم بظاہر تو منظور کر لیا کیونکہ مامون کا جلال و رعب اسدرجہ غالب تہا کہ کسیکو مجال انکار نہ تہی۔ مگر خاندان عباسیہ پر اسکا جو اثر ہوا وہ بہت ہی برا تہا بہر حال بعض نے بکراہت اور اکثر نے برغبت اقرار کیا۔ ڈیڑہ گہنٹے کے بعد مجمع منتشر ہو گیا۔

آیندہ جمعرات تک ایک مکان آراستہ کیا گیا اور اوس مین طرح طرح کے آرایشی سامان موقع موقع سے لگائے گئے۔ ۱۲ رمضان کو تین بجے دن کے تمام مکان حاضرین سے بہر گیا صدر مقام پر مامون کیلئے نہایت قیمتی قالین فرش سے ڈیڑہ گز بلند بچہایا گیا امام رضا علیہ السلام کیواسطے مامون کے قریب دو گدے بچہائے گئے جنپر زردوزی کا کام بنا ہوا تہا۔ کل حاضرین بیعت کا لباس پہنکر آئے تہے مامون اپنی جگہہ بیٹہہ گیا۔ اور امام علی رضا بلوائے گئے آپ تشریف لیکر اپنے جگہہ بیٹھے آپ سبز لباس پہنے ہوے تہے اور سر پر عمامہ بندہا ہوا تہا اوس مین تلوار لٹکتی تہی۔ مامون الرشید نے سب سے پہلے اپنے بیٹے عباس کو بیعت کا حکم دیا۔ عباس اپنی جگہہ سے اوٹھکر آپ کے پاس گیا آپ نے اپنا ہاتہہ عباس کے ہاتہہ پر رکہکر بیعت لی۔ مامون نے کہا کہ آپ ہاتہہ پہیلا کر بیعت لین آپ نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسیطرح بیعت فرماتے تہے آپ کا دست اقدس اوپر ہوتا تہا۔

بنارس کے توڑے اور خلعت وغیرہ لوازمات ولیعہدی منگائے گئے اور خطیب وشعرا نے
کھڑے ہو کر اس مبارک تقریب کی تہنیت مامون کی تجویز کی خوبیان اور انصاف پسندی رضا
علیہ السلام کی منقبت مین لکچر اور فی البدیہ اشعار آبدار پڑہے۔ پہر علویون اور عباسیون اور تمام
حاضرین نے بیعت کی۔ مامون نے اپنے ولیعہد کو کہا کہ کہڑے ہو کر خطبہ پڑہو۔ امام
علی رضا نے کہڑے ہو کر مختصر الفاظ حمد وصلوٰۃ کے بعد صرف یہہ کہا یا ایہا الناس ان لنا علیکم
حقا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکم علینا حق بہ فاذا اوتیتم الینا ذلک وجب علینا الحکم
والسلام۔ تمام ولایت مین آپ کی ولیعہدی کے خطبے پڑہے گئے۔ عبدالجبار بن سعید نے مدینہ منورہ مین ممبر مسجد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خطبہ پڑہا ولی عہد المسلمین علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی
رضی اللہ عنہم۔

ستة اباۓ هم اهاتهم	افضل من يشرب صوب الغمام

مجلس تقرر ولیعہدی مین امام علی رضاؑ نے اپنے بعض خاص مخلصین کو مسرور و بتہیج دیکہکر قریب بلا کر کانمین کہا کہ
یہہ خوشی فضول ہے کیونکہ اس کا وقت ہی نہ آئیگا کہ اہل بیت تک خلافت پہونچے۔
مامون نے نہایت فصیح وبلیغ بہت لمبی چوڑی سند ولیعہدی جو اوسی وقت برجستہ قلم برداشتہ
لکہی تہی سب کو پڑہکر سنائی۔ اس کے ہر ہر فقرہ سے مامون کی قابلیت کا ثبوت ملتا ہے
اوس کی پشت پر امام رضا نے اپنے ہاتہہ سے تحریر لکہدی۔ اوس پر یحییٰ بن اکثم قاضی
بغداد وعبداللہ بن طاہر وبشر بن معتمر نے تصدیق لکہی۔ اور بائین جانب فضل بن سہل نے
امیر المومنین کے دستخط کئے اور یہہ عبارت ثبت تہی۔ یہہ صحیفہ عہد ومیثاق ظہر آ و بطنا حرم سید
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان علی روس الاشہاد بمواجہ بزرگان بنی ہاشم و
تمام اولیا واہل سیف بعد اخذ بیعت وایفا شرائط امیر المومنین مکمل ہوا تاکہ تمام دنیا کے
مسلمانون کے لئے حجت ہو اور جاہلون کے شبہات دور ہون۔

۲۰۲ھ ہجری مین مامون نے اپنی بیٹی ام حبیب کا آپ کے ساتھہ نکاح کر دیا۔
عید کے دن عجیب اتفاق ہوا مامون کی طبیعت ناساز تھی عیدگاہ جانے سے معذور تھا
مامون نے آپ کو اطلاع دی کہ عیدگاہ جاکر نماز پڑہا دیجئے آپ نے انکار کیا اور یاد دلایا
کہ من جملہ شرائط مقررہ باہمی یہ بہی تہا کہ مین ان معاملات سے تعلق نہ رکھون گا۔ مامون نے
کہا کہ مین ولیعہدی کے تمام مراتب کی عملی تکمیل کرنا چاہتا ہون۔ اصرار بلیغ سے مجبور ہو کر
آپنے کہلوا یا کہ جسطرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تھے مین بہی اوسیطرح
جاونگا۔ مامون نے تمام اعیان دولت و فوج کو آپ کے ہمرکاب جانے کا حکم بہیجدیا
رات مین یہ تمام مراتب طے ہو گئے صبح ہوتے ہی سب امرا اور اہل لشکر تزک و احتشام کے
ساتھہ آپ کے ہان حاضر ہوئے۔ قراء مکبرین و موذنین دروازہ پر آپ کے برآمد ہونے
کے منتظر تھے آفتاب نکلنے کے بعد آپ مکلف لباس پہنکر باہر آئے عمامہ کا ایک گوشہ
کندہے پر چہوٹا ہوا تہا۔ کپڑون سے عطر کی لپٹین نکلتی تہین۔ آپ کے ہاتہہ مین عصا تہا۔ باہر
نکلکر اپنے مخصوصین معتقدین کو آپ نے پیدل چلنے کا حکم دیا اور خود بہی پیادہ پا روانہ
ہوئے۔ اعیان سلطنت و اہل لشکر نے یہہ حالت دیکھکر سواریان چہوڑدین اور پیادہ پا
آپ کے ساتہہ ہو گئے۔ آپ کے خدام نے تہلیل و تکبیر کے نعرہ بلند کئے اور در و دیوار سے
تکبیر و تہلیل کی صدائین بلند تہین۔ ہر شخص ایک محویت او عجیب کیف سے مدہوش تہا۔
گریہ وزاری کی آوازین بلند تہین اور ہر طرف شور و بکا کی صورت نظر آتی تہی فضل بن سہل
کو یہہ حالت سنکر سخت انتشار رہوا اور مامون کے پاس پہونچکر خوب پٹیان پڑہائین اور فتنہ
و فساد برپا ہونیکا اندیشہ مامون کے ذہن نشین کر دیا۔ اول تو مامون نے کچھہ بے پروائی
سی کی مگر جب فضل کو زیادہ مصر دیکہا تو مجبوراً ایک سوار کو بلاکر اور امام علی رضا علیہ السلام سے
کہلوا دیا کہ مین نے ناسازی طبع کے سبب آپ کو تکلیف دی تہی اب میری طبیعت بہی سنبہل گئی

اور آپ کو خواہ مخواہ اتنی دور پیادہ پائی کی تکلیف اوٹھانی پڑیگی اسلیئے مین خود عیدگاہ جاتا ہون آپ مکان واپس تشریف لے جائین سوار نے یہہ پیغام آپ کو پہونچایا اور وہین سے آپ واپس آ گئے۔

آپ کی کرامتین بے انتہا ہین بخوف طوالت ہم ترک کرتے ہین۔

آپ کا اعزاز و تکریم اسدرجہ مامون نے بڑہا دیا تھا کہ بعض امور مین وزراء دولت کو آپ کی سفارش اوٹھانے کی ضرورت پڑتی تھی۔ تمام اراکین سلطنت و امراء بالخصوص خاندان عباسیہ کو روز افزون عداوت آپ کے ساتھہ بڑہتی جاتی تھی۔ چنانچہ اوس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ ۲۷ صفر ۲۰۲ھ ہجری کو عین مجلس مامون مین زہر آلود انگور و انار آپ کو کہلائے گئے دوسرے دن آپ نے انتقال فرمایا۔ خلیفہ کو سخت ملال و تاسف ہوا۔ ہرثمہ کہتے ہین کہ مین نے جب اس واقعہ دردناک کی اطلاع خلیفہ کو دی تو اوسکا سر چکرا گیا۔ حواس مختل ہو گئے قریب تھا کہ غش کہا کر گر جائے ارکان دولت نے سنبہالا۔ مندیل سے ہاتھہ باندہکر تمام کمرہ مین ٹہلتا تھا اور تاسف کرتا تھا۔

موضع سناباد مضافات رستاق ضلع طوس علاقہ خراسان مین دفن کئے گئے۔

ابو الموید محمد مظہر الہادی سہیل امروہوی عفی عنہ

خدا کی ذات کی نسبت حکماے قدیم کے خیالات

ہم اپنی راے کو اس مین کچہہ بھی دخل نہ دینگے اور صرف حکما کے خیالات خداے مطلق کی ذات کی نسبت بیان کر دینگے۔ یہہ ایک دلچسپ مضمون ہے اور امید ہے کہ ہر شخص کا کچہہ نہ کچہہ مذاق اس سے پورا ہو گا۔ اور اس سے معلوم ہو گا کہ ابتداے آفرینش سے خالق ارض و

سما کی نسبت حکماے زمانہ نے کیا کیا خیالات ظاہر کئے اور مخلوق اپنے خالق کو کس صفت اور صورت مین پہچانتی تھی۔

حکیم تھیلس - پانی تمام چیزون کی جو ہم اپنے گرد دیکھتے ہین جڑ ہے - اور خدا اوس دانائی کا نام ہے جس سے تمام چیزین پانی سے باہر نکل آیئن - دانائی سے وہ چیز مراد ہے جس نے مادہ کو حرکت دی جسطرح کہ روح اور جسم بغیر ملے کچھہ نہین کرسکتے بغیر تحریک اور مادہ کی آمیزش کے کچھہ نہین ہوسکتا۔

حکیم اینے زمینڈر - ایک خدا نہین بلکہ بہت سے خدا ہین اونکے اجسام بھی ہین اور اون کے ساتھہ موت اور زندگی دونون لگی ہوئی ہین اگرچہ وہ غیر محدود مدت تک زندہ رہتے ہین مگر آخر انہین بھی موت کا شکار ہونا پڑتا ہے - یہہ خدا ستارے ہین جنہین ہم اپنے سر پر چمکتا دیکھتے ہین

حکیم اینے زیمن - ہوا ہی خدا ہے کیونکہ یہہ غیر محدود اور لاانتہا ہے اور ہمیشہ حرکت مین رہتی ہے۔

حکیم اینے زیگورس - یہہ تمام انتظامات اور سلسلہ نظام ضرور ایک ایسی قوت اور دانائی سے چل رہا ہے جو جوہر بسیط اور روشن ضمیر ہے۔

حکیم فیثا غورث - خدا ایک روح ہے جو دنیا کی ہر شے بلکہ ہر ہر ذرہ مین حلول کی ہوئی ہے اور اسی سے انسانی ارواح برآمد ہوتی ہین۔

حکیم زینوفن - خدا ایک بسیط جوہر ہے اور اس مین دانش بھی ہے - خدا ایک دایم اور قایم ذات ہے اور اوس کی شکل گول ہے اسی وجہ سے مین خدا کو مادی تصور کرتا ہون۔

امپی ڈوکلس - صرف چار مادے ہین جن سے تمام چیزین بنین اور یہی خدا ہین - یہہ چارون چیزین باہم آمیز ہوگئی ہین ان کی ابتدا ہی سے اور یہہ اخیر معدوم بھی ہوجائین گی۔

ڈیموکریٹس - مجھے بالکل انکار ہے کہ آیا کوئی چیز ہے یا نہین مجھے اس سے بھی انکار ہے

آیا کوئی موجود ہے یا نہیں ہے۔

حکیم افلاطون۔ مخلوق کے رب کا نام کوئی مقرر نہیں ہو سکتا ہمین تعجب نہ کرنا چاہیئے۔ اگر صیحح طور پر ہم جان لین کہ خدا کیا ہے مین اوسے غیر مادی سمجھتا ہون۔ اسے تمام کائنات کا علم ہے۔ دنیا آسمان ستارے۔ زمین۔ روحین۔ اور تمام وہ چیزین جو ہمارے آباواجداد کا مذہب بتاتا ہے خدا ہے۔ صاف یہہ ہے کہ ایک نہایت کامل اور لاانتہا نیک ذات ہے جسے خدا کہتے ہین اسی نے تمام چیزون کو پیدا کیا اور وہی سب کا خالق ہے۔

حکیم انتسہتن۔ گو مختلف قومون نے اپنے بے شمار معبود بنا رکہے ہین مگر اصل مین ایک ہی فطری خدا ہے یعنی تمام فطرت کا مصنف ہے۔

حکیم ارسطو۔ ربوبیت کا مسکن دانائی ہے۔ کیونکہ اسی کے ذریعہ سے ہم ہر شئے کا خیال کر سکتے ہین۔ دنیا ہی خدا ہے اس دنیاوی مخلوق کے علاوہ ایک اور مخلوق ہے جس کی ذات کے ساتہہ نظام عالم وابستہ ہے اور حواس کی حرکت اور حفاظت کے نگران رہتی ہے (پہر یہی حکیم کہتا ہے) خدا درحقیقت کچہہ بہی نہین بلکہ مین اوس آگ کو خدا سمجھتا ہون جو آسمان پر چمکتی ہے۔

حکیم زینوکریٹس۔ آٹہہ خدا ہین ان مین سے پانچ سیارون کی صورت مین ہمین دکہائی دیتے ہین اور ایک خدا دیگر سیارون مین پراگندہ ہے جب اونہین ملاؤ تو ایک ہو جاتا ہے ساتوان خدا سورج ہے اور آٹہوان خدا چاند ہے۔

حکیم ہلیوفرلیٹس۔ خدا درحقیقت دانائی ہے۔ اسی مین ربوبیت ہے اور اسی مین خالق ہونیکی صفت ہے پہر دوسرے درجہ کے خدا تمام آسمان ہین تیسرے درجہ کے خدا سیارے ہین

حکیم سراٹو۔ سوائے فطرت کے کوئی دوسرا خدا نہین ہے۔ کیونکہ فطرت ہی تمام حدوث اشیائ کی اصل الاصول ہے۔

حکیم زینو جو مذہب تیش کا بانی ہے خدا کی ذات پر بڑی بحث کے بعد لکھتا ہے) تمام کائنات چار عنصر سے بنی ہوئی ہے اور چار عناصر سے ایک فطرت بن گئی جس کی تشریح نہین ہو سکتی اس کے سوا اور کسی چیز کا حدوث ممکن نہین۔ دانائی کا سرچشمہ اور روحین یہہ صرف آگ سے بنی ہین جو باقی ماندہ تین عناصر مین مل گئی ہے۔ جہان اس کی لطافت مین کبھی تبدیلی نہین واقع ہوتی دوسرے عناصر اس مین آمیز نہین ہو جاتے۔ یہہ ان مین ملتی تو ہے مگر اس کے جوہر الگ رہتے ہین۔ آگ کا یہہ عمل اس کے تمام کائنات کے ریشہ ریشہ مین پھیلا ہوا ہے اور وہ ایک دانائی ہے جس نے اسے پھیلایا ہے۔ اور یہہ دانائی تمام عناصر سے ذات و صفات مین علیحدہ ہے یہی دانائی نسلاً بعد نسلاً قومون اور کائنات کی تمام چھوٹی بڑی اشیا مین پیدا ہوئی ہے۔ اور اس کا ظہور ہر شے مین ہمیشہ ہوتا رہتا ہی وہ ظہور اتفاقی نہین ہوتا بلکہ اون قوانین کی رو سے جو مقرر ہو چکے ہین باقاعدہ ہوتا ہے یہی دانائی کائنات کی روح ہے اور اسی لئے قاعدہ سے عالم کی ہر شے کو چلا رہا ہے اسکی حکومت کائنات پر ناطق ہے اور اس مین ذرہ برابر بھی فرق نہین آتا۔

یہہ اون حکما کے خیالات ہین جو بڑے بڑے گروہون کے پیشوا تھے اور جن کا نام ابتک بڑے احترام سے لیا جاتا ہے۔ ان کے خیالات کی پریشانی اور نامساواتی عیان ہی اور سب مین خدا کی ذات پہچاننے مین اسقدر بے ثباتی اور اختلاف ہی کہ سمجھ مین نہین آسکتا۔ (کرزن گزٹ)

بعض مشہور انگریزی شاعرون اور مصنفونکے یادگار مقولے

شیکسپیر۔ (۱) نہ قرض لو نہ قرض دو۔

" (۲) غصہ کی آگ کو تحمل کے پانی سے بجھاؤ۔

" (۳) جس معاملہ کے بگڑنے کا اندیشہ ہو اوسکی درستی مین عجلت کرو۔

شیکسپیر۔ (۴۴) اپنے ہر مقصد مین ملک کی بھلائی خدا کی اطاعت اور حق کی تلاش مد نظر رکھو۔

لارڈ مکالے۔ خوش خلقی کے معنی یہ ہین کہ چھوٹے چھوٹے امور مین بھی مروت برتی جاوے

ہربرٹ۔ خدا شفا بخشتا ہے اور طبیب شکریہ کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

ڈرائیڈن۔ زیادہ سوچو کم بولو۔

برک۔ بغیر سوچے پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ بغیر ہضم ہوئے کھانا۔

کوپر۔ کفایت شعاری فی نفسہ بڑی آمدنی ہے۔

بیکن۔ احتیاط سے گفتگو کرنا فصاحت سے بہتر ہے۔

لوتھر۔ ماتحتون سے بہ نسبت ملامت کے مروت سے زیادہ کام نکلتا ہے۔

بشپ پورٹیس۔ برے خیال جلد برے افعال کی طرف رجوع کرتے ہین۔

لیسیر۔ مفلس وہ ہے جسکا خرچ آمدنی سے زیادہ ہو۔

ایل اسٹرینج۔ ناشکری خدا اور انسان دونون کو ناپسند ہے۔

رکٹر۔ خوشیان ہمارے لئے مثل پردن کے ہین اور تکلیفین مثل مہمیزون کے۔

اٹربری۔ نیکی کے موقع کو ہاتھ سے مت کھوؤ۔

پٹمین۔ انضباط اوقات علامت ہے ایک ضابطہ پسند طبیعت کی۔ مترجمہ ایڈیٹر

لارڈ برلی کی دس نصیحتین

(۱) جب تم جوان ہو اپنی شادی کرنے مین نہایت احتیاط اور اندیشہ سے کام لو کیونکہ اوسی موقعہ سے تمہاری آیندہ کی بھلائی اور برائی کی بنیاد پڑیگی۔

(۲) اپنی اولاد کو علم اور اطاعت سکھاؤ اونکی تعریف سب کے سامنے کرو اور سرزنش علیحدہ۔ انکا کھانا اور پہنا اپنی حیثیت کے موافق درست اور ٹھیک رکھو ورنہ تمہاری زندگی تلف ہوگی۔

(۳) اگر دیہات مین رہو تو غلہ اور مویشی ضرور اپنے پاس رکھو کیونکہ جو شخص کام کے واسطے ہتیلی مین ہاتھ ڈالتا ہے۔ وہ ایسے شخص کی مانند ہے جو ہتیلی مین رکھتا ہے۔

(۴) اپنے دوستون اور عزیزونکی بخوبی تواضع اور تکریم کرو اور اونکے نیک کامون مین اونکی اعانت کرو کیونکہ اس وسیلہ سے رشتۂ محبت دوچند مستحکم اور مضبوط ہوجائیگا۔ مگر خوشامدیون سے پرہیز کرو۔

(۵) کبھی اپنے کسی بڑے سے بڑے دوست کے بھی ضامن نہ ہونا جو کسی کا ضامن ہوتا ہے اپنے سر پر بربادی لاتا ہے۔

(۶) جبتک تمہارا کوئی سخت ضرر نہو کسی مفلس پر نالش نہ کرو کیونکہ اس نالش سے اوسکو دراصل اپنا ہمسر بنانا ہے۔

(۷) کسی بڑے آدمی کو اپنا دوست بنائے رکھو مگر چھوٹی چھوٹی باتون کے واسطے اوسکو تکلیف نہ دو اکثر چھوٹی چھوٹی کم قیمت چیزین اوسکی نذر بطور تحفہ کرتے رہو

(۸) اپنے سے بڑونکے روبرو عجز و انکسار برابر والون سے اخلاق اور دوستانہ اخلاص اور پیار۔ اور کمتر سے انسانیت ضرور چاہیئے۔

(۹) اپنی جان اور مال حتی الوسع اور کسی کے سپرد نکرو۔ خدا جانے وہ کب تم سے جدا ہوجائے اور پھر تمکو اوسکی غلامی مین زندگی بسر کرنی ہو۔

(۱۰) گفتگو مین سخت کلامی نہ کرو۔ زبان شیرین ملک گیری ایک مشہور ضرب المثل ہے ہجو سے لوگ نفرت کرنے لگین گے۔

مختلف قوموں مین مزاج پرسی کے فقرے

انگریز۔ "کیسے ہو" ؟

فرانسیسی۔ "کیسی گذرتی ہے۔" ؟

جرمن۔ "کیونکر بسر ہوتی ہے" ؟

روسی۔ "خدا تمہین صبر عطا کرے" ؟

ہسپانی۔ "تمہاری عمر دراز ہو۔" ؟

مصری۔ "آپ کو پسینہ تو خوب آتا ہے" ؟

یونانی۔ "خوشیان مناتے نظر آؤ" ؟

ایرانی۔ "تمہارا سایہ دراز ہو" ؟

عربی۔ "تمپر سلامتی ہو۔" ؟

چینی۔ "تمنے خوب کھایا ہاضمہ تو درست ہے" ؟

عبرانی۔ "تمہارے خاندان پر امن کا سایہ ہو۔" ؟

افغان۔ "تندرستی ہو۔" ؟

دلچسپ و مفید معلومات

گو تھن سیتلا کے لمف سے چیچک کا ٹیکہ لگانے کی ایجاد جسکا موجد ڈاکٹر ایڈورڈ جینر خیال کیا جاتا ہے صدہا سال پیشتر ہندوستان مین معلوم تھی۔ اہل ہنود کی ایک سنسکرت طبی کتاب مین طریقہ مذکور کا بیان مندرجہ ذیل سطور مین درج ہے۔ "گاے کے تھن یا انسان کے بازو پر سے چیچک کا مادہ لیکر ایک نشتر پر لگاؤ اور اُس سے معمول کے بازو کا شانہ اور کہنی کے درمیان والا حصہ چھید دو تب خون کے ساتھ یہہ مادہ مل کر چیچک کا بخار پیدا کریگا"

کتاب مذکورہ بالا ۱۷۵۰ء مین شایع ہوئی تہی لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ سطور محولہ بالا دہنونتری کی قدیم تصانیف مین بہی موجود ہین۔

بہرکیف اگر ۱۷۵۰ء ہی ہی شمار کیا جاوے تب بہی ثابت ہوتا ہے کہ ڈاکٹر جینر کی ایجاد سے جو عام طور پر ۱۷۹۹ء مین ظاہر کی گئی تہی ۴۹ سال قبل اوسکا حال ہندو بیدون اور پنڈتون کو معلوم تہا اصل حقیقت یہہ ہے کہ یہہ کمبخت ہندوستان جو کسی وقت جنت نشان مشہور تہا زمانۂ سلف مین ہر قسم کے علوم وفنون کی دولت سے مالا مال تہا مگر افسوس کہ ہم اپنی بدبختی سے اوسکو کہو بیٹہے اور اب دوسرونکی دست نگر بنے ہوے ہین۔ ع

بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

جو سورج گرہن ۱۹۰۵ء مین ہوگا اوس کے حالات دریافت کرنیکے لئے ایک کمیٹی مقرر ہوئی ہے جسکے میر مجلس سر مین نیوکومب ہین۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ گرہن پورے سورج کو لگے گا۔ اور لوزفوک۔ نیوا اور لینز سپین۔ اور الجیریا مین دکہائی دیگا۔

ہندوستان۔ ہندوستان مین تمام چہوٹی بڑی ریاستونکی تعداد ۱۵۵ ہے جنکی کل آمدنی کا تخمینہ نوٹ ۹ کروڑ روپیہ سالانہ کیا گیا ہے۔

ہندوستان مین قریبًا تنتیس ہزار ڈاک خانے ہین جن کے ذریعہ سے تخمینًا بیس کروڑ خطوط وغیرہ ہر سال روانہ ہوتے ہین۔

اندازہ کیا گیا ہے کہ کل دنیا کے اخبارون کی قریبًا ۱۲ ارب کاپیان سالانہ شایع ہوتی ہین۔

ایک کرسچن اخبار لکھتا ہے کہ اس صدی کے شروع ہونے سے آجتک ۹۰ لاکھ آدمی عیسائی مذہب کو اختیار کر چکے ہین۔

تمام دنیا مین ۴ لاکھ میل ریل جاری ہے جس مین سے ⅛ حصہ صرف سرکار انگریزی کا مقبوضہ ہے۔

ریل کب جاری ہوئی؟ دنیا مین سب سے اول ریل جاری ہونیکا فخر انگلینڈ کو ہے جہان ۲۷ ستمبر ۱۸۲۸ء کو ریل جاری کی گئی۔ فرانس یکم اکتوبر ۱۸۲۸ء امریکہ ۲۸ دسمبر ۱۸۲۹ء جرمنی ۷ دسمبر ۱۸۳۵ء۔ روس ۴ اپریل ۱۸۳۹ء ہسپانیہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۴۹ء ہندوستان ۱۸ اپریل ۱۸۵۳ء لاہور اور امرتسر کے مابین ۱۸۶۲ء۔ ٹرکی ۴ اکتوبر ۱۸۶۸ء۔

اندازہ کیا گیا ہے کہ تمام دنیا مین ۷ کروڑ ۵۰ لاکھ گھوڑے ہین۔

شہر لوڈن واقع ملک امریکہ مین ایک پتھر ہے جسکو آج سے ۱۳۶ برس پہلے فرونامی ایک شخص نے کسی سے مول لیا تھا نام اس پتھر کا میڈ اسٹون ہے اور چاندی کے ڈالر کے برابر ہے اس مین یہ وصف ہے کہ جا ہے جیسا دیوانہ کتّا آدمی کو کاٹے جہان اس پتھر کو زخم پر لگایا کہ تمام زہر چوس لیتا ہے اور آدمی مرنے نہین پاتا۔

تپ دق کا حکمی علاج چیکاگو کے ڈاکٹر جون مرفی صاحب نے دریافت کرلیا ہے۔ کہتے ہین کہ عند التجربہ وہ ہر ایک علاج مین کامیاب ہوتے رہے ہین۔

ہوہنزولرن۔ خاندان مین بہت دنون سے یہہ رواج چلا آتا ہے کہ اسکے خاندان کے تمام شہزادون کو تجارت سکہائی جاتی ہے۔ اور شہنشاہ جرمنی کے بڑے بیٹون کو اب ایک نہ ایک قسم کا پیشہ سکہایا جارہا ہے۔ فریڈرک ولیم کے زمانہ سے یہہ دستور چلا آتا ہے کہ اسکی تمام اولاد کو صنعت وحرفت کے معمولی طریقے سکہائے جاتے ہین اور انکو اپنے پیشہ کی روزی پر ہی اعتماد کرنا سکہایا جاتا ہے اور اس مطلب کے حصول کے لئے دستکاری سے زیادہ اور کوئی کام بہتر خیال نہین کیا جاتا۔ شہنشاہ حال تو اپنے خاندان کے قاعدہ کلیہ سے مستثنے کردئے گئے تہے لیکن انکے باپ نے جلد سازی مین خوب ملکہ حاصل کرلیا تہا۔

شاہ سیام کے دو شہزادے بہی انجنیری کا کام سیکہہ رہے ہین۔
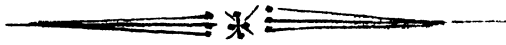
زار کا سرای محل شہنشاہ روس کا سرائی محل جہان سال مین زیادہ عرصہ تک قیام رہتا ہے دریاے نیوا کے کنارہ پر واقع ہے اور اسی جگہہ روس کی اعلی سے اعلی صنعتون کے نمونے اور جواہرات اور عجائبات کا ذخیرہ رہتا ہے اس عظیم الشان محل کا ہر ایک پہلو ۔۔ ے فیٹ طول ہے اور جب شہنشاہ وہان بود وباش کرتا ہے تو نوکر چاکر اور مصاحبون اور خواص وغیرہ کی تعداد ۔۔۔ے کے قریب ہوتی ہے اور وہ سب اسی ایک مکان مین بآرام بسر کرسکتے ہین۔

سلطان المعظم کا دسترخوان۔ حضرت سلطان کا خاصہ صرف ایک شخص اور چند آدمی ماتحت تیار کرتے ہین کوئی دوسرا شخص اوسکو ہاتہہ نہین لگا سکتا۔ چاندی کے برتنون مین کہانا پکایا جاتا ہے اور بعد تیاری کے اوسکو سربند کرکے مہر لگا دی جاتی ہے جو سلطان کے اعلی چیمبرلین حضور شاہی مین اپنے ہاتہون سے توڑتا اور اول ایک چمچہ ہر ظرف مین سے چکہہ لیتا ہے۔ یہہ احتیاط اسلئے ہے کہ کہین کسی دشمن نے کوئی بداحتیاطی نہ کردی ہو۔ کہانا اونہین ظرفون مین دسترخوان

چبا جاتا ہے جن مین کہ وہ بخت ہوتا ہے۔ یہہ ظروف عموماً چاندی اور سونے کے ہوتے ہین اور اگر کسی ادنی درجہ کی دہات کے برتن مین پکنے کا اتفاق ہوا ہو تو اوس مین سے طلائی قابون مین لوٹ لیا جاتا ہے۔ کہانا تناول فرماتے وقت غلام ظرف کا دستہ پکڑ کے سلطان کے سامنے پیش کرتا ہے اور وہ اوس مین سے چمچہ یا ہاتہہ کی مدد سے خاصہ نوش فرماتے ہین۔ چہری کانٹے کا استعمال نہین فرماتے۔ (وزیر اعظم)

اخبارات یورپ لکہتے ہین کہ سلطان المعظم کی مساعی جمیلہ سے آستانہ علیہ مسلمانان روی زمین کا مرکز اور ملجا و ماوا بن رہا ہے خلافت پناہی نے اپنے اخلاق حسنہ اور دور اندیشی سے دنیا بہر کے اہل اسلام کو مسخر کر لیا ہے۔ ممالک غیر کے مسلمانون کے لئے جیب خاص سے مدارس کہولدئے ہین۔ یہی اخبارات لکہتے ہین کہ سلطان کی یہ پولیٹکل چالین عنقریب بجد مفید نتائج پیدا کرینگی۔ اب سے تیس سال پہلے اہل اسلام ایک دوسری سے ناواقف محض تہے۔ مگر خلافت پناہی کے طفیل سے ان مین حیرت انگیز برادرانہ تعلقات اور روابط پیدا ہورہے ہین۔ ر

سلہٹ مین ایک غار متبرک خیال کیا جاتا ہے جو زمین کے اندر ہی اندر چین کو چلا گیا ہے غار کے دروازہ سے کچہہ فاصلہ پر پرانے مندرون کے کہنڈر موجود ہین۔ جہان سابق مین پجاریون کا مجمع رہا کرتا تہا۔ اس غار مین بجز دو یورپین صاحبون کے اب تک کوئی شخص نہین اترا ہے۔ الہ آباد کے قلعہ مین بہی ایک پختہ سرنگ ہی کہا جاتا ہے کہ وہ اندر ہی اندر بنارس تک چلی گئی ہے۔

المورہ سے تہوڑے فاصلہ پر جنگل مین ایک ایسی مخلوقات پائی جاتی ہے جو اب تک درختون کے پتون سے اپنا بدن ڈہانپتی ہے۔

نیپال مین پروفیسر بنڈل اور پنڈت ہر پرشاد شاستری نے بودہ کے مسودے حاصل کرلئے ہین۔ ان مین ایک کاپی اسکنڈا پوران کی بھی ہے جو چھٹی صدی عیسوی مین تحریر کیگئی تھی خیال کیا جاتا ہے کہ شروع زمانہ ہی سے علاوہ سیلون۔ برہما اور جنوبی ہندوستان کے نیپال مین بھی پالی زبان کا علم ادب مروج تھا۔

ایک مبصر کا بیان ہے کہ انگریزون کا قومی نعرہ خوشی "ہپ ہپ ہراہ" دراصل مصریون کا نعرہ تھا اس کے ثبوت مین وہ اہرام کی ایک عبارت بخط قدیم پیش کرتا ہے اور اسکے معنی یہہ بتاتا ہے کہ "آگے بڑھو اور دشمن کو فتح کرو۔"

کہا جاتا ہے کہ مصر مین ایک بدوی قبیلہ کا نعرہ جنگ اس وقت بھی بعینہ "ہپ ہپ ہراہ" ہے (چودھوین صدی)

حضور ملکہ معظمہ کا محل ونڈسر کیسل قریباً آٹھ سو سال سے انگلینڈ کے حکمرانون کا قیام گاہ چلا آیا ہے

مسٹر جارج گولڈ ایک کروڑپتی امریکن نے نیویارک مین ایک حبشی تصویر فروش کی دوکان سے ۹ نادر تصویرین ۱۵ لاکھ روپیہ کو خریدین۔

دو نوجوان یورپ مین دنیا کے گرد پیادہ پا سفر کرنے کو نکلے ہین اور کچھہ سرمایہ بھی ساتھہ نہین لیا ہے۔ کمائین گے کھائین گے اور پھرینگے۔

گرمی کے لحاظ سے جیکب آباد تمام ہندوستان مین اول نمبر پر ہے۔ جہان تھرمامیٹر کا پارہ ۱۲۰ درجہ پر پہونچگیا ہے۔

ایجاد واختراع صنعت وحرفت وغیرہ

فن انجنیری کی حیرت انگیز ایجاد
ایک پٹری کی برقی ریلوے

(رفتار ۱۲۰ میل فی گھنٹہ)

لورپول کی دارالتجارت مین مسٹر ایف - بی - بجر نے ایک پٹری کی ریلوے کی ایجاد پر ایک دلچسپ لکچر دیا - تجویز یہہ ہے کہ بجاے دو پٹری کے صرف ایک پٹری کی آہنی ریل بنائی جاوے اور اس ایک پٹری کو زمین سے چار فٹ اونچی فولادی قینچیون پر نصب کیا جاوے - یہہ قینچیان حرف A کی شکل کی تیار ہونگی اور اونپر آہنی ریل کی پٹری بیچون بیچ سے کسی جائیگی - گاڑیان شعدف کی وضع کی بنائی جاوینگی جسپر ٹھیکر عربستان مین اونٹون پر سفر کرتے ہین - ان گاڑیون کے نیچے وسط مین ایک پہیہ لگایا جائیگا جسکے ذریعہ سے گاڑیان پٹری پر ڈہلکتی ہوی چلی جاوینگی - بجاے اسٹیم کے برقی طاقت سے کام لیا جائیگا - بالفعل تجویز ہو رہی ہے کہ لورپول سے منچسٹر تک جسکا فاصلہ قریبًا ۳۰ میل ہے اس قسم کی ریل جاری کی جاوے - رفتار اقل درجہ ۹۰ میل سے لیکر ۱۲۰ میل تک فی گھنٹہ ہوگی جب ریلوے کمپنیون کو تجربہ سے اس ایجاد کا فائدہ اور نفع ثابت ہو جائیگا تو وہ ضرور اوسکو اپنی لائنون پر بھی جاری کرینگی -

پروفیسر ٹریلر جو سیال ہوا کے دریافت کرنے کا دعویدار ہے کہتا ہے کہ اوسنے مردون کی نعشون کے محفوظ رکھنے کا مسئلہ اپنی اسی ایجاد کے ذریعہ سے حل کرلیا ہی اوسنے ایک سردخانہ

اس ترکیب سے بنایا کہ نعش کو اوسکے اندر رکھکر سردی صفر کے نیچے ۲۵۰ درجہ تک قائم رکھی جس سے جسم مردہ مثل برف کی ایک چٹان کے حجم کر ایسا سخت اور منجمد ہوگیا کہ اوسکے پاؤنکا ایک انگوٹھا ہتوڑہ سے توڑکر اور پہر اوسکو پیس کر سفوف کرڈالا گیا۔ شہر نیویارک واقع امریکہ کے مردہ خانہ کے سپرنٹنڈنٹ مسٹر پرنس نے کئی سرد خانے پروفیسر ٹریلر کی ترکیب سے خاص طور پر تعمیر کرائے ہین پروفیسر مذکور کہتا ہے کہ آینوالی بیسوین صدی مین اوسکی ایجاد طریقہ تدفین مین ایسا انقلاب عظیم پیدا کریگی کہ لوگ مردون کے جلانے یا دفن کرنے کا قدیم دستور بتدریج ترک کرکے اوس کا ایجاد کردہ طریقہ نعشون کے صحیح و سالم محفوظ رکھنے کا اختیار کرنے لگین گے۔

ایک ٹیلیفون ایجاد ہوا اور آزمایش بہی ہوئی ہے جسکے ذریعہ سے سو گز تک زبردست آواز جاتی ہے۔ اخبارونکے لیے اسپیچین بند ہو سکتی ہین اب اڑہائی سو میل تک کے لیے آزمایش ہو رہی ہے۔

ایک گھنٹہ گھر لورپول اسٹیشن پر تیار ہوا ہے جس سے بڑا شاید تمام دنیا مین نہوگا۔ اسٹیشن کے دس پلیٹ فارم ہین ہر پلیٹ فارم سے وقت نظر آتا ہے اور گھنٹہ کا خانہ اتنا بڑا ہے کہ ۶ آدمی بیٹھکر کہانا کہا سکتے ہین۔

کابل کے کارخانہ اسلحہ سازی مین چار جدید توپین تیار ہوئی ہین۔ آزمایش سے معلوم ہوا کہ ۸ میل کے فاصلہ تک کام دیسکتی ہین۔

ایک امریکن موجد نے ایک بندوق نکالی ہے جو ایک منٹ مین ۴۵ ۔ اور ایک گھنٹہ مین ۲۷۰۰ فیر کرسکتی ہے۔

سوئیڈن کے کارخانہ دیاسلائی مین ایک دن مین دس لاکھہ ڈبیان تیار ہوتی ہین۔

عجیب وغریب مصنوعی جانور

سن مسیحی سے چارسو برس قبل ٹارین ٹم مقام مین ایک کاریگر ارچیاس نامی ہوگذرا ہے۔ اس نے ایک نقلی کبوتر بنایا تھا کہ وہ اپنے پرون سے اوڑتا تھا لیکن اس مین کاریگر کی عدم توجہی یا ناواقفیت کی وجہ سے یہ نقص رہگیا تھا کہ نہ تو وہ واپس آسکتا تھا اور نہ اوس کی رفتار رک سکتی تہی۔ مگر پچہلے دنون مین جرمنی کے ایک کاریگر جان ملر نے اس کام مین بہت بڑی کامیابی حاصل کی اُس نے ایک ایسا جانور بنایا۔ کہ وہ ایک میل تک اوڑ جاتا تہا۔ اور اپنی اصلی جگہہ پر پہر واپس آجاتا تہا نارمبرگ کا بادشاہ ایک بار مکیس ملین سے ملنے گیا تو اوس نے بہی اس صنعت کو ملاحظہ فرمایا اور جان ملر کو بہت کچہہ انعام دیا۔ اسی کاریگر نے بعدازان ایک لوہے کی مکھی بہی بنائی وہ مکھی اس کے ہاتہہ پر سے اوڑکر اور بہت سے چکر لگا کر پہر ہاتہہ پر آکر بیٹھہ جاتی تہی۔ جزائر ولیسٹ انڈیز مین فرانسیسون کی آبادی سینٹ کرسٹوفر نامی ہے اس جگہہ سنہ ۱۶۹۰ء مین کرنل ڈی جینیس نے انگریزون کو بہت بڑی شکست دی تہی۔ یہ کرنل جسطرح کہ بے مثل بہادر تہا اوسی طرح کلون کے فن مین بہی لاثانی تہا اوس نے ایک مصنوعی مور اس ترکیب سے بنایا تہا کہ وہ بالکل زندہ معلوم ہوتا تہا وہ چلتا پہرتا تہا۔ اپنے پرون کو پہیلاتا تہا۔ دانہ چگتا تہا۔ سب سے زیادہ عجیب بات یہ تہی کہ دانہ اس کے معدہ مین زندہ جانور کی طرح گلجاتا تہا اور بیٹہہ بہی اصلی جانورونکی طرح خارج ہوتی تہی۔ لیکن ایک فرانسیسی صناع ہاکنس نے اس پر بہی حاشیہ چڑہا دیا۔ ہاکنس نے ایک راج ہنس بنایا تہا یہہ راج ہنس ظاہری صورت مین بہی اصلی سے ایسا مطابق تہا کہ دیکہنے والون کو کسیطرح تمیز نہین ہوتی تہی سنہ ۱۷۳۸ء مین اس جانور کی نمایش پیرس مین ہوئی۔

اس کی صنعت نے لوگون کو کچہہ ایسا حیران کیا کہ بہت سے لوگ اصلی ہی سمجھتے تھے
راج ہنس کے پر اوس پر بہت خوبی سے لگاے تھے اعضاے اندرونی بہی مثل اصلی کے
تمام دکمال بنا دیئے تھے جب اسکی کوک بہردی جاتی تھی تو وہ زندہ راج ہنس کی طرح
چلتا تہا۔ کہاتا پیتا تہا۔ اور کوئی حرکت اصلی جانور کے خلاف نہ کرتا تہا۔ اور اندر کچہہ دوائین اس
قسم کی رکہی تہین کہ جو کچہہ کہاتا تہا وہ ہضم ہوکر فضلہ خارج ہوجاتا تہا اس کے سوا قائین قائین
کی آواز بہی اصلی جانور کی سی تہی۔ سب سے زیادہ صفت کی یہ بات تہی کہ جب وہ پانی پیتا تہا
پانی مین اوسی طرح گرداب پڑتے تہے جس طرح کہ زندہ جانور کے پانی پینے سے پڑتے تہے

نمایش پیرس مین بہیجنے کو حضور نظام نے ایک عمدہ مجموعہ عجائبات دکن کا تیار کرایا ہے۔
جس مین ورنگل کے مشہور قالین۔ بدری ظروف اورنگ آباد کے پارچے اور نقرئی ظروف وغیرہ شامل ہین

ایڈنبرا ریویو مین ایک مضمون چہپا ہے جس مین ثابت کیا گیا ہی کہ ریاست نظام و بندیلکہنڈ اور
اور پنا مین ہیرے کی کانین موجود ہین لیکن کافی سرمایہ لگاکر چونکہ نہین کہودی جاتین لہذا نفع
نہین ہوتا ورنہ ہیرا بکثرت ہندوستان مین موجود ہے۔

کانگڑہ مین افواہ ہے کہ پچہلے موسم گرما مین ایک سیاح نواح تبت سے دس لال لایا تہا جس مین
سے ایک اوسنے پچاس ہزار روپیہ پر کلکتہ مین بیچا۔ اور باقی کو ہالنڈ کے شہر امسٹرڈم مین فروخت کیا

ریشم کے کیڑون کی پرورش ضلع گلگٹ مین کئے جانے کی تجویز ہے انڈے کشمیر سے
لائے جائینگے اور مواضعات مین تقسیم کئے جائینگے۔

نیل چین مین ایسی ارزانی کے ساتھہ بنایا جاتا ہے کہ ہندوستان کے نیل کی وہان ترقی ہونا ممکن نہین۔

جرمنی اشیا کی تجارت سیلون مین روز افزون ترقی کر رہی ہے پچھلے دس سال مین قریب چوگنی کے ہو گئی ہے۔

انگلستان کی مردم شماری مین پیشہ ور عورتین حسب ذیل شمار ہوئین۔

درزی کا کام کرنے والیان	۱۶۰۰۰
چھاپہ خانون مین "	۲۵۰۰
معدنیات کی کانون مین "	۲۷۲۱
ڈاک خانون مین	۳۰۰۰
مدارس مین	۱۳۰۰۰

آہن پوست آدمی فی الحال برلن مین ایک نہایت قابل ذکر شخص زندہ ہے جسکا دعوی ہے کہ اوسے ایک ایسا اکسیر علاج معلوم ہے کہ جسکے بنی نوع انسان ہر وقت خواہشمند رہتے ہین۔ اس شخص کے بدن مین کوئی تیز چیز داخل نہین ہو سکتی تیز سے تیز چاقو اور شمشیر بران اوسکے بدن پر کُند ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو آہن پوست بتاتا ہے۔ اوسکا سب سے بڑا کرتب یہہ ہے کہ وہ ایک حلقے مین سے گذر جاتا ہے جسکے اندر کی جانب تیز دہار والی لوہے کی چیزین کیل خنجر اور دوسری اسی قسم کی اشیا لگی ہوتی ہین اس تماشہ کو دیکھکر برلن کے ڈاکٹر حیران ہین۔ اس شخص کا چمڑا ایک پُر اسرار معلوم ہوتا ہے اور جیسا کہ اسکا بیان ہے

اگر وہ اسی اکسیر سے دوسرے لوگون کے جسم بھی آہنی بنادے تو لوگ اس کے حاصل کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے۔ واقعی علم کا دریا ناپیدا کنار ہے۔

متفرق علمی نوٹس نصیحت وغیرہ

ایک انگریزی اخبار لکھتا ہے کہ علمی دنیا مین یہہ امر بیشک قابل یادگار ہے کہ ہندوستان کا ایک والی ملک لنڈن مین ایک مستند تاریخ کی کتاب شایع کرے۔ فی الحال مہاراجہ صاحب گائیکواڑ بڑودہ نے اس قسم کی ایک کتاب موسومہ "از قیصر تا سلطان"، ولایت کے مشہور مالک مطبع مسٹر فشراون کے چھاپہ خانہ سے طبع کراکر شائع کی ہے جسکی بڑی تعریف ہو رہی ہی خداوندکریم ہمارے ملک کے دیگر رؤسا کی طبیعت مین بھی ترویج علوم وفنون اور تصنیف وتالیف کا شوق پیدا کرے۔

ہز ہائنس مہاراجہ صاحب والی ریاست جیپور نے ایک نئی نہایت دلچسپ کتاب شائع کی ہے یہہ کتاب دربارہ اون زبانون کے ہے جو ریاست جیپور مین بولی جاتی ہین اور جنکی تعداد بندرہ ہے۔ اس کتاب کی صرف سو جلدین چھپی ہین۔

مسٹر جسٹس سید امیر علی ہندوستان کے مسلمان حکمرانون کی تاریخ لکھ رہے ہین جس مین وہ رسم ورواج اور طرز حکومت کا حال بھی قلمبند کرینگے۔ وہ آج کل رخصت لیکر ولایت گئے ہوئے ہین اور وہین اس کتاب کو ختم کرینگے۔

اشاعت انجیل یورپ اور امریکہ کی بائبل سوسائٹیاں فی منٹ دو مکمل انجیلیں چھپوا کر تقسیم کرتی ہین یعنے قریبًا سوا پانچ لاکھ سالانہ انجیل کے مختلف حصے جو شایع کئے جاتے ہین وہ علاوہ ہین۔

قسطنطنیہ کے سررشتہ تعلیم نے ممالک عثمانیہ کے غربا مین ۵ ہزار ۶ سو ۷۶ سیپارے ایک ہزار ۹ سو ۸۲ قرآن شریف اور ۲ ہزار ۶ سو ۴ ۵ مختلف کتابین مفت تقسیم کین۔

ہزہائنس والی ریاست جودہپور کی علمی قدردانی

ریاست جودہپور کے فاضل مصنف کوراج مرار وان جی نے ایک ہندی کتاب کی تصنیف کے صلہ مین جو اونہون نے سری حضور کے نام نامی پر تصنیف کر کے۔ ماہ گذشتہ مین پیش کی تھی عالی جناب ہزہائنس فرمانروائے دولت مارواڑ جودہپور سے پانچہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر حاصل کی۔ یہہ چار دیہات ہین جو پنڈت صاحب کی جاگیر مین فی الحال عطا فرمائے گئے ہین۔ پنڈت صاحب پہلے ہی ایک بڑے معزز مقتدر ۲۵ ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیردار ہین جن کے المئہ کی تعداد اس پانچہزار روپیہ کے تازہ صلہ نے پورے تیس ہزار روپیہ سالانہ تک پہونچادی ہے ہزہائنس والی ریاست مارواڑ کا یہ شاہانہ عطیّہ خود شاہد ناطق اس امر کا ہے کہ سری حضور پرنور خود بدولت کو بھی فضل و کمال علوم مین کیا پایۂ عالی حاصل ہوگا۔؟ اور علمی فضیلت کے آپ کیسے لاثانی قدردان ہین جنکی نسبت دعوے سے کہا جاسکتا ہے کہ اگر مشعل آفتاب بھی ہاتھہ مین لیکر ڈہونڈا جائے۔ تو اس زمانہ قحط الرجال مین ایسی لاثانی قدردانی کی کوئی ایک بھی نظیر نہ ملسکے گی۔

جسپر انصافًا اور استحقاقًا حضور ممدوح مبارکباد کے مستحق ہین اور ہم صدق دل سے انہین مبارکباد

کہتے ہین کاش اگر علمی قدردانی مین دیگر فرمانروایان دولت ہاے دیسی ہزہائینس تاجدار مارواڑکی تقلید کی ہمت دکہانے لگین تو اس ویرانہ دیار ہندوستان مین پہر اسی طرح بحار ذخار علوم وفنون موجزن شورش فگن نظر آنے لگین جسطرح کہ کبہی کسی گذشتہ زمانہ مین نظر آتے تہے اور جنکی بدولت تمام ممالک روے زمین پر ہندوستان کو فخر ومباہات کا اعزاز حاصل تہا۔ دکوہ نور

بمبئی یونیورسٹی کے سینٹ نے مسٹر جسٹس گوبند رانا ڈے کی تحریک سے یہہ رزولیشن جو گورنمنٹ مین پیش کیا تہا کہ امتحانات یونیورسٹی مین جو طلبا فیل ہوجاتے ہین اونکا امتحان دوسری سال صرف اونہی سبجکٹون مین ہوا کرے جن مین وہ فیل ہوئے ہون گورنمنٹ نے اس کو اس شرط پر منظور کرلیا ہے کہ جن سبجکٹون مین طلبا ۵۰ فیصد تک نمبر حاصل کرلیا کرین اون مین اونکا دوبارہ امتحان نہ لیا جاوے باقی مضامین مین حسب معمول امتحان لیا جائیگا۔ اگر ہندوستان کی دوسری یونیورسٹیان بہی اس عمدہ قاعدہ کو جاری کردین تو بیچارے طلبا جو دماغی محنت کے مارے پسے جاتے ہین اونکی عام صحت وتندرستی کو بڑا فائدہ پہونچے۔

کلکتہ یونیورسٹی کے امتحانات کا نتیجہ شایع ہوگیا۔ انٹرنس مین ہر قوم کے پاس شدہ طلبا کی مجموعی تعداد ۲۵۲۶ ہے جن مین سے ۲۳۲ مسلمان ہین۔ فرسٹ آرٹس مین ۹۲۶ پاس ہوی جس مین ۶۸ مسلمان ہین۔ بی اے کے ۳۶۴ پاس شدہ طلبا مین مسلمانون کی تعداد صرف ۲۶ ہے۔ اسدفعہ ایک عجیب وغریب بات جو یونیورسٹی کی تاریخ مین ہمیشہ یادگار رہیگی۔ یہہ ہوئی کہ ایک بنگالی لڑکی مس مجمدر نے امتحان بی۔ اے کی شاخ ریاضی مین آنرز (اعزاز) کے ساتہہ پاس کیا۔ مس مذکورہ بالا کے علاوہ تین اور لڑکیان رمس گپتہ۔ رمس نازیلہ سیمیٹولنس۔ اور مس اللی کرسچین امتحان۔ بی اے مین کامیاب ہوئین۔

اخبار سوڈان گزٹ کا پہلا نمبر امدرمان سے چہپکر شائع ہوا ہے اس مین چہوٹی تقطیع کے چار صفحے ہین ایک کالم انگریزی مین ہے اور دوسرا عربی مین ہے اس پہلے نمبر مین سوڈان کی آیندہ حکومت کی نسبت انگریزی اور مصری گورمنٹون کا معاہدہ اور پہر خدیو کا فرمان چہپا ہے جسکے ذریعہ سے لارڈ کچنر کو گورنر سوڈان مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ چند اور سرکاری احکام اور اشتہارات درج ہین

صدی کب شروع ہو گی۔ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو یا یکم جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو اس سوال پر بہت بحث ہو رہی ہے بعض کہتے ہین کہ سن روان کے خاتمہ پر آیندہ صدی شروع ہو جانی چاہیئے۔ اور بعض کا قول ہے کہ سنہ ۱۹۰۰ء انیسوین صدی کا آخری سال ہے اور اس کے بعد بیسوین صدی شروع ہو گی اور حقیقت مین آخر الذکر حق بجانب ہین کیونکہ جب تک ایک سینکڑہ پورا نہو دوسرا کس طرح محسوب ہو سکتا ہے۔ ۹۹ کے خاتمہ پر پورے سو نہین ہو جاتے بلکہ صدی کا آخری سال شروع ہوتا ہے (سول اینڈ ملٹری نیوز)

سینٹفک سوسائٹی مظفرپور بنگال کیطرف سے جو اسکول ابتک جاری تہا اوسکو کالج بنانے کے لئے بابو لنگٹ سنگہہ زمیندار و ٹہیکہ دار ریلوے نے پچاس ہزار روپیہ اور چودہری رگہوناتہہ داس زمیندار جینت پور نے تیس ہزار کی دو بڑی زمین چندہ مین دین اولوالعزمی اور قومی ہمدردی اس کو کہتے ہین۔ اب اسکول مذکور اسی ماہ جون مین کالج کے مرتبہ کو پہونچ جائیگا۔ کلکتہ یونیورسٹی نے اوسکا ایفلشن داشتراک منظور کر لیا ہے۔

کانپور مین ایک مشہور زمیندار شنکرانند بابو صاحب نے اپنے گرو کی ہدایت سے ایک انگریزی اسکول اپنے علاقہ مین رعایا کی تعلیم کے لئے جاری کیا ہے۔

زراعتی کالج ممالک مغربی و شمالی و اوده مین بمقام لکھنو یا سہارنپور عنقریب جاری ہونیوالا ہے۔

ایک اخبار نے یہہ خبر مشہور کی ہے کہ امسال لاہور مین ایک بہت ہی کم سن لڑکا جسکی عمر ۹½ سال سے زیادہ نہین ہے امتحانات مڈل و انٹرینس دونون مین شامل اور دونون مین پاس ہوا عنقریب یہہ سنئے گا کہ مان کے پیٹ سے مڈل پاس کیا ہوا لڑکا پیدا ہوا!!

ملتان بورڈ اسکول مین ایک طالب علم پڑہنے کے لئے آیا ہے جسکے دونون ہاتھہ نہین ہین لیکن دونون بازوؤن مین قلم پکڑکر لکھہ سکتا ہے۔ اسکا نمبر پچھلے ورنیکلر امتحان مڈل مین تیسرا تھا۔

مہاراجہ بجے چند مہتاب صاحب والی ریاست بردوان نے امتحان انٹرینس درجہ دوم مین پاس کیا

دہلی کی لٹریری سوسائٹی جسکی کاروائیان عرصہ سے موقوف تہین پہر جاری ہوگئی ہے اوسکے جلسے اوقات معینہ پر ہوتے لگے اور علمی مضامین پر لکچر دیجاتے ہین پہلا لکچر "سقراط کی معذرت پر" پادری رائٹ صاحب۔ ایم۔ اے نے دیا تہا۔

ڈاکٹر سٹین صاحب رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے گورنمنٹ ہند و گورنمنٹ چین سے علمی تحقیقات کی غرض سے ہوتان و چینی ترکستان مین سیاحت کرنی کی اجازت حاصل کی۔

البرید مصری اخبار کے اڈیٹر عزت لو محمد شریف حیدرآباد دکن کی سیر کو آئے ہوئے ہین۔

مسٹر ارکپلنگ مشہور ناولسٹ وشاعر نے ۲۵ ہزار ڈالر ہرجانہ کا دعوی ایک پرنٹنگ کمپنی پر نیویارک کی عدالت مین دائر کیا ہے۔

اورینٹل کانگریس جو امسال رومامین ہوگی اوسمین شریک ہونے کے لئے حیدرآباد گورمنٹ کی طرف سے شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی ڈیلیگٹ مقرر ہوکر روانہ ہوے۔

چھاپہ کی ایجاد نے زمانۂ حال مین کسقدر ترقی کی ہی

پندرہوین صدی کے وسط مین چھاپہ ایجاد ہوا پہلی کتاب جو یورپ مین چھاپی گئی وہ انجیل تھی پہلے پہل یہہ فن صرف پادریون کے ہاتھہ مین رہا اور وہ اس سے عیسائی مذہب کی کتابین شایع کرتے رہے لیکن جب یہہ فن عوام کے ہاتھہ مین آیا۔ تو امرا کے چلن اور انتظام سلطنت کے متعلق بہی تصنیفات شایع ہونے لگین۔

اٹھارہوین صدی کے اخیر تک پارلیمنٹ کی کارروائی اخبارون مین شایع کرنا جرم تھا وہ قانون تاحال منسوخ نہین ہوا لیکن اسکی تعمیل نہین ہوتی۔ انگلینڈ کے اخبار پارلیمنٹ کی اسپیچون اور کاروائیون سے پُر ہوتے ہین۔ اور اس رکاوٹی قانون کی رو سے کوئی بازپرس نہین کیجاتی

اب انگلستان مین چھہ ہزار کے قریب مختلف علوم وفنون کی کتابین ہر سال شایع ہوتی ہین۔ ناول وغیرہ اور متفرق تصنیفات اسکے علاوہ ہین۔

۱۸۵۰ء مین پارلیمنٹ انگلینڈ نے ایک قانون پاس کیا تہا کہ ہر شہر کی لوکل بورڈ ایک پونڈ آمدنی پر ایک پینی محصول لگاکر کتب خانے کہولے۔ اب انگلینڈ کے ہر ایک شہر وقصبہ مین کتب خانے کہلے ہین کہ جن مین پچاس ہزار جلدون سے لیکر ڈہائی لاکہہ جلدین موجود ہوتی ہین لندن کے کتب خانہ عام مین ساڑہے تین لاکہہ جلدین ہین۔

برٹش میوزیم مین ۱۲ لاکہہ کتابین ہین۔
ایڈنبرا اور کیمبرج کی یونیورسٹیون کی متعلقہ لائبریریون مین چہہ چہہ لاکہہ کے قریب کتابین موجود ہین۔
علاوہ میونسپل بورڈون کے قائم کردہ کتب خانون کے مختلف سوسائیٹیون اور جماعتون کے بہی کتب خانے ہین۔ جن مین اکثر ایک ایک لاکہہ تک کتابین موجود ہین۔

یادگاری واقعات

(ماہ مئی وجون ۱۸۹۹ء)

ماہ مئی کی یادگاری واقعات مین سب سے بڑا واقعہ جشن سالگرہ ہرامپیریل مجسٹی حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خلد اللہ ملکہا واقبالہا ہے۔
۲۴۔ تاریخ کو ہندوستان کی ہر شہر۔ ہر قصبہ۔ اور قریہ مین حضور ممدوحہ کی درازی عمر وترقی اقبال کی دعائین تمام مساجد ومنادر مین مانگی گئین۔ اور عام خوشیان منائی گئین جس سے ظاہر ہے کہ ہماری ہر دلعزیز ملکہ معظمہ کے ازدیاد عمر کے ساتہہ رعایاے ہند کا دلی خلوص محبت عقیدت اور اُنس بہی بڑہتا جاتا ہے۔
دوسرے بڑی خوشی کی بات یہہ ہے کہ بخلاف ماضی اس سال کا محرم بخیر وخوبی ختم ہوا اور اہل ہنود واہل اسلام دونون اس سالانہ تقریب مین اتحاد اور خلوص دلی سے شریک ہوئے اور کسی جگہہ کسی قسم کا فساد نہین ہوا۔ ان دونون قومون کا اتفاق ملک کے لئے نیک فال ہے
اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ!
اوائل ماہ مئی مین قریباً اٹہہ سو سگنلرون نے گریٹ انڈیا پننسلا ریلوے پر بوجہہ قلت تنخواہ

وکثرت کار ایکا کر کے کام چھوڑ دیا کمپنی مذکور نے سگنلرون کی شکایت پر کچھ التفات نہین کیا اگر گورنمنٹ بمبئی عام مسافرونکی آسایش کے خیال سے اپنی فوجی سگنلرون سے وقت پر مدد نہ دیتی تو کمپنی کو قدر عافیت معلوم ہوتی - ١٦ - مئی کو ہرتال ختم ہو گئی بعض سگنلر واپس آگئے اور قریب ٣٠٠ کے موقوف کر دیئے گئے -

اسی مہینے مین نواب **محسن الملک بہادر** کے دورہ سے سرسید میموریل فنڈ مین ٥٠ ہزار روپیہ چندہ مین آیا گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی نے نہایت فیاضی سے علی گڈہ کالج کی سرکاری امداد مین دو سو روپیہ ماہوار کا مستقل اضافہ منظور فرمایا - اور ٹھاکر درگا بخش سنگھ صاحب تعلقدار نیل گانو ضلع سیتاپور نے ڈیڑہ ہزار روپیہ چندہ دیا -

سنسکرت کالج - دہلی مین ١٥ مئی سے جاری ہو گیا - اسوقت ٣٠ ہزار روپیہ اس کالج کے لئے چندہ سے وصول ہو چکا ہے - ٤ لاکھ کی ضرورت ہے بالفعل زرچندہ مجتمعہ کے سود سے معمولی خرچ چلایا جائیگا - اسکے سوا جسقدر خرچ کی ضرورت ہو گی لالہ سری کشن داس صاحب مشہور ساہوکار اپنی جیب سے دینگے -

---

ہندو کالج بنارس بہی اوسی تاریخ کو کہولا گیا -
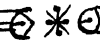
ایک پنجابی رئیس نے ہندو سنٹرل کالج بنارس کے تعمیری فنڈ مین دس ہزار روپیہ چندہ دیا اور اپنا نام ظاہر نہین کیا - گپت دان اسکو کہتے ہین - !

بابو بھگوانداس صاحب ایم - اے - ڈپٹی کلکٹر نے اپنے عہدہ سے استعفا دیکر ہندو کالج بنارس کا عہدہ آنریری سکرٹری قبول کیا ہے اور اپنے تئین اس قومی خدمت مین مصروف

کیاہے قومی ہمدردی اس کو کہتے ہین۔!

سری حضور مہاراجہ صاحب کپورتھلہ نے لاہور کے ٹکنیکل انسٹیٹیوٹ کو ۵ ہزار روپیہ کا چندہ عطا فرمایا ہے۔

ایک کوکنی برہمن پران جپی نامی نے کیمبرج یونیورسٹی کی سالانہ امتحان مقابلہ ریاضی مین سینیر رنیگلر کا درجہ حاصل کیا۔ یہہ امتحان دنیا بھر مین ریاضی کا اعلیٰ امتحان ہے اور یہہ پہلی دفعہ ہے کہ ایک ہندوستانی کو سینیر رنیگلر کی عزت حاصل ہوئی ہے ورنہ محض رنیگلر تو دو تین بنگالی اور بھی ہین۔

آنریبل نواب ممتاز الدولہ محمد فیاض علی خان صاحب بہادر ممبر سپریم لیجیسلیٹو کونسل گورنمنٹ ہند و رئیس پہاسو نے اپنے وطن مین انگریزی تعلیم کا مدرسہ قایم کرنے کے لئے ۶۳ ہزار روپیہ کی زمینداری وقف کردی یہہ قابل قدر دوامی فیاضی آپ کے اسم بامسمے ہونے کی بین دلیل ہے اور ہمیشہ آپ کے نام نامی کو روشن رکھیگی۔

مہاراجہ بہنور پال سنگہہ جی والی ریاست قرولی شیر کے شکار مین بندوق پھٹنے سے سخت مجروح ہوئے۔

پارسیون کی تعلیم یافتہ پارٹی نے کوشش کی تہی کہ بجاے دخمون کے تدفین کی رسم جاری کرین لیکن اونکے دستور اور موبدون کی مخالفت کی وجہہ سے ناکامیابی ہوئی۔

دہلی مین جمنا کے کنارے ایک پنڈت صاحب نے سیارونکی نحوست رفع کرنے کی غرض سے بڑا بہاری جگ کیا۔

ماہ جون کے اول عشرہ مین امرتسر مین سخت آتشزدگی ہوئی کم وبیش تیس مکان اور دکانین جو قیمتی سوداگری مال سے بھری ہوئی تھین جلکر خاکستر ہوگئین۔ دو لاکھ کا نقصان ہوا۔

نظام ریلوے پر ایک سخت حادثہ ہوا۔ بارش کی طغیانی سے بی بی نگر اور بھونگیر اسٹیشنونکے درمیان پل ٹوٹ گیا سکندرآباد سے ایک مال گاڑی آرہی تھی جو درمیان مین جا پڑی۔ ڈریور اور فائرمین غرقاب ہوگئے گارڈ بچ گیا کیونکہ بریک اوس پار رہگیا تھا۔ اگر خدانخواستہ مسافر گاڑی ہوتی تو بڑا نقصان ہوتا۔ نظام ریلوے کا قریب دو لاکھ کے نقصان کا تخمینہ کیا جاتا ہے۔

نواح بمبئی مین ایک اور حادثہ عظیم ہوا۔ ایک کشتی جس مین بیس پارسی مرد عورات سوار تھین تاپتی ندی مین ڈوب گئی سب غرق ہوگئے۔

مدراس پریسیڈنسی کے ضلع تناولی مین دو ہندو قومون مین فساد عظیم ہوا قریب سو آدمیونکے مارے گئے اور ایک بڑا مندر شیو کاشی کا لوٹ لیا گیا اور کئی گانون جلا دئے گئے۔ اب مفسدین گرفتار ہوتے جاتے ہین۔ اور فتنہ فرو۔

نینی تال کے واٹرورکس کا افتتاح نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے فرمایا اور مسٹر ایکمن کی بہت تعریف کی

۲۴۔ جون کو چاند گہن ہوا قریب تین گھنٹہ کے بعد ختم ہوگیا۔

قریباً وسط ماہ جون سے موسمی بارش شروع ہوکر آخر ماہ مذکور تک قریب قریب ہندوستان کے تمام شہرون مین خاطرخواہ ہوگئی۔

ان مہینون مین طاعون کی وارداتون مین کمی رہی امید ہے کہ عنقریب یہ موذی مرض ملک سے دفع ہوگا۔

اموات مشاہیر۔ ماہ مئی و جون ان دونون مہینون مین ہمارے ملک کے اکثر بڑے بڑے مشہور اور ممتاز معتبران قوم نے سفر آخرت اختیار کیا۔

تاریخ ۲۰ مئی کو آنریبل **نواب محمد علی خان صاحب** رشکی خلف اکبر نواب مصطفی خان

صاحب شیفتہ وحسرتی رئیس جہانگیر آباد نے دہلی مین انتقال فرمایا مرحوم کے ہاتھہ مین ایک سفید دانہ نکلا تہا جو پیام اجل تہا۔ آپ کی عمر ۵۵ سال تہی اور اپنی سادہ مزاجی اور اولوالعزمی اور قومی ہمدردی کی وجہہ سے سرکار اور رعایا دونون کی نظرون مین نہایت ہر دلعزیز اور نیک نام تہے خدا غریق رحمت کرے مولانا حالی نے مرحوم کے انتقال پر ملال پر ایک پر درد قطعہ مع قطعہ تاریخ کے تحریر فرمایا ہے جو اسی نمبر مین آگے چلکر ملیگا۔ مرحوم کے برادر اصغر نواب محمد اسحاق خان صاحب ریاست رامپور کے مدار المہام ہین جو آپ کی حیات ہی مین دہلی تشریف لے آئے تہے ہم اس حادثہ جانکاہ پر تہ دل سی اظہار ہمدردی کرتے ہین۔

اسی مہینہ مین غرہ محرم ۱۳۱۷ھ کو ہندوستان کے مشہور شاعر و فارسی قصیدہ گو مولانا سید فضل رب عرشی نے بمقام حیدر آباد رحلت فرمائی۔ مرحوم غازی پور کے باشندے اور ریاست موصوف مین تین سو روپیہ ماہوار کے منصبدار تہے۔ اپنے فن مین وحید العصر تھے چند ہی ساعت مین فی البدیہہ قصیدہ کہدیا کرتے تہے۔ ہمکو بہی اونکی خدمت مین نیاز حاصل تہا اور اکثر اوقات خود اونکی زبان سے اون کا کلام سننے کا اتفاق ہوا ہے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ گویا خاص کوئی ایرانی پڑہ رہا ہے۔ اگر پس پردہ پڑہتے تو ہرگز یہہ تمیز نہین ہو سکتی تہی کہ یہہ لہجہ ہندوستانی کا ہے یا ایرانی کا قصائد گوئی مین بالکل خاقانی اور عرفی کے ہم پلہ تہے۔ اس خداداد لیاقت و قابلیت کو مرحوم کی منکسر المزاجی اور سادگی نے اور بہی چمکا دیا تہا۔ اب ہندوستان مین اس پایہ کا کوئی شاعر نہین رہا۔

بنارس مین مشہور عالم سوامی لیشود ہانند سرستی نے وفات پائی۔ یہہ بہت بڑے عالم متقی اور زاہد تہے شہر بنارس کو ان پر فخر تہا۔ آپ کی عمر سو سال سے متجاوز تہی آپ اپنی تمام جائداد مہاراجہ صاحب دربہنگہ کے نام وصیت کر گئے ہین۔ ایسے لوگ اب کہان پیدا ہوتے ہین۔

امرتسر مین میر اسد اللہ صاحب رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ اور بنارس مین مرزا رحمت اللہ

بیگ صاحب کے انتقال سے ان دونون شہرون کے اہل ہنود و اہل اسلام کو سخت رنج ہوا یہہ دونون بزرگ نیک سیرت فرشتہ خصال ہر دلعزیز تہے۔ میر اسد اللہ صاحب مرحوم کے فرزند میر کرامت اللہ صاحب کی رسم دستار بندی خود صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے ادا فرمائی اور سرکار کی طرف سے ایک دوشالہ اور ایک دستار اپنے دست مبارک سے عطا کی۔ خدا لوحین کو غریق رحمت کرے اور پس ماندگان کو صبر جمیل و توفیق نیک عطا فرمائے۔

پٹنہ مین نواب سید ولایت علی خان صاحب بہادر رئیس اعظم نے ۲ جون کو ۳۸ برس کی عمر مین رحلت فرمائی۔ آپ شہر پٹنہ کے مدارس کی بانیون مین شمار کئے جاتے تھے اور تعلیم کے بڑے حامی تہے۔ غدر مین سرکار کی بڑی بڑی خیر خواہیان کین اور مورد اعزاز ہوئے۔

۱۶ جون کو آگرہ کے کمشنر مسٹر گلبرتہہ صاحب نے دفعۃً انتقال کیا۔ آپ ریاست بھرتپور کے عہدہ دارون کے ساتہہ ڈاکوون کے انسداد کا بندوبست کرنے متہرا تشریف لے گئے تہے وہان سے واپس آتے ہی دفعۃً علیل ہوئے اور دوسرے روز انتقال فرما گئے گویا یہہ سمجہنا چاہیئے کہ سرکاری خدمت اور اپنے فرض منصبی کے التزام مین جان دی۔

۲۲ جون کو سر راجہ رام سنگھ بہادر کے سی۔ بی کمانڈر انچیف افواج جمون وکشمیر و برادر خورد مہاراجہ صاحب والی ریاست موصوف کے انتقال سے تمام ملک کشمیر مین تہلکۂ عظیم برپا ہوا۔ راجہ صاحب نہایت ہردلعزیز نیک نام اور برٹش گورنمنٹ کے بڑے خیر خواہ اور معتمد علیہ تہے۔ آپ پہلے ہندوستانی رئیس تہے جنکو ولایت سے خطاب کے سی بی۔ کا ملا تہا جو سی۔ آئی۔ ای۔ و سی۔ ایس۔ آئی وغیرہ سب خطابون سے زیادہ معزز اور اعلیٰ درجہ کا خطاب ہے۔

ایڈیٹر

قطعہ فارسی

در شیون نواب محمد علیخان مرحوم متخلص بہ رشکی رئیس جہانگیر آباد ضلع بلند شہر

از مولانا حالی

دریغ از رحلت نواب رشکی ۔ کہ بود امید گاہِ حالیِ زار

بصورت گرچہ بود از دیدگان دور ۔ نبود از دل نہان یک لحظہ زنہار

بیادِ صحبتِ دیرینۂ او ۔ بدے روشن تر از روزم شبِ تار

زمرگ خواجہ گم کردیم صد حیف ۔ متاع کاسد خود را خریدار

دریغ آن شادباش و شادمان زی ۔ دریغ آنکس مرنجان کس میازار

دریغ آن عہد وصلِ گاہ گاہے ۔ کہ می آمد پس از یک سال یکبار

دریغ آن یاد صحبت ہائے پیشین ۔ کہ می شد تازہ از انشا و اشعار

دریغ آن یادگارِ عہد اسلاف ۔ کہ یاد از وضعِ شان دادی بہ کردار

قدیمان را نہ راندے از در خویش ۔ وگر بودند عاصی یا خطاکار

بعمر خویشتن نگرفت گاہے ۔ بجرمے خشم بر خیل پرستار

مقرر داشت چون رزق مقدر ۔ بہر کس ہرچہ می بخشید ادرار

چنان کاندر درِ روزی نہ بندد ۔ بجرمے یا خطائے بر گنہگار

ز حالی گرچہ کہتر بود در عمر ۔ ولے بر نسبت زینجا پیش از و بار

مگر چشم صبوری داشت از ما ۔ کہ لختے پیش از ما راند رہوار

بلے چون جنگ نتوان با قضا کرد ۔ بہر کش صبر باید کرد ناچار

ولے از دل نگردد یاد او محو ۔ بود تا جانِ محزون در تنِ زار

قطعہ تاریخ وفات

نواب محمد علی خان مرحوم رئیس جہانگیر آباد

محمد علی خان رئیس سترگ	کہ در مردمی برد از اقران سبق
بناگاہ بربست رخت سفر	جگرہا ازین غصہ گردید شق
چو بر بخشش حق بسے تکیہ داشت	شدش سال تودیع بخشش ز حق

سنہ ۱۳۱۷ھ

ریویو

تجلیات عشق

(یعنی)

دیوان اکبر

مطبوعہ مطبع شوکت شاہجہانی۔ آگرہ ضخامت ۴۴۵ صفحے تقطیع ۲۰+۲۶ کاغذ ولایتی

یہہ دیوان نتیجہ طبع وقاد قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حاجی سید شاہ محمد اکبر صاحب ابو العلائی سجادہ نشین خانقاہ داناپور جسکے چھپنے کا انتظار قدردان شائقین عرصہ دراز سے کر رہے تھے نہایت آب وتاب کے ساتھہ آگرہ کے مشہور مطبع شوکت شاہجہانی سے باہتمام منشی محمد عبد الغفار خانصاحب عمدہ ولایتی کاغذ پر نہایت خوشخط طبع ہوکر شایع ہوگیا ہے شاہ صاحب موصوف کا لطیف وپاکیزہ کلام اکثر اخبارات مین وقتاً فوقتاً چھپ کر پسند خاص اور قبول عام کی سند حاصل کرچکا ہے ہماری سفارش کا محتاج نہین لیکن ہم اسقدر لکھے بغیر نہین رہسکتے کہ ہمنے ایک سرسری نظر ڈالی تو اسکو راز ونیاز کا مرقع اور سلوک ومعرفت کا بے بہا مجموعہ پایا جس کا ہر شعر تصوف کے رنگ مین ڈوبا ہوا ہے۔ دیوان ہے یا گنجینۂ عرفان

اہلِ تصوف کی جان۔ طالبانِ صادق کا ایمان ہے جسکے ہر صفحہ مین نہ صرف معاون تصوف و معرفت کے قیمتی جواہرات کوٹ کوٹ کر بھرے ہین بلکہ زمانہ کے حسب حال قطعات اور قومی نظمونکی لڑیون مین آبدار موتی پروئے ہین۔ تمام کلام محاورۂ اردو کا دستور العمل اور انشا پردازی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ تمام اشعار عالی مضامین سے پُر ہین گو طرز بیان ایسا صاف ہے کہ جس سے سننے والے کے دل پر ضرور اثر ہو مگر فصاحت و بلاغت کو ہاتھہ سے نہین جانے دیا۔ واقعات روزمرہ کی تصویر کھینچدینا آپ کا خاص حصہ ہے۔

ذرا اس شعر کی بلند خیالی اور جدید تشبیہ کو بنظر انصاف ملاحظہ فرمایئے ؎

مُصحفِ ناطق رخ پر نور ہے اُس ماہ کا	ابروے سلطانِ دین طغرا ہی بسم اللہ کا

کہتے ہین کہ انسان مظاہر قدرت کا مجموعہ ہے۔ بائبل کا مقولہ ہے کہ خدا نے انسان کو اپنے سانچہ مین ڈہالا ہے۔ اس مضمون کو ہمارے شاعر نے اپنے سرِ دیوان کے مطلع مین کس خوبصورتی کے ساتھہ ادا کیا ہے ؎

پردۂ راز ہے اے دوست ہر انسان تیرا	کون سے دل مین کوئی سر نہین پنہان تیرا

اس شعر کا مزہ اہل تصوف کے دل سے پوچھئے ؎

جلوہ ہر شئے مین نظر آتا ہے ایجان تیرا	معرفت چاہیئے۔ آسان ہے عرفان تیرا

ذرا اِن پھول پتون کی بہار بھی ملاحظہ فرمایئے سبحان اللہ! سبحان اللہ! ؎

دیکھے جو چشمِ غور سے ہر پھول ہی چمن ہر برگِ باغ قدرتِ پروردگار ہے	رکھتی ہے ایک باغ کی ہر پنکھڑی بہار سو سو طرح کی رکھتی ہے ہر ہر کلی بہار

اور اس شعر کے بانکپن کو دیکھئے ؎

کیون نہ غم سے ہو کمر خم فلکِ کجرو کی
آج مین وصل کی شب بیٹھا ہون تن کر کیسا

اور

ایسے ہوتے ہین وفادار ونکے سرای قاتل	دیکھا کٹ کر بہیہ گرا تیرے قدم پر کیسا

ذرا ان اشعار کی نازک خیالی بہی ملاحظہ فرمایئے ؎

نہین معلوم کس گلرو نے اپنے بال کہولے ہین	پریشان ہو کے نکلی بوی گل صحن گلستان سے
دریا چڑہے ہیہ گریۂ چشم پر آب سے ٹلتا نہ پہر پڑہے سبق شمس بازغہ	ٹکرائے آبگینۂ انجم حباب سے نکلے جو تیر ار وے کتابی نقاب سے
عبث بہی تولتے ہو مجہپہ شمشیر یاد آ گیا جو قامت موزون یار اوسے	تمہاری جنبش ابروہی بس ہے منصور خوب رویا گلے لگ کے دار سے

غرضکہ دیوان کے ۳۷۸ صفحون مین غزلیات کا حصہ ہے جنکا ہر ایک شعر اسیطرح مرصع ہے اور ناسخ و آتش کے کلام کا لطف دیتا ہے۔

باقی ۱۶۶ صفحون مین مختلف قطعات دل کے بیان مین دنیا کی بے ثباتی اور انسان کی حالت پر رسالت ہنر و پیشہ کی شرافت پر نیچر نامہ تضمین وغیرہ زمانہ کے حسب حال درج ہین جو قابل دید ہین اور جن مین مواعظ و نصائح کوٹ کوٹ کر بہری ہین ہمارے شاعر کو فن تضمین مین یدطولی حاصل ہے صرف دو چار تمثیلاً یہان درج کیجاتی ہین۔

تضمین بر شعر حضور پرنور شاہ دکن خلد اللہ ملکہ

	انجالا سا اس مین یہہ کیا ہو رہا ہے جو سامان ہے وہ نیا ہو رہا ہے	کہ عالم شب قدر کا ہو رہا ہے خیال رخ باصفا ہو رہا ہے	

دل آئینۂ حق نما ہو رہا ہے

	پیام اون سے اب وصل کا ہو رہا ہے بیان اسطرح مدعا ہو رہا ہے	اشارون مین مطالب ادا ہو رہا ہے خیال رخ باصفا ہو رہا ہے	

دل آئینۂ حق نما ہو رہا ہے

ایضاً بشعر حضور پرنور نواب صاحب بہادر والی ریاست ٹونک خلد اللہ ملکہ

کوئی ہے وہ جسے غرہ ہے اپنی ثروت پر
کسی رئیس نے تکیہ کیا حکومت پر

گھمنڈ ایک کو ہے اپنی اچھی صورت پر
کوئی ہے زاہد یہ نازاں کوئی عبادت پر

یہاں تو اے مرے آمرزگار کچھ بھی نہیں

لیکن اس مشہور شعر پر جو شاہزادی جہاں آرا بیگم کے مقبرہ واقع دہلی پر کندہ ہے اور جس سے حسرت و عبرت کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے شاہ صاحب کی تضمین قابل داد بلکہ صاد ہے

کفن کے واسطے کافی ہے دامنِ صحرا
بجائے شمع جلے گا یہ داغ دل اپنا

ہماری قبر پہ کیا کام چادرِ گل کا
بغیر سبزہ نہ پوشد کسے مزارِ مرا

کہ قبرپوشِ غریبان ہمین گیاہ بس است

نیچر نامہ کے بھی چند بند تمثیلاً ذیل میں درج کئے جاتے ہین جن مین نیچریون کا کیسا سچا فوٹو کھینچا ہے بچشم انصاف ملاحظہ فرمائیے ؎

امر موہوم ہے ان کے یہان خالق کا وجود
بندۂ نفس ہین سب کیا ہی خدا کیا معبود

ہے نمازان کے یہان لغو تو روزہ بے سود
ان کے مردے کے لئے فاتحہ لازم نہ درود

شرع کو کہتے ہین قانونِ جہالت یہہ غوی
ارتدادان کا کہان پہنچا ہے اللہ غنی

فاتحہ و روزن کو یہہ کہتے ہین عیاذاً باللہ
دیکھتے ہین یہہ نمازی کی طرف با اکراہ

اہل قرآن کو بتاتے ہین یہہ ظالم گمراہ
ان کے اقوال سے افعال سے خالق کی پناہ

ان کے جلسون سے رہے دور یہی بہتر ہے
انکی صحبت سے ہو معذور یہی بہتر ہے

عقل جو چاہتی ہے ان سے وہ لیتی ہی کام
ان سے آزردہ نہین اک نقطۂ اہل اسلام
ایک ہی ان کے یہان حکم حلال اور حرام
ہے انہین جملہ مذاہب کے طریقے مین کلام

بندۂ عقل ہین منقول سے بیزار ہین یہہ
دین سے دور ہین دنیا کے طلبگار ہین یہہ

اعتبار ان کی قسم کا نہ کرے کوئی بشر
نہ زبور اور نہ انجیل پہ ہے ان کی نظر
یہہ نہ توراۃ سے آگاہ نہ قرآن سی خبر
وید اور ژند تو ہے ایک پرانا دفتر

جھوٹی قسمین انہین کہا لینے مین انکار نہین
شرم خالق سے نہین خلق سی کچھ عار نہین

ان کے مشرب مین ہوئی ہے مئی انگور حلال
زعم مین انکے نبوتِ احدیت ہے محال
ان کی تحقیق مین ہے عالم فانی لازال
انکی فکر ونکی ہے یہہ دوڑ یہہ توسیع خیال

یہہ نئی روشنی ہے اور یہہ چمک اس کی ہے
نور کہتے ہین جسے وہ یہہ جھلک اوس کی ہے

کہالے جو جو متعفن ہین وہ سب ہین مرغوب
کپڑے اوضاع نصاریٰ کی ہین دل سی محبوب
جتنی چیزین ہین منشی وہ انہین ہین مطلوب
زعم یہہ ہی کہ ہمین پیروِ اسلام ہین خوب

چال چلتے ہین تو ایسی کہ زمین تک ہل جائے
لنبے لنبے قدم اتنے کہ چرگد شرماے

خوب ودلخواہ ولایت کا جو اک کہانا ہے
کوٹ کر گائے کی آنتون مین اوسے رکہا ہے
لحم خوک و بقر و خرس کا دہ قیما ہے
شہر لندن کا مزیدار وہ اک تحفا ہے

جان ودل سے غضب ان نیچرون کو بہاتا ہی
چاے کے ساتھ وہی حاضری پر آتا ہی

کہتے ہین یہہ کہ نہین دوزخ و جنت کوئی شے — قول ان کا ہے کہ مرکر بھی کوئی جیتا ہے
عقل پر انکی پڑے کیسے یہہ پتھر ہے ہے — بے سری تانین ہین سب انکی تو نغمے بیلے

فصد کہلوائیے لے ڈالئے تھوڑا سا خون
ابھی تو خبط ہے ہو جائے نہ بڑھکر یہہ جنون

جامہ زیبون مین جو بے مثل گنے جاتے تھے — وضعداروں مین جو خوش وضع کہے جاتے تھے
دیکھکر جن کو گل اندام مٹے جاتے تھے — خوش اداؤن کے بھی دل جن پہ پسے جاتے تھے

کوٹ پتلون نے اونکی یہہ سنواری صورت
بھوت بنکر نظر آئی وہی پیاری صورت

نیچے نیچے وہ انگر کے وہ حسین شلوارین — لیڈیان جن پہ دل اپنا دل و جان سے وارین
خوشنما ٹوپیان وہ دل پہ جو چھریان مارین — خط ہین سنجاف کے یا نیچون کی ہین دہارین

زیب تن ٹاٹ ہوا جسم سے تن زیب اوتری
اسقدر لٹکی کہ رومالی تلک جیب اوتری

وہ سیہ بوٹ کہ منھہ خوک کا سا جسکا ہے — تیرگی مین دل کافر سے کہین کالا ہے
ہاتھہ جب جوڑ لئے تب پاؤن مین وہ چڑہتا ہے — اب اُترتا نہین یہہ دوسرا اک نخرا ہے

وہ ہی فرمایشی لندن سے چلے آتے ہین
دلی کے صاف سبک جوتے نہین بہاتے ہین

الحاصل یہہ سارا دیوان الف کی ردیف سے لیکر ے تک اسی طرح مرصع ہے جسکو ایسے موتیون کا طبق کہنا چاہیئے جو بحر حقیقت و معرفت سے غواصی کرکے نکالے گئے ہین آج اگر قدردانی کا زمانہ ہوتا تو اس محنت شاقہ جگر کاوی اور عرق ریزی کی صلہ مین صاحب دیوان کا منہ موتیون سے بہر دیا جاتا۔ سب سے زیادہ لطف یہہ ہے کہ ہماری پاک شاعر کا کلام جیسا کہ پیران طریقت کیلئے کاشف اسرار و رموز سلوک

و تصوف ہے ویسا ہی نئی روشنی کے دلدادون کے لئے قدرتی لیمپ کی طرح رہبر اور ناصح مشفق ہے
غرضکہ ہر عمر اور ہر مذاق کی انسان کیلئے اوسمین ہجید دلچسپی کا سامان موجود ہے جسکا مقصود سراسر دینی اور دنیوی بہبود ہے
باوجود ان سب خوبیوں کے اس ۲۴۵ صفحے کے دیوان کی قیمت صرف ۱؎ مقرر ہے ۸ر خرچہ محصول ڈاک و کمیشن
ویلیو پی ایبل اسکی علاوہ ہے یہ نایاب ہاتھون ہاتھ بک رہا ہے شائقین منشی محمد عبد الغفار خانصاحب مالک مطبع شوکت شاہجہانی آگرہ
سے جلد طلب فرمائین ورنہ پہر کف افسوس ملتے رہجاوینگے۔ ایڈیٹر

ادیب کی نسبت عام رائین

۱۔ بعض قدردان خریدارون کی رائین :۔

۱۔ منشی غلام رسول صاحب واحد پرشین ٹیچر ایڈیا اسے بی۔ ایم۔ ای۔ ایل۔ ایل۔ اے۔ این
ڈاکٹر میکوال صاحب تحریر فرماتے ہین :۔ "مین قبل ازین کسی کتاب یا رسالہ پر ریویو کرنے کی
عادت نہ تہی مگر اس رسالہ کی خوبی مضامین اور پاکیزگی و سلاست عبارت اور شستہ عام فہم روزمرہ
کے محاورات اور عمدگی و چہپائی کاغذ نے میرے دل کو بغیر اسکے نہ رہنے دیا کہ مین اسپر کچہہ لکھون
یہ رسالہ ہونہار اور اپنی نرالی طرز کی وجہ سے نمایان ترقی پذیر معلوم ہوتا ہے۔ فن اخبار نویسی پر اسمین
عمدہ طور سے محققانہ بحث کی گئی ہے جسکو اسی رسالہ کی نہین بلکہ سال تمام کی جلد کا سرنامہ
یا عنوان کہا جاوے تو بیجا نہوگا۔ سال نو کے خیر مقدم کی بابت اس مین ناتجربہ کارون کیواسطے
ایک قسم فلسفیانہ پند و نصائح کا پر مطلب اور معنی خیز دفتر کہا جا سکتا ہے۔ اور یادگاری واقعات کا
ہیڈنگ بہی اپنی طرز کی ایک نئی قسم کی بنا ڈالی گئی ہے۔
واقعی اگر یہہ رسالہ اسی طرح پر رہا تو ملک کی ضرورتون کو پورا کرنے اور علمی معلومات کو فلسفیانہ اور محققانہ
طور پر وسیع کرنے مین کافی مدد دیگا۔"

۲۔ مولوی منظر الحق صاحب رئیس و تعلقہ دار سوائمہ ضلع الہ آباد مصنف کتاب حقیقۃ الازدواج
"رسالہ ادیب بابت ماہ جنوری و فروری و مارچ پہونچکر باعث اعزاز ہوا۔ اس مین کوئی شک
نہین ہے کہ یہہ رسالہ جسطرح اپنے ظاہری صورت چھپائی و صفائی کاغذ و ترتیب وار مضامین
کی اشاعت سے بیمثل ہے ویساہی اپنے بنظیر پسندیدہ سیرت مین بھی بیعدیل۔
مجھکو اس رسالہ کے مطالعہ سے اوسکے حق مین جدید تحقیقات کا مخزن علمی مذاق پیدا کرنیکا ناصح و استاد
و فلسفہ جدیدہ و لا مذہبی کا حکیم و مصلح۔ امام غزالی و فخر رازی اُردو لٹریچر مین جان ڈالنے والا کہنے کے
سوا یہہ رائے بھی نہایت صداقت و سچائی سے دینی پڑتی ہے کہ وہ اسلامی دنیا کے علمی پاور کے
اجتماع و ترقی و فرائش کیلئے بمنزلہ ایک میگزین یا دار العلوم یا لائبریری کے ہے۔
مین امید کرتا ہون کہ اگر یہہ رسالہ اپنی آب و تاب جوش و خروش بھرے مضامین سے نکلتا رہا تو چند ہی
دنون مین انڈیا کے مسلمانون مین جو ایجاد و اختراع کی صفتین قریب قریب درجہ عدم کے پہونچ چکی
ہین انشاء اللہ اوس مین بالیقین تحریک پیدا ہو چلیگی۔ اور ایسا ہی اونکے معلومات کا دایرہ وسعت
پذیر ہوتا نظر آئیگا۔"

۳۔ نواب سید اقبال بہادر از لکھنؤ کوٹھی نواب مشکور الدولہ بہادر مرحوم :۔
"رسالہ ادیب عین انتظار مین وصول ہوا۔ آپ کی اس عنایت فرمائی کا شکریہ ادا کرتا ہون
رسالہ مذکور اول سے آخر تک بتمام و کمال دیکھا۔ واقعی اسکو ہر دلعزیز بنانے مین آپنے کوئی دقیقہ
و قریری و سعی بلیغ کا فروگذاشت نہین کیا۔ ملک اور قوم کو ایسے ہی علمی رسالون کی ضرورت ہے الحمد للہ
کہ اس ضرورت کے پورا کرنیکا بیڑا ادیب نے اوٹھایا ہے اور آپ جیسے لایق ایڈیٹر کی سرپرستی مین ضرورتہ
امید کیجا سکتی ہے کہ وہ اپنی کوششون مین کامیاب ہوگا۔ اسکے علمی مذاق کے اچھوتے مضامین
جو پاکیزہ اور بلند خیالی سے مملو ہین اُردو لٹریچر کا اعلی نمونہ ہین ضرور صاحبان علم و فن کے دلون مین آتش
شوق بھڑکا دینے والی اور ملک کے نوجوانون کو خواب غفلت سے چونکا دینے والے ہین۔ اونکو لازم

ہے کہ اوسکی قدر۔ دامے۔ درمے۔ قلمے۔ کرتے رہین۔ اور دعا مانگین کہ آلمی یہہ اسیطرح ہمیشہ اپنی خدمات مستعدی سے بجا لاتا رہے۔"

۴۔ مولوی رشید احمد صاحب رشید۔ سررشتہ دار ریئس بناج ملک مارواڑ۔

"ادیب کی خوبیان بیان کرنیکو الفاظ تلاش کرنا ذرا مشکل کام ہے یہہ کہنا بالکل بجا نہین ہے کہ علمی دنیا کے ممبرون کے واسطے سچا رفیق اور اچھا رہنما ہے۔ شائقین علوم کیواسطے آپنے ایکسنیا اور نہایت ضروری کام کرنے کے لئے بیڑا اوٹھایا ہے۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔ اللہ تعالی آپکی سعی کو مشکور فرماے۔ اللھم امین

مین صرف روپیہ ہی سے نہین بلکہ حتی الامکان قلم۔ قدم۔ درم سے ادیب کا ہوا خواہ ہون۔ میری عین آرزو ہے کہ اپنے مطالعہ مین ادیب کی کاپیان موجود رکہون اور اوسکے دلکش۔ مفید پر معنی بیش بہا مضامین کے محاسن سے مستفیض ہون۔"

۵۔ علامہ دکن لسان القوم مولوی شاہ ابراہیم صاحب عفو مہتمم دفتر تعمیرات ہز ہائنس دی نظامس گورنمنٹ۔

"آفرین ہزار آفرین۔ آپ کے ادیب نمبر ۲ و ۳ پہونچے۔ جی بہت مسرور ہوا۔ اکثر رسائل علمی و نظمی میرے پاس آیا کرتے ہین۔ مگر یہہ ہونہار پرچہ ماشاء اللہ بہت اچھا ہے اور جو تجویز مضمون نگاری کی آپنے سوچی ہے سب سے مبارک ہے۔"

۶ ڈاکٹر مولوی محمد عبد الغفور صاحب "مطیر" از اعظم گڈہ

"مجھے آج فروری کا ادیب بطور نمونہ کے ملا چشم بد دور معقول پرچہ ہے۔ خدا مقبول عالم بنا ے۔ آمین

۷ مولوی سید مظفر علی صاحب رئیس جھنجھنو علاقہ ریاست جے پور۔

"وہ ہر دلعزیز پرچہ ادیب کے دو نمبر جنوری و فروری کے پہونچے۔ مین ان کو دیکھکر نہایت محظوظ ہوا جملہ مضامین بہت ہی عمدہ ہین اور پاکیزگی خط۔ و عمدگی چھاپہ کا تو سبحان اللہ چشم بددور کیا کہنا

چند معزز اور نامی اخبارون کی رائین

(فروری کے نمبر سے آگے)

۱ رہبر مرادآباد .... ۲ معین الہند اجمیر

۳- دبدبہ قیصری ..... بریلی

ادیب

"ادیب" حقیقت مین ایک نئے طرز کا ماہواری رسالہ ہے۔ "ادیب" ایک ایسی شے ہے جو اردو مین ابتک موجود نتھی۔ "ادیب کی اُردو لٹریچر مین بہت ضرورت تھی"۔ "ادیب" نے پیدا ہو کر اُردو والون کے لئے وہ سامان مہیا کرنا شروع کیا ہے جو ابتک دوسرون کے خیال مین بہی نہ تہا "ادیب" پچاس صفحے کا رسالہ ہے۔ عمدہ مضامین سے پُر ہے۔ مضامین کی رنگا رنگی تعریف کی لایق ہے عمدہ کاغذ پر چھپتا ہے۔ صاف اور پاکیزہ اتنا چھپتا ہے کہ آنکھون کے آگے سے ہٹانی کو جی نہین چاہتا۔ اسکے اڈیٹر ایک نوجوان مسلمان سید اکبر علی صاحب کلکتہ یونیورسٹی کے سند یافتہ ہین۔ فیروزآباد ضلع آگرہ سے یہ رسالہ نکلتا ہی جنوری و فروری کے دو نمبر ابتک نکلے ہین۔ دونون نمبرون کو ایک دوسرے پر فوق ہے۔ اگر اسی طرح یہہ رسالہ نکلیگا تو ایک دن اسکی ناموری کا ڈنکا بجنے مین شک نہین ہے۔

اُردو مین ایک دو روزانہ اخبار ہین اور ہفتہ وار تو ہو چار اخبار بہت ہی خاصے ہین۔ مگر ماہواری رسالجات کی اُردو مین کمی ہے نکلنے کو تو دس پانچ ماہواری رسالے اُردو مین نکلتے ہین مگر ان مین ایک دو بہی ایسے نہین ہین جو یہہ جانتے ہون کہ ماہواری رسالے کے کیا معنی ہین کس غرض کے لئے ماہوار

میگزین نکلتے ہین شعروسخن کے ایک دو رسالے نکلتے ہین-مگرافسوس ایسے نہین ہین جن سے شعروسخن کی کچھہ ترقی ہوتی ہو- ہم شعروسخن کے دشمن نہین ہین- ایشیائی شاعری سے نفرت نہین رکھتے ہین ہم ایشیائی شاعری کوبھی زبان اور علم ادب کی ترقی کے لیے بہت ضروری سمجھتے ہین مگرافسوس اسکے طرفدار آجکل ترقی کی جگھہ رفتہ رفتہ تنزل کے گڑھے مین گر رہے ہین-

اسی لئے "ادیب" کو دیکھکر ہمین بہت کچھہ خوشی ہوئی ہے "ادیب" اردو لٹریچر مین ایک نئی روح پھونکنا چاہتا ہے ہماری دعا ہے کہ وہ کامیاب ہو- اسکے لایق اڈیٹر اپنی دلی مراد حاصل کرین "ادیب" کے پہلے نمبر مین فن اخبار نویسی پر اڈیٹر نے بہت ہی عجیب مضمون لکھا ہے مولوی ذکاءاللہ صاحب بہادر نے جنکی علم طبیعیات مین علم ریاضی سے بھی بڑہکر شہرت ہے- "ونیچر" پر ایک عمدہ مضمون لکھنا شروع کیا ہے- خود اڈیٹر صاحب نے بھی دو چار مضمون عمدہ لکھے ہین- پرستان کے باشندون کے حالات عجائبات عالم علم ہیئت علم الارض علم نباتات کی باتین اور کتنی ہی علمی باتین ایسی ہین جو اردو دان ناظرین کے لئے بالکل نئی ہین- دوسرے نمبر مین بھی اسی قسم کے عمدہ مضامین ہین- علم ہیئت پر اس نمبر مین بہت ہی عمدہ معلومات سے پُرآرٹکل ہے-

سب سے عمدہ بات اس رسالہ مین یہہ ہے کہ یہہ ہندو مسلمان سب کے لئے یکسان ہے- دونون اس سے برابر فائدہ حاصل کرسکتے ہین- ہندو مسلمان ہی کیا جو اردو پڑھے ہین انہین کیلئے یہ کارآمد شے ہے- اسکے اڈیٹر کا اچھی انگریزی پڑھنے پر بھی یہ کتنا عمدہ خیال ہے کہ مذہب کی برکت ظاہر کرنے مین سب طرح کوشش کریگا- انگریزی پڑھکر آجکل مسلمان روزہ نماز اور ہندو پوجاپاٹ چھوڑتے چلے جاتے ہین- ادیب کے مطالعہ سے اونھین معلوم ہوگا کہ مذہب خیرباد کہنے کی شے نہین ہے-

"ادیب" سے ہمین بہت کچھہ امیدین ہین- اسکی سالانہ قیمت معہ محصولڈاک للعہ ہے (اسیر مرادآبادی)

ادیب

"اس نام کا ایک ماہواری رسالہ بمقام فیروزآباد ضلع آگرہ سے بڑی آب و تاب کے ساتھ جنوری ۱۸۹۹ء سے جاری ہوا ہے۔ دو نمبر ہمارے پاس پہونچے۔ اڈیٹر رسالہ کی لیاقت معلومات و انشاپردازی کی جسقدر تعریف کیجائے کم ہے سچ تو یہ ہے کہ ادیب اسم بامسمے ایک علمی میگزین ہے جس مین قدیم تاریخی حالات۔ مفید بیش بہا دلچسپ مضامین۔ نکات جدید معلومات۔ یادگاری واقعات کا عمدہ ذخیرہ ہے ایسے رسالہ کی قوم اور ملک کو نہایت ضرورت تھی جسکو ہمارے کرم فرماے سید اکبر علی صاحب اڈیٹر و سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی نے پورا کیا فی زمانہ لوگون نے تعشق کے جہوٹے قصے یعنی نادل وغیرہ تصنیف و تالیف کرکے تضیع اوقات کی اور جسکے پڑہنے سے نوجوان تعلیم یافتہ لوگون کے دلونپر بہت ہی خراب اثر پڑتا ہی وہ رسالہ ادیب سے ادب و سبق حاصل کرین جو علمی مخزن اور ایک رہبر ہے اسکی خوبیونکو بیان کرنے اور اڈیٹر صاحب کی لیاقت اور واقفیت کی تعریف کرنے کا ہمارے قلم کو یارا نہین جس نے اسکی ایک جلد کو پڑہا دل سے شیدا ہو گیا۔ قدرشناسان علم و کمال کو ادیب کی قدردانی واجب ہے۔ ہندوستان کے مشہور انشاپردازون نے قوم و ملک کو اس کی قدرافزائی پر متوجہ کیا ہے۔ ہم دعا کرتے ہین کہ اس مخزن علم کو خاطرخواہ ترقی اور کامیابی نصیب ہو۔ آمین۔ اور باوجود ان تمام خوبیون کے سالانہ قیمت اس دُربے بہا کی بہت کم ہے صرف چار روپے چھ آنے سالانہ۔" (معین الہند)

ادیب

اس نام کا ایک بالکل نئے طرز کا علمی میگزین زیر اڈیٹری جناب سید اکبر علی صاحب اکبرآبادی سندیافتہ کلکتہ یونیورسٹی مقام فیروزآباد ضلع آگرہ سے پچاس صفحہ کے حجم مین شروع سال ۱۸۹۹ء سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ زبان اُردو مین اگرچہ بہت کچھہ اصلاحین ہو چکی ہین تاہم وہ پھر بہی فلسفہ سائینس ہیئت اور دیگر ضروری علوم کے اعتبار سے بہت ہی غریب ہے اور ہم خوشی سے اعتراف کرتے ہین کہ جس ڈہنگ سے اوس کی تالیف و ترتیب ہوئی ہے اوس سے امید ہے کہ یہہ ان ضرورتون کو پورا کرکے اُردو لٹریچر مین ایک نئی روح پہونکدیگا۔ فن اخبار نویسی پر اڈیٹر صاحب کا اچھوتا مضمون اور نیچر پر ایک اعلی درجہ کا دلکش مضمون جسکو عالی دماغ اور جادونگار شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ خان صاحب خان بہادر کے پرُزور قلم نے لکھا ہے۔ اور۔ اور قابل قدر مضامین جن سے یہہ رسالہ مملو ہے اوسکی لکھائی چھپائی کی عمدگی یہہ وہ خوبیان ہین جو اوسکو بہت جلد ہر دلعزیز بناوینگی۔ ہماری رائے مین ہر اُردو دان شخص کو یہہ رسالہ خریدکرنا اور پڑہنا چاہیئے اسکی سالانہ قیمت للعہ پیشگی ہے اور منیجر صاحب کی خدمت مین درخواست کرنے سے جاری ہوسکتا ہے۔ (دبدبہ قیصری بریلی)

توسیع اشاعت ادیب

جو صاحب اس خیال سے کہ ایسے عظیم الشان کام کی کامیابی کل افراد قوم ملک کی قوت متفقہ پر منحصر ہے ادیب کی اعانت فرماکر خریدار بہم پہونچاوینگے اونکے نام نامی شکریہ کے ساتھہ بطور محبان قوم و معاونان رسالہ کے درج کئے جاوینگے۔

ملک کے مشہور مضامین نگار

جو مضامین ادیب کے لئے عنایت فرماوینگے وہ شکریہ کے ساتھہ طبع کئے جاوینگے۔ اگر کوئی صاحب کسی خاص مضمون کے لئے نقد معاوضہ چاہینگے وہ بہی مضمون کی حیثیت اور عمدگی کے لحاظ سی ادیب کیطرف سے پیشکش کیا جائیگا مگر شرط یہ ہی کہ وہ مضمون کسی دوسرے اخبار یا رسالہ مین انکی طرف سے شایع نہوا ہو معاوضہ کا تصفیہ پرائیویٹ خط و کتابت سے ہوسکتا ہے۔

مصنفون اور مطبع والونکو مژدہ

ادیب کا ایک بڑا مقصد یہی ہے کہ ملک مین قابل قدر کتابون کی اشاعت مین کامل مدد پہنچاوے تاکہ بجای گندہ ناولون اور فضول قصہ کہانیون کے اردو خوان پبلک مین علم ادب تاریخ علوم و فنون کی کتابون کے مطالعہ کا عام شوق پیدا ہو اسلئے جو صاحب ہمکو کسی جدید تصنیف یا تالیف کی اطلاع دینگی ہم اسکی اشاعت مین بشرطیکہ وہ قابل قدر ہو ہر طرحسی مدد دینگی

تاجرون کو اطلاع

ادیب مین تجارتی اشتہارات بہی چہپ سکتی ہین اور چہپے ہوے اشتہارات بہی اوسکے ساتھہ تقسیم ہوسکتی ہین بشرطیکہ وہ تہذیب کی دائرہ سی خارج نہون اُجرت کا تصفیہ باہمی خط و کتابت سی ہوسکتا ہے

اشتہار

الاسلام الہ آباد

یہ اسلامی رسالہ الہ آباد سی ہر انگریزی مہینہ کی ۲۵ تاریخ کو شایع ہوتا ہے۔ اس مین اسلامی خبرونکے علاوہ مشہور مورخ علامہ ابن خلدون کی معتبر تاریخ کا اُردو ترجمہ اور مشاہیر عالم کی سوانح بہی بہ صفحہ بندی جداگانہ شایع ہوتی ہین مسلمانونکی ترقی اور تنزل کی اسباب ظاہر کرکے قوم کو اسباب ترقی کی طرف متوجہ کرنا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب دینا بہی اُس کے مقاصد مین داخل ہی قیمت مع محصولڈاک صرف عہ سالانہ مقرر ہی منشی حامد حسین صاحب مالک رسالہ سے درخواست کرنے پر خریدارونکے نام جاری ہوسکتا ہی فقط

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۷ | بابت ماہ جولائی ۱۸۹۹ء | جلد ۱

فہرست مضامین

زیر ایڈیٹری سید اکبر علی اکبرآبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علی خان صوفی چھپکر

مقام فیروز آباد ضلع آگرہ سے شایع ہوا

(قیمت مع محصولڈاک - عام شائقین سے ہیر - امراسے عہ - والیان ملک سے عہ سالانہ)

بڑی خوشی

ن بات ہی کہ اب دیسی ریاستین بہی ادیب کی قدر کرنے لگین چنانچہ کونسل ریاست الور نے اس رسالہ کی خریداری سرشتہ
تعلیمات کے لئے منظور فرمائی ہے ہم راے بہادر بابو بالمکند داس صاحب دیوان بہادر اور ممبران کونسل کا تہ دل
سے اس قدردانی کا شکریہ ادا کرتے ہین اور امید کرتے ہین کہ دوسری ریاستون کے علم دوست ارکانِ دولت بہی
اسی طرح ہر ریاست کے سرشتہ تعلیم مین اس علمی رسالہ کی اجرا کی سعی فرما دینگے۔ ملک کے بڑے بڑے اہل الرای ادیب
کو بہترین ذریعہ نوجوان طلبا کے اصلاح خیالات توسیع معلومات اور درستی عقائد و اخلاق کا تسلیم کر چکے ہین۔

معاونین کا شکریہ

جناب مولوی حکیم سید محمد صاحب حاذق لکہنوی نے اس مہینہ مین ادیب کے لئے چار معزز خریداران مندرجہ ذیل
بہم پہونچائے۔ ہم حکیم صاحب کی اس دلی عنایت اور توجہ خاص کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتے ہین۔ اگر ادیب
کے دوسرے قدردان بہی اسی طرح صرف ایک ایک ہی خریدار بہم پہونچا کر اشاعت مین کوشش فرما دین تو ادیب
روزافزون ترقی اور استحکام حاصل کرسکتا ہے۔

۱- عالی جناب ٹہاکر درگا بخش سنگہہ صاحب رئیس اعظم تعلقہ دار نیل گانون ضلع سیتاپور- یہہ وہی اولوالعزم فیاض
رئیس ہین جنہون نے نہایت سیر چشمی سے سرسید میموریل فنڈ مین ڈیڑہ ہزار روپیہ کا چندہ عنایت فرما کر تمام
ملک کو اس بات کا ثبوت دیدیا کہ سچی فیاضی کے لئے مذہبی یا قومی امتیاز کی ضرورت نہین ہے۔

۲ عالی جناب سردار میر محمد ہاشم خان صاحب سردار بہادر سول لائن- سیتاپور-

۳ عالی جناب مولوی سید احمد حسن صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ لاہرپور ضلع سیتاپور-

۴ عالی جناب مولوی سید رضی صاحب آنریری مجسٹریٹ طامسن گنج- سیتاپور-

یہہ تینون صاحب وہی عالی ہمت برگزیدہ بہی خواہان قوم ہین جنکی تحریک- کوشش اور مستعدی سے سرسید
میموریل فنڈ ڈیپوٹیشن کو ضلع سیتاپور مین امید سے بدرجہا زائد کامیابی حاصل ہوئی- خصوصاً جناب
سردار بہادر صاحب کی خاص توجہ سے کل امور متعلقہ ڈیپوٹیشن باحسن الوجوہ سرانجام پائے تہے۔
ادیب کے لئے یہہ بڑے فخر و مسرت کی بات ہے کہ اوسکے رجسٹر نے ایسے بزرگون کے نام نامی سے
زینت پائی۔

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۷	بابت ماہ جولائی ۱۸۹۹ء	جلد ۱

لٹریچر

ہماری زبان

(اعلیٰ کورس کے لئے)

زبان سلطنت جسمانی کی وزیر اور بیان سلطنت روحانی کا سفیر ہے زبان دیکھنے مین ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جو طرح طرح سے اپنی نیچرل جنبشون کو کام مین لاتی اور بولنے کے لئے طرح طرح کے حرف بناتی اور قسم قسم کی آوازین نکالتی ہے۔

یہہ آوازین فضاے دہن مین مختلف طور پر اوسکے پہرنے اور ایک قوت ارادی کے ہوا مین جاکر ٹکرانے سے پیدا ہوتی ہین۔

زبان جذبات باطنی اور اپنی قوت ارادی سے متحرک ہوتی ہے اور وہ جذبات و عزایم حنجرہ اور شرائین کے راستون سے اس مین کافی بات کرنے سیٹی بجانے طبلے ایسی آواز پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہین۔

بعض الفاظ ہونٹون کے کہلنے اور بند ہونے سے بہی ادا ہو جاتے ہین جیسے

پاتا اور بغیر زبان کے فضاے دہن مین آواز کے گونجنے سے بہی چند استفہامی علامتین
غون غان ہون ہان کی پیدا ہوتی ہین۔
لوچ لچک لہجہ زبان کا خاص حسن ہین اور زبان کی ساخت کو بہی ان صفات پیدا کرنے مین
ایک خاص تعلق ہے۔
عورت کی زبان مرد کی زبان سے زیادہ ملایم اور شیرین ہوتی ہے جو چیزین موجودات مین
ہین سب زبان کے تصرف مین ہین بلکہ زبان معدومات سے بہی بحث و حکایت کرتی ہے
حکیم اصغر حسین صاحب افسر الاطبار فرخ آبادی تشریح اعضاے انسانی کے متعلق
لکھتے ہین کہ کوئی جزو بدن مثل زبان کے ہر شے پر محیط نہین۔ مسلمانون کی آسمانی کتاب
مین ہے کہ الانسان علمه البیان یعنی ہم نے آدمی کو بنایا اور اوسکو بات کرنا سکہایا
گویا یہ صفت گویائی اوسکی قدرت آفرینش کی ایسی عجیب صنعت ہے جس پر صانع حقیقی ناز کرتا ہے
مسلمانون کے پیغمبر کا ارشاد ہے اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ یعنی مین عرب اور
عجم سے فصیح تر ہون۔
پارسیون کے پیغمبر زردشت کے اقوال مین ہے کہ زبان معجزہ قدرت ہے ہندون
کا وید زبان کو برمہا کے خزانون کی کنجی بتاتا ہے حکیم لقمان اپنی مجلس وعظ مین
اکثر زبان کے فضائل اور رزائل بیان کیا کرتے تہے۔
جرمن کے ایک حکیم نے ایک پوری کتاب زبان کی بیمثل طاقتون پر لکہی ہے اور ثابت کیا ہے
کوئی طاقت اس سے لگا نہین کہا سکتی۔
تمام حکماے یورپ زبان کی طاقت کو تلوار کی طاقت سے زیادہ مانتے ہین۔
زبان کی نسبت حکمار کا فیصلہ ہے کہ یہ دفینۂ معلومات اور خزینۂ محسوسات کی کنجی ہے
زبان کی طاقت سے بزم اور رزم مین رجز اور خطبات یا اسپیچ اور لکچرون کے ذریعہ سے

مختلف ممالک اور مذاہب مین وہ فتوحات حاصل کئے ہین جو بڑی سے بڑی لڑائی اور زیادہ سے زیادہ خرچ سے اونکا ہونا دشوار تہا۔

زبان کے موثرات بالخاصہ ذوکیفیت ہین یعنی زبان زخم شمشیر سے زیادہ گہاو بہی پیدا کرسکتی ہے اور موم و مومیا کیطرح زخمون کا علاج بہی ہے۔ واشنگٹن کے حال مین ہے کہ وہ جب تک اپنی زبان کو درست نہ کرسکا اوسکی تصنیف کی عزت نہوئی۔

نپولین کو زباندانی اور تہذیب زبان کا بڑا خیال رہتا تہا لارڈ ڈفرن کا قول ہے کہ میری زبان کی ہوشیاری نے مجھے اس مرتبۂ عالی پر پہونچایا۔ ڈاکٹر جانسن سے اگر کوئی بری بات نکل جاتی تو وہ اپنی زبان کو سزا دیتا حکیم نصیر الدین طوسی زبان کی فلاسفی کو اسرار حکمت کے عجائبات مین سے بتاتا ہے۔

سالومن کا قول ہے کہ عقلمند کا منہ اوس کے دل مین ہے اور بیوقوف کا دل اوسکے منہ مین۔

فیثاغورث کہتا ہے کہ خاموش رہو یا ایسی بات کہو جو خاموشی سے بہتر ہو۔

ارسطو کے نکات مین ہے کہ ایک شخص بات کرنے سے شرمندہ ہوسکتا ہے لیکن چپ رہنے سے بات نہین بگڑ سکتی۔

ڈاکٹر گال کہتے ہین کہ زبان دماغ کی تمام طاقتون کے ٹرس مین رہتی ہے اسلئے وہ تہوڑے سے غور مین دانشمندی کا بڑا حصہ حاصل کرسکتی ہے شمس العلما مولوی **سید علی** صاحب بلگرامی ہفت زبان حیدر آباد نے پروفیسر اڈلنگ کی تحقیق کے موافق تمام دنیا مین تین ہزار سے لیکر چار ہزار تک زبانون کے بولے جانے کی تعداد بتائی ہے لیکن حقیقت مین زبان اوسی کو کہنا چاہیئے جس مین قواعد صرف ونحو مدون ہون نظم ونثر مین کلام کیا جاتا ہو تصنیف اور ترجمہ کی جامعیت اور قابلیت رکہتی ہو۔ راقم سید امجد علی اشہری۔

ذات باری تعالیٰ کے متعلق مختلف اقوام کی ضرب الامثال

ملخص از کتاب فلسفۂ امثال مولفۂ شمس العلما خان بہادر مولوی محمد ذکاءاللہ صاحب دہلوی

اُردو

(۱) خدا کو دیکھا نہین عقل سے پہچانا۔

(۲) اللہ ہے تو کیا غم ہے

(۳) خدا مہربان تو کُل (جگ) مہربان

(۴) خدا کی باتین خدا ہی جانے۔

فارسی

(۵) خدا داری چہ غم داری۔

(۶) کارے کہ خدا کند فلک راچہ مجال۔

(۷) خدا را ندیدہ بعقل شناختہ۔

عربی

(۸) خدا نے اپنی قدرت سے انسان کو اپنی صورت کا بنایا

(۹) اللہ جمیل و یحب الجمال۔

فرانسیسی

(۱۰) خدا اونکی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد کرتے ہین۔ (ہمت مردان مدد خدا)

(۱۱) جو جالا تننا شروع کرتا ہے خدا اوسکو تاگا بھیجدیتا ہے

(۱۲) اون کترے ہوے بھیڑ کے بچہ کے لئے ہوا مین خدا اعتدال پیدا کردیتا ہے۔

(۱۳) کپڑون کے موافق خدا آدمی پاس سردی بھیجتا ہے۔

اٹلی

(۱۴) خدا شفا دیتا ہے ڈاکٹر فیس لیتے ہین (یا انکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے)

جرمن (۱۵) خدا کی چکی آہستہ چلتی ہے مگر خوب پیستی ہے۔

(۱۶) خدا آدمی پاس وہی چیز بہیجتا ہے جسکو وہ برداشت کرے

اسپین (۱۷) ہمکو بنایا خدا نے ہم اپنی تعریف کرنے ہو بیٹھے۔

(۱۸) خدا سویرے اوٹھنے والون کی مدد کرتا ہے۔

ڈچ (۱۹) ہفتہ وار خدا اجر نہین دیتا۔ مگر آخر کو۔

(۲۰) خدا پرندون کو خوراک دیتا ہے مگر اون کے واسطے اوڑنا ضرور ہے

(۲۱) خدا کو ہم دور خیال کرتے ہین مگر وہ ہمارے پاس رہتا ہے

(۲۲) خدا گوشت بہیجتا ہے مگر منہ نہین۔

وی من (۲۳) جیسے پتلیان نچانے والا پتلیون کا تماشا چہپا کر کرتا ہے
اسی طرح انسانون کے کام کا انتظام خدا کرتا ہے۔

ڈنمارک (۲۴) خدا کے دیوان عام کی کنجی نہین۔

تخلیق انسان مطابق قرآن مجید

اللھم ایاک نعبد و ایاک نستعین وصلی اللہ علی رسولہ الامین وخاتم النبیین وآلہ الطاھرین واصحابہ الطیبین رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین اما بعد فقیر محمد اکبر ابوالعلائی داناپوری عرض کرتا ہے کہ یہ حضرت انسان سلمہ اللہ تعالی ودظلہ العالی رحمۃ اللہ علیہ وقدس اللہ سرہٗ العزیز ونور اللہ مرقدہ وبالقاب گوناگون دیگر عجب معجون مرکب ہین حضرت فرید الدین عطار فرماتے ہین ؎

آدمی زادہ طرفہ معجون است	از فرشتہ سرشتہ وز حیوان
گر کند میل این بود بہ از ین	ور کند قصد آن شود بد ازان

اگر ان سے پوچھیے کہ صاحب آپ انسان ہین تو فوراً الحمدللہ کہکر منہ پر ہاتہہ پھیر کر کہدیتے ہین

جی ہان - اور کہئے کیون حضرت آپ فرشتہ ہین تو جھٹ پٹ ہاتھہ مین تسبیح ہزاردانہ لیکر پڑہنے لگتے ہین سُبّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوحِ اور اگر استفسار کیجے کہ اجی میان صاحب آپ حیوان ہین تو پہر کیا ہے آستینین چڑہاکر جواب دینے کو طیار ہو گئے کہ جناب حیوان تو کوئی اور ہی ہوگا - ہماری منطقی تعریف حیوان ناطق ہے کیا آپکو منطق مین دخل نہین ہے سنیئے یہ ضعیف بعض کی صنف مین ہے آپ عقل کل ہین کل کی قطار مین ہین کُلُّ اِنْسَانٍ حَیْوَانٌ وَبَعْضُ الْحَیْوَانِ اِنْسَانٌ - الغرض یہہ حضرت اگر واقعی انسان ہین تو سب کچہہ ہین سه

اکبر آدمی جان جہان ہے مجہے معلوم ہوا	خاک مین گنج نہان ہے مجہے معلوم ہوا
اوسی جانب سے سکون و حرکت ہے اپنی	وہی سر رشتہ جان ہے مجہے معلوم ہوا
ہے شجر دانے مین مخفی تو شجر مین دانہ	یہی ترکیب جہان ہے مجہے معلوم ہوا

اور اگر خدا نخواستہ باشد یہہ صفات انسانی کہو بیٹھے ہین تو فی الحقیقت کچہہ بہی نہین ہین

مولانا کا فلسفہ سه

آدمیت لحم و شحم و پوست نیست	آدمیت جز رضائے دوست نیست
آدمی را آدمیت لازم است	عود را گر بو نباشد ہیزم است
اینکہ می بینی خلافِ آدم اند	نیستند آدم غلافِ آدم اند

حضرت رب العزت نے اپنی کتاب پاک مین انسان کو بہت سی صفتون سے یاد فرمایا ہے سورۃ عادیات مین وہ بے نیاز ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۔ بے شک انسان اپنے رب کا ناسپاس ہے اَلْعِیَاذُ بِاللہِ -

تمام دنیا کا خالق و مالک بندے کو ناسپاس کہے اور یہہ غافل بندہ اپنی حالت کو درست نہ کرے ہر چند ارباب تفسیر نے اس آیت کا مورد بعض کفار عرب کو بتایا ہے مگر قوت اسی طرف ہے

کہ مطلق انسان مراد ہے واقعی ہر انسان اگر انصاف سے اپنی حالت پر نظر کرے تو اوسکو معلوم ہو جائیگا کہ وہ اپنے مالک کا کہانتک ناشکر بندہ ہے اوس پاک پروردگار نے اسے ایک ناپاک قطرے سے پیدا کرکے ایسا بیمثال جمال عطا فرمایا کہ سبحان اللہ وبحمدہ جب آئینہ دیکھتے ہین آپ اپنے عاشق ہو جاتے ہین اور پہرون بناؤ سنگار مین مصروف رہتے ہین مگر یہہ خیال کبھی نہین آتا کہ یہہ وہی ناپاک قطرہ ہے جو آج اس پاکیزگی کی حالت مین ہے۔ مسند شان وتجمل پر بیٹھے ہوئے ناز وانداز غرور وتکبر کو سبق پڑہا رہے ہین اور یہہ شعر حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا آپکے کانون تک پہونچا ہی نہین ؎

مراورا رسد کبریاؤ منی	کہ ملکش قدیمست وذاتش غنی

افسوس ہمین اوسنے کس آب وتاب سے پالا اور ہمنے اوسکے سب احسانون کو بہلا دیا ابھی ہم دنیا مین آئے بھی نہ تھے کہ ہماری مان کے دل مین ہماری بے انتہا محبت ڈالدی اور پہلے ہی سے اوسے دودہ پلانے کے لئے آمادہ کر رکہا۔ بول وبراز دنیا مین سب سے زیادہ گندی چیز سمجھی جاتی ہے۔ یہانتک کہ ہر شخص اپنی ہی فضلات سے کراہت کرتا ہے مگر ہماری مان نے اوس عطا کی ہوئی شفقت کے تقاضے کے سبب سے ہماری نجاستون کو عطریات خیال کیا یہہ آدمی کا کام نہین ہے یہہ اوسی محسن حقیقی کا حکم ہے۔ دیکھو جب وہی بچہ اپنی حاجات کے رفع کرنے پر قادر ہو جاتا ہے تو اوسی مان کا مزاج اوسکی طرف سے کیسا بدل جاتا ہے۔ اب ہر انسان خود انصاف کرسکتا ہے کہ جس مالک کا ایسا احسان ہو اوسکے احسان کا اظہار نکرنا کسقدر کفران نعمت ہے۔ کیون حضرات آپ ان الانسان لربہ لکنود کے مورد ہین یا نہین یہان پر یہہ بات بھی دیکھنے کے قابل ہے کہ باوجود ایسی نافرمانی اور طغیان کے اوسکے کلام پاک سے غصہ اور خفگی کا اثر نہین ظاہر ہوتا بلکہ سیاق کلام شفقت ومہربانی کے پہلو دکہا رہا ہے ؎

تصدق اپنے خدا کے جاؤن کہ پیار آتا ہی مجکو انسا		ادہر سے ایسے گناہ پیہم اودہر سے وہ دم بدم نوازش

دوسرے مقام پر سورۃ العصر ہین پند کیطرح پر بندونکو سمجھایا جاتا ہے ان الانسان لفی خسر ہے بے شک انسان گہاٹے اور نقصان مین ہے مطلب یہہ ہے کہ تم ان کامون سے درگزرو یہہ سب تمہارے خسارت کا سبب ہین بلکہ وہ کام کرو جو ہمارے ایمان والے بندے کرتے ہین یعنے اعمال صالحات اون کو ہم قبول کرتے ہین اور اونکو ہم اوس کا بہت شایستہ بدلا دیتے ہین یہ خسارت کا لفظ اور الا استثنا کا ہزارون طرح کی محبتون کا سرچشمہ ہے لیکن یہہ حضرات ایسے زورون پر چڑہے ہوئے ہین کہ اپنی حالت بدلتے ہی نہین وہی زبان درازیان وہی بدروائیان وہی نافرمانیان وہ جیسے پہلے کہتے تھے اب بہی کہہ رہے ہین

	منم آن پیل دمان و منم آن شیر یلہ	۵	نام بہرام مرا و پدرم بوجبلہ	

انکو معلوم ہی نہین کہ ہمارا کوئی خدا بہی ہے ۵

	بتو جفا و ستم کی کچہ انتہا بہی ہے		تمہین خبر نہین بندون کا اک خدا بہی ہے	

اور کیونکر معلوم ہو جب سے ہوش سنبہالا کالج کے جاروب کش بنا دئے گئے معلم ایسے ملے کہ اونہین مذہب سے سروکار ہی نہین اپنی علم سے پورے بیخبر ہو گئے جو علم پڑہا وہ انگریزی زبان مین اپنی کتابون پر نظر کہان سے ہو وہی کہہ رہے ہین جو انگریزی مصنفون نے اپنی کتابون مین لکہا ہے ۵

	در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند		انچہ استاد ازل گفت بگومی گویم	

ہیہات ہیہات اگر ان کالجی مسلمان طالب علمون کو کچہ عربیت ہوتی اور یہہ ایک دو گہنٹے اپنے وقت کے تلاوت قرآن شریف مین بہی صرف کرتے تو ہم دیکہتے کہ ان سے اور خدا سے نسبت عبدیت و معبودیت کیونکر نہین قایم ہوتی ہے ای نونہالان باغ فضل و ہنر ۵

	دیکہو مجہے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو		میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے	

تمکو معلوم ہے کہ تم اس عالم وجود مین آنے سے پہلے کیا تہے تم کیا بتا سکتے ہو دنیا مین کوئی اسکا
بتانیوالا نہین ہے مگر ہان اتنا ہی کہہ سکتے ہین کہ ہم کچہہ نہ تہے ہم کچہہ نہ تہے ہم کچہہ نہ تہے
اے نونہالان باغ علم وفضل ہم اور تم اور تمام دنیا ایک دن محض گمنامی کی حالت مین تہی۹

نہ آدم بود و نے بنیاد آدم		کہ عاشق بود و مشتاق لقا بود	

جب تم عدم محض تہے نہ تمکو کوئی جانتا تہا نہ پہچانتا تہا نہ تمہارا یہہ جمال تہا نہ یہ شان وشوکت
نہ یہہ جاہ وحشم نہ یہہ کروفر اوسنے کیا بڑا کیا کہ تمکو عدم سے وجود مین لایا اور حسین وجمال عطا
فرمایا اور تمہارے لئے یہہ سامانِ عیش مہیا کردیا کیا تمہاری حمیت اور مردمی تمکو یہی مشورہ دیتی
ہے کہ تم ایسے قادر قوی و توانا کو بہول جاؤ خوب یاد رکہو کہ اگر قوی توانا آدمی کی بدن سے ایک ناتوان ضعیف
چیونٹی لپٹ جاتی ہی تو بیقرار کردیتی ہے اگر اُس آسمان وزمین کے خالق نے پکڑ لیا تو
چشم زدن مین ساری شان وشوکت ہوا ہو جائیگی دیکہو گوش دل سے سنو ابہی مین
تمکو اوسکی مہربانیون کی آیتین سنا رہا ہون انہین پڑہکر اور سنکر اپنی اپنی حالتین درست
کرلو ایسا نہو کہ تمہاری دردناک حالتین دوسرون کے واسطے مقدمۂ عبرت قرار پائین۔
اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ٥ ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ
لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا ترجمہ یہہ ہل استفہام تقریری ہے یعنی بے شک آیا انسان پر ایک
وقت زمانے سے کہ اوس مین کہ وہ چیز کہ ذکر کیا گیا ہے اوس کا اوسکو کوئی انسان کے
نام سے یاد نکرتا تہا **فائدہ** یعنی چالیس برس تک یہہ ایک مٹی کا پتلا بنا ہوا مکہ اور طایف
کے بیچ مین پڑا ہوا تہا یا اوس حالت مین کہ جب یہہ نطفہ یا عناصر تہا کسیکو خبر نہ تہی کہ یہہ کیا
چیز ہے اور فائدہ اور حکمت اسکی خلقت سے کیا ہوگا اوسی واقعہ کو پروردگار تعالےٰ
شانہ انسان کو یاد دلاتا ہے کہ اے نافرمان اور متکبر آدمی تجہے خبر ہے کہ تو ایک دن ایسی
حالت مین تہا جب تیرے باپ آدم کا پتلا بنایا گیا تو وہ چالیس برس ایسی گمنامی کی حالتین

رہا کہ کوئی اوسکا جاننے پہچاننے والا نہ تہا اور جب تو اپنی مان کے پیٹ مین تہا تو تجہے
بہی کوئی نہ جانتا تہا حتے کہ خود تیری مان کو اس کا علم نہ تہا کہ میرے پیٹ مین کیا شے ہے
بیٹا ہے یا بیٹی ہے سانپ ہے یا بچہو ہے کیا ہے حاصل کلام یہ ہی کہ پروردگار تعالی تیری
گمنامی سے تجہے آگاہ کرتا ہے اور پہر فرماتا ہے کہ ہمنے اوس اندہیری کوٹہری مین بنایا تجہے
نطفے سے جو ملا ہوا تہا یعنی مان باپ دونون کا یہانتک کہ تمام اعضا درست کردئے اور
سمیع و بصیر کردیا اور دونون راہین بتا دین اب تو چاہے شکرگذاری کی طرف جا چاہے
ناسپاسی کی طرف اور ہمنے مہیا کر رکہا ہے کفار کے لئے طوق و سلاسل و دوزخمین
اور فرمان بردار اور نیک لوگون کے لئے جنت مین موجود کر رکہین ہین جنت کی نعمتین
اور اس آیت شریف سے مشرح زیادہ خلقت انسانی کی بیان مین ایک اور آیت ہے
اُس کا لطف اون کو آتا ہے جو علم الابدان اور طبعیات اور فلسفہ سے ماہر ہین اور فی الحقیقت
قرآن شریف کی عظمت بہی اونہین لوگون کے دلون مین ہے ہم کیا سمجہہ سکتے ہین کہ قرآن پاک
کیا چیز ہے اوس کا ترجمہ کرنے پر بہی قادر نہین ہین ہم لوگون پر مفسرین متقدمین کا احسان
ہے کہ تہوڑے بہت مطالب سمجہہ مین آجاتے ہین وہ آیت شریفیہ یہہ ہے۔

اعوذ باالله من الشیطان الرجیم۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ
مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً
فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۝ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ
خَلْقًا اٰخَرَ ط فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ترجمہ تحقیق کہ پیدا کیا ہمنے انسانکو
ایک خلاصہ شے سے **فائدہ** (سلالہ بالضم) سلالہ کہتے ہین اوس چیز کو جو کسی چیز مین سے
کہیچی ہوئی ہو در روح (یا جوہر) مرد جو غذا کہاتا ہے اوسکے جوہر سے مرد کا نطفہ بنتا ہے۔
پہر اوس مین آدمی کے بدن کے اجزا ملتے ہین وہ بہیئت مجموعی صلب مرد مین جاکر ایک

سفید لمبی بتی کیطرح بن جاتا ہے ترجمہ پہر گردانا ہمنے اوسکی نسل کو نطفہ اوسکی قرارگاہ ٹہیرائی ہمنے ایک مقام محفوظ اور استوار (فائدہ یہہ نطفہ اوس مین چالیس روز سفید رنگت مین رہا) پہر گردانا ہمنے اوس نطفۂ سفید رنگ کو خون بستہ سرخ رنگ **فائدہ** یہہ بہی چالیس روز گلگون پوشی کی حالت مین رہا یعنی سرخ رنگ - پہر گردانا ہمنے اس علقہ کو ایک ٹکڑا گوشت کا کہ جس مین استخوان نہ تہے - چالیس روز یہہ پارہ گوشت بے استخوان رہا (یہہ پارہ گوشت تین اربعین مین محکم ہوا) پہر پیدا کین ہمنے اس پارہ گوشت مین ہڈیان - پہر پہنایا ہمنے ہڈیون مین گوشت کا لباس - پہر پیدا کین ہمنے اس سے ایک دوسری خلقت یعنی اُس بے روح جسد مین روح پہونکی اور اوسے زندہ کردیا - (اب وہ اپنی مان کے پیٹ مین کروٹین لینے لگا یہانتک کہ ایام معہودہ گزرے اور اس نے زمین پر قدم ناز رکہا اب گہر مین شادیانے کی نوبتین بجنے لگین کہ ایک صاحبزادہ یا صاحبزادی عدم آباد سے رونق افروز عالم وجود ہوے مان خوشی سے پہولی نہین سماتی باپ ہین کہ گہر سے باہر اور باہر سے گہر مارے مسرت کے خدام کیطرح کام کاج کرتے پہرتے ہین مکان کے ہر گوشہ سے مبارک و سلامت کا شور بلند ہے - ابہی یہہ نہین معلوم کہ یہہ صاحبزادے عالم ہونگے یا جاہل متقی ہونگے یا شراب خوار سعید ہونگے یا شقی مفلس قلاش ہونگے یا مالدار - ابہی صرف دنیا با مید قایم ہے مان باپ کا خیال ہے کہ یہہ سب کچہہ ہونگے مگر یہہ علم اوسی اللہ کو ہے جسنے انہین دنیا مین بہیجا ہے) اب یہہ آیت شریفہ اہل ذوق و شوق کے وجد کرنے کے قابل ہے کہ انسان کیا چیز ہے - جب پروردگار تعالیٰ شانہ انسان کو بنا چکا تو خود ہی فرماتا ہے - فتبارک اللہ احسن الخالقین ترجمہ پس بزرگ ہے خدا ے نیکو صورت گری مین تمام صورت گرون سے ۵

دہد نطفہ را صورتے چون پری		کہ کردست بر آب صورت گری	

اسی مضمون کو دوسرے لفظون مین پروردگار تعالےٰ شانہٗ والتین مین یون ارشاد فرماتا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ٥ ترجمہ لام اور قد تاکید پر تاکید ہے ہر آیئنہ بے شک پیدا کیا ہمنے انسان کو نیک ساعت مین ٥

برورق روے تو لطف خدا ای
آیت حسن است کہ تحریر کرد

٥

اے رخ چون زہرہ ات شمس الضحیٰ
ای کدامین رنگ تو گلگونہ ھا
تاج کرمنا است بر فرقِ سرت
طوق فضلنا ست آویز برت
ہیچ کرمنا شنید این آسمان
کین شنید این آدمی پر غمان
احسن التقویم در والتین بخوان
کہ کدامین گوہرست از بحر جان
گر بگویم قیمت آن ممتنع
من بسوزم ہم بسوزد مستمع

اکبر ٥

کیا کہون مین کیا ہے اکبر آدمی
مظہر اسرار ہے ہر آدمی
آدمی ہے بادشاہِ کائنات
ہے پناہِ خلق و عالم اس کی ذات
آدمی کا جلوہ ہے خورشید مین
لطف نظارہ ہے اسکی دید مین
شاہی اسکو ہے نبوت اسکو ہے
حسن اس کو ہی وجاہت اسکو ہے
ہے یہ دنیا مین شریفون کا شریف
ناز پروردہ طبیعت کا لطیف
آدمی ہے سب فرشتون کا امام
اس سے بڑھکر کون ہے عالی مقام
ہے جو مسجود ملک انسان ہے
خاک ہے لیکن سراپا جان ہے
ہو گیا کیا ساکن افلاک کو
کر رہے ہین سجدہ مشتِ خاک کو
نور احمد سے منور ہے یہ خاک
ذرہ ذرہ اس کا ہے اب تابناک

اب تو یہہ اللہ کا محبوب ہے	سب سے بہتر ہے یہ سب سے خوب ہے
آدمی مورد ہے صلے اللہ کا	ہے یہہ تمغہ احمد ذی جاہ کا

اے نونہالان باغ فضل وکمال! یہہ شرافت جو انسان کی بیان کی گئی یہہ اوسی انسان کیواسطے ثابت ہے جس کا جمال جلوۂ ایمان سے روشن ہے جو خدا شناس بندہ ہے۔ اب لسان شرع اور اصطلاح اسلام مین انسان اوسیکو کہتے ہین کوئی یہ نہ سمجھے کہ بڑی بڑی ایجادین کرنے والے آدمی آدمی اور انسان کے لقب کے شایان ہے۔ **بقراط سقراط افلاطون۔ ارسطو۔** ان لوگون نے نہ ریل ایجاد کی نہ تار برقی مگر حکما کی صف مین یہی سب سے آگے کہڑے ہوے نظر آتے ہین اس افضلیت اور سابقیت کا سبب وہی **خدا شناسی** ہے جب کسی آدمی کو اوسکی بری قسمت دین و دنیا مین ذلیل ورسوا کیا چاہتی ہے تو اوس بدبخت کا دماغ کفروالحاد کی بدبو سے متعفن ہوجاتا ہے پہر اوسکی گندگی اوسکے قریب کے لوگون تک پہونچتی ہے پہلے تو وہ بدبو اونکو تکلیف دیتی ہے پہر رفتہ رفتہ وہ گندگی اونکی طبیعت ہوجاتی ہی وہ اوسیکو پہر لونڈر کی خوشبو کہنے لگتے ہین مینے اون لوگون کو دیکہا ہے کہ جو ایک زمانہ مین نہایت معطر کہانا کہاتے تہے اگر ذرا بہی گوشت مین لسباندر ہگئی تو باورچی کے سر آفت آئی اور اب وہ ولایت کی بدبودار مچہلی سارڈین جو ٹین کے ظرف مین بند ہوکر آتی ہے اس رغبت سے کہاتے ہین کہ انگریز بہی اونپر رشک کرتے ہین **نفس** بڑا خبیث ہے جہان اسکی رسی ڈہیلی ہوئی اور یہہ لے بہاگا ؀

علاج نفس کا فرزود ہنگام جوانی کن	کہ این مارسیہ چون پیر گردد اژدہا گردد

افسوس ہزار افسوس ہمین اپنی قوم کے تہذیب یافتہ لڑکون سے یہہ امید تہی کہ یہہ اعلی درجہ کی ڈگریان حاصل کرکے اپنی قوم اپنی مذہب کی شان وشوکت بڑہا ئینگے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وہون نے ایک سرے سے مذہب کا صفایا ہی بول دیا لگے اپنی ہی فوج کو مارنے

ایک صاحب ڈگری یافتہ ایک طالب علم سے فرما رہے تہے کہ منطق ہے اور انگریزی مین اتفاق سے وہ طالب العلم بہی انگریزی مین استعداد وافر رکہتا تہا اوسنے اون سے پوچہا کہ آپ نے عربی بہی پڑہی ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ عربی کی ضرورت تمام علوم عربی کے انگریزی مین ترجمہ ہوگئے طالب العلم نے کہا کہ جناب عالی آپ کو کچہہ استعداد نہین ابہی تو آپ نے انگریزی کو افضل قرار دیا ابہی مفضول کردیا مجہے معلوم ہے انگریزی مین جتنی منطق ہے پہر کیا تہا تڑکا ہوگیا۔ دوسرے انگریزی دان صاحب فرماتے ہین کہ کیون صاحب یہہ تو فرمائے قیامت مین یہہ کہنی سڑی گلی ہڈیان کیونکر زندہ ہوجائینگی یہہ بہی سن لیجیے کہ یہہ صاحب ایک مسلمان آدمی کے فرزند ہین اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن یہہ مصیبت آجکل مسلمانون پر پڑی ہے جنکے ماں باپ مسلمان تہے اونکی اولاد یہہ کہہ رہی ہے یہہ اعتراض انکا طبع زاد نہین ہے بلکہ عدی بن ربیعہ ایک کافر عرب تہا اوسکا اعتراض ہے جو قلابہ نسل ان لوگون تک پہونچا ہے پروردگار تعالیٰ شانہ فرماتا ہے۔

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَہٗ ۝ بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ

کیا معلوم کرتا ہے عدی بن ربیعہ یہہ کہ ہم جمع نہ کرینگے اوس کے استخوان پراگندہ آرے جمع کرینگے ہم اوسکے استخوان پراگندہ اوسکو چاہیے جانے کہ ہم قادر ہین اس بات پر کہ اوسکے چہوٹے چہوٹے جوڑ انگلیون کے جمع کردینگے اور بڑی ہڈیون کا تو کیا ذکر ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ قرآن پاک بہی کیا فصیح بلیغ ہے ایک دوسرا کافر عرب بہی یہی اعتراض کرتا تہا دیکہو اعتراض واحد ہے مگر دیکہو جیسا اعتراض کیا گیا اوسی شان کا جواب ملا۔ پہلا کافر کہتا تہا کہ ان ہڈیون کو کون جمع کریگا جمع کرنے کی صورت بتادی دوسرے نے اعتراض کیا کہ گلی سڑی ہڈیون کو کون زندہ کریگا۔

مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ترجمہ کون ان ہڈیون کو زندہ کریگا یہہ تو بوسیدہ ہوگئی ہین ریزہ ریزہ ہوگئی ہین اہل ادب اس خدائی جواب کو سنین اور اوسکی فصاحت و بلاغت سے فائدہ اوٹہائین

کسقدر سخت اور بڑا اعتراض ہے کہ آجتک ملحدان عالم کو اوسپر فخر ہے جو نیا ملحد ہوتا ہی وہ ہی اعتراض کرتا ہوا آتا ہے مگر صرف تین لفظ ہین جنکی تفسیر مین اجزا کے اجزا سیاہ ہوجائین۔ وہ قادر مطلق وہ بادشاہ علی الاطلاق حکم کرتا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اے میرے محبوب کہدو اس کافر سے کہ وہی تیری ہڈیون کو زندہ کردیگا جسنے بتجھے اول مرتبہ پیدا کیا جب تیری یہ ہڈیان بہی نہتین قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ط کماحقہ اس آیت شریفہ کی بلاغت بیان ہو نہ مجھے علم نہ میری زبان قلم مین طاقت وہ بے علم کافر کیا یہ سمجھتا تھا کہ آدمی ہڈیون سے پیدا ہوتا ہے جو اوسنے کہا کہ ہڈیان گل گئی ہین یہہ سب اسباب ظاہری ہماری آنکھون کے سامنے ہین جو کوتاہ بین ہین ورنہ صرف اوسکا حکم ہے۔

وہ اگر حکم کردے تو ہمیشہ آدمی لکڑی سے پیدا ہوا کرے وہ اگر حکم کردے تو پتھر اور آہن سے ہوا کرے خالق حقیقی کے واسطے کسی خلقت کے پیدا کرنے کے لئے کسی علت اور سبب کی کیا ضرورت ہے۔ جب مین نے حضرت پیر و مرشد مولانا سید شاہ محمد قاسم ابوالعلائی داناپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامون مین اپنا نام لکھوایا تو اکثر بانکوپی کی خدمت سے مشرف ہوا کرتا تھا اور چونکہ حضرت نے مجھے متبنے فرمایا تھا اور طفولیت ہی سے اپنی آغوش شفقت مین پالا تھا تو اکثر امور کے عرض کرنے کی جرأت ہوتی تھی کبہی تو حضرت وہ خدشہ خود رفع فرماتے تھے کبہی ارشاد ہوتا کہ چھوٹے میان سے دریافت کرلو میرے والد ماجد حضرت شاہ سیدہ محمد سجاد ابوالعلائی قدس اللہ سرہ العزیز حضرت پیر و مرشد کے چھوٹے بھائی تھے چنانچہ ایک روز بعث بعد الموت کے باب مین مین نے حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز کے حضور مین عرض کیا آپ نے ایک مختصر سی تقریر نہ جس مین کوئی تمہید تھی نہ مقدمہ نہ تاویل نہ محذوفات مگر بعث بعد الموت کو آنکھون سے دکہا دیا ہنوز وہ مردہ دلونکی زندہ کرنے والی تقریر صدائے الست بربکم کی طرح کانون مین گونج رہی ہے اور وہ مشاہدہ آجتک پیش نظر ہے۔ تقریر پرتاثیر

حضور نے ارشاد فرمایا کہ جتنی باتین ہمین مشکل معلوم ہوتی ہین ہمارے علم کی کمی سے
مشکل نظر آتی ہین یا یہہ سبب ہے کہ ہمنے خداے تعالیٰ شانہ کو قادر نہین سمجھا معاذ
منہا دنیا بقول اہل تنجیم چاند سے بہی چہوٹی ہے اور بہت سے ستارے اتنے بڑے ہین
کہ چاند لاکہون درجہ اون سے چہوٹا ہے پہر ایک چہوٹی سی دنیا کے خلقت کو مارنا
اور پہر زندہ کرنا اوس قادر توانا کی قدرت کے سامنے کیا بڑی بات ہے اسکے سوا ایک
قیامت ہر سال ہماری آنکہون کے سامنے ہوتی ہے۔ مگر ہم اوسپر نظر نہین کرتے
اگر ہم اوس قیامت پر تامل کی نظر ڈالا کرین تو بعث بعد الموت مین کوئی خدشہ باقی نرہے
یہہ عالم اور ایسے لاکہون کا بنانا اور بگاڑنا اور پہر بنانا اوس **قادر علی الاطلاق** کی قدرت
کے سامنے بچون کے گہروندے سے بہی بہت زیادہ بے وقعت ہے دیکہو جیسے یہہ دنیا ایک
عالم ہے ویسے ہی اس عالم مین ہزارون عالم ہین یہہ جتنے درخت تمکو نظر آتے ہین انکو مستقل
ایک عالم سمجہ لو اور انکے گل و ثمر و برگ و شاخ وغیرہم کو مخلوق خیال کر لو ان مین بعض کی
عمر طبعی ایک ہفتہ سے بعض کی ماہ دو ماہ بعض کی ایک سال شاخ وغیرہ کی عمر طبعی اس سے کچہہ
زیادہ غرض کہ گل و ثمر و برگ انکی قیامت سال بہر مین ہو جاتی ہے ثمر انسان و حیوان کی
غذا ہوکر جزو بدن ہو جاتے ہین برگ بہی علی ہذا القیاس کچہہ پتون کو ہوا اوڑا لیجاتی ہے
کچہہ چار پایون کی غذا ہو جاتے ہین کچہہ پانی مین سڑ گل جاتے ہین حاصل کلام یہہ ہے کہ
سب فنا ہو جاتے ہین آخر فنا اونکا عالم بے برگی کی حالت مین کہڑا رہتا ہی ؎

نہ میوا ہے نہ پتے ہین نہ پہول ان ہین کہین اکبر	قیامت ہی درختون کیلئے موسم یہہ پت جہڑ کا

پس چند روز کے بعد جو حکم کن فیکون پہر اوس عالم کے کانون تک پہنچا کرتا تہا کوپلین پہوٹین پتے نکلے
پہول پہوے پہل پہلے ؎

رت بدلتی ہے کوئی دن مین ہوا پھرتی ہے		باغ عالم کی گئی نشو ونما پھرتی ہے

پھروہی سرسبزی ہے اور وہی ٹھنڈی ہوائین وہی عالم وہی مخلوقات جو شخص انکو بہار کی حالت مین دیکہ کہین چلا گیا تہا اور زمانۂ خزان مین غایب رہا اور پہر آغاز بہار مین وہ ان درختون کے سایہ مین آکر بیٹھا تو کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ یہہ دوسرے برگ وبار مین ہرگز نہین جو پتہ جہان سے جدا ہوکر گرا تہا وہان دوسرا پتہ ادسی قطع برید کا موجود ہے۔ عالم وہی مخلوقات وہی پہر اگر ہم قیامت مین اسی طرح زندہ کئے جائین تو کون سی حیرت انگیز بات ہے ؎

آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند		نکتہ ہا ہست بسے محرم واسرار کجا است

بس بات اتنی ہے کہ یارون نے اپنی ہی طرح اوس قادر مطلق کو بہی مجبور اور معذور سمجہ لیا ہے اب جو چاہین کہین ؎

منعم کنی زعشق تو ای مفتی زمان		معذور دارمست کہ تو اورا ندیدۂ

جن کا خدا مجبور اور معذور ہے اونکا کہنا بہی حق بجانب ہے اونکی خدا کی مجبوری اور معذوری اونسے کہلوا رہی ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد قولوا یا معشر الجن والانس وہو علی کل شئ قدیر۔

نوٹ متعلق آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ ارباب بصیرت و انصاف سے التماس ہے کہ جس زمانہ مین قرآن پاک نازل ہوا تہا کوئی کتاب علم تشریح کی جسپر اہل یورپ کو ناز ہے اوس وقت مین موجود تہی ہرگز نہین اول تو اہل عرب نعش کی نہایت تعظیم کرتے تہے نعش پر مکہی کا بیٹہنا اوسکے عذاب کا سبب سمجہتے تہے دوسری بات یہہ ہے کہ اوس عہد مین عرب بالکل وحشی اور بے علم تہے علم الابدان اور فلسفہ اور طبعیات وغیرہ کا تو کیا ذکر لکہہ مین دو چار آدمی بہی ایسے نہ تہے کہ ضروری مقاصد قلمبند کرسکین اور یہہ بہی بات مانی ہوئی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہی کچہہ لکہے پڑہے نہ تہے پہر جو تغیرات نطفہ وعلقہ ومضغہ وعظام ولحوم وغیرہ جس صراحت

وریب وحیوں کے ساتھہ کلام پاک مین بیان ہوا ہے کیا عقل اس کا فتوی دیگی کہ یہہ ایک امی آدمی
کی تحقیقات ہے پہر کیونکر یہہ بات سمجھہ مین آسکتی ہے کہ ہر اربعین مین جو نطفہ مین تغیرات پیدا ہوئی وہ بغیر
کے بتائے آپ کو معلوم ہوئے یہ بات تو خیال ہی مین نہین آتی کہ ہر اربعین کے بعد کسی ایک عورت کا
رحم چاک کیا گیا ہو مگر اس عہد مین جو نئی تشریح والون نے ان تغیرات کو بذریعہ تشریح معلوم کیا تو وہی دکھا
جیسا کہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اب ہم قرآن پاک کو آسمانی کتاب نہ کہین تو کیا کہین
مین ایک مضمون سورۂ نور کی بعض آیات پر اور لکھہ رہا ہون اوس مین بہی انشاء اللہ تعالی مین قرآن پاک
کی پیشین گوئی ثابت کرونگا اور اپنے بہائیون کے سامنے پیش کرونگا ع گر قبول افتد زہی عز و شرف
اپنے بہائیون کی تخصیص مین نے اس لئے کی تہی کہ بمجہے اغیار کے ردّ و قبول
سے غرض نہین نہ مین انعام کا خواہان نہ تعریف کا طلبگار صرف مجہے اپنے
برادران طریقت سے کام ہے ؎

مرد متوکل ہون اللہ کا ہون بندہ	اللہ کے در پر مین بیٹہا ہون سرافگندہ
امیر آئے کہ سلطان پورے کو نہ چہوڑ	جو تو نے ہاتہہ سمیٹے ہین پاؤن کو پہیلا

(محمد اکبر ابو العلائی)

انسان مین ترقی کا مادہ

بنی نوع انسان ہر قسم کے جانورون کو حضرت آدم کے زمانہ سے دیکہتے چلے آتے ہین
اور یہہ دونون مخلوق ہزارون برس سے اس دنیا پر آباد ہین مگر انسان نے اپنی عقل کی مدد اور
ذہن کی رسائی سے جو کچہہ کہ ترقی کی وہ حیوانون کو میسر نہوئی - انسان ہمیشہ اپنی راحت و آرام کے لئے
نئی نئی ایجادین اپنی طبیعت سے پیدا کرتا ہے مگر حیوان جیسا کہ پہلے تہا ویسا ہی اب بہی نظر آتا ہے
خدا نے اونکے وجود مین ترقی کا مادہ نہین رکہا ہے اور انسان کو وہ مادہ عطا فرمایا ہے اور اوسی کا نام عقل ہے

مکڑی اگرچہ اپنا جالا بڑی کاری گری سے تنتی ہے مگر جیسا کہ آج سے ہزار برس پہلے تنتی تھی ویسا ہی
اب بھی تنتی ہے اور اسیطرح آیندہ بھی تنے گی۔ بیا اگرچہ اپنا گھونسلہ نہایت صفائی سے بناتا ہے
مگر جیسا کہ پہلے بناتا تھا ویسا ہی اب بھی بناتا ہے اور اسیطرح آیندہ بھی بناتا رہیگا۔ دیکھو حضرت سعدی
علیہ الرحمہ اس بات کو کس خوبی اور لطافت سے بیان فرماتے ہین۔

قطعہ

مرغک از بیضہ برون آید و روزی طلبد	آدمی زادہ ندارد خرد و عقل و تمیز
آنکہ ناگاہ کسے گشت بہ چیزے نرسید	وین بہ تمکین و فضیلت بگذشت از ہمہ چیز

بندر کو ملاحظہ کیجیے کہ جسکے جسم اور ہاتھہ پیر کی بناوٹ آدمی کے جسم اور ہاتھہ پیرون سے ملتی جلتی ہے
مگر جو کام کہ آدمی کرتے ہین وہ نہین کرتا۔ آدمی زمین کو جوتتے اور بوتے ہین کنوئین کھودتے
اور تالاب بناتے ہین اپنے رہنے کے لئے عمارتین بناتے ہین اپنے کھانے کے لئے عمدہ
عمدہ کھانین پکاتے ہین۔ اپنے پہننے کے لئے نئی نئی قسم کے کپڑے تیار کرتے ہین۔ مگر بندر کوئی
بھی کام نہین کرتا۔ سردیون مین جاڑون پر ٹھٹھرتا رہتا ہے۔ بارش مین ڈال ڈال بچاؤ کا سہارا ڈھونڈھتا ہی
جنگل کی بناس پتی اور پھل پھلواری اوسکی خوراک ہین جب کبھی پیاس لگتی ہے تو ندی تالاب اور چشمہ پر
جانا پڑتا ہے نہ اوسکو کھانا تیار کرنے کی سمجھہ ہے اور نہ اوسکو پانی کے واسطے مٹی کا گھڑا یا مٹکا تیار کرنیکی
عقل ہے تاکہ وہ اپنے پینے کا پانی بھر رکھے اور وقت پر پیاس بجھا سکے۔ اگرچہ وہ آدمیون کو یہہ سب
کام کرتے ہوے دیکھتا ہے مگر وہ دیکھہ کر بھی نہین سیکھتا۔ برخلاف اوسکے انسان ہر دم ترقی کے
زینہ پر چڑھتا ہوا نظر آتا ہے اور فضل و کمال کی منزلون کو طے کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔
مثلاً پہلے پہل خشکی کی آمد و رفت کے لئے سواے پیادہ روی کے اور کوئی سامان نہ تھا تو انسان نے
اپنی عقل کے زور سے نباتات کے اجزا کی کیفیت کو معلوم کیا اور سن کی رسیان بٹنا شروع کین پھر اوس سے
پھندہ بناکر حیوانات کو گرفتار کیا اور گاے بیل گھوڑے گدھے ہاتھی اونٹ وغیرہ جانورونکی وحشت دور کرکے

اونکو اپنا غلام بنایا اور اونسے سواری کا کام لینا شروع کیا - باوجودیکہ یہہ سب جانور سخت خونخوار اور انسان کے
جانی دشمن تھے اور اوسکو روندنے کچلنے اور کاٹنے کو دوڑتے تھے مگر انسان نے بہ سبب حکمت
عملی رفتہ رفتہ اون کو اپنا مطیع و منقاد بنا لیا - پہر سواری کے لئے ہارنس بہی اونہین کے چمڑون
اور لوہے پیتل وغیرہ جمادی اشیاسے تیار کیا اور اوس کے بعد درختون سے لکڑیان کاٹ کر
گاڑی بنانے کی بنیاد ڈالی اور ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ قسم کی گاڑیان تیار کین جیسے کہ چھکڑہ اور
شکرم اور رتھ اور بگھی وغیرہ پہر اوسکے بعد ریل گاڑی بنا کر سبکو ایک گوشہ مین بٹھا دیا اور بہاپ کی وہ پوشیدہ
قوت دریافت کر لی کہ جسکی قوت کا ہزارواں حصہ بہی ان جانورون مین نہین ہے - اسیطرح اول اول
دریاؤن اور سمندرون سے عبور کرنے کے لئے کشتی بنانیکا طریقہ ایجاد ہوا پہر اوسکے بعد
بڑے بڑے جہاز بنے لگے پہر اون جہازون سے بہی پوری کامیابی نہ ہوئی تو آگ بوٹ تیار
کر دیا جس سے سب ایجادون پر پانی پہیر دیا -

اسی طور پر پہلے پہل جب کنوے کہودنا شروع کئے تو ڈول اور رسی اور ہاتھون کی مدد سے پانی باہر
لاتے تھے پہر بیلون کے چمڑون سے بڑے بڑے چرس تیار کئے اور بیلون ہی کی طاقت کے
ذریعہ سے چرس چلنا شروع ہوا پہر اوس کے بعد رہٹ بنایا گیا اور پہر اوس سے بہی طبیعت سیر
نہ ہوئی تو انجن لگا دیا جو دن دن بہر مین ہزارون پکہال پانی باہر نکال لاتا ہے جسکو دیکہکر اگلے
سامانون کی چاہ دل مین باقی نہ رہی - علی ہذا زمانۂ سلف مین کپاس سے سیدہا سادا گزی کہادی
اور جگناتی کا کپڑا تیار کیا گیا پہر اوسکے بعد رنگ برنگ کی گلکاریان اور بیل بوٹے دار کپڑے
تیار ہوئے جیسے کہ چھینٹ اور گون و جامدانی وغیرہ پہر اوس کے بعد کپڑون مین چمک
اور ملائمیت کے واسطے ریشم کا کام ہونے لگا جیسے کہ الاچہ و مشروع و ساٹین وغیرہ
پہر اس سے بہی جی نہ بہرا تو چاندی سونے کے ورق اور باریک تار نکالکر کپڑے مین لگائے گئے
کہ جس سے کمخاب - تاش و بادلہ وغیرہ نہایت زرق و برق آب و تاب کے کپڑے تیار ہوے

جنہون نے سب ایجادون کو پردے مین بٹھا دیا۔ الغرض انسان کی عقل و شعور اور ترقی کی مثالون سے تمام عالم بھرا پڑا ہے۔

مگر اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ اب انسان کی ترقی رک گئی اور انکی ایجادین انتہا سے کمال پر پہنچ گئین کیونکہ انسان کی ترقی نہ کبھی رکی ہے اور نہ کبھی رکے گی سیکڑون علم ایجاد کیئے اور ہزارون فن پیدا کیئے مگر پھر بھی اور پیدا ہوتے ہی جاتے ہین۔ بقول **شاعر**

خاک کے پتلے نے دیکھہ کیا ہی مچایا ہے شور	اسکے برابر کہان کوئی نے پایا ہے زور
قلزم معنی کو سے قطرہ کا قطرہ رہا	بل بے سمائی تیری اف ری سمندر کے چور

ہان اون لوگون مین ترقی رک گئی ہے جو اپنی جہالت و نادانی سے بندرون کی طرح آنکھین نہین کھولتے اور وحشی یا نیم وحشی کہلانا پسند کرتے ہین۔ یا بئے کی طرح اپنے بزرگون کی ایجادون کو کامل سمجھہ کر پرانی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہین۔

نیم وحشیون مین ہمارا شمار صرف اس ہی لئے نہین ہوتا کہ ہم اپنی عقل و شعور کو بیکار ڈال رکھتے ہین اور ترقی علم و ہنر پر راغب نہین ہوتے اور اپنے خیالات کو وسیع اور اپنی ہمت کو بلند نہین کرتے بلکہ اس لئے بھی شمار ہوتا ہے کہ ہمارے چال چلن اور شادی و غمی کی رسم و رواج اکثر دانشمندی کے خلاف ہین جس مین صریحًا وحشیانہ پن پایا جاتا ہے اور سراسر حماقت و دیوانگی ظاہر ہوتی ہے کہ جنکو ہمارے سمجھدار بھائی سمجھتے بوجھتے ہین اور بحث کی وقت اپنی خطا کو تسلیم کرتے ہین اور اپنے قصور پر قائل ہوتے ہین لیکن پھر بھی اوسکے ترک کرنیکی طرف توجہ نہین کرتے اور ایسے محل و موقع پر ایک دوسرے کا منہ دیکھکر رہجاتے ہین اور اپنے رسم و رواج کی اصلاح کی طرف متوجہ نہین ہوتے بلکہ لوگون کو ہنسنے اور طعنہ زنی کا موقع دیتے ہین حالانکہ اسلام ان بیہودہ کامون اور ان وحشت زدہ امور سے پاک ہے۔

راقم خادم قوم میر صدرالدین حسین بڑودوی

علم ہیئت

علم ہیئت کا آغاز بھی مثل دوسرے علوم کے توہمات سے ہوا ہے گذشتہ زمانہ مین جب کہ شایستگی عام طور سے پہیلی ہوئی نہ تہی تمام لوگ ہر ایک واقعہ کا انحصار اپنی ضعیف الدماغی کی وجہ سے کسی بے بنیاد واقعہ پر رکھتے تھے جون جون دنیا مین ترقی ہوتی گئی بے بنیاد باتین اصلی واقعات سے علٰحدہ ہوتی گئین جس سے مختلف سائینس کی بنیادین پڑ گئین اب بھی جن قومون مین شایستگی نہین پہیلی ان توہمات مین مبتلا ہین جن کا پتہ اون کے معمولی کامون سے بھی ملتا ہے مثلاً بعض لوگ شکار کو جاتے وقت چاتو کا نام نہین لیتے کیونکہ اس سے شکار نہین ملتا۔ اکثر یہہ گمان ٹہیک ہوتا ہے جس کی وجہ چاتو کا نام لینا نہین ہوتی بلکہ اپنے فن مین اچھی طرح سے ماہر نہ ہونا ہوتا ہے۔ اکثر لوگ خاص دن سفر کے لئے منحوس سمجھتے ہین اور بعض دن علاج شروع کرانے کے لئے ناموزون شادیون کے لئے بھی سال مین تھوڑے سے ہی دن نیک فال سمجھے جاتے ہین۔ غرض کہ ان اوہام کا کوئی اندازہ نہین کر سکتا۔ جس قدر علم کی کمی ہوگی اوسی قدر ان کو زیادتی۔

زمانہ دراز سے کیمیا بنانے کا خیال دنیا مین پہیلا ہوا ہے کچھہ لوگ اب بھی دل سے یقین کرتے ہین اور بہت سے لوگ سادہ لوح رئیسون کو دہوکا دینے کی نیت سے کہتے ہین کہ جست یا ٹین کو چاندی بنا دین یا پیتل کو سونے مین تبدیل کر دین اس کیمیاگری سے علم کمسٹری کی بنا پڑی ہے جس نے کہ صاف ظاہر کر دیا ہے کہ جسطرح قوت انسانی سے یہ باہر ہے کہ دنیا کے ایک ذرہ کو ضائع کر دے اوسی طرح یہہ بھی بعید ہے کہ ایک خاص دہات کے ذرہ کو دوسری دہات مین تبدیل کرے۔

علم طب کی بنیاد بھی اسی طرح قایم ہوئی ہے۔ یونانیون کے عروج سے پہلے

ہومر شاعر کی کتاب ایلیڈ کے چوتھے باب کو تکئے کے نیچے رکھنے سے چوتھیا بخار حکمی طور سے جاتا رہتا تھا چینیون کے یہان بہت سی بیماریون کا علاج جادو کا مربع تھا جس کا نام آیندہ زمانہ مین تعویذ پڑگیا۔

اس مربع مین ۹ خانے ہوتے تھے اور ہر ایک خانہ مین ایک سے لیکر ۹ تک ہندسے اس ترتیب سے لکھے جاتے تھے کہ عددون کو ایک سیدہ مین شطرنج کے مہرے فیل یا رخ کی چال سے جوڑین تو ہر ایک طرح سے ۱۵ حاصل جمع ہو اسی طرح زیادہ اندیشہ ناک بیماریون کے لئے ۱۶ اور ۲۵ خانون کے مربع استعمال کئے جاتے تھے جن کو مین بطور مشق کے چھوڑے دیتا ہون۔

۲	۷	۶
۹	۵	۱
۴	۳	۸

اس قسم کے تعویذون سے لوگ اپنی خوش اعتقادی کے وجہ سے اوسی طرح اچھے ہوجایا کرتے تھے جیسے کہ ایک دہقان بجاے دوائیون کے حکیم کے ایک نسخہ کو بطور تعویذ کے پانی مین گھول کر پینے سے اچھا ہوگیا۔

مذہب مین جسقدر توہمات پہیلے شاید کسی علم مین بھی اوس کی نظیر نہین ہوگی۔ان بے بنیاد خیالون کے دور کرنے اور سچے واقعات تبلانے کے لئے دنیا کو اتنے بہت سے پیغمبرون اور پیشواؤن کی ضرورت پڑی ہے۔

علم ہیئت بھی ابتدائی زمانہ مین اسی قسم کے توہمات سے ملحق تھا۔دن رات کی وجہہ قریب دو ہزار برس قبل مسیح علیہ السلام کے تاریکی اور روشنی کے خداؤن کی باہمی لڑائی تبلائی جاتی تھی یہ دونون دیوتا اپنے اپنے رتھون مین سوار ہوکر برابر لڑتے رہتے تھے جس وقت کہ روشنی کا خدا غالب ہوجاتا تھا تو دنیا مین دن نکل آتا تھا اور دوسری صورت مین رات چنانچہ وید مین فقرے جو کہ نارمن لاکیر کی کتاب آغاز علم ہیئت سے لئے گئے ہین "کیا سورج پھر نکلیگا۔کیا روشنی پھر ظاہر ہوگی کیا تاریکی کا دیوتا روشنی کے دیوتا سے مغلوب ہوجائیگا" یہ صاف ظاہر کرتے ہین کہ

لوگون کورات کے بعد دن کے نکلنے کا پورا یقین نہین ہوتا تہا۔
یونان کے ابتدائی زمانہ مین یہ خیال کسی قدر زیادہ اچھی صورت مین بیان کیا گیا تہا اون کے نزدیک خدا ایک سورج روز گڑہکر بہیجتا ہے جو کہ شام کو سمندر مین ڈوب جاتا ہے علم ہیئت کا موجد اوس شخص کو کہنا چاہیئے جسنے سب سے پہلے یہ بیان کیا کہ وہ سورج جو کہ آج ہم دیکھتے ہین یہ وہی سورج ہے جو کہ کل نکلا تھا اور آیندہ بہی یہ ہی دکھلائی دیگا۔ کیونکہ شروع زمانہ مین جب کہ یہہ خیال کیا جاتا تھا کہ افریقہ کے پرلی طرف آسمان اور زمین مل جاتے ہین اور جب کہ زمین یا آسمان کے گول ہونیکا خیال تک بہی ناممکن تہا تو رات بہر مین مغرب سے مشرق کو سورج کا واپس چلا آنا ایک بڑا معمہ تہا۔
علم ہیئت کے ہر ایک واقعہ کی نسبت نئے نئے اوہام دنیا مین پہیلے ہین جو کہ آجکل ہمارے لئے دلچسپی سے خالی نہین ہین۔ دمدار تارون کی وبا کی پیشین گوئی یا زمین کے ٹکرانے کے وہم کو اگر ایک جگہہ جمع رکہا جاوے تو ایک مجلد کتاب بن جائیگی۔ مین اس موقع پر ان اوہام کی نسبت بحث کرنا نہین چاہتا کیونکہ آیندہ موقع پر مجھکو اس پر تصریح کے ساتھہ گفتگو کرنے کا موقع ملیگا۔ دوسرا وہم علم نجوم کے متعلق ہے جس سے کہ لوگ ستارون کی جگہون کو دیکھکر آدمیون کی خوش نصیبی اور بدنصیبی کی پیشین گوئی کرتے ہین۔ اس قسم کی پیشین گوئی سے زیادہ کوئی لغو کوئی بے بنیاد باتین نہین سوچ سکتا بہت سے جہاز ادہر سے اودہر سمندر مین پہرتے ہین اور اگر یہہ ممکن ہے کہ جسوقت جہاز وکٹوریا یا باب المندب پر پہونچیگا تو وہ مچھلی کہ جو بحر چین کے خاص حصہ مین ہے مرجائیگی اور بحر مکسیکو کی ایک مچھلی بیماری سے اچھی ہو جائیگی تو مین یہ بہی مان لونگا کہ جسوقت مشتری برج عقرب مین ہوگا تو زید پر بلا نازل ہوگی اور بکر کے دو لڑکے پیدا ہونگے۔ اسی طرح اکثر نجومی موسم کی شدت، غلہ کی ارزانی

اور گرانی کی نسبت پیشین گوئی کرتے ہین جن کی وقعت حسن صباح کے طوفان سے بچنے کی پیشین گوئی سے زیادہ نہین ہوتی اگر پیشین گوئی غلط ہوئی توکوئی شخص دامن پکڑنے کے لئے نہین آئیگا اور اگر ٹھیک ہوئی تو بیوقوف آؤبہگت کرنیکے لئے مل جائینگے علم نجوم کو علم جیسے لفظ سے تعبیر کرنیسے لفظ علم کی تحقیر ہوتی ہے نجوم نہ کوئی سائینس ہی اور نہ سچے واقعات کا مجموعہ علم ہیئت البتہ ایک سائنس ہی جسکا انحصار بالکل ریاضی پر ہے اگر ہم یہ پیشین گوئی کرین کہ فلان تاریخ کو فلان وقت فلان تارہ فلان جگہہ ہوگا تو یہ پیشین گوئی ٹھیک ہوگی اوراوس کا انحصار ریاضی کے اصولون پر ہوگا اور اگر اوس کے ساتھہ یہ بہی کہین کہ تارے کے فلان جگہہ ہونے سے اٹاوہ مین ہیضہ پہیلیگا تو یہ نجوم کی بے بنیاد پیشین گوئی ہوگی۔

چند ہفتے ہوئے کہ دو شخص میرے پاس آئے جنہون نے کہا کہ ہم اقلیدس اور علم ہیئت کے ذریعہ سے آپ کے دل کی بات کو تبلا سکتے ہین مجھکو خیال گذرا کہ شائد ان پیشین گوئیون پر بحث اقلیدس نے اون مقالون مین کی ہوگی جن کی نسبت عام طور سے غلط خیال پہیلا ہوا ہے کہ وہ گم ہوگئے ہین، حالانکہ اونکی تعلیم صرف اسوجہ سے نہین ہوتی کہ ہم اون باتون کا ثبوت بجائے علم ہندسہ کے علم حساب اور علم جبر مقابلہ سے بآسانی دے سکتے ہین مین نے ایک بات اپنے دل مین فرض کرلی اور اونہون نے چند بلامعنی لکیرین کہینچنے کے بعد تین جواب کاغذ پر لکہے۔ بہت اصرار اونہون نے اس پر کیا کہ مین پہلے اپنی بات کو ظاہر کردون جب وہ مناسب جواب دکہلائین لیکن اون کے تینون جواب دیکہنے پر مجھکو معلوم ہوا کہ میرے امکان سے باہر تہا کہ مین کوئی سوال ایسا سوچون جس کا جواب اون مین نہ آجاے سچے اسوقت وہ تینون باتین یاد نہین ہین مگر اون کا مطلب یہ تہا: سوال ہے واسطے اپنے یا کسی اور شخص یا شے کی نسبت کچھہ پوچھا چاہتے ہو یا کچھہ اپنے دل مین لے لیا ہے۔ وہ اسے حضرات! مین

آپ سے دریافت کرتا ہون کہ آپ کوئی بات سوچ سکتے ہین جس کا جواب ان مین نہ آجائیگا؟

اس واقعہ سے مجھکو کچھہ تعجب نہین ہوا تھا کیونکہ وہ لوگ جو نہ عربی کا اعلےٰ علم رکھتے ہین اور نہ یوروپین سائنس اور لٹریچر سے واقف، ان لغو باتون مین مبتلا ہون تو کچھہ حیرت انگیز بات نہین ہے مگر مجھکو سخت تعجب مدراس کے ایک اخبار کے ایک آرٹیکل کے دیکھنے سے ہوا تھا جس کو کہ مین بجنسہٖ آپ کے سامنے پڑہتا ہون اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے شائستہ آدمی ابھی تک ان توہمات سے بری نہین ہوئے ہین۔

"۲۰ - مارچ ۱۸۹۹ع مین شب سہ شنبہ ۲ بجکر ۷ منٹ پر طالع قوس سنئے طور پر آفتاب عالمتاب برج حمل مین ہوا اور نوروز گیتی افروز کی عید منائی گئی - مہندسانِ عالمِ بالا (شاید مطلب فرشتون سے ہوگا) لکھتے ہین کہ سواری خر کافوری لباس (یونانیون اور ہندؤن کے رتھہ چھن جانے کے بعد صرف گدہا سواری کے لئے رہ گیا ہے) اسید ہے ہاتھہ مین لٹھہ مرجان کا (نہایت مقدس چیز ہاتہہ مین ہے) ہار گلے مین شاید امسال بہت سی شادیان ہونگی) خاک آلودہ کاسہ مین دودہ پی رہا تھا۔

نجوم کے قاعدہ سے امسال بادشاہت مریخ کی ہے جس کی تاثیرات حسب ذیل ہین (علم ہیئت کی علمی مجلس کے علمار کے غور وفکر کے لئے نئی تحقیقات)

ہوا بہت چلیگی (واقعی علی گڈہ مین تو بہت زور سے آندہی آئی تھی) مختلف مقامات مین آتش زدگی سے نقصان پہونچے۔ مویشیون کو سخت نقصان پہونچیگا - بارش بہ نسبت سال گذشتہ کم ہوگی۔ (۱۲۱ روز سے تو برابر بارش ہو رہی ہے) اوائل سال مین غلہ ارزان ہوگا اور آخر مین گران ہوجائیگا وغیرہ وغیرہ"

جو لوگ علم نجوم مانتے ہین وہ اسکے سچے ہونے کے ثبوت مین جوتشیون کے سورج اور چاند گرہن کی پیشین گوئیون کو پیش کرتے ہین۔ ہم جوتشیون کے علوم کو اوسیقدر

مانتے ہین جہان تک کہ وہ تارون یا چاند کی حرکت کو تبلاتے ہین کیونکہ یہہ تبلانا علم ہیئت کا کام ہے مگر جس وقت وہ اس دائرے سے ہٹ کر ہاتہہ دیکہنا شروع کرتے ہین وہ اصل سائنس سے دور چلے جاتے ہین میرا مطلب اونکے فارمولون کا مضحکہ اوڑانا نہین ہے مگر یہ مین نہایت زور سے کہونگا کہ کوئی وجہہ نہین ہے کہ ہم اون کو مانین اور نہ واقعات اونکی سچائی ظاہر کرتے ہین البتہ گرہنون کی پیشین گوئی خواہ جوتشیون کی کتاب مین سے چنی جاسئے یا رحمت اللہ رعد کی چہپی ہوئی جنتری کہول کر نکالی جائے، یقیناً ٹہیک ہوگی۔ یہہ پیشین گوئی ہمیشہ وقعت کی نگاہ سے دیکہی جاتی ہے اور صرف وہ ہی لوگ جن کو خدا نے خاص دماغ دیا ہے جس کی وجہ سے وہ ایک سے لیکر ۶ ہزار تک گن سکتے ہین وہ سورج اور چاند گرہن کی پیشین گوئی بہی کر سکتے ہین۔ ۱۸ برس اور ۱۱ دن کے عرصہ مین جسقدر گرہن ٹرین اول نہایت احتیاط سے اونکو لکہہ لینا چاہیئے، اوس کے بعد گرہن اوسی طرح پڑین گے۔ فرض کرو کہ ہم آج سے گرہنون کو دیکہنا شروع کرین اور دن شمار کرتے جائین ایک دو تین چار۔ اور فرض کرو کہ پینتالیسوین دن چاند گرہن ٹرا پہر ننانوین دن سورج گرہن پڑا پہر تین سو تیرہوین دن چاند گرہن پڑا۔ اسی طرح ۶۵۸۵ دن تک سب گرہن لکہے جائین۔ جب استنے دن ختم ہوجائین تو پہر ایک سے شروع کرین تو ہم مثل ایک بڑے عالم جنتری بنانے والے کی طرح پیشین گوئی کرسکین گے کہ پینتالیسوین دن چاند گرہن ہوگا اور ۹۹ دن کے بعد سورج گرہن اور پہر ۶۵۸۵ دن گذرنے کے بعد ایک سے شمار کرین تو پینتالیسوین دن چاند گرہن پہر ہوگا اسی طرح ایک ایک دو دو گن کر اگر ہم مین گنتی کی مہارت ہے تو ہم ایک ہزار برس پہلے سے گرہن کی پیشین گوئی کرسکتے ہین یہ جاننا کہ ۶۵۸۵ برس کے بعد گرہن کیون اوسیطرح نظر آتا ہی غالباً دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ مین اسپر پوری بحث گرہن کے لکچر پر کرونگا۔

راقم۔ ضیاء الدین احمد۔ ایم۔ اے البشیر

جدید طبی تحقیقاتین

(بعض لاعلاج امراض کا علاج)

دق کا علاج

پروفیسر گبسن اونیل باشندہ نیویارک نے بجلی کے ذریعہ سے تپ دق کا علاج معلوم کیا ہے
پروفیسر گبسن نے سالہا سال تک مادہ ٹیوبرکل یعنی تپ دق کے کیڑون کی تحقیقات کی اور ان کی
پیدائش و افزائش نسل کی مختلف حالتون کو بغور معائنہ کر کے تجربہ کیا کہ بجلی کی زبردست رو انکو
فنا کر دیتی ہے۔ ابتک علم طب دق کے علاج سے عاجز تھا اور دق وسل کو موت کا مرادف
قرار دیا گیا تھا مگر اس نو ایجاد طریقہ علاج سے بہت سے مریضون کو آرام ہو چکا ہے۔
لیکن اس علاج مین ایک تو خرچ بہت ہوتا ہے اور احتیاط بہت درکار ہے اول تو ایک
علیحدہ خاص طور پر بنایا ہوا کمرہ مریض کے لئے چاہیئے اور پھر ایک برق پیدا کرنے کا آلہ جو
نہایت قیمتی ہو درکار ہوگا۔ ماسوا اس کے ایک خاص کامل ماہر علم برق موجود ہو تاکہ ایسا نہو
کہ بجلی حد سے زیادہ مریض کے جسم مین داخل ہو جائے تو اسکے صدمے سے مر جاے۔
اس کے مقابلہ مین جب ہم اس طریق علاج پر غور کرتے ہین جو کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر پال نے
ایجاد کیا ہے تو وہ مثل یاد آتی ہے "کہ گھر کا جوگی جوگنا اور آن گاؤن کا سدہ۔"
ہندوستان اپنے صاحب کمالون کی قدر نہین کرتا امریکہ اور جرمن کے ڈاکٹرون کی
تعریف کے راگ گائے جاتے ہین مگر کوئی نہین پوچھتا کہ آیا خود ہمارے ملک مین صاحب
کمال موجود ہین؟ ڈاکٹر پال کے علاج کا اصول بالکل وہی ہے جو پروفیسر گبسن کا ہے۔
یعنی ٹیوبرکل کو ضائع کر دینا مگر امریکن موجد بجلی کے ذریعہ سے اور ہندی ڈاکٹر دوا کے ذریعہ سے

ایک ہی نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ کلکتہ مین بہت سے مریضون کو اس دوا سے آرام ہوا ہے اور کلکتہ کے
بہت سے علماء اور قابل اعتبار معززین ہمکو یقین دلاتے ہین کہ یہہ علاج تیر بہدف ہے اور کسی
حالت مین امریکن علاج سے کم نہین اور لطف یہ کہ کم خرچ بالا نشین۔ صرف پانچ چھہ روپیہ دوا کی قیمت
ہے مسٹر اُمیش چندر گھوش ایم اے۔ بی۔ ایل پرنسپل وکٹوریہ کالج اور مسٹر گوپی کرشن۔ ایم اے
بی۔ ایل پلیڈر ڈسٹرکٹ جج کورٹ علی پور۔ بہابا ناتھہ چودہری۔ بی ایل وکیل ہائی کورٹ۔ کلکتہ جناب
محمد وہاج الدین صاحب ممبر خاندان شاہی میسور۔ کالی کمار گھوش۔ بی۔ ایل وکیل علی پور۔ امرت رای
گھوش پلیڈر و میونسپل کمشنر کلکتہ کارپوریشن وغیرہ وغیرہ اصحاب بیان مذکورہ بالا کی تصدیق کرتے ہین
اس لئے ہمکو سوائے اعتبار کرنے کے چارہ نہین (سول اینڈ ملٹری نیوز)

جذام کی دوا

مقام نیو اورلینز مین سانپ کا زہر پچکاری کے ذریعہ دو جذامیون کے جسم مین داخل کیا گیا
اور اونکو آرام ہوگیا اور جزیرہ ہوائی کے جذام خانہ مین آجکل اس علاج کا تجربہ کیا جارہا ہے
ہندوستان کے قدیم علم طب یعنی ویدک مین جذام کا علاج بھی یہ لکھا ہے کہ سانپ کا زہر اس کے
لئے اکسیر ہے بنگال مین مدت سے ایک روایت مشہور ہے کہ ایک مشہور و معروف کوبراج
یعنی وید کا گرو جذام مین مبتلا تھا اور اسقدر تنگ ہوا کہ اس نے خودکشی کا ارادہ کیا۔ آخر اس کی
چیلے کوبراج نے علاج کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ گرو نے دریافت کیا کہ کیا دوا دیجائیگی تو اس نی
ایک ہانڈی کی طرف اشارہ کیا کہ دوا اس مین بند ہے۔ جون ہی ہانڈی کا منھہ کھولا گیا ایک سانپ
نکلا اور اس نے لپک کر گرو کی انگلی مین کاٹا۔ مار گزیدہ گرو کئی گھنٹہ تک بیہوش رہا لیکن وہ مرا نہین
گیا۔ اور کچھہ عرصہ بعد اس کو بالکل آرام ہوگیا اور جذام کا نام و نشان نہ رہا۔ ایضاً

سوامی بہاشکرانند سرستی

حال مین ہی ہندوستان سے ایک ایسا بڑا شخص گذر گیا ہے جس کا ثانی اب دنیا مین موجود نہین ہے اوس کے حالات جو ابتک مختلف اخبارات سے ہاتھہ آئے ہین ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

سوامی جی نے جو بنارس کے ایک مشہور و معروف ہندو فقیر تہے ۶ - جولائی کو بارہ بجے شب کے بنارس مین قضا کی جس سے تمام بنارس کو سخت صدمہ پہونچا۔ ایک خلاصہ کیفیت متبرک زندگی سوامی جی جو ناظرین کے لئے نہایت دلچسپ ہوگی اس موقع پر درج کیجاتی ہے۔

سوامی بہاشکرانند سرستی ۱۸۳۳ء مین ضلع کانپور مین پیدا ہوے تہے ۔جب انکی عمر اٹھارہ برس کی تہی تو یہ ایک پنڈت کے پاس سنسکرت پڑہنے کے لئے بہیجے گئے انہون نے تعلیم مین اسقدر ترقی کی کہ سترہوین برس یہ ایک عالم زبان سنسکرت کے تسلیم کئے گئے۔ اس کے بعد اونہون نے تعلیم ویدانت کے فلسفہ کی بڑے بڑے اوستادون کے پاس شروع کی منجملہ اونکے ایک پنڈت اننت رام پٹنہ کے تہے جو ہردوار مین رہا کرتے تہے اونہون نے اسقدر عجلت سے تحصیل علم کی کہ لوگون کو حیرت ہوتی تہی اسکے بعد اُنہون نے پاتنجلی درشن مین کمال حاصل کیا اٹھارہوین برس یہ تمام متبرک مقامات ہند کی تیرتہہ کو گئے اور بعد سیاحتِ ہندوستان اونہون نے خیال کیا کہ اب گوشہ نشینی اختیار کرنا چاہیئے۔ اسوقت تک لوگ انسے بخوبی واقف تہے کہ ایک عالم سنسکرت فلاسفر اور جوگی ہین۔ اور ان کے متین چہرہ کو دیکھکر جس کسی کو شک پیدا ہوتا تہا کہ اس اوائل عمر مین کیونکر جوگ کا پورا پورا عمل درآمد کر سکتے ہین وہ شک فوراً رفع ہوجاتا تہا ۲۷ برس کی عمر مین سری سوامی جی کو پرم ہنس سری پوہانند سرستی مقام اوجین نے سنیاس مین داخل کیا اور انکا نام سری سوامی بہاشکرانند سرستی رکہا گیا اور اسی نام سے دنیا مین مشہور ہوئے۔ اس کے بعد سوامی جی

کئی مرتبہ دریاے گنگ کے کنارے متبرک مقامات کی سیر کرتے ہوئے اسکے مبدء تک گئے
انہون نے اس زمانہ جفاکشی مین اپنے تمام کپڑے پہینک دئے صرف ایک کو بین
لگائے رہتے تھے اور اس کو بہی دور کر دیا جب سے انند باغ مین جو مہاراجہ امیٹہی کا تہا
بود و باش اختیار کی اپنی زندگی کے اخیر وقت تک اسی باغ مین رہے۔ ہر ایک حصہ ہندوستان
بلکہ غیر ملکون سے بہی لوگ انکی پرستش کے لئے آتے تھے سری سوامی جی بہت بڑے
بزرگ تھے اور وہ خوب جانتے تھے کہ سچے مذہب سنیاس کی کسقدر حاجت ہے
اور انکی کیفیت کو عوام دریافت نہین کر سکتے تھے۔ یہ نہایت خاموشی اور سہولیت سے لو لگائے
بیٹھے رہتے تھے اور بیٹھے ہی بیٹھے یکایک دنیاے دون سے کنارہ کیا انکے انتقال
سے تمام بنارس اور نیز بیرونی مقامات پر غم کی گھٹا چھا گئی اور ہر شخص واقف تھا کہ یہ ایک
ایسے بزرگ تھے جنکی حقیقت دریافت کرنا آسان نہین ہے۔

انکی لاش دوشنبہ کے روز دس بجے دن کو وسط باغ کے گنبد مین ویدک کے قاعدہ سے
دفن کی گئی۔ پانچ چھ ہزار آدمی ہر ایک قوم و فرقہ کے موجود تھے۔

سوامی جی ایک بہت بڑے تعلیم یافتہ اور اثر ڈالنے والے شخص تھے اعلے اعلے
درجہ کے ہزارہا آدمی اُنکے چیلے تھے۔ ہر ایک گھنٹہ دن مین انکی پاس یوروپین سیاح صرف
ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے۔ ویسراے سے لیکر تمام اعلےٰ ادنے درجہ کے افسر
اون سے بخوبی واقف تھے۔ سر ولیم لاکہرٹ کمانڈر انچیف اون کی ملاقات کے لئے
آئے تھے گذشتہ جنوری مین ہز ہائنس نواب صاحب بہادر والی ریاست رامپور بہی
آپ کی ملاقات کے لئے بنارس تشریف لے گئے تھے ۔

سوامی جی مین ایک لاثانی وصف شیرین کلامی کا تہا تعلیم اور غیر تعلیم یافتہ سب اون کا اعزاز

کرتے تھے یہی ایک بزرگ ہین جنکی زندگی مین اونکی مورت بنا کر ایک ہندو مندر مین رکھی گئی ہے
اور دیگر دیوتاؤن کے ساتھہ پرستش ہوتی ہے - بڑے بڑے مہاراجہ کشمیر وغیرہ انکے چیلون مین
تھے دولت حکومت اونکے زبان ہلانے پر موجود تھی مگر سوامی جی مثل ایک زبردست
رشی کے گذر کی یہ نہایت ہی غنی تھے بلکہ پوشش بھی اسیقدر تھی جو خاص ضروری معلوم ہوتی
تھی اونکا رنگ صاف تھا اور چہرہ کا نقشہ بیضاوی تھا باریک ہونٹھہ سیدھی ناک تھی اور نگاہ نہایت
تیز تھی - اخیر زمانہ مین علالت مین اونکے چہرہ پر عجیب تابانی پیدا ہو گئی تھی سوامی جی ویدانت خوب
خوب پڑھے ہوئے تھے اور اونکے انتقال سے صرف بنارس ہی کو صدمہ نہین پہونچا بلکہ
تمام برّاعظم پر اسکا اثر پڑیگا -

ایک آرٹکل مذاہب ہند کے بارہ مین جون کے پرچہ اخبار کیمبرج ریویو مین شایع ہوا تھا
اس مین پرنسپل فیر برن بی بی نے سوامی جی کی نسبت جن کی ملاقات کے لئے وہ بنارس کو گئے
تھے یون تحریر کیا ہے کہ مجھکو دیکھکر حیرت ہوئی کہ اون کا چہرہ اور خصائل بہت کچھہ مشابہہ کارڈنل
مینگ کے تھے اور بعد کو مجھکو دریافت ہوا کہ اس مشابہت سے صرف مجھکو نہین بلکہ دیگر لوگون
کو بھی حیرت ہوئی تھی انکے چہرہ سے ظاہر تھا کہ ایک بہت بڑے بزرگ ہین نقشہ نازک عمدہ
تھا بلکہ منگ سے بھی عمدہ تھا چہرہ سے رحم مترشح تھا -

سوامی بھاشکرانند کے چیلون اور مریدون کی تعداد تقریباً ایک لاکھہ بیان کی گئی ہے جس مین
ہر طبقہ اور درجہ کے لوگ شامل ہین گذشتہ سال زار روس نے اپنے اتالیق الگزنڈر رگنارسکی کو مع
تحائف کے سوامی کے دیکھنے کے لئے بھیجا تھا - علےٰ ہذا چار سال پہلے شہنشاہ جرمنی نے
مسٹر گرف بسمارک فرزند پرنس بسمارک کو سوامی کے پاس بھیجا تھا اور اون سے جرمنی آنے کی
درخواست کی تھی - کئی ہزار بیرونی سیاح جس مین بڑے جلیل القدر لوگ شامل ہین اور جو

مختلف حصص دنیا یعنی انگلستان - روس - جرمنی - ناروے - ڈنمارک - ہالینڈ - اٹلی - امریکا آسٹریلیا وغیرہ سے آتے تھے - سوامی جی کے ملنے کو ضرور حاضر ہوتے تھے -

چہارشنبہ ۵ جولائی کو اونھون نے کہانا نوش فرمایا جو پنڈت مہاراج نرائن قایم مقام جنٹ مجسٹریٹ بنارس لائے تھے کسیقدر کہانے کے بعد سوامی جی نے مجسٹریٹ سے فرمایا کہ اس سراے فانی مین میرا یہ آخری کہانا ہے - دو تین گہنٹے کے بعد اون کو آٹھہ یا نو دست آئے اوس کے بعد آدہی رات کو یکایک اون کا تمام جسم ٹہنڈا پڑ گیا - اور نبض ڈوب گئی - تمام رات اسی حالت مین گذری حیرت انگیز امر یہہ ہے کہ دوسرے صبح کو ۹ بجے سوامی جی اپنی چٹائی سے اُٹھے جسپر وہ ہمیشہ سویا کرتے تھے اور اپنے بعض مریدون سے کہا کہ خاص خاص لوگون کے نام اس مضمون کا تار روانہ کیا جائے - کہ وہ آکر مجھکو دیکھہ جائین - اسپر مہاراجہ صاحب اجودھیا مہاراجہ صاحب بہرتپور - مہاراجہ صاحب بنارس اور تقریبًا پچاس ڈپٹی کلکٹر اور نیز اور لوگ مختلف مقامات سے تشریف لاے پنجشنبہ کا باقی حصہ اور جمعہ کا تمام دن اچھی طرح گذرا - دوسرے روز سول سرجن بنارس اونکے دیکھنے کو آئے اور کچھہ اور دست آور دوا دی اوس سے پہر جلد جلد دست آنے شروع ہو گئے اور اتوار کی سہپر کو پہر آنکی حرکت نبض بند ہو گئی شام سے کسیقدر پہلے سوامی جی نے اپنی چیلیون سے فرمایا کہ جب مین گذر جاؤن تو میرے جسم کے چار ٹکڑے کئے جائین اور اون کو جنگل مین پہینکدیا جاے تا کہ پرند کہا جائین - اس کے بعد نصف شب تک بالکل خاموش رہے جیسے ہی گہنٹہ نے بارہ بجاے وہ اپنی چٹائی سے اُٹھہ کہڑے ہوے اور جو لوگ اوسوقت گرد جمع تھے اونسے کہا اب مین سمادہ لینے جاتا ہون - تم لوگ یہ نہ سمجھنا کہ دو تین گہنٹہ کے بعد جیسا کہ میرا معمول تہا مین پہر واپس آؤن گا یہ میری آخری سمادہ ہے اگر تم میری لاش کو چھہ سات گہنٹے سے زیادہ رکھہ چھوڑو گے تو وہ سڑ جائیگی یہہ کہکر وہ مثل ایک جوگی کے پدم آسن پر بیٹھے اور بیٹھتے ہی دنیا سے حجاب فرمایا - سوامی بہاسکر آنند کا اعزاز و احترام نہ صرف ہندو بلکہ مسلمان

اور عیسائی بہی کرتے تہے۔

ہمنے سنا ہے کہ الہ آباد کے مشہور رئیس چودہری مہادیو پرشاد صاحب نے دو لاکہہ روپیہ اس غرض سے علحدہ کیا ہے کہ انند باغ مین جو جائے قیام سوامی بہاسکرانندجی مرحوم تہا ایک عالی شان مندر تیار کرین جس مین سوامی جی کی مورت سنگ مرمر کی رکہی جاویگی۔ علاوہ چودہری صاحب کے لالہ گیا پرشاد صاحب رئیس کانپور نے اپنی وصیت مین ۸۷ ہزار روپیہ علیحدہ کیا ہے کہ سمادہ سوامی جی کی اونکے خرچہ سے تیار کی جاے۔ ہم بلند حوصلہ اور بلند اقبال پیروان سوامی جی کی تعریف کرتے ہین کہ اونہون نے اس زمانہ مین بہی اسقدر رقم کثیر اپنے روحانی رہنما اور ہادی کی یادگار کے لئے وقف کرنے کی تجویز کی ہے۔ اب سوامی جی کے بڑے چیلے سوامی سورج پرکاشانند بجائے اپنے گرو کے گدی نشین ہوے ہین۔ بیان ہے کہ یہ صاحب بہی بہت بڑے عالم و فاضل پنڈت ہین۔

دلچسپ و مفید معلومات

پیرس کی آئیندہ نمایش کے لئے جو دوربین تیار ہو رہی ہے اوس کے ایک سرے پر شیشے ہونگے جن مین سے ایک کا وزن دس من پختہ ہے۔ دوسرے سرے پر ایک تماشاگاہ ہوگا جس مین چہہ ہزار آدمی آرام سے کرسیون پر بیٹہہ سکین گے۔ چاند کی شکل ۵۲ ½ فٹ قطر کے دائرے مین نظر آئیگی اسیطرح اور سیارے بہی نظر آوین گے اور لوگ آرام سے بیٹہے ہوے نظام شمسی کی سیر کرین گے
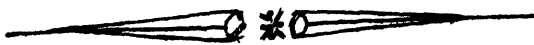
امریکہ مین ایک بائیسکل سوار ریل کے انجن ڈرائیور سے شرط بدکر آگے نکل گیا۔ ایک میل کی مسافت ۵۹ سیکنڈ مین طے کی۔

موضع غوث پور تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان مین زمین تخمیناً دو کنال تک پہٹ گئی - اوس مین ڈوری پتہر باندہ کر لٹکایا گیا۔ ۷ ہاتہہ تک ڈور پہونچ گئی مگر عمق نہ معلوم ہوا - زمین روز بروز پہٹتی جاتی ہی

کشمیر مین ہرمکٹ گنگا کے پہاڑ پر اب تک کوئی نہ چڑہ سکتا تہا - حال مین ڈاکٹر نیو اوپر چڑہ گئے اور ۶۹ فٹ بلند کمال دشوار گذار چوٹی پر ایک علم نصب کر آئے۔

جاپان مین انسانی صورت کے نئے دریافت شدہ کیڑے ہی عجیب قدرت کا کرشمہ ہین گو انکا جسم ایک انچہہ سے زیادہ نہین مگر انکی صورت ہو بہو چینی قلیون سے مشابہ ہے -

ولایت مین اندہیرے مین فوٹو لینے کی ترکیب ایجاد ہو گئی -

پیرس کی میڈکل ایکاڈمی کے سامنے دو جوڑوان لڑکیان پیش کی گئین جن کی عمر تین برس کی ہے اور چہاتی کے سامنے ہڈی سے دونون جڑی ہوئی ہین - اس کے سوا دونون علیحدہ علیحدہ ہین اندر سے اون کے پیٹ کا حصہ ہی مشترکہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب ایک کو فولادی دوا دی گئی تو دونون کا پاخانہ سیاہ ہو گیا - تجویز ہے کہ اپریشن کے ذریعہ سے ان دونون لڑکیون کو الگ کر دیا جاوے -

جرمنی مین غسل کرنے کے لئے پانی بجلی کی حرارت سے گرم کیا جاتا ہے جس سے بہت بیماریان زائل ہو جاتی ہین -

واشنگٹن مین ایک حبشی کا رنگ برقی علاج سے سرخ وسفید ہوگیا۔
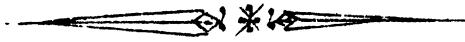
سلطان المعظم اور شاہ ایران کے پاس ایسے تمانیچے موجود ہین جو دنیا مین لاثانی ہین۔ جن مین سے ہر ایک کی قیمت قریب ڈہائی کرور روپیہ کے ہے۔

مدینہ منورہ مین آنحضرت صلعم کے مزار مبارک پر جو جواہرات لگے ہوسے ہین اون کی مالیت بیس لاکھہ پونڈ یعنی قریب تین کرور روپیہ کے شمار کی جاتی ہے۔

یادگاری واقعات

اس مہینہ مین احاطہ بمبئی مین طاعون کی کمی رہی کلکتہ تو اس موذی سے بالکل پاک ہوگیا البتہ پونہ مین کسیقدر زیادتی ہوئی۔ اوائل ماہ مین بارش عموماً زیادہ ہوئی مگر پچھلے ہفتہ سے یک لخت موقوف ہوگئی آسمان کا رنگ بدلا ہوا نظر آتا ہے۔ غربی پنجاب۔ راجپوتانہ۔ گجرات۔ کاٹھیاواڑ۔ بمبئی۔ مدراس۔ دکن مین امساک باران سے قحط کے آثار نمایان ہین ممالک مغربی وشمالی واودہ مین بہی غلہ کا نرخ نہایت گران ہوتا جاتا ہے۔ ارحم الراحمین رحم فرماے۔

رائے حکم چند صاحب۔ ایم اے سابق اسسٹنٹ کمشنر پنجاب حال مشیر قانونی ہزہائنس دی نظام سرکار گورنمنٹ کو ہر امپیریل مجسٹی جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی قدمبوسی کا فخر حاصل ہوا۔ حضور ممدوحہ نے راے صاحب کی قانونی تصانیف کی قدر کی اور اور اپنے نام سے معنون ہونا منظور فرمایا۔

مسز اینی بزنٹ نے ہندو کالج بنارس کی امداد کے لئے ۵۰ ہزار پونڈ چندہ کی ولایت والون سے درخواست کی ہے۔

مہاراجہ صاحب کپور تھلہ نے اپنی کوٹھی واقع قیصر باغ لکھنو کینگ کالج کے بورڈنگ ہوس کے لئے وقف فرمادی اور دس ہزار روپیہ کے صرف سے اپنے شہر مین ایک سرا ے تعمیر کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

مہاراجہ صاحب دربھنگہ کے میموریل فنڈ مین ہز ہائینس نواب بہادر مرشد آباد امیر الامرا جی۔سی۔آئی۔ای نے شرکت منظور فرمائی۔

ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال نے آگرہ کے یتیم خانہ کو پانسو روپیہ امداد اً مرحمت فرمائے

اس مہینہ مین ولیئمہ روس کی موت کے علاوہ بنارس کے مشہور سنیاسی سوامی بھاشکرانند کلکتہ ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس سر رمیش چندر متر لکھنؤ کے وحید العصر عالم مولوی سید محمد مہدی اور آخری شاہ دہلی بہادر شاہ کی بیگم نواب شاہزمانی بیگم کی اموات یادگاری واقعات سے ہین۔ سوامی بھاشکرانند ایک برگزیدہ آفاق تارک الدنیا اور سنسکرت کے زبردست عالم تھے جنکی تعظیم نہ صرف ہندوستان بلکہ یوروپ کے ہر طبقہ کے لوگ کرتے تھے ہزارہا سیاح جس مین بڑے بڑے جلیل القدر اشخاص شامل ہین مختلف حصص دنیا یعنی انگلستان روس جرمنی۔ ڈنمارک۔ اٹلی۔ امریکہ۔ اسٹریلیا وغیرہ سے سوامی جی کے دیکھنے کو آتے تھے آپ کے چیلون کی تعداد تقریباً ایک لاکھ ہی اور چند معتقدین ہی نے ۴ لاکھ روپئے آپ کی یادگار قایم کئے جانے کے لئے فراہم کر دئے ہین۔ فقط ایڈیٹر

ریویو

(۱) ملفوظات حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہ

کون مسلمان ہے جو تاج المحدثین افضل المفسرین جامع علوم ظاہری ومنبع فیوض باطنی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہ کے نام نامی سے واقف نہین ہے یہہ کتاب اوسی بزرگ کے ملفوظات مین ہے جسکو قاضی محمد بشیرالدین صاحب رئیس میرٹھہ حال مدرس مدرسہ متھرا نے ایک قدیم نایاب نسخہ سے بہزار جستجو وکوشش بہم پہونچاکر چھپوایا ہے۔ اس کتاب مین صدہا ہدایتین اون باتون کے متعلق درج ہین جو زندگی مین روزمرہ ہر مسلمان کو پیش آتی رہتی ہین۔

مثلاً فرضیت عقیقہ۔ دعوت ولیمہ۔ ذبیحہ مردمانِ دیہاتی۔ جو کلمہ تک سے واقف نہین ہوتے نیاز ونذور۔ زیارت قبور۔ سماع ومزامیر۔ وغیرہ کے متعلق صدہا ارشادات درج ہین۔ اس کے علاوہ وجود اجنہ۔ حبس دم جوگیان۔ علم کیمیا۔ سیمیا۔ ریمیا۔ دہمیا وغیرہ کا بہی مختصر مگر دلچسپ بیان حسب موقع کیا گیا ہے۔ غرضکہ اسی قسم کے صدہا مفید مضامین اس متبرک کتاب مین موجود ہین جو قابل دید ہین۔ ۱۲ قیمت باوجود ان خوبیون کے ۱۲۰ صفحے کی ضخامت کے لئے بالکل کم ہے۔ شایقین قاضی محمد بشیرالدین صاحب مدرس مدرسہ متھرا سے طلب فرماسکتے ہین۔ ایڈیٹر

(۲) سو برس کی عیسوی وہجری جنتری

یہہ جنتری سن ابتداے ۱۸۵۱ء لغایتہ ۱۹۵۰ء و ۱۲۶۶ھ لغایت ۱۳۶۸ھ قاضی محمد بشیرالدین صاحب مشتہر ملفوظات مذکورہ بالا کی مرتب کی ہوئی ہے جس سے ہر سنہ عیسوی

یا ہجری کی تاریخ دن اور مہینہ معلوم ہو سکتا ہے۔ مولف نے بڑی عرقریزی اور محنت سے تیار کی ہے قیمت صرف ۲؍ مقرر ہے۔ جن صاحبون کو ضرورت ہو مندرجہ بالا نشان سے منگالین۔ ایڈیٹر

(۳) رسالہ معلومات السنین

اس رسالہ مین سنہ عیسوی۔ ہجری۔ فارسی۔ فصلی۔ بنگلہ وغیرہ کے تاریخی حالات مولوی اساس الدین احمد صاحب المتخلص بہ تسنیم نارنولی نے نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ جمع کرکے درج کئے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر سنہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے اور سال کی تقسیم ماہ ہفتہ اور دن پر کیونکر ہوئی۔ یہہ مختصر تاریخی رسالہ نہایت مفید و دلچسپ ہے چھپائی صاف وعمدہ اور قیمت صرف ایک آنہ ہے مولف سے ریاست جے پور ملک راجپوتانہ کے پتہ سے مل سکتا ہے۔ ایڈیٹر

(۴) انشاء فیض منشاء

اُردو لٹریچر مین یہ انشاء اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے جس کو مولوی احمد حسین صاحب عاقل فریدآبادی فاضل سب ایڈیٹر اخبار چودہوین صدی نے بڑی محنت اور قابلیت سے تالیف کیا ہے اصطلاح عام مین انشاء کا مفہوم صرف خطوط نویسی پر محدود ہے مگر مولف نے اس مفہوم کو وسیع کرکے فن انشاپردازی اور اخبارات کی مضامین نگاری کو بھی اس مین داخل کیا ہے اور اوس کے اصول وقواعد اس عمدگی سے مرتب کئے ہین کہ اس سے پیشتر آج تک کسی کتاب مین دیکھنے مین نہین آئے۔ یہہ رسالہ چار ابواب پر منقسم ہے باب اول مین ابتدائی باتین مثلاً انشاء کی تعریف۔ انشاء کے فائدے۔ انشاء کی شاخین

انشار کے لوازمات وغیرہ بالتصریح درج ہین۔ باب دوم مین علم انشاء کی تحصیل فن انشاء
کی مشق اور اوس کے اصول وقواعد وغیرہ کا ذکر ہے۔ باب سوم مین اٹھارہ ضمیمے اور باب
چہارم مین خطوط نویسی کے نمونے ہین۔ باب سوم کے ضمیمے ازبس مفید اور قابل قدر ہین
ان اٹھارہ ضمیمون مین سے بعض مین زمانہ حال کی مفید کتابون کے نام اور علمی واخلاقی۔
پولٹیکل ومتفرق مضامین مشقی کی سرخیان درج ہین۔ بعض مین بلیغ الفاظ ومحاورات و
اصطلاحات کی تشریح مترادف اور مشترک الفاظ کی فہرست اور بعض مین اُن خاص
الفاظ ومحاورات کا بیان ہے جو عموماً انگریزی زبان کے ہین لیکن کثرت استعمال سے
اُردو لٹریچر مین داخل ہوکر اس کا جزلاینفک بن گئے ہین جن کے جاننے کے بغیر اخبارات
کے بعض پارہ گراف کا مطلب سمجھنے مین عام اُردو خوان ناظرین قاصر رہجاتے ہین۔
اس کے علاوہ ایک ضمیمہ مذاق سخن کے ہیڈنگ سے دیا گیا ہے جس مین ہمت واستقلال
وقت دوان وعمر روان۔ طفلی وجوانی۔ پیری وعمر فانی۔ حسرت ویاس۔ عبرت وانقلاب۔ پند
ونصیحت وغیرہ کے متعلق برجستہ اشعار درج ہین جو ہر قسم کے مضمون نویسی کے لئے
مفید وکارآمد ہین۔ غرضکہ ہم اس رسالہ کی خوبیان اس مختصر ریویو مین کہان تک بیان کرین
دیکھنے سے تعلق رکھتی ہین۔ حق تو یہہ ہے کہ مولف نے بڑی محنت اور عرقریزی اسکی
تالیف مین صرف کی ہے جسکی ملک کو پوری قدر کرنا چاہیئے۔ یہہ رسالہ نہ صرف طلبا
کے لئے بلکہ عام شایقین فن انشاپردازی کے لئے مفید وکارآمد ہے قیمت باوجود
ان خوبیون کے عوام سے صرف ۶ر اور طلبا سے ۳ر مقرر ہے۔ مولف سے
مل سکتا ہے۔ ایڈیٹر

(۷) پیام محبوب

یہہ گلدستہ ہر قمری مہینہ مین ایک بار حیدرآباد دکن سے بسرپرستی عالی جناب نواب

شمس الملک ظفر جنگ بہادر دام اقبالہ باہتمام منشی غلام حسین صاحب ۔ دار شایع ہوتا ہے
ایک حصہ مین نامی شعراء دکن وہندوستان کی غزلین اور دوسرے حصہ مین ایک دلچسپ
دکنی تاریخی ناول چھپتا ہے - لکھائی - چھپائی - کاغذ وغیرہ سب باتین اچھی ہین قیمت
سالانہ مع محصول ڈاک عہ مقرر ہے - نواب صاحب ممدوح جو حیدرآبادی امراءمین
بڑے علم دوست مشہور ہین اور جن کی عام قدردانی نے انکی سوسائٹی کو اہل علم وہنر کا مرکز
بنا رکھا ہے نہایت فیاضی سے عہ ماہوار رسالہ مذکور کی ترقی اشاعت کی غرض
سے امداداً مرحمت فرماتے ہین - خداوند کریم ہمارے ملک کے دوسرے امیرون کوبھی
نواب صاحب موصوف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ! ثم آمین !! ایڈیٹر

اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ

مقاصد

ادیب جو ہندوستان بہر مین اپنی خاص طرز کا ایک بالکل جدید علمی میگزین ہے عمدہ کاغذ کی پچاس صفحہ پر مہینے مین ایک بار شائع ہوا کریگا پولیٹکل معاملات سے متعلق بحث نہ کیجائیگی کیونکہ وہ اخبارات کیلئے موزون ہین نہ کہ ایک علمی رسالہ کیلئے۔ ادیب کی بڑی غرض یہ ہے کہ ملک مین اعلی لٹریچر کا مذاق پیدا کیا جاوے اور مغربی فلسفہ و نیچرل سائینس کے جو حملے آجکل مذہب پر ہو رہے ہین وقتاً فوقتاً انکی تردید خود یورپ کے مستند عالمون اور مشہور فلاسفرون کی تصانیف و اقوال سے کیجاوے اور ناظرین کے لئے علوم و فنون تاریخی واقعات اور کار آمد معلومات کا ایک مفید اور دلچسپ ذخیرہ فراہم ہو۔ ادیب کی ترتیب مین مضامین مندرجہ ذیل کا لحاظ رہیگا گو یہ ضرور نہین ہے کہ ایک ہی پرچہ مین سب مضمون آجا دین۔

۱۔ ولایت کے نامی میگزین اور رسالون کی آرٹکلون کے ترجمے
۲۔ فلسفہ۔ اخلاق تاریخ طب طبعیات۔ تمدن معاشرت صنعت و حرفت۔ تجارت کے متعلق مضامین۔
۳۔ والیان ملک اور ہر قوم کے مشاہیر کے تذکرے
۴۔ دنیا کی بڑی بڑی شہرونکی مشہور عمارتون کا ذکر۔
۵۔ نامور سیاحون کی سیر و سیاحت اور مختلف ملکون کے باشندون کے رسم و رواج کی متعلق دلچسپ حالات۔
۶۔ مہینہ بہر کے اخباری یادگاری واقعات۔
۷۔ نیچرل نظم
۸۔ کسی مضمون پر اعلی لٹریچر کا نمونہ
۹۔ نامی اردو اخبارون اور رسالون کی اعلی مضامین کا اقتباس
۱۰۔ کتب مفید و تصانیف جدید پر ریویو۔

اس رسالہ مین علاوہ اور امور کے بعض باتین بڑی مفید و کار آمد ہونگی مثلاً ایک یہ کہ اوس مین ہر مہینے کے اہم یادگاری واقعات درج ہوا کرینگے جو سال تمام کی بارہ پرچون مین یکجا کتابی صورت مین فراہم ہو کر اوس سال کے واقعات کی ایک مکمل تاریخ کا حکم رکہین گے جسکے نشان و حوالہ دینے کی ضرورت ہر زمانہ مین ہوا کرتی ہے دوسرے یہ کہ ادیب کے ایک حصہ مین علاوہ ولایت کے میگزین و رسائل کی ترجمونکے چیدہ چیدہ مضامین اردو کے نامی اخبارات و رسائل کی منقول ہوا کرینگے اس طریقہ سے ہمارے ہمعصرونکے وہ منتخب مضامین جو انکی اعلی درجہ کی علمی قابلیت محققانہ رائے اور پاکیزہ خیالات کا نتیجہ ہوتی ہین لیکن پڑہنے کی بعد اخبارون کے ساتہہ بیدردی سے ردی کی حوالہ کر دی جاتی ہین معرض اتلاف سے نکلکر ادیب کے صفحون مین جنکی سالانہ جلد بندی بہ آسانی ہوسکیگی ہمیشہ کے لئے محفوظ رہین گے۔

ضوابط

۱۔ قیمت عام مشتریون سے مع محصول ڈاک ے سالانہ یا عا ششماہی مقرر ہے چہہ ماہ سے کم مدت کیلئے یا بلا طلب و بغیر وصول پیشگی رسالہ کسی کے نام جاری نہ ہو سکیگا۔
۲۔ امرا و رؤسا و عظام سے امتیازی قیمت عـہ سالانہ رکہی گئی ہے لیکن اگر کوئی صاحب نمبر ا کی شرح سے خرید فرمانا چاہینگے تو انکی خدمتمین اُسی شرح سے رسالہ بلا تامل روانہ کیا جائیگا
۳۔ والیان ملک سے عـہ سالانہ مقرر ہے
۴۔ کل درخواستین مع منی آرڈر یا جارت ویلیو پی ایبل اس نشان سے آنی چاہیین۔

سید اکبر علی اکبر آبادی ایڈیٹر رسالہ ادیب مقام
فیروز آباد ضلع آگرہ

نوٹ

ادیب کے مضامین مین اس بات کا خاص لحاظ کیا جاتا ہے کہ عبارت ایسی صاف سلیس مغلق اور کثیف الفاظ سے پاک اور عام فہم ہو کہ معمولی لیاقت کے آدمی جو اردو مین کچھ بھی شد بد رکہتی ہون ہر مضمون کو آسانی سے سمجھ سکین فقط

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۸	بابت ماہ اگست سنہ ۱۸۹۹ء	جلد ۱

فہرست مضامین

زیر ایڈیٹری سید اکبر علی اکبرآبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علی خان صوفی چھپکر

مقام فیروزآباد ضلع آگرہ سے شایع ہوا

قیمت مع محصول ڈاک عام شائقین سے ۲ روپیہ۔ امرا سے عہ۵ والیان ملک سے عہ۵ سالانہ

اعلان

جیالوجی یعنی علم الارض

اُردو لٹریچر مین ابتک کوئی کتاب اس علم کی شایع نہین ہوئی ہے اسی وجہ سی اُردو خوان پبلک کا بڑا حصہ اس علم سے محروم ہے یہہ وہ اعلیٰ اور عظیم الشان علم ہے جس کی ذریعہ سی ہم اپنے کرۂ ارض کی حالت اور قدامت کی تحقیق کر سکتے ہین اور اس کرہ کے ابتدائی وجود سی جو تدریجی ترقی اسمین ہوتی گئی اور وہ انقلابات جنکے ذریعہ سی مختلف اقالیم و ممالک اور خطے بنے ہین اور ابتدائے ظہور نفس حیوانی و نباتی سی آجتک جن اقسام و انواع کے حیوانات و نباتات اس پر پیدا ہوئے ہین بلکہ خود بنی نوع انسان کی ترقی کی مدارج یہہ سب حالات اسی علم جیالوجی سی ہم معلوم کر سکتے ہین مگر چونکہ یہہ علم نصاب تعلیم مین داخل نہین ہی اسلئے اُردو خوان تو درکنار ۷۵ فیصدی انگریزی دان تک اس سے ناواقف ہین۔

ادیب کی یہہ بڑی خوش قسمتی ہی کہ ہندوستان کی مشہور و مستند جیالوجسٹ علامۂ زمان عالی جناب مولوی مرزا مہدی خان صاحب کوکب تعلیم یافتہ انگلینڈ ممبر آف دی جیولاجیکل سوسائٹی لنڈن ایسوشیئٹ رائل اسکول آف مائنز ممبر آف دی اگریکلچرل سوسائٹی آف انگلینڈ کمشنر محکمۂ مردم شماری سلطنت حیدرآباد دکن صانہا اللہ تعالیٰ عن الشرور والفتن نی اس علم پر ایک اعلیٰ سلسلہ مضامین خاص ادیب کیلئے اپنے ابنائے ملک کو فائدہ پہونچانے کی غرض سے تحریر کرنا شروع فرمایا ہی جس سے اُردو لٹریچر مین قابل قدر اور بیش قیمت اضافہ ہوگا اس سلسلہ کا پہلا مضمون ماہ ستمبر ۱۸۹۹ء کے پرچہ مین قابل دید ہی جو یقیناً عام مقبولیت اور وقعت کی نظر سے دیکھا جائیگا۔ اسکے علاوہ اعلیٰ درجہ کی قابل دید

نیچرل نظمین

یہی خاص انتظام سے ادیب کے صفحات مین شایع ہونے لگی ہین جو اُردو لٹریچر کی جان ہین امید کہ قدردان ناظرین اس جدید پروگرام کو پسند فرماکر ادیب کی توسیع اشاعت مین توجہ خاص فرمائینگے اور ہماری ہمت بڑھائین گے۔ ایڈیٹر

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

جلد ۱	بابت ماہ اگست ۱۸۹۹ء	نمبر ۸

انسانی اخلاق

تمام عقلا اور حکما اور علما اور انبیا بلا اختلاف اس امر پر متفق ہین کہ انسان اپنے مفخر اور معزز جامۂ انسانیت سے اوسوقت تک ہرگز مشرف اور سرفراز نہین ہوسکتا جب تک اوس کے اخلاق عمدہ اور قابل تعریف نہ ہون۔

انسانون اور حیوانون مین جو شی ما بہ الامتیاز اور باعث افضلیت اور سربلندی ہے وہ انہین اخلاق بشری کی تہذیب اور تعدیل سے پیدا ہوتی ہے اگر یہہ نہو تو ایک ناپاک کُتا ایک وحشی درندہ ایسے نام یا محض صورت کے انسانون سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے کیونکہ ان غیر ذوی العقول حیوانون مین جو قوتین خلاق اعظم نے ودیعت کردی ہین اون کے استعمال اور بہتر استعمال مین یہہ غفلت نہین کرتے برخلاف اس کے انسان کہ باوجود عقل و بصیرت اور قوت و قدرت کے وہ سستی اور غفلت سے کام لیکر اپنی فطری اور طبعی قابلیت کو برباد کر دیتا ہے ع

برین عقل و دانش بہ باید گریست۔ اسی طور پر ایک مہذب انسان تمام ملایک اور نفوس مجردہ سے بزرگتر اور قابل تعریف ہے جو طبعی طور پر معصوم اور نا قابل معصیت ہین اور جنہین خدای حکمتون نے

ازل ہی سے بداخلاقی اور معصیت کا مادہ نہین دیا۔ اور انسان مین خیر وشر تہذیب وبداخلاقی کے مختلف اور متضاد مادے موجود ہین ان مین سے بہترین مادون کو غالب کر دینا صرف عقل وتمیز اور قوت ارادی سے ممکن ہے اور یہہ بھی ضروری اور لازمی امر ہے کہ ایسے کوشش کے زمانہ مین مخالف مادّون اور جذبات کے روک وٹوک اور مخالفت او رمخاصمت سے طرح طرحکے مشکلات اور دقتون کا مقابلہ ہو جو صرف صبر اور استقلال اور حلم وبردباری عالی ہمتی اور بلند خیالی اور اعلےٰ درجہ کے علم ویقین سے حل ہوسکتی ہین اور یہہ صفتین اوسوقت تک ہرگز پیدا نہین ہوسکتین جب تک کسی ایسے مہذب اتالیق اور مرشد کے شرف تربیت اور تعلیم سے نہ فائدہ حاصل کیا جاوی جسکا ادیب اور معلم خود جناب قدوس مطلق عزاسمہ ہو بیشک ایسے مہذب حکماے ربانی جنکی ہر عادت اور صفت سے بشریت وانسانیت بلکہ جناب جبیل برحق جل شانہ کی پاک صفات کے انوار ظاہر ہوتی ہین اور تہذیب کامل کا دلفریب جمیلا رنگ اونکی عادات اور خصایل سے ٹپکتا ہے سوا انبیا علیہم السلام کی دوسری نہین ہوسکتی لہذا کامل اور سچی تہذیب کی تعلیم وتربیت اوسی مدرسہ مذہبی سے حاصل ہوسکتی ہی۔ جو سچی نبی کی تعلیم کردہ اصول پر مبنی ہو اور اس مین ذرا بھی کلام نہین کہ مہذب اور ذی اخلاق یا واقعی انسان بننے کے لئے سچی غیر منسوخ مذہب کے تعلیم کردہ قواعد وقوانین کا پابند ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ اور ہرایسا شخص جو سچی مذہب کی پیروی اور فرمان برداری سے گریز کرتا ہو فی الحقیقت تہذیب واخلاق یا سچی انسانیت سے متنفر ہے ایسے شخص پر انسانیت کا اطلاق صرف اس اعتبار سے البتہ صادق آسکتا ہے کہ وہ بھی انسانون کی مثل صورت وشکل رکھتا ہے۔ ورنہ الاصفات انسانی سے معرا ہو کر انسان ہونا ہرگز ممکن نہین ہے یون توا گموریان ہند اور وحشیان افریقیہ بھی اپنے آپ کو انسان کہتے ہین ؎

آدمی را آدمیت لازم است	عود را گر بو نباشد ہیزم است

انبیا کے بعد اون کے جائز اور مسلم جانشین اور خلفا وعلماے ربانی ہین جو نہ صرف علوم دینیہ

کہ عالم کامل ہون بلکہ عمل اور اخلاص کا بھی خالص جوہر رکہتے ہون اور یہہ جوہر نایاب زیادہ تر فیض صحبت اور اثر تربیت کامل سے پیدا ہوتا ہے جو درجہ بدرجہ اور سلسلہ بہ سلسلہ زمانہ نبوت سے چلا آتا ہے۔ کیونکہ محض علم سے صرف قوائے عقلی اور ذہنی کی تہذیب ہوجاتی ہے اور قوائے عملی کا مہذب ہونا جس سے انسان بالفعل انسان بنتا ہے اور جسپر عالم انسانیت کے کثیر التعداد برکات موقوف ہین صرف علم سے ممکن نہین ہے ؎

عالم و عابد و صوفی ہمہ طفلان رہند	مرد اگر ہست بجز عالم ربانی نیست

افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ کے علمانے محض تعلیم علوم پر بہروسہ کر کے تربیت اور حکمت عملی کی جانب سے سخت بے پروائی اور غفلت کا برتاؤ برت رکہا ہے جسکے نقصانات اسوقت اسقدر عالمگیر ہوگئی ہین کہ علم و حکمت کی قدر رہی نہ باقی رہی اور طرح طرح کی خرابیان پیدا ہوگئین۔ کیونکہ علم ایک ایسا تیز ترہتہیار ہے جو غیر مہذب وحشی ہاتہون مین لاکہون انسانی قابلیت کا خون آن واحد مین کرسکتا ہے۔ ایسی کجی اور خرابی کو دیکہکر علماے اسلام نے قصد مصمم کردیا کہ ایک دارالعلوم یا اسلامی بیت الحکمت ایک پورا اور کامل بنائین جس مین عام قوائے عقلی اور ذہنی اور عملی کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم و تربیت اور فیض صحبت سے قرار واقعی اور پوری تہذیب کیجاوی اور ایک انسان بچہ فی الحقیقت علماً اور عملاً انسان بنے اور تمام دنیا پر ثابت کردی کہ انسان اسے کہتے ہین اور انسان ایسے ہوتے ہین چنانچہ اسی بیت الحکمت اسلامی کا افتتاح بمقام لکہنؤ منجانب ندوۃ العلما کیا گیا ہے اور خدا کے فضل اور بزرگان روہیلکنڈ کی توجہ اور اعانت سے ایک لاکہ کے قریب سرمایہ بہی جمع ہوگیا ہے مگر ایسے عظیم الشان انسان ساز دارالعلم کے لئے دس بارہ لاکہ کے سرمایہ کی ضرورت ہے تاکہ وہ ہر اعتبار سے کامل ہو اور پہر کوئی ایسی خامی باقی نہ رہی جسکے نہ ہونے سے انسانیت کاملہ مین نقص پیدا ہونیکا احتمال ہے۔ اس مین کوئی شبہہ نہین ہے اگر اپنی انسان دوست قوم نے کامل اعانت

کی توبہہ دارالعلوم جلد تر دنیا کے سامنے اسلامی تعلیم و تربیت کے ایسے پورے اور زندہ نمونے پیش کریگا جس سے اسلام کی حقانیت اور سچائی خود بخود تمام ذی عقل و ذی شعور اشخاص تسلیم کرلین گے اور دائرۂ کمالات انسانی بہت جلد مکمل صورت مین ظاہر ہوجاویگا۔ لہذا اس اسلامی بیت الحکمت کی امداد اور اعانت فی الحقیقت انسانیت کی خدمت کرنا اور خلق خدا کے ساتھہ خالص محبت اور رحمت سے پیش آنا ہے۔ آج کل کے زمانہ مین جبکہ تمام خلایق ایک رخی ترقی کی طالب ہے اور کمالات حقیقی اور سعادت بشری کی جانب غلطی سے بھی نگاہ نہین اوٹھائی جاتی ایک ایسی انسان ساز اسلامی دارالعلوم کی نہایت ضرورت ہی تاکہ کمالات محمدی اور تعلیمات احمدی کی تیز چمکیلی شعاعین بے روک و حجاب قابلیت بشری پر پڑکر اوسکے اندرونی جوہرون کو نہ صرف نمایان کردین بلکہ انسانیت کے لیئے حیات تازہ کا باعث ہون ہماری بعض بھائیون کا خیال ہے کہ ایسی تعلیم و تربیت جو محض انسان سازی کی غرض سے دیجاویگی دنیاوی تنزلی اور بربادی کا سبب ثابت ہوگی اور دنیاوی معاملات سے آزاد ہوکر صرف روحانی ترقی بڑی بڑی قومی اور ملکی نقصانات کا باعث ہوتی ہے۔ مگر میرے خیال مین ہماری بھائیون کا یہہ خیال ٹھیک نہین ہے اگر اس امر کو تسلیم بھی کرلین کہ روحانی اور علمی ترقی امورات دنیاوی سے توجہ کو ہٹادیتی ہے جب بھی وہ اس قابل نہین ہے کہ اوس کے ساتھہ بے اعتنائی اور بے پروائی کا برتاؤ برتا جاوے۔

تمام مورخین خوب جانتے ہین کہ اکثر حکما اور علما اسی قسم کے ہوئے ہین کہ بعض اوقات نان شبینہ بھی نصیب نہین ہوتی تھی لیکن اونکے بلند ہمتی اور عالی خیالی نے کبھی اونکو ترقیات روحانی سے باز نہین رکھا۔

اور پھر یہ ذاتی راے ہے کہ یہہ اون حضرات کی محض عالی ہمتی تھی جو وہ اپنی تمام وقت کو روحانی ترقیات مین صرف کرتے تھے والا جب کسی شخص کو کسی خاص علم و فن مین کمال انتہائی حاصل ہو تو پہر وہ مفلسی اور غربت مین ہرگز مبتلا نہین ہوسکتا اور نہ دنیا اوس کو بیقدری اور بیعزتی

کی نگاہون سے دیکھہ سکتی ہے پھر صرف وہمی خوفون سے اپنی نادرالوجود انسانی قابلیت کو عذاب دایمی مین مبتلا کر دینا ہرگز دانشمندون اور عالی ہمتون کا کام نہین ہے۔ دنیا کے نہ سب آدمی گریجویٹ ہوسکتے ہین اور نہ سب اشخاص عالم با کمال پھر کوئی وجہہ نہین ہے کہ ایک ممتاز مسلمان جماعت کو انسان کامل بننے سے روکا جاوے اور اون کو کمالات انسانی کے حاصل کرنے مین جو کہ فی الحقیقت کمالات محمدی ہین پوری پوری مدد نہ دیجاوے اور مسلمان قوم محمدیت کے زندہ نمونون سے بے بہرہ ہو کر بے رہبر اور بے سر ہو بیٹھے پھر جو چاہے کرے اور جس راستہ چاہے چلے ہمارا باخبر اشخاص ایسے بیجا آزادی کے خرابیون سے بخوبی واقف ہین اور وہ کبھی اسے پسند نہین کر سکتے۔ اب غالبا ناظرین یا تمکین دار العلوم ندوۃ العلما کی ضرورت سے انکار نہ کرسکین گے۔ اور خالص اسلامی محبت اور قومی حمیت سے کام لیکر اوسکی اعانت اور سرپرستی واجب سمجھین گے۔ خوش خیالی مین میرا قلم کہین سے کہین جا پڑا اور اصل مسئلہ یعنی اخلاق پر ابھی بہت کچھہ عرض کرنا باقی ہے لہذا حضرات ناظرین بیجا سمع خراشی کو معاف فرمائین اور نفس مطلب کی جانب متوجہ ہون۔

اخلاق خلق کی جمع ہے اور خلق ایسی قلبی قوت کو کہتے ہین جس سے کسی افعال و اعمال کا صدور بلا تردد و تامل اور بے بناوٹ اور تصنع خود بخود ہوتا ہو۔ یہہ قوت یا اخلاقی قابلیت کیونکر پیدا ہوتی ہے حکما مین زیر بحث اور بہت کچھہ متنازعہ فیہ ہے۔ ایک گروہ اس امر کا قائل ہے کہ یہہ قوت اور قابلیت پیدایشی اور طبعی ہوتی ہے۔ ایک گروہ کا مذہب ہے کہ مزاولت اور ممارست افعال سے اس قسم کا ملکہ راسخہ پیدا ہوجاتا ہے چنانچہ حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتی ہین کہ ع طبعی است اخلاق نیکو نہ کسب۔ جن حکما کا مذہب اسکی نسبت پیدایشی اور طبعی ہونیکا ہے اونکے بھی کئی مشرب ہین۔ ایک گروہ کی رائے ہے کہ اخلاق کا حسن و قبح چونکہ پیدایشی اور فطری ہے اسوجہہ سے مزاج شخصی یا میل طبیعی کے مثل اس کا بھی تغیر و تبدل

تعلیم و تعلم صحبت و تہذیب سے قطعی ناممکن ہے خواہ وہ اچھے ہون یا بُری محمود ہون یا مذموم۔
سعدی ؎ شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے ؛ ناکس بتربیت نہ شود اے حکیم کس
زمین شور سنبل بر نیارد ؛ در و تخم امل ضایع مگردان ؛ یا ۔ زنگی بشستن نہ گردد سپید
یہہ سب اقوال اسی مذہب کے موید ہین ایک گروہ کا خیال ہے کہ تغیر تعلیم و تربیت سے
اگر ہو بھی جائے حب بھی وہ دیرپا اور دائمی نہین ہوتا بلکہ حباب یا نقش بر آب کی طرح بہت ہی
جلد مٹ جاتا ہے ؎

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود		اگرچہ با آدمی بزرگ شود	

ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ تعلیم و تربیت صحبت و مزاولت کا بہت ہی گہرا اثر ہوتا ہے اور ہر ایک
اخلاق بدل جایا کرتے ہین ہان یہہ فرق ضرور ہے کہ اگر وہ میل طبعی کے مطابق ہے تو نہایت آسانی
اور عجلت سے اور اگر مخالف ہے تو بہت ہی وقت اور عرصہ مین انقلاب ہوتا ہے ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند ؛ ؛		صحبت طالح ترا طالح کند	
گل خوشبوے در حمام روزے بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ؛ بگفتا من گل ناچیز بودم ؛ جمال ہمنشین در من اثر کرد ؛	؎	رسید از دست محبوبے بدستم کہ از بوے دل آویز تو مستم ولیکن مدتے با گل نشستم وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم	
سگِ اصحاب کہف روزے چند پسر نوح با بدان بہ نشست	(یا)	پئے نیکان گرفت مردم شد خاندان نبوتش گم شد ؛	

اسی مذاہب کے شاہد ہین ۔ تخم تاثیر صحبت کا اثر ایک مشہور مقولہ ہے ۔ جن علما کے
نزدیک مزاولت افعال سے اخلاق پیدا ہوتے ہین اونکے بھی یہہ ہی دو مذہب ہین ایک کے
نزدیک اون مین تغیر و تبدل ممکن ہے اور ایک کے نزدیک بالکل محال ؎

	خوے بد در طبیعتے کہ نشست	نرود جز بوقت مرگ از دست	

الیسون ہی کا مذہب ہے جو گروہ اس امر کا قائل ہے کہ قابلیت اگرچہ طبعی اور پیدائشی ہوتی
ہے لیکن تعلیم و تربیت سے اوس مین تغیر و تبدل ہو سکتا ہے اونکی بھی دو پارٹیان ہین
ایک پارٹی کہتی ہے کہ تمام انسان باعتبار طبعی اخلاقی قابلیت کے شریر ہین اور اونکی
طبیعت محض شر پر پیدا کی گئی ہے یہہ صرف تعلیم و تربیت کا اثر ہے کہ انسان نیک
اور مہذب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جن صحرائی وحشی قومون کی تعلیم و تربیت نہین ہو سکتی وہ ہمیشہ
بد تہذیب اور سنگ دل خونریز وغیرہ وغیرہ ہوتے ہین اور یہہ صرف طبعی رہبری کا سبب ہے
دوسری پارٹی کی رائے ہے کہ نہین معاملہ اسکے برعکس ہے اور تمام انسان پیدائشی طور پر
نیک ہین اور اونکی فطرت نیکی پر پیدا کیگئی ہے یہہ صرف خراب صحبت اور حالات کا نتیجہ ہے۔
جو انسان شریر اور بد تہذیب ہو جاتے ہین اور یہہ بالکل غلط فہمی ہے کہ کل صحرائی اور وحشی
یعنی ایسے لوگ جو محض اپنی طبعی رہبری پر زندگی بسر کرتے ہین پیدائشی طور پر گمراہ ہوتے ہین بلکہ
اونکے قوائے اندرونی جہالت کے مادون سے دب جاتے ہین۔ اور وہ ظاہر نہین
ہونے پاتے۔

اور ایک بہت بڑے محقق گروہ یعنی حکماے متاخرین کی تحقیق ہے کہ سب نوع انسان کی
حالت یکسان نہین ہے اور اگر یکسان ہوتی تو ابتدا ہی سے اختلاف کیونکر پیدا ہو سکتا اور
اچھے یا برے انسان کہان سے آتے جنکی صحبت اور تعلیم سے نیکی یا بدی پیدا ہوتی یہہ ظاہری
اختلاف خود ہی ثابت کرتا ہے کہ نوع انسان پیدائشی طور پر مختلف القابلیت ہے اور اس باب
مین تحقیقی فیصلہ یہہ ہی ہے کہ انسان کی قابلیت اخلاقی مثل حقیقت جامعۂ انسانیہ کے نور اور
ظلمت سے ملکر پیدا ہوتی ہے اگر نور یعنی قوت مدبرۂ روحانیہ غالب ہے تو وہ بالطبع نیک
اور مہذب اور سعید ہوگا۔ اور اگر یہہ غلبۂ تامہ ہی تو اوس سے شرارت اور بدی یا کسی قسم کی بدچلنی

اور بداطواری ممکن ہی نہین اسی کو انسان معصوم کہتے ہین جیسے انبیاے کرام علیہم التحیۃ والسلام
کہ خواہ وہ کیسے ہی شریر انسانون اور بدون کے صحبت مین کیون نہون لیکن اونپر کچہہ بہی خلاف
اثر نہین پڑتا اور اگر ظلمت یعنی قوت مدبرۂ جسمانیہ یا طبیعت حیوانی غالب ہے تو وہ پیدایشی
بد اور شریر اور شقی ہوگا - یہانتک کہ تعلیم و تربیت سے بہی اوسکے اصلاح اور تہذیب ناممکن
ہوجاویگی اور اگر دونون قوتین ہموزن اور ہمپلہ ہین اور نور و ظلمت کی مقدار مساوی ہے تو وہ
طبعی طور پر نہ نیک ہے نہ بد نہ شقی ہے نہ سعید بلکہ اوسے جس قسم کی تعلیم و تربیت ہوگی اور
جیسی صحبت اور خیالات سے سابقہ پڑیگا ویسا ہی ہوجاویگا یہہ ہی مذہب ارسطو اور دیگر حکماے
محققین کا ہے - لیکن اس مین کچہہ بہی شبہہ نہین کہ تعلیم و تربیت کا بہت ہی بڑا اثر ہوا کرتا ہے
اور ہر ایک طبقہ کے حق مین کچہہ نہ کچہہ نتیجہ پیدا کرتی ہے اگر انقلاب ماہیت نہین کرسکتی تو اوسکی
شوریت اور تیزی کو ضرور توڑدیتی ہے اور اس امر پر تقریباً اکثر علما اور حکما کا اتفاق ہے
کہ انسان کی قابلیت اخلاقی بچپن کے زمانہ مین مثل موم کی تختی کے ملایم اور سادہ ہوا کرتی
ہے اور زمانہ جیون جیون ترقی کرتا ہے تعلیم اور تربیت اور صحبت کے اچہے یا بُرے نتایج
کے نقشون سے نقشین ہوکر سخت پڑجاتی ہے اور یون ہی بتدریج نقش کالحجر کا مرتبہ حاصل
ہوجاتا ہے اور پہر اون کا تغیر و تبدل اس حد تک مشکل ہوجاتا ہے جو بسا اوقات محال
ہی نظر آئیگا - لہذا ابتدائی زمانہ سے عمدہ و اعلی تعلیم اور تربیت اور صحبت انسان سازی اور
تہذیب اخلاقی کے لئے فرض اور واجب ہے - اسیاب مین مذہبی تعلیم و تربیت اور مقدسین
مذہب کی صحبت بہت ہی زود اثر اور تیر بہدف ہے اور اس سے وہ چمکیلا رنگ
پیدا ہوجاتا ہے جو عقائد مذہبی کی پختگی کے ساتہہ ہی ساتہہ خود بہی پختہ اور لازوال ہوجاتا ہے
اور وہ ہر حالت مین اپنی اس رنگ کی عزت کرتا ہے اور اوسے دل سے پیار کرتا ہے اور
تمام ضرر رسان حملون سے بچاتا ہے ایسی زبردست قوت کو دیکہکر ندوۃ العلما نے ایک

ایسی بیت الحکمت کی بنیاد ڈالی جو عمدہ تربیت اعلیٰ تعلیم صالح صحبت۔ غرض ہر ایک اعتبار سے کامل ہو اور انسان کی قابلیت ازلی فساد اور شرارت سے محفوظ رہکر سعادت ابدی حاصل کرے اب یہہ خود دوستداران سعادت ابدی کا کام ہے کہ وہ اسے ہر طرح کی مدد دیکر قایم رکھین یا زمانہ کے ہاتھون برباد ہو جانے دین (قوم کا خادم نہال احمد علوی۔ حمیدی۔)

شہاب ثاقب

(یعنی آسمانی آتشبازی)

چونکہ آیندہ ماہ نومبر کے وسط مین تارون کی بڑی بارش ہونیوالی ہے اور آسمان پر کثرت سے تارے ٹوٹتے ہوئے نظر آوین گے جسکے دیکھنے کے لئے ایک سائنٹیفک مہم وائنا سے ہندوستان آئیگی اور دہلی کے قرب وجوار مین اس آسمانی آتشبازی کا تماشا دیکھنے کے لئے اپنا کیمپ قایم کریگی لہذا اس قدرتی منظر کا بیان خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اس مختصر آرٹکل مین ہمنے شہاب ثاقب کی اصلیت ماہیت اور اسباب کو سادہ وصاف الفاظ مین لکھنے کی کوشش کی ہے تاکہ عبارت عام فہم ہو جسکا مطلب ناظرین کی سمجھ مین بہ آسانی آجاے۔

آپنے اکثر تارون بھری رات مین آسمان پر دیکھا ہوگا کہ ایک سفید روشن چیز مثل تارے کے تہوڑی دور تک دوڑتی نظر آتی ہے اور پہر آنکھون سے پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ کبھی تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک سفید روشنی کی لکیر ہے جو دیکھتے دیکھتے طرفتہ العین مین غایب ہو جاتی ہے اور کبھی ایک تارہ اپنے مقام سے علیحدہ ہو کر بہاگتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور پہر فوراً نظر سے پوشیدہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات ہزارہا تارے ٹوٹتے نظر آتے ہین جن مین سے کوئی اوترکو اور کوئی دکہن کو بہاگا چلا جاتا ہے اور کوئی ہماری زمین کی طرف گرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ایسے تارونکو علماے عرب وہ شہاب ثاقب اور یوروپ کے علماے ہیئت Meteors (میٹیورس) کہتے ہین۔

شہاب بکسر اول یعنی شعلہ آتش بلند شدہ ہے اور اوس ستارہ کو بھی کہتے ہین جو آسمان پر مثل انار آتشبازی کے چھٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ حکماے قدیم کا یہہ خیال تھا کہ وہ ہماری زمین کا دہوان ہے جو کرہ نار تک پہونچکر مشتعل ہوجاتا ہے۔ لیکن یورپ کے علماے ہیئت نے مشاہدہ سے ثابت کیا ہے کہ یہہ ٹوٹنے والے تارے محض اجسام فلکی ہین جو لوہے اور کاربن (ہوا) سے مرکب ہین جن کا وزن چند سیرون سے لیکر منون تک ہوتا ہے۔ چنانچہ اسوقت پیرس دار الخلافتہ فرانس کے عجائب خانہ مین آسمان سے گرا ہوا ایک خالص لوہے کا ٹکڑا اور نی ۲۰ من موجود ہے اس کے علاوہ یورپ کے اکثر عجائب خانون مین یہہ ٹوٹے ہوئے تارے موجود ہین بلکہ خاص ہندوستان مین ملک اودہ کی ایک ریاست مین جس کا نام بلرام پور ہے ایک اس قسم کا آسمان سے گرا ہوا لوہے کا ٹکڑا موجود ہے۔

جو تارے آسمان سے ٹوٹ کر زمین پر گرتے ہین اور لوہے سے مرکب ہوتے ہین اونکو میٹیورائٹ Meteorites کہتے ہین لیکن ان مین سے بعض صرف پتھر کے ہوتے ہین اونکو ائیورولائٹ Aerolites یعنی ہوائی پتھر کہتے ہین۔ دونون قسم کے نمونے مشہور عجائب خانون مین بکثرت موجود ہین۔

یہہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ رگڑ سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً ایک لوہے تانبے یا لکڑی کا ٹکڑا لیکر دوسرے ٹکڑے سے خوب رگڑا جاوے تو وہ ایسا گرم ہوجائیگا کہ اوسکو چھونے سے ہاتھہ جل جائیگا۔ یہہ چھوٹے چھوٹے تارے آفتاب کے گرد مثل بڑے بڑے ستارون کی اسقدر تیزی سے گردش کرتے رہتے ہین کہ اونکی رفتار توپ کے گولہ سے وہ چند سریع السیر ہوتی ہے جسکی وجہہ سے وہ اسقدر گرم ہوجاتے ہین کہ جلنے لگتے ہین۔ بہت سے چھوٹے اجسام تو آسمان ہی پر جل کر فنا ہوجاتے ہین بعض سطح آسمان پر پگھل کر قلیل المقدار رہجاتے ہین۔ اور بعض اورون کے شامل ہوجانے سے جسامت مین بڑہ جاتے ہین حتیٰ کہ بعض علماے

ہیئت کا یہہ قیاس ہے کہ دُمدار ستارے ان ہی تارون کا مجموعہ ہین یا یہہ تارے دُمدار ستارون کے اجزا ہین۔

تارون کی بارش عموماً ہر سال ماہ اگست کی ۱۰ تاریخ کو کم و بیش ہوا کرتی ہے لیکن ماہ نومبر کی ۱۴ تاریخ کو ہر ۳۳ سال بکثرت ہوتی ہے۔ چنانچہ ۱۸۳۳ء مین ماہ مذکور کی ۱۴۔ تاریخ کو جو تارے ٹوٹتے تھے اونکی تعداد ۲ لاکہہ ۴۰ ہزار کے قریب شمار کیجاتی ہے ازان بعد دوسری بارش ۱۸۶۶ء مین ہوئی اور اب ۳۳ برس بعد ۱۸۹۹ء مین پہر ہوگی۔

تاریخ مذکورہ بالا کی علاوہ (۲۷) نومبر کو بہی اکثر تارے ٹوٹتے نظر آتے ہین چنانچہ ۱۸۷۲ء مین اور بعد ازان ۱۸۸۵ء مین اس تاریخ کو قریب ایک لاکہہ کے تارے ٹوٹتے ہوے نظر آئے تھے ۱۸۸۵ء مین ۲۷ نومبر کو راقم ریل مین سفر کر رہا تہا۔ چنانچہ اوس شب کو قریب ۳ گہنٹے تک یہہ تماشا قدرت الٰہی کا بچشم خود دیکہتا رہا۔ ایڈیٹر۔

فن عمارت کے کمال و زوال کا تذکرہ

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو پرچہ ادیب مطبوعہ ماہ مارچ صفحہ ۱۰۲)

جن مین اون کی لاشین ابتک موجود ہین۔

ہیروڈوٹس۔ ڈیوڈورس اور پلائنی تینون متفق ہین کہ ان عمارات کی تعمیر مین عرب اور حبش Ethiopia. سے پتہر آئے تہے۔

فرگسن صاحب نے اپنی مشہور کتاب مین ان مینارون کی پیمایش مندرجہ ذیل تحریر کی ہے۔

نام مینار	قاعدہ کا ہر ضلع فیٹ	بلندی فیٹ	رقبہ مربع فیٹ
چی اپس	۷۶۴	۴۸۰	۵۸۳۶۹۶
چیفرن (Chepheron)	۷۰۷	۴۵۴	۴۹۹۸۴۹

نام مینار	قاعدہ کا ہر ضلع فیٹ	بلندی فیٹ	رقبہ مربع
مینریس (Mycerinus)	۳۵۴	۲۱۸	۲۱۶ ۱۲۵

صحیح طور پر اسوقت تک یہہ نہین معلوم ہوا کہ کسنے کس غرض سے انکو تعمیر کیا اور انکو بنے ہوئے کسقدر عرصہ ہوا بعض کا خیال ہے کہ ۲۰۰۰ برس کی بنی ہوئی ہین۔ عام طور پر یہی مشہور ہے کہ یہہ شاہانِ مصر کے مقابر ہین جیسا کہ مین بیشتر عرض کر چکا۔ ان احرام کے قریب ہی اور دریاے نیل سے چوتہائی میل کے فاصلہ پر مصری صناع نی حیرت انگیز مورت بنائی ہے جو اسفنکس (Sphinx of Ghiza) کے نام سے معروف ہے اس مورت کا چہرہ عورت کے مشابہ ہی اور تمام جسم شیر کے مانند ہے۔ یہہ نادر مورت چٹان کے ایک عظیم الشان پتہر کو تراش کر بنائی گئی ہے اور شاہ امیسس (Amasis) کی قبر خیال کی جاتی ہے۔ یہہ عجیب وغریب تشکل جس کا چہرہ ہی صرف ایک عرصہ دراز تک نظر آتا تہا اور باقی دہڑ خاک مین پوشیدہ تہا پیمایش کرنے پر ۱۰۰ فیٹ لمبی اور ۳۰ فیٹ چوڑی نکلی۔ ڈاکٹر پوکوک نے اوسکا سر ۲۶ فیٹ بلند اور ۵۳ فیٹ مدور اور ۱۵ فیٹ کان سے ٹہوڑی تک اور کپتان کیبلا (Ct: Cabiliia) نے سینہ سے پنجون تک اوسکی لمبائی ۵۷ فیٹ تحریر کی ہے۔

اس نادر الوجود عمارت کے علاوہ بعض دیگر عمارات النسان کو حیرت مین ڈالنے والی مصر مین موجود تہین جو کہ بہول بہلیون (Labyrinth) کے نام سے موسوم ہین اکثر مورخین کا خیال ہے کہ ان کا نام ونشان بہی اسوقت موجود نہین ہے لیکن کپتان ولفورڈ Wilford کا بیان ہے کہ اس بیمثل عمارت کے آثار اب بہی جہیل مورس (Moeris) کے اوس مقام پر جسکو اہل عرب قصر قارون کہتے ہین نظر آتے ہین ہیروڈوٹس جو قدیم مورخین مین وقعت کی نظر سے دیکہا جاتا ہے تحریر کرتا ہے کہ مصر کے بارہ بادشاہون کے زیر اہتمام یہہ نفیس وعجوبہ روزگار عمارت تعمیر ہوئی۔ ایک چاردیواری کے اندر بارہ عالیشان قصر تہے ان محلون مین تین ہزار کمرے تہے اون مین سے بارہ ایک ہی وضع وقطع کے اور نفاست وخوبصورتی مین

سب پر فایق تہے - ان چارون کمرون کے گرد ڈیڑہ ہزار کمرے ایسی صنعت اور عمدگی سے بنائے تہے اور اون مین ایسے موڑ توڑ اور بہول بہلیان رکہین تہین کہ اگر تجربہ کار اور واقف کار رہنما ہمراہ نہ ہو تو اون کمرون کا شمار کرنا اور سمجہنا درکنار سیاح راستہ بہولکر ایسے چکر مین پڑجاتا کہ پہر اوس مقام سے باہر آنا دشوار ہوجاتا اون تین ہزار کمرون مین سے نصف ڈیڑہ ہزار زمین کے اندر بطور تہہ خانہ کے تہے جو کہ اوپر کے کمرون کو اپنے سرون پر لئے کہڑی تہے ان تہہ خانون مین فرمان روایان مصر کی قبور بیان کیجاتی ہین - اس پیچیدہ عمارت کی چہت اور دیوارین سنگ مرمر کی تہین - ایک اور مربع گاؤ دم مینار کا حیرت انگیز قصہ سنئے جن کی ایجاد بہی مصریون کی طرف منسوب کی جاتی ہے یہہ مینارین ملکہ سمیرامس (Semiramis. —) نے بابل کی سڑک پر تعمیر کرائین تہین جو بقول ڈیوڈورس (Diadorws —) صرف ایک پتہر کی بنی ہوئی ۱۳۰ فیٹ بلند اور اوسکے قاعدہ کا ضلع ۲۵ فیٹ چوڑا تہا - بعض کا خیال ہے کہ یہہ مخروطی مینارین ہیلیوپولس (Heliopolis) کے بادشاہ میسٹرس (Mestres) نے اور بعض کہتے ہین کہ سیسوسٹرس Sesostras نے اور بعض کا خیال ہے کہ ملکہ سمیرامس نے تعمیر کرائین غرضکہ مورخین کے باہم اختلاف کی وجہہ سے ان کے بانیون کا ٹہیک پتہ نہین چلتا اور نہ اب تک یہہ معلوم ہوا کہ کس سنہ مین طیار ہوئین - ہم ان مینارون کے متعلق زیادہ حالات نہین لکہا چاہتے کیونکہ ہمین اس مضمون پر ابہی بہت کچہہ تحریر کرنا ہے -

اب مین چند سطور مین جنوبی مصر کا حال تحریر کرتا ہون جو (ایتہوپیا) حبش کے قریب واقع ہے اور وسعت مین تقریباً شمالی و وسطی مصر کے مجموعی رقبہ کے برابر ہے - عہد قدیم مین اس حصہ کی دار السلطنت کا نام تہبیس (Thebais. —) تہا جو جنگ ٹروجن کے زمانہ مین تمام روے زمین پر سب سے زیادہ آباد اور زرخیز خیال کیا جاتا تہا - باقی آیندہ راقم معین الدین

زمانہ کی ترقی اور ہمارا تنزل

نہ کہ سلطان کا ہو کوئی پسر	بادشاہی کو چاہیئے جوہر

پیارے اور معزز ناظرین! اگر آپ عزت۔ دولت۔ اور ترتیب شہرت۔ رفعت اور شوکت چاہتے ہین یا اپنے ہمجنس اور ملک اور قوم اور عمر اور پیشہ والون سے زیادہ تر عزت۔ شہرت اور سبقت لے جانا یا اپنے زمانہ اور وقت کے برگزیدہ اور اکابر اور معتمدون کے زمرہ مین داخل ہونا یا اوس سے بہی دو قدم اور آگے بڑہنا یا ارکین مملکت اور مشاہیر عالم بنا۔ یا عرصہ جہان مین آپ کو اپنا نام مثل خورشید درخشان ہمیشہ منور اور قایم رکہنے کی خواہش اور آرزو۔ یا زمانہ کی تاریخ کی صفحات آپ کے نام نامی اور اسم گرامی سے جب تک کہ اسکو قیام اور ثبات ہے متجلی اور روشن رہین یا بائرن اور ہیراڈوٹس اوگین او رمکالے اور گلیڈسٹون اور سید مرحوم وغیرہ کی سی یادگارین دنیا مین چہوڑنا یا صاحب ایجاد واختراع اور ڈاکٹر اور فلاسفر بننا چاہیین تو سوائے اسکے کہ کسی اعلیٰ درجہ کے ہنر یا فن یا علم مین جب تک کہ آپکو کافی دسترس اور واقفی اعتبار نہ ہوگا تو آپ کچہ بہی نہ بن اور نہ ہوسکین گے حتی کہ خواہ آپ کیسے ہی عالی خاندان اور برگزیدہ نسب سے تعلق رکہنے والے کیون نہ ہون آپ کو کوئی تنفر یوچہے بلکہ جانے کا بہی نہین۔ چنانچہ اس ہیڈنگ کا شعر کیسے پرزور اور عبرت انگیز لفظون مین اس بات کا ثبوت دے رہا ہے۔

معزز صاحبان ناظرین! میرا اس ٹوٹی پہوٹی اور پراگندہ اور بے ربط تحریر کے آپ جیسے صاحبان نکتہ دان۔ عالی دماغ۔ دقیقہ رس۔ سخن شناس صاحبان فراست وگیاست وذکاوت وذہانت کے پیش کش کرنے سے اصل مدعا اور عین منشا یہہ ہے کہ آپ ذرا خواب شیرین غفلت اور عیش پرستی یا اگر مین ایسا کہدون تو بے جا نہ ہوگا کہ فاقہ مستی اور دشمن ہستی کے مرغوب الطبع

گہوارہ نہین نہین بلکہ درحقیقت پُر از رنج و محن قید خانہ سے باہر نکل کر اور بصیرت کے پاک وصاف پانی اور عقل کے عمدہ اور نفیس صابن سے اپنی ضیا اور نمو ضایع کئے ہوئے چہرون کو ہمت و نجالت کے ہاتہون سے خوب مل مل کر دہووین اور استقلال کا کمربند اپنے رنج والم کی ماری اور ٹیڑہی کی ہوئی (کمر پر خوب کسکر اور شجاعت اور دلیری کی چوگان اپنے (کمزور اور نکمے ہاتہون مین جنہون نے کوشش اور حوصلہ سے اپنے آپ کو اوٹہالیا ہے) خوب مضبوط پکڑ کر ہوشیاری اور تحمل اور بردباری کے خوش نما اور دل افروز میدان مین بڑہکر قدم مارین تو مین بڑے زور اور وثوق اور اعتبار سے (جتنا کہ میرے ناقص علم اور عقل کے ذریعہ سے کہ مجہے ہے) کہتاہون کہ مقصود اور مراد کا گیند آپ ہی کے حصہ مین ہوگا یا آپ ہی اوسی نہایت فتحمندی اور ازحد کامیابی سے لے جاوین گے۔ اور آپ کے واہ وا اور آفرین اور احسنت اور مبارکبادی کے پرزور اور ولولہ انگیز نعرون سے بلند ہوئے ہوئے حوصلے خارشگافی اور آسمان پروازی اور دریاکشی کے واسطے کافی بلکہ وافی ہونگے۔ اور پہر آپ کے یہی چہرے[۱] (جو اسوقت دنیا کو بلکہ اگر نظر انصاف اور بے ہٹ سے دیکہا جائے تو یہہ شیشہ موجود ہے جو اس بات کا کافی ثبوت دیسکتا ہے کہ خود آپ کی ہی آنکہون اور دل کو پژمردہ اور متحیر اور دہندلے اور بدنما نظر آتے ہونگے) کہلے ہوئے اور بشاش اور درخشندہ اور خوبصورت معلوم ہی نہین ہونے لگین گے بلکہ دراصل اور فی الحقیقت غیرت آفتاب جہان تاب ہوجاوین گے اور شہرت اور لمن الملکی کا پرزور اور آسمان تک گونجنے والی آوازوالا نقارہ آپ ہی کے نام نامی اور اسم گرامی کا چاردانگ عالم مین آٹہون پہر بجتا رہیگا۔ اور دن عید اور رات شب برات کی ضرب المثل آپ ہی کے بارونق وزینت شہرون اور کوچون پر صادق نظر آویگی۔ اور گویا بیچاری مفلس[۲] اور ویران ہندوستان

[۱] یہی چہرے جو سستی اور بیکاری اور افلاس کی حالت کے سببسے بدنما اور ڈراونے ہو جاتے ہین [۲] مفلس اور ویران اسلئے لکہا گیا ہے کہ تیس کروڑ آدمی کی آبادی ہی چالیس لاکہہ آدمی کو ایک وقت کا کہانا بڑی مشکل اور دقت سے میسر ہوتاہے ...... استراویہ یعنی ہندوستان رادیدہ ...... وعدہ انفاہی جیساکہ مقاصد مین لکہا گیا ہی برنبذ فلاسفرانہ مضمون

کے پورا نے ناموں کو جو ساری دنیا میں سونے کی چڑیا اور جنت نشان مشہور تھے پھر از سر نو پیدا کرینگے نہیں نہیں بلکہ آپ ہی اس کا نام جیسا کہ آپ کے بلند فکر اور عالی دماغ میں آویگا رکھیں گے اور گویا فاتحان ترکستان اور موجدان فرانس اور ہواخواہان امریکہ اور اُستادان چین اور ترقی خواہان جاپان اور دانایان فرنگ کے روبرو آپ ہی کو موچھوں پر تاؤ دینے اور سچی شیخی بگھارنے کی طاقت اور جراُت ہو گی اور پھر اس مصرع پر "شنیدہ کی بود مانند دیدہ" یہ تضمین جو ہندوستان کو مخاطب کر کے کی جاویگی کیسی عمدہ اور زیبا معلوم ہو گی کہ " ترا دیدہ و یونان را شنیدہ - شنیدہ کے بود مانند دیدہ"

اور انھی پوچ اور نکمے اخباروں اور فضول اور لچر رسالوں کے کالم اور صفحے آپ کی ایجادات اور ہنر مندیوں اور پوری پوری مستعدیوں اور عالی حوصلگیوں اور فلاسفرانہ تقریروں اور لکچروں سے (جیسے کہ سارے ہندوستان بھر سے ان دو نوزائیدہ میگزینوں کو کہ جنکے نام معارف اور - ادیب - ہیں - جو اپنی خاطر خواہ عمر اور ترقی اور کامیابی اور وعدہ الیفائی کو پہونچیں) کہ جنکی ہر ایک سطر غیرت زلف مسلسل اور ہر نقطہ رشک خال رخ خوبان اور ہر کالم غیرت ید بیضا اور ہر صفحہ روکش خورشید عالمتاب یا ایک ظاہری مشابہت اور مناسبت کی رو سے روکش نیں ٹینتھ سنچوری اور ریویو آف ریویوز چمبرس جرنل اور نیچر اور ٹائمز لنڈن وغیرہ کے ہونگے نہیں نہیں بلکہ ان کی نسبت اوسوقت اون سے دینی بالکل بے جا اور بر خلاف عقل و دانش ہو گی مصرع
بہ بیں تفاوت رہ از کجا ست تا بہ کجا -

میرے خیالی اور وہمی موجد اور فلاسفر عالی دماغ ناظرین! آپ وہ مبارک اور سعید وقت اور زمانہ اور روز اور گھڑی ہرگز اور ہرگز نہیں دیکھ سکیں گے جب تک کہ آپنے میری اس سمع خراشی اور بے ربط تحریر کو گوش ارادت اور چشم بصیرت اور حسرت سے سُنا اور دیکھا اور دل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۷) ہونے چاہئیں جن سے ملک اور قوم کی ترقی اور بہبودی ہو سکے -

مستعد سے اوسپر پورا پورا بلکہ پورے سے بھی بڑھکر عمل نہ کیا تو میرا دماغ اور قیمتی وقت اور آپکی طاقت سماعت اور کاہلی اور سستی کا زمانہ بالکل ضایع اور رائیگان ہو جاویگا۔

مگر نہین نہین اگر میرا خیال غلطی پر نہین اور میری راے درست اور ٹھیک ہے تو مجھے کسیقدر امید ہے کہ میرے خیالی اور وہمی موجد اور فلاسفر وغیرہ مجھے کسیوقت ضرور بلکہ بالضرور سچے اور حقیقی موجد اور فلاسفر بنکر دکھلاوینگے۔ کیونکہ اب وقت وہ وقت اور زمانہ وہ زمانہ نہین رہا کہ جب علمون یا فنون کے سیکھنے اور حاصل کرنے مین بیس بیس برس یا یون کہو کہ ساری ساری عمرین صرف کی جاتی تھین

اس وقت کے زمانہ نے وہ وہ نمایان ترقیان اور کامیابیان حاصل کین ہین کہ اونہی علمون[۱] اور فنون کے سیکھنے کے واسطے کہ جن پر عمرین صرف کی جاتی تھین اب صرف ہفتون اور مہینون کے کام ہو گئے ہین۔ جنکی حیرت انگیز ترقی کو دیکھکر عقل دقیقہ رس اور فکر عاقبت اندیش متحیر اور متعجب ہو جاتی ہے۔

اور چونکہ ہمارا زمانہ سے اور زمانہ کا ہمسے ایک ایسا تعلق اور رابطہ ہے کہ جسکی نسبت اور مشابہت اگر ہم اسطرح دیکھین تو قریبًا بے جا نہ ہوگی کہ۔ زمانہ کا ہم سے اور ہمارا زمانہ سے اس قسم کا رابطہ اور تعلق ہے جیسے آفتاب کا روشنی سے اور آتش کا گرمی سے اور طاقت نامیہ کا قواے سالمہ سے اور عرض کا جوہر سے اور گفتگو کا معنون سے۔ تو پھر گویا اس سے یہ ثابت ہوا کہ۔ زمانہ اور ہم آپس مین لازم وملزوم ہین۔ اور جو چیزین آپس مین ایسا تعلق اور ربطہ رکھتی ہین تو اونپر واجب اور لازم ہو جاتا ہے کہ۔ وے ایک دوسرے کی موافقت اور مطابقت کرین۔ اور اگر یہہ نہ ہو سکے تو پھر سلسلۂ متابعت کو درہم وبرہم نہ کرین۔ چنانچہ کسیقدر

[۱] اونہی علمون۔ ہمارے مکرم مولوی حافظ نذیر احمد صاحب نے عربی صرف ونحو ومنطق کو کیسا آسان اور زود حاصل شدہ کردیا ہی۔ چنانچہ صرف چھ چھ ماہ کی مشق سے دونون علمون سے واقفیت ہو سکتی ہے۔

اسی کی تائید مین یہہ مصرع کہا ہے ع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز۔
لیکن میرے ناقص علم اور ہیچمدان عقل اور ذہن کی تحقیقات سے اب اگر اس مصرع کی بالکل کایا پلٹ دیجاوے تو مین درست اور ٹہیک ہے اور بے جانہ ہوگی۔ کیونکہ مین نے اوپر جو کچھہ ان ہی ربط لفظون مین بیان کیا ہے اور آگے بہی کرونگا تو اوس سے ہمین چار و ناچار زمانہ کو مخاطب کر کے ایسا کہنا پڑتا ہے۔ مصرع چو خلق با تو نسازد تو با خلایق ساز۔
صاحبان ناظرین! میرا اتنی طول طویل عبارت کے تحریر کرنے سے اصل مدعا بلکہ عین منشا یہہ ہے کہ چونکہ اب ایسا زمانہ اور وقت نہین کہ آپ کو جس چیز کی ضرورت اور خواہش ہو وہ میسر اور حاصل نہ ہوسکے کیونکہ روز بروز کی ترقیات اور ایجادات سے ہمارے اور آپکے واسطے اسقدر آسانی اور سہولت ہوگئی ہے کہ جس کام کو ہم سیکہنا یا کرنا چاہین تو اوسی کام کو جیسی مذکورہ بالا تحریر سے ثابت ہوچکا ہے کہ سال کی جگہہ مہینہ اور مہینہ کی جگہہ ہفتہ صرف کرنے سے ہوسکتا ہے تو آپ جس کام یا فن یا علم کو حاصل کرین یا سیکہین اوسے حتی المقدور اور حسب حیثیت کمال کے درجہ تک پہونچا دین ورنہ جیساکہ اوس کام کا معتدبہ فائدہ ہے حاصل اور میسر نہین ہوسکیگا چنانچہ اس امر کی ثبوت کیواسطے یہہ شعر کافی ہے شعر

کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی	کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیز من

علم سیکہو تو اعلے درجہ کا کوئی فن یا ہنر حاصل کرو تو اوس مین اعلی درجہ کی قابلیت اور استعداد پیدا کرو کیونکہ کمال درجہ کا کوئی بہی کام آپ جانتے ہونگے تو اوسی کام کی بدولت اور طفیل آپ کی عزت اور وقعت ہوگی۔ باقی آیندہ (خادم المحققین غلام رسول واحد)
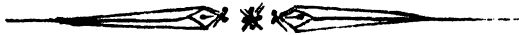
نیچرل شاعری

(خاص ادیب کے لئے)

چکیدہ کلک جواہر سلک بابو درگا سہای صاحب سرور

جہان آبادی تلمیذ حضرت بیان یزدانی

شب کہ تہا مین چارسو بستر پہ نظارہ کنان
چھا گیا آنکھون مین میری یک بیک خواب گران

ناگہان آئی نظر اک ماہ سیما نازنین
اک چھلاوہ سر سے پا تک تہی وہ کافر الامان

وہ تجلی حسن کی خورشید ہو جس پر نثار
وہ ضیا عارض کی جس پر ماہ کامل کا گمان

وہ تجلی وہ ضیا وہ جلوہ حیرت طراز
سر سے پا تک برق بے پردہ تہی کافر الامان

دونون شانون پر تہی زلف خم بخم لٹکی ہوئی
جعد عنبر بار تھی ڈسنے کو ناگن الامان

سادگی کا اُف وہ عالم اور وہ حسن دلفریب
وہ جوانی کی اُمنگین وہ غضب کی شوخیان

پتلے پتلے وہ لب نازک وہ چھوٹا سا دہن
پتلی پتلی وہ کمر - وہ پتلی پتلی انگلیان

دونون آنکھین سامری فن - دونون لب سحر حلال
دونون گیسو دل کے ڈس جانے کو مار دوزبان

تھے رخ پر نور پر بکھرے ہوئے سر کے جو بال
ماہ کامل ہے گہن مین صاف ہوتا تھا عیان

شوخی رفتار مین وہ گردش دوران کا ڈہنگ
قد موزون مین قیامت کا وہ عالم اللامان

وہ نگاہ سحر گین غارت گر صبر و شکیب
دل کے لے جانے کو ضد پر ہر ادای دلستان

قد موزون خود قیامت اُس پہ وہ مشق خرام
سادگی کا اُف وہ عالم اُس پہ وہ نیرنگیان

پیاری پیاری موہنی صورت تہی مورت حسن کی
سر سے پا تک سادگی چھائی ہوئی تہی الامان

وہ کف نازک ہو جس پر برگ گل کا اشتباہ
ہاتھ وہ - ہو پنجہ خورشید کا جس پر گمان

سادگی ہی سادگی تھی تھا تصنع کا نہ رنگ
دست نازک مین نہ تھین رنگ حنا کی شوخیان

پتلے پتلے ہونٹھ مسی لے نکرے تھے کبود
سرمۂ اعجاز کی آنکھون مین ڈورے تھے کہان

فتنۂ محشر نہ کرتی تھی بپا مستانہ چال
اور دم رفتار کرتے تھے نہ گھنگرو شوخیان

گل سے عارض پر چھایا تھا نہ گلگونے نے رنگ
یعنی اب تک تھین اچھوتی حسن کی نیرنگیان

جب نظر آئی مجھے اُس دہج سے وہ کافر ادا
لیگئی پہلو سے دل کو ہر ادائے دلستان

اُف وہ مستانہ ادا وہ شوخئ مشق خرام
قد موزون مین بھری تھین کوٹ کر اٹکھیلیان

گیسوؤن سے پھوٹ نکلی تھی جو عارض کی ضیا
کالے کالے بادلون مین کوندتی تھین بجلیان

جب مری بالین پر یون آئی وہ اٹھلاتی ہوئی
مین نے پوچھا اوس پری رو سے کہ ای آرام جان

از کجا می آئی اے سرو خوبی محو ناز
عطر آگین تا بہ داماں تا کمر عنبر فشان

وہ پرستان کونسا ہے تو جہان کی ہے پری
ہے وہ جنت کونسی تو جسکی ہے حور جنان

تو ہے کسکی لاڈلی کس کے چمن کی ہے کلی
جس مین تو نازون پلی ہے ہے وہ گہوارہ کہان

کس کی دوش ناز پر پائی ہے تو نے پرورش
کس نے سکھلائین ہین معشوقانہ تجھکو شوخیان

کس کے نازون کی ہے تو پالی ہوئی ای نازنین
ہے کدہر تیرا وطن تیرا گھرانا ہے کہان

کس کی آنکھون کی ہے پُتلی کسکے گھر کا نور ہے
شمع ہے تو کسکے کاشانے کی ای آرام جان

کونسے رنواس کی رانی ہے تو اے مہ لقا
کونسے بنگلے کی تو نوخیز مس ہے الامان

کس کے خاتم کی ہے تو نقش دلنشین ای نازنین
کون ہے تو کیا ہے او کافر ترا نام و نشان

مجھسے سنکر وہ بت شیرین دہن یہہ گفتگو
یون لب لعل شکر خا سے ہوئی شکر فشان

حیف تو مجھکو نہین پہچانتا او بے خبر
پوچھتا ہے مجھسے کیا میرے وطن کا تو نشان

ہے جہان نیچر کے گلہائے مضامین کی بہار
رہنے والی ہون اوسی گلشن کی مین اے نکتہ دان

حور جنت ہون نہ اندر کی اکھاڑے کی پری
ہون مس نوخیز اور یوروپ ہے میرا خاندان

کہنے والے مجھکو کہتے ہین بت لندن نژاد
ایشیا کی رہنے والی مین نہین او بدگمان

ہون مسون کی سادگی کا جلوہ حیرت طراز
گورے گورے گال ہین اور بھوری بھوری پتلیان

بل نہین عشاق سے کرتی مری زلف دراز
میری جعد خم بخم دیتی نہین ہی پھانسیان

خون عاشق میری ملت مین نہین نادان روا
میری چتون کو نہ کہنا ابرش نوک سنان

ایک مین جادو بھرا ہے ایک مین اعجاز ہے
حشر کے فتنے مری آنکھون مین او خود بین کہان

پائی ہے نیچر کے گہوارہ مین مین نے پرورش
حور جنت ہون اسی فردوس کی ای نکتہ دان

میری باتین سن کے زاہد کی ٹپک پڑتی ہے رال
گھولتی ہون قند لب سی ہون وہ مین شیرین دہان

مجھپہ غش ہے اک زمانہ مین وہ ہون نیچر طراز
نازش شعر و سخن ہے میرا انداز بیان

نخل قد مین میری کیا شاخین نکالے گا کوئی
میری رگ رگ مین بھری ہین کوٹ کر سوز نہان

کھینچتی ہون ہو بہو ہر واقعہ کی مین شبیہ
مجھکو بھاتی ہین تصنع کی نہ رنگ آمیزیان

سادگی میری اداؤن مین بھری ہے کوٹ کر
میری جلوہ مین تلون کی نہین نیرنگیان

ہون چمن مین مین گل و بلبل کا افسانہ اگر
شمع و پروانہ کی ہون ہر انجمن مین داستان

نیند کا جب وقت چپکے چپکے آتا ہے قریب
چھوٹے بچون کو ہون مین جاکر سناتی لوریان

لب پہ مطرب کے ہون مین نیچر کی دلکش راگنی
اور پس پردہ تھیٹر مین کبھی ہون نغمہ خوان

ہون مین لبرل میری رگ رگ مین فریڈم کا ہے جوش
روکنے والا نہین ہرگز کوئی میری عنان

رن مین کرکے جب سناتی ہون دلیرون کو لئے
جھوم جاتے ہین مری آواز سنکر نوجوان

گذرے ہین یورپ مین جتنے شاعر نیچر طراز
کارنامے سب کے اب تک ہین مجھے ورد زبان

وہ ایڈلیسن سا سخنور با کمال و بے مثال
اور وہ کوپر سا اف اف شاعر جادو بیان

وہ سخندانون مین یکتائے زمانہ شیکسپیر
گولڈاسمتھ سا وہ ناظم نکتہ سنج و نکتہ دان

میری گہوارہ مین پائی تھی جنہون نے پرورش
میری گلشن کے کبھی تھے باے جو سرو روان

میری خرمن کی کبہی جو خوشہ چین تہے اے فلک — اب نظر آتا نہین ہے اونکی قبرون کا نشان

کیا ہوے وہ میری بزمِ عیش کے چشم و چراغ — میری آنکہون کے وہ تارے ہین خدا جانے کہان

میری بچپن کا وہ گہوارہ کہان ہے اے فلک — جسمین مین نازون پلی تہی وہ ہنڈولا ہے کہان

میرے جلوون کی جہلک یوروپ مین اب بہی ہے مگر — ہند مین کوئی نہین افسوس میرا قدردان

اچہی صورت کا یہان ہے آہ کس کو امتیاز — کر چکی ہین بارہا اہل نظر کا امتحان

کیا کسی عاشق کا دل پہیسون مین ہنگامِ خرام — میری چالون مین قیامت کی نہین اٹہکیلیان

بہولی بہالی ہون پری چہرہ مسِ لندن نژاد — ہین کہان مجہہ مین بتانِ ہند کی سی شوخیان

کیسی چشمِ سرمگین کیسے مسی مالیدہ لب — کیسی آرایش کہان کا شوق زینت الامان

گیسوؤن کے پیچ کیسے کیسی زلفون کی شکن — کنگہی چوٹی کا ہے اونا دان کسے لٹکا یہان

سیہہ نمود ظاہری ہے چار دن کی ٹیپ ٹاپ — ہین طلسمِ نقشِ حیرت اسکی رنگ آمیزیان

نیچرل بیوٹی سے بڑہکر کوئی آرایش نہین — سادگی کا لطف او نادان تصنع مین کہان

حسنِ خداداد

کر ہین گوشِ سامعین کیسا ترانہ کیسا ساز — کس کو نیچر کی سناؤن مین ترنم ریزیان

پرورش کس نے کیا اُردو کے دامن مین مجہے — ایک بہی پیدا ہوا ہے ہی نہ ایسا نکتہ دان

نام لیوا کون ہے میرا سخندانون مین حیف — ہند مین ملتا نہین ہے میری نسلون کا نشان

میرے جلوہ کو دیا اہل سخن نے کب فروغ — ایک دن بہی ہند مین چمکا نہ میرا خاندان

میری مردہ ہڈیون مین پہونکتا نیچر کی روح — ایک بہی ہیرو نہین پیدا ہوا ایسا یہان

میرے نغمون کا نہین ہے آہ کوئی ہمصفیر — مجہکو کیا گو سینکڑون ہون بلبلِ ہندوستان

کچہہ بہی آتا ہے انہین ہرزہ سرای کے سوا — ہند مین کہنے کو گو ہین سینکڑون اہلِ زبان

ان سے ہونا کیب ہے منہ پر صاف کہدون برملا — جنکے مضمونون مین حسن و عشق کی ہے داستان

ملگیا کیا آگیا جو ہاتہہ مضمونِ کمر — کیا ہوا باندہا دہانِ یار کو جو بے نشان

مین بھی دیکھون توہ اصنام خیالی ہین کدہر	ہے کہ معدوم جنکی اور دہن ہے بی نشان
حشر ہوتا ہے بپا کیونکر بتون کی چال سے	فتنۂ رفتار کی دیکھون تومین بھی شوخیان
جنبش لب سے ہوا زندہ نہ عاشق ایک بھی	سر پٹک کر مر گئے لاکھون مسیحای زمان
کسکو اعجاز مسیحائی کا دعوی ہے بتو	ڈالتا ہے کون دیکھین توم کی مردی مین جان
کسکو بھاتی ہے تری روکھی زبان روکھا کلام	کب تک یہہ ہرزہ سرای اے سرور خستہ جان

مفید و دلچسپ معلومات

مرض فتق کا عجیب و غریب علاج

معزز معصر حبل المتین کا ایرانی نامہ نگار لکھتا ہے کہ شہر قزوین مین ایک شخص بعارضہ فتق عرصہ سے مبتلا تھا اور ہر قسم کا علاج کرکے عاجز آگیا تھا کہ آخر کار اوسنے یہہ سنکر کہ ایک عرب اس مرض کا حکمی علاج کرتا ہے اوس سے رجوع کیا۔ عرب مذکور نے مریض کو دیکھکر وعدہ کیا کہ تین دن مین اوسکو بالکل آرام ہوجائیگا چنانچہ اوسنے ایک باریک سوئی سے مریض کے دونون کانون کی لؤمین چھید کر ایک تار ابریشم سوراخ سے نکال کر گرہ دیدی شافی مطلق کی قدرت کاملہ سی تیسرے روز مریض بالکل اچھا ہوگیا اور مرض کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ نامہ نگار یہہ واقعہ چشم دید بیان کرتا ہے۔ یہہ مسئلہ علماء طب جدیدہ کے غور کے قابل ہے کہ کان کی لو سے فتق کے علاج کو کیا نسبت ہے؟

چاند مین آبادی

ابتک ماہران علم سائینس و ہیئت کا یہہ اعتقاد تھا کہ چاند مین کوئی ذی روح موجود نہیں اسکا جرم بارد ہے وہان کوئی جانور زندہ نہین رہ سکتا۔ مگر ایک یوروپین علامہ نے نہایت تیز

دوربین سے دریافت کیا ہے کہ چاند کی سطح پر سمندر۔ دریا۔ نہرین۔ اور شہر وغیرہ برابر موجود ہین اور سطح زمین کی طرح وہان بہی جانداروں کی آبادی ہے۔

لنکا کی نسبت جدید معلومات

مسٹر دہرم پالا صاحب سکرٹری مہابودہی سبہا اخبار انڈین مرر کو سلکتے ہین کہ ایک علمی رسالہ سیلون کے ایڈیٹر مڈلبر کالی شنکر صاحب کو ایک مسودہ حال ہین حاصل ہوا ہے جس مین پورانی لنکا کا حال لکہا ہے اور راون کی حکومت سے لیکر آخر تک حکمرانون کا ذکر کیا گیا ہے۔ رامائن کے واقعات کا بہی تذکرہ ہے اس بیش بہا مسودہ کی تلاش اور اشاعت سے جدید تعلقات لنکا اور ہندوستان مین پیدا ہونگے اور کیا عجب ہے کہ ہندو لنکا تک سفر صرف سیر ہی کی غرض سے نہین بلکہ واقفیت بڑہانے کے لئے کرین۔

ممالک شمال و مغرب مین معہ اودہ ایک سو اٹہارہ اخبار درج رجسٹر ہین جن مین ۷۵ ہفتہ وار اور چالیس ماہوار اور صرف دو روزانہ ہین۔

روس کا شاہی عصا خالص سونے کا ہے جس مین ۲۶۸ ہیرے۔ ۳۶۰ لعل اور ۱۵۰ زمرد لگے ہین۔

پیرس مین دو ہزار نجومی اور رمال ہین جن کی آمدنی ۶۰ لاکہ روپیہ سالانہ سے کم نہین ہوگی

مدراس مین ایک نجومی نے جنم پترے بنانے اور فن نجوم کو استعمال مین لانے کی اُجرت

کا دعوے تعدادی دو ہزار دو سا ہوکار دنپر دائر کیا تہا عدالت نے ایسے معاہدہ کو باطل اور دعوے کو ناقابل سماعت قرار دیکر خارج کر دیا۔

ایجاد و اختراع ۔ صنعت و حرفت وغیرہ

جرمنی مین مصنوعی سونا تیار ہونے لگا۔ اس کا رنگ آگ پر رکہنے سے بہی نہین جاتا اور سونے کی طرح نرم ہے جس سے نہایت نازک زیور بن سکتے ہین سو تولہ تانبا پگہلا کر جبکہ وہ حرارت کی خاص درجہ پر ہو ۶ تولہ سرمہ ملا دینے سے یہ مصنوعی سونا تیار ہوتا ہے۔

کڑبی کی شکر

ایک دیسی افسر محکمہ جنگلات نے تحریر کیا ہے۔ مین آپ کو بڑی خوشی کے ساتہہ اطلاع دیتا ہون کہ پنڈت سندرلال پاٹک سابق کنسرویٹر محکمہ جنگلات ریاست پٹیالہ نے فی الحال بکئی کی تنے یعنی کڑبی سے جو کوہ ہمالیہ کے اقطاع مین پیدا ہوتی ہے شکر نکالنے کا تجربہ کیا۔ پانچ سیر عرق مین سیر بھر شکر پیدا ہوئی لیکن چونکہ کڑبی اپنی کامل بالیدگی کی حالت کو نہین پہونچی تہی اس وجہ سے امید ہے کہ اگر پختہ کڑبی کا رس نکالا جاے تو اس سے زیادہ مقدار مین اور عمدہ شکر حاصل ہو مین خیال کرتا ہون کہ اس تحقیقات سے بڑا فائدہ ہوگا بکئی میدانی اور پہاڑی اقطاع مین کثرت سے غلہ کے لیے بوئی جاتی ہے اور اگر اس سے شکر بہی پیدا ہو سکی تو پبلک اور گورنمنٹ کو بہی بڑا فائدہ پہونچیگا۔ اور اب ہمکو امید ہے کہ ہندوستان مین غیر ملکون کی جو شکر تاجرون کو گورنمنٹون کی طرف سے انعام دے دیکر بہیجی جاتی ہے اس کو اس بات کا موقع نہ مل سکےگا کہ یہان کی شکر کے مقابلہ مین زیادہ ارزان نرخ سے فروخت ہو سکے۔

امریکہ مین ایک آلہ ایجاد ہوا ہے جسکے ذریعہ سے کپتان جہاز دور تک دھند اور کہرے مین دیکھہ سکیگا
اکثر جہاز کہر کی تاریکی مین چٹانون سے ٹکرا جاتے ہین۔ مگر اب ایسا نہ ہوگا۔

ولایت مین ایک دانشمند نے گونگون اور بہرون کے لئے ایک قسم کے کان بنائے ہین
جن مین بجلی کی طاقت ہے اُسکے ذریعہ سے وہ دوسرون کی بات سن سکین گے۔

پنڈت سری کرشن صاحب اہلکار محکمہ بورڈ آف ریونیو بنگال نے ایک جدید کل ایجاد کی ہے
جسکے ذریعہ سے آفتاب کی حدت خانگی اور تجارتی کاروبار مین کام آسکتی ہے۔

لاہور کے دفتر صاحب اکونٹنٹ جنرل مین انجن کے ذریعہ سے ہوا پیدا کرکے نالیون کے
راستے کمرون مین پہونچائی جائیگی جس سے ضرورت پنکھا قلیون کی نہ رہیگی۔

علمی نوٹس وغیرہ

دنیا مین سب سے قدیم کتاب پیپرس پرس خیال کی جاتی ہے جو ملک فرانس کے قومی کتب خانہ
مین بمقام پیرس موجود ہے۔ یہہ کتاب مصر کے شہر تھیبس مین ایک قبر کے اندر سے
نکلی تھی جس مین ایک قدیم بادشاہ کی نعش مصالحہ بہری ہوئی محفوظ رکھی تھی۔

الہ آباد یونیورسٹی مین امتحانات ڈگری ١٨٨٩ء سے شروع ہوئے۔ گیارہ سال گذشتہ
کی مدت مین ایک سو نوے طلبا نے امتحان ایم اے پاس کیا اور ایک ہزار تین سو اٹھانوے ١٣٩٨
طلبا نے امتحان بی۔ اے پاس کیا اور تین سو چھتیس نے امتحان ایل ایل۔ بی منجملہ اس تعداد
کے اٹھارہ ایم۔ اے۔ اور دو سو بہتر بی اے اور اکتالیس۔ ایل ایل۔ بی مسلمان ہین۔

ہمارے نئے نواب گورنر جنرل بہادر نے مشہور پنڈت کیسری موہن گنگولی کو جو مہابھارت کے مترجم ہین پچاس روپیہ مہینہ کی پنشن عنایت فرمائی پہلے مترجم کی اپیل پر گورنمنٹ بنگال نے سو روپیہ مہینہ منظور کیا تہا۔ مگر لاٹ ایلگن نے منظوری نہین دی تہی۔ اخبارات غلطی سے اس عطیہ کو کوئی تو سو روپیہ ماہوار اور کوئی چہ ہزار روپیہ سالانہ تیلا رہے ہین۔

مسٹر آر۔ پی۔ پرانجپے جنہون نے اعلی درجہ کا امتحان پاس کیا ہے انکو سکرٹری اسٹیٹ ہند نے دوسو پونڈ کا وظیفہ عطا کیا۔ یہہ امر کچہہ تو اسوجہ سے ہوا کہ انہون نے ناموری و نیکنامی سے امتحان پاس کیا اور کچہہ اسوجہ سے ہوا کہ اب ایم۔ اے۔ کا درجہ ناموری و کامیابی سے حاصل کرین۔

مدراس یونیورسٹی نے حال مین چار عورتون کو ایم۔ اے کی ڈگری دی ہے۔

آسٹریلیا کی نوآبادی وکٹوریہ کے مدارس تعلیم مین مذہبی تعلیم داخل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مدراس پریزیڈنسی کالج کا ہونہار طالب علم مسٹر رامنی میمن انگلستان جانے کے قصور مین براوری سے خارج کیا گیا۔ راجہ صاحب کوچین نے جنکی وہ رعایا مین سے ہے حکم دیا کہ مسٹر رامنی میمن اور اوس کی زوجہ کسی مندر مین نجائین اور نہ کسی کوئین یا تالاب کو چہوئین۔ نیز اسکے اور اوس کی بیوی کے رشتہ دار کسی مندر مین نجائین جب تک برہمن لوگ اس معاملہ مین آخری فتوی نہ دین۔

مشہور شاعر روڈیرڈ کپلنگ کو ۵ ہزار پونڈ ملتے تھے کہ آٹھہ سطرون کی عبارت دستخطی خود ایک دو اکی تعریف مین لکھدے مگر شاعر نے انکار کردیا اسی شاعر کو اب لارڈ کا خطاب ملنے والا ہے۔
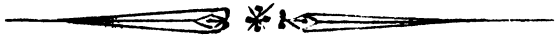
کلکتہ سے ایک روزانہ ہندی و انگریزی اخبار شایع ہونیوالا ہے اسکا سرمایہ چھہ لاکھہ قرار دیا گیا ہی

یادگاری واقعات
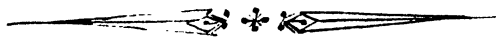
اس مہینہ کے طرب انگیز و مسرت خیز واقعات مین سب سے زیادہ دلچسپ اور جانفزا جشن سالگرہ اعلیحضرت قدر قدرت شاہ دکن خلد اللہ ملکہ تھا جو ۱۳ اگست کو نہ صرف ریاست حیدر آباد مین بلکہ تمام ممالک محروسہ مین نہایت گرمجوشی و دہوم دہام اور تزک و احتشام سے منایا گیا مختلف فرقون کی طرف سے تہنیت نامے پیش ہوئے جنکے موزون اور مناسب جواب اعلیحضرت نے دئے۔

۲۸ اگست کو آگرہ مین راجپوت ہائی اسکول کا افتتاح بصدارت مسٹر ڈبلیو - ایچ - ایل امپی صاحب کمشنر ہوا۔

ہر ہائنس نواب بیگم صاحبہ مرشدآباد نے ایک ہزار روپیہ راج محل کے شفاخانہ کو اور اسیقدر غربا کی امداد کو مرحمت فرمایا۔

امیر صاحب والی افغانستان نے باجازت فارن سکرٹری صاحب گورنمنٹ ہند کلکتہ مین سائینس وعلوم کی کتابون کے ترجمہ کے لئے ایک محکمہ قایم کرنے اور چار انگریز یا رہ ہندوستانی مترجم اور چار مولویون کے مقرر کئے جانے کا اشتہار دیا۔

اجمیر کے متصل ایک سخت ریلوے حادثہ ہوا چار مسافر جان سے مرگئے اور کئی مجروح ہوئے

دریاے ہوگلی مین دو آگبوٹون کے ٹکرلگی سنید مہیا نامی بچگیا - ازرولیوٹ غرق ہوگیا ۱۶
ملاح ۴ فائرمین ۴ لشکری ۶ خدمتگارون کا پتہ نہین - حضور نواب ویسراے بالقابہ نے
اظہار ہمدردی فرمایا -

اس مہینہ مین بارش کی عام شکایت رہی قحط کے آثار نمایان ہین - طاعون کا پونہ مین بڑا
زور رہا شہر قریبًا ویران ہوگیا ہے - اکثر مشہور لوگون نے انتقال کیا جن مین سے پنڈت اوتار کشن
صاحب آغا مالک اخبار نجم الثاقب مرادآباد - نواب یار جنگ محمد اکرام اسدخان صاحب رئیس کاکوری
سابق صوبہ دار گلبرگہ - حاجی ہارون جعفر یوسف سیٹھہ مشہور سخی دل و اولوالعزم رئیس پونہ - دیوان
بوٹا سنگھہ مالک اخبار آفتاب پنجاب لاہور کی اموات قابل ذکر ہین ہم مرحومون کے اعزا و
اقارب کی خدمت مین اظہار تاسف و ہمدردی کرتے ہین - ایڈیٹر

ریویو

امیرانہ و غریبانہ زندگی

یہہ رسالہ پنڈت مانک راؤ وٹھل راؤ صاحب حیدرآبادی نے مشہور یونانی فلاسفر زنوفن کی کتاب
سے ترجمہ کیا ہے ادیب کے پچھلے نمبر مین پیام محبوب پر ریویو کرتے ہوئے ہم یہہ ظاہر کرچکے
ہین کہ "عالیجناب نواب ظفر جنگ شمس الملک بہادر دام اقبالہ حیدرآبادی امرا مین
بڑے علم دوست ہین جنکی عام قدردانی نے اونکی سوسائٹی کو اہل علم و ہنر کا مرکز بنا رکھا ہے"
لائق مترجم رسالہ ہذا اوسی برگزیدہ سوسائٹی کے ایک ممبر اور نواب صاحب موصوف کے خاص
مصاحبین مین سے ہین اور یہہ رسالہ نواب صاحب ممدوح کی قدردانی علم و سرپرستی اہل
کمال کا عمدہ نمونہ ہے مکالمہ کے پیرایہ مین اس امر پر بحث کی گئی ہے کہ سچی خوشی اور حقیقی
راحت امیرون کو حاصل ہوتی ہے یا غریبون کو -

یہہ فرضی مکالمہ جزیرہ سسلیہ کے ایک بادشاہ اور اوس کے درباری شاعر و فلاسفر کے باہم قرار دیا گیا ہے اور اکیس ابواب پر منقسم ہے پہلے پانچ بابون مین اون خوشیون کا ذکر ہے جو انسان کو حواس خمسہ کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہین اور آیندہ ابواب مین سلطنت کے ترددات اور حکومت کے تفکرات جو ہمیشہ بادشاہون کی زندگی کو تلخ کئے رہتے ہین بیان کئے گئے ہین اور ثابت کیا گیا ہے کہ بمقابلہ امرا کے معمولی لوگ بڑے مزے سے اوقات بسر کرتے ہین اور اونکا لطف زندگی امیرونکو خواب مین بھی نصیب نہین ہوتا۔ پچھلے تین باب ۱۹۔۲۰۔۲۱ نصائح سے پر ہین۔ جن پر بادشاہون کو رعایا مین ہردلعزیزی۔ نیک نامی۔ اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے عمل کرنا ضرور ہے۔ یہہ پچاس صفحہ کا بڑا دلچسپ رسالہ ہی جسکی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ چونکہ قیمت کا کوئی اعلان درج نہین ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ شاید مترجم صاحب جو ریاست حیدرآباد دکن کے ایک متمول امراء اہل ہنود سے ہین شایقین علم کو مفت تقسیم فرماتے ہونگے۔ ایڈیٹر

امراو جان ادا

اگرچہ ہم عام ناولون کے اوس طوفان بے تمیزی کے عموماً مخالف ہین جو فی زمانہ برپا ہو رہا ہے لیکن بعض صورتون مین عام قاعدہ کے ثابت کرنے کے لئے مستثنیات لازم ہوتی ہین اور یہہ ناول بھی استثنائی فہرست مین داخل ہے لہذا ہم اوسکا ریویو ذیل مین درج کرتے ہین۔

یہہ ناول جیسا کہ ٹائیٹل پیج پر ظاہر کیا گیا ہے لکھنؤ کی ٹکسالی زبان مین ایک طوائف کی سوانح عمری اوسی کی زبانی ہے جس مین لکھنؤ کے طرز معاشرت کی ہو بہو تصویرین سچے واقعات اور

اصل مقامات کے بعینہٖ نقشے اعلےٰ درجہ کے ستہرے مذاق کے ساتھہ دئے گئے
ہین مصنف کا فرضی نام (nom de plume) مرزا رسوا ہے
ہے لیکن مضامین کی بندش الفاظ کی شستگی خیالات کی نیچرل روانی صاف صاف پکار کر
کہہ رہی ہے کہ یہ کسی بڑے قادر الکلام انگریزی دان کے قلم سے نکلی ہون۔
لائق مصنف اپنی ہیروئن کو عجیب ناز و انداز اور دلفریب طریقہ سے اسٹیج پر لائے ہین پردہ
اوٹھتے ہی ناظرین کو ایک اعلیٰ درجہ کا خوشنما سین لکہنوی مشاعرہ کا نظر آتا ہے جس مین ہر مذاق
کے شعرا موجود ہین شاعرون کا کلام۔ اونکی خوش بیانی ظرافت۔ بذلہ سنجی نوک جھوک طرز
غزل خوانی ہر شعر پر واہ واہ۔ غرضکہ مشاعرہ کے کل ضروری لوازمات کو اس خوبی سے ادا کیا ہی
کہ گویا تصویر کھینچدی ہے۔ اور فی الواقع اس مشاعرہ مین جو غزلین پڑہی گئی ہین اونکے بعض
شعر لاجواب ہین خصوصاً آغا صاحب کی غزل مین تو اکبر آباد کے مشہور شاعر کالیخان سقلی مرحوم
کے کلام کا لطف آتا ہے جن صاحبون کو لکہنؤ کے مشاعرے دیکہنے کا اتفاق نہین ہوا ہے
اونکے لئے یہ سین بڑا دلچسپ ثابت ہوگا اسی مشاعرہ مین بی امراؤ جان تشریف لاتی ہین کیونکہ
وہ بہی شاعرہ ہین اور بعد اختتام حسب فرمائش مرزا رسوا صاحب اپنی سرگذشت یا سوانح عمری
کہہ سناتی ہین جسکا ہر ایک سین برگ ہائے کروٹن[1] کے رنگ کیطرح سرعت کے ساتھہ ہر گہنٹے پر پلٹا
جاتا اور نیا سمان دکہاتا ہے۔
یہ ناول محض قصہ ہی نہین ہے بلکہ بہ نظر غور دیکہا جاوے تو وہ نوجوانون اور خصوصاً شہری امیرزادون
کے لئے ایک گائیڈ یا رہبر ہے جو اونکو شاہراہ زندگی کے غارون گڈہون اور کہائیون سے بچانے مین
بڑی مدد دیگا اور اس فرقہ بنات الشیاطین نے جو دام تزویر ہر شہر کے بازارون اور گلی کوچون مین
بچہا رکہا ہے اوس سے محفوظ رکہیگا۔
مؤلف نے ناول مین جا بجا فی البدیہہ اور برجستہ اشعار بہی لکہے ہین جن سے حسن زبان دوبالا

[1] اس نام کا ایک انگریزی درخت ہے جسکے پتون مین کئی رنگ بدلتا رہتا ہے

ہو گیا ہی اور ایک بڑی ندرت یہ کی ہی کہ ہر مضمون کو شعر سے شروع کیا ہی جس سی آیندہ واقعات کی جہلک دکہائی دیجاتی
ہی الغرض اس دلچسپ و دلفریب ناول کی خوبیان دیکہنے سے تعلق رکہتی ہین جن صاحبون کو اودہ کے
دار السلطنت کی سوسائٹی کے فوٹو دیکہنے وہ فیشنیبل مقامات، کی سیر کرنے اور لکہنو کی زبان کی چٹخارے
اور مزے لینے کا شوق ہو وہ عہ؎ قیمت بہیجکر منشی مہادیو پرشاد صاحب وہار ادرس امین آباد لکہنو سی طلب فرمالین
بعض امور جو ہمکو مصنف صاحب کے غور کے قابل معلوم ہوتے ہین محض دوستانہ طور پر نہ بنظر نکتہ چینی
ظاہر کئے جاتے ہین۔ نواب چہبن صاحب کے ڈوبنے کے متعلق صفحہ پر فن تیراکی کا یہہ نکتہ درج ہی کہ جو شخص
پیرنا جانتا ہے وہ اپنی قصد سے نہین ڈوب سکتا مگر اوسکی خبر بہت (Remo te.) دور جا کر صفحہ ۱۸۲ پر
ناول کے خاتمہ کے قریب نکالی ہے اس سی طبیعت کو ایک غیر معمولی خلجان ہوتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ
امراؤ جان کے مکان پر نواب سلطان صاحب اور اون کا ر بار خان صاحب سی جو تکرار ہوئی اور سلطان صاحب
طنچہ مار کر بلوہ بچ گئے اسکو عقل بمشکل قبول کرتی ہے کیونکہ وہ تو غدر کے بعد ہی کا غیر آمنی زمانہ تہا کوتوال کو
خوب رقمین چیرنیکا موقع تہا۔ ایک انصاف پسند اور متجسس طبیعت چاہتی ہے کہ اسمقدمہ کی تفتیش ہوتی نواب
صاحب کچہری گہسیٹے جاتے کہ ذرا طوائف کے گہر جانیکا مزا ملتا۔ شہر مین شہرت اور لوگون کو عبرت ہوتی تیسری
بات یہ ہی کہ اگر ایک فہرست مضامین دیدیجاتی تو ناظرین جس سبجکٹ کو دوبارہ پڑہنا چاہتے اوسکے نکالنے مین آسانی ہوتی
اگر فاضل مصنف صاحب مناسب جانین تو ان امور کا طبع ثانی کے وقت لحاظ رکہین کہ جسکی نوبت
ناول کی عام مقبولیت اور ہر دلعزیزی کے خیال سے بہت جلد پہونچنے کی امید ہے۔ ایڈیٹر

گلزار ہند
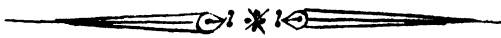
یہہ ہونہار اخبار ہفتہ وار شہر لاہور سے باہتمام شیخ گلزار محمد صاحب حال مین جاری ہوا ہے۔ ترتیب
مضامین کے علاوہ بڑی بات اس پرچہ مین یہہ ہی کہ اوسکی عبارت بہت شُستہ اور صاف
ہوتی ہے کاشتکاری صنعت تجارت و ملازمت ہند کے عنوان سے ایک سلسلہ نہایت

دلچسپ مضمون کا شروع کیا گیا ہے جو ہر نمبر مین بمقدار ایک کالم کے دیا جاتا ہے۔ اگر بجاے ایک
کالم کے اس مضمون کے دو کالم ہفتہ وار کر دئے جائین تو زیادہ مفید ہو۔ شعر و سخن کا بہی ایک
کالم ہوتا ہے۔ غرضکہ من حیث المجموع یہہ اخبار بہت اچہا ہے۔ پنجاب کے اکثر اخبارون نے بہی
اسکی تعریف کی ہے اور اوسکے لئے یہہ کچہہ کم فخر کی بات نہین ہے کہ چودہوین صدی جیسے
معزز اخبار نے اوس کا ایک مضمون بصیغہ منقولات شایع کیا ہے قیمت گو عما سالانہ مع محصول
ڈاک۔ اخبار کی خوبیون کے مقابلہ مین کچہہ بہی نہین ہے۔ مگر بڑا افسوس یہہ ہے کہ یہہ
ہونہار پرچہ ایسے وقت مین جاری ہوا ہے کہ چہار طرف سے قحط نے ملک کو گہیر رکہا ہی
اور رہی سہی پبلک کی ہمت توڑ دی ہے حافظ حقیقی حوادث زمانہ سے اُسکو محفوظ رکہے۔ ایڈیٹر

رفیق ہند کا دوبارہ اجرا

بڑی خوشی کی بات ہے کہ پنجاب کا یہہ مشہور اخبار ماہ اکتوبر سے پہر جاری ہونیوالا ہے۔ رفیق ہند کو فاضل ایڈیٹر
مولوی محرم علی صاحب چشتی کا نام نامی اخباری دنیا مین بڑی عزت اور وقعت کی نظر سے دیکہا
جاتا ہے۔ اور جو خدمات ملکی و قومی آپ سے سابق اشاعت کے زمانہ مین کی ہین
اظہر من الشمس ہین مولوی صاحب نے بڑی ہمت اور اولوالعزمی سے پہر وہی قومی خدمت کا بیڑا اوٹہایا ہی خدا
اونکو اونکے نیک ارادون مین کامیاب کرے۔ ایڈیٹر

اشتہارات

انیس ہند کی جیبی گہڑی

نئی قسم کی نہایت خوش وضع مضبوط ٹہیک وقت بتلانیوالی سستی گہڑی ملک سوئیٹزرلینڈ کے ایک
مشہور کارخانہ سے جو فی الحقیقت گہڑی کیلئے ٹکسال ہی بتاکین کی خواہش پر اب چوتہی بار تیار کرا کر منگوائی ہین
اسکے پرزے مضبوط اور پائدار ہین چال کی درست اور فیس ہی مگر خاک کے ذرے اسمین نہین جاسکتے بہت چہوٹا سا
نہایت خوبصورت موزون سائز ہے ڈائل پر انگریزی مین انیس ہند میرٹہہ لکہا ہوا ہے سیکنڈ کا حلقہ بہی
اس مین موجود ہے اس کا ہر حصہ جداگانہ طور پر آزمایا گیا ہے۔ گارنٹی دو سال قیمت بجاے معہ کم
سے روپیہ کردی گئی ہے محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار (المشتہر) منیجر انیس ہند میرٹہہ

صدای ہند بک ایجنسی لاہور کی چند مفید اور
دلچسپ کتابین

یون تو اس بک ایجنسی کے ذریعہ سے ہر ایک قسم کی فارسی عربی
اُردو انگریزی ہندی - اور ہر ایک مذاق کی کتب بہم پہونچائی جا سکتی
ہین لیکن ذیل مین صرف اُن چند نو تصنیف کتابون کا نام قیمت
بلا محصول ڈاک درج کیا جاتا ہے جو بسبب اپنی مقبولیت کے ہر روز
بکتی چلی جاتی ہین - ایک روپیہ سے کم مالیت کی کتب ویلیو پی ایبل
منگوانی فضول ہین -

یادگار سعدی - سعدی کی سوانح عمری اُس کی صوفیانہ مواعظ
گلستان و بوستان کی چیدہ حکایات کا خلاصہ قیمتی نصائح اور عملی
شاعری کا عطر سلیس اُردو زبان مین دینی اور روحانی جذبات کا دریا
اخلاق اور دانشمندی کا خزانہ جس پر اہل رائے نے اپنے بیش قیمت
ریویو لکھے ہین قیمت و بذریعہ وی پی (عمہ) عہ

شاہنامہ ہند - امیر تیمور سے لیکر بہادر شاہ ظفر تک کے
حالات جو مہاراجہ ابو کرشن رگہو بر جنگ بہادر نے شاہ ظفر کی
حکم سے شاہنامہ فردوسی کی طرز پر فارسی نظم مین تیار کیا - اور ایک
قدیمی کتب خانہ سے لیکر چھاپا گیا ہے ...... عہ

تاریخ دربار لاہور ۱۸۹۴ء - سنہ ۱۹۰۹ء کے وائسریگل
دربار کی مفصل کیفیت وائسرائے اور اون کے فارن سکرٹری
لفٹنٹ گورنر پنجاب و مشہور والیان ریاست کی عکسی تصاویر
(فوٹو بھی صرف للعہ کو ملتے ہین) معلومات کا گنجینہ ۸ر

گلشن سخن - داغ - جلال - امیر - احسان - یاس وغیرہ
ایسے مشہور و منتخب استادون کے کلام کا انتخاب عطر سخن سمجھو
یا ایشیائی شاعری کا مایہ ناز ۶ر

کلید دیوناگری - راجپوتانہ کی بجز ریاستون کی مروجہ زبان و
تحریر کا بے تنخواہ استاد حصول ملازمت و تعلق تجارت کا آلہ
اور نایاب ذریعہ ۴ر

اسبوع شریف حضرت غوث اعظم رح کی تصنیف
اور وظیفہ قبولیت اور خیر و برکت کا گنجینہ ساتھ ہی قرآن شریف
کی حمل دعائین معہ ترجمہ ۴ر

مرقع اسلام - اسلام کی کمائی و زوالی اور موجودہ حالت
کا دلدوز فوٹو ۲ر

راز نہان - حسن عشق - جوش نیرنگ طلسم مسٹری -
غرضکہ دنیا و مافیہا کا نقشہ محاورہ سلاست سلیج و راحت
کی تصویر ۱۲ر

حرمان نصیب - درد - اور قلق کی دلسوز داستان
دوستون اور رشتہ دارون کی دو مٹی کاروائیان عشق محبت
طمع و لالچ کے دوہرے دوہرے سین حسرت تمنا غم کا سچا فوٹو
ڈیٹکٹو ناولون کا روح رواں ۸ر

ناکام - حسین میڈیکل کالج لاہور کے ایک ہونہار طالب العلم
کی تعلیمی اور عشقیہ ناکامیون کو دلچسپ پیرایہ مین ظاہر کیا گیا ہی ۸ر

جنٹلمین - ایک فرسٹ کلاس جنٹلمین کی سرگزشت دیسی اور انگریزی
سوسائٹیون کے حالات انگلش اور ینٹو عشق و محبت کے جذبات
نا اندیشی اور عاقبت بینی کے نتائج اور ظرافت نداق کا خزانہ ۸ر

گردش ایام - مصنوعی محبتین اور چالبازیان رقابت اور حاسدات
ہجر و وصل گندم نمائی جو فروشی بڑے لوگون کی ظاہری و باطنی ہتھکنڈے
معزز خاندانون کی تباہیان زندگی و موت کے پر اثر سین ۵ر

گلاب کور - بیوہ پنے کی مشکلات - برادری رشتہ داری کے
خیالات سوتیا ڈاہ اور سادھون پوجاریون کے حالات - پاک عشق
محبت کے عجیب و غریب نظارے ناکامی اور کامیابی روفی ... ۴ر

بڑھاپے کی شادی - ہنسی کی پڑیا دل بہلاؤ کا نسخہ ۱ر

تمام درخواستین بقیمت نقد یا بجارت ویلیو پی ایبل وین محمد
منیجر صدای ہند بک ایجنسی لاہور کے نام آنی چاہئین

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۹ | بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۹ء | جلد ۱

فہرست مضامین

زیر ایڈیٹری سید اکبر علی اکبرآبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپکر

مقام فیروزآباد ضلع آگرہ سے شایع ہوا۔

(قیمت مع محصولڈاک عام شایقین سے ۲/۶ روپیہ اور امرا و والیان ملک سے عــہ سالانہ)

ادیب کی قدردانی

کسی گذشتہ نمبر مین ہم ذکر کر چکے ہین کہ ادیب کی قدردانی طبقۂ رؤسا و امرائے ہند مین بھی شروع ہوگئی ہے چنانچہ حال مین عالیجناب نواب بہادر آف مرشدآباد نے جن قابل قدر الفاظ مین ادیب کی خریداری منظور فرمائی ہے وہ کمال شکریہ کے ساتھ ذیل مین درج کیے جاتے ہین۔

میر امانت علی صاحب میر منشی ریاست مرشدآباد تحریر فرماتے ہین "آپ کا رسالہ علمی میگزین مسمی ادیب کہ جو ماہ جنوری ۱۸۹۹ء سے شایع ہوتا ہی بملاحظہ حضور عالی متعالی احتشام الملک رئیس الدولہ امیر الامرا سر سید حسن علیخان بہادر مہابت جنگ جی سی۔ آئی۔ ای نواب بہادر آف مرشدآباد دام اقبالہ گذرا چونکہ مضامین رسالہ مذکور از بس دلچسپ و دل آویز ہین لہذا بلحاظ قدردانی منظور نظر کیا اتھو آپ سن ابتدائے جنوری ۱۸۹۹ء لغایتہ ماہ روان جسقدر رسالے مطبوع ہوکر شایع ہو چکے ہون تمام و کمال بسرکار مین بنام نامی و اسم گرامی حضور عالی ارسال کرکے مشکور کیجیے اور آیندہ سے رسالہ مذکور برابر ارسال فرمایا کیجیے زر چندہ بشرح قیمت اعلی بطور پیشگی آپ کی خدمت مین ارسال کرتا ہون بنام نامی حضور عالی حسب ضابطہ مین مندرج فرماکر رسید عنایت کیجیےگا۔"

علاوہ ازین عالیجناب راجہ راج سری راجیشور پرشاد سنگھ بہادر والی ریاست سوریہ چیورہ علاقہ بنگال نے بھی اس ناچیز پرچہ کی خریداری بلا تحریک غیرے منظور فرماکر عزت افزائی فرمائی اور عالیجناب خواجہ محمد عبدالرحیم خان صاحب برادرزادہ عالیجناب نواب خواجہ سر احسن اللہ خان بہادر مشہور فیاض رئیس شہر ڈھاکہ نے بہ کمال قدردانی ایک معقول رقم رسالہ کی توسیع اشاعت کے لیے مرحمت فرمائی جسکا شکریہ تہ دل سے ادا کیا جاتا ہے۔

خداوند تعالے ہمارے ملک کے دوسرے رئیسون اور امیرون کے دلون مین بھی ایسا ہی علمی مذاق اور علمی کامون کی سرپرستی کا شوق پیدا کرے آمین ثم آمین۔

شکریہ معاونین

ادیب کے قدیم مربی جناب سیٹھی شوبھا رام صاحب رئیس جہانگیرپورہ شہر پشاور کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہون نے اس مہینہ مین بھی ایک خریدار جدید بہم پہنچاکر زر چندہ پیشگی سے رسالہ کی اعانت فرمائی۔ صاحب موصوف کا نام

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

جلد ۱	بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۹ع	نمبر ۹

جیالوجی یعنی علم ارض

(از مولوی مرزا مہدی خان کوکب ممبر آف دی جیالوجیکل سوسائٹی لنڈن کمشنر محکمہ مردم شماری ریاست حیدرآباد دکن)
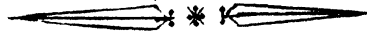
مقدمہ

لفظ جیالوجی مشتق ہے جیو اور لوگاس سے۔ جیو بمعنی ارض اور لوگاس یعنی بیان پس جیالوجی اُس علم کا نام ہے جسکے ذریعہ سے کرۂ ارض کی حالت اور تاریخ کو تحقیق کر سکتے ہین۔ اس کرہ کے ابتدائی وجود سے جو تاریخی ترقی اسمین ہوتی گئی ہے اور انقلابات جغرافیائی سے جو اعمال متعلق پائے گیے ہین وہ سب امور اسی علم کے ذریعے سے حل ہو سکتے ہین۔ وہ انقلابات جنکے ذریعہ سے مختلف اقالیم اور مختلف ممالک اور خطے بنے ہین اور اون نواحی اور خطون کی ہیئت موجودہ اور جن مواد سے وہ مرکب ہین۔ اور پہاڑ اور درے اور اونکی تراش خراش۔ اِن سب امور کی وجوہ و اسباب اسی علم کے ذریعہ سے ہم پر ظاہر اور منکشف ہو سکتے ہین۔

اس علم کو نہایت درجہ کی وسعت حاصل ہے۔ اسمین نہ صرف مواد غیر آلیہ

دان آرگانیک) سے بحث ہوتی ہے بلکہ اس کے وسیلہ سے یہ ظاہر کیا جائیگا کہ زمانۂ حالیہ کے انواع حیوانات ونباتات ایسے حیوانات ونباتات سے مشتق ہین جو زمانۂ قدیم مین صفحۂ زمین پر سکونت رکھتے تھے مگر صورت و شکل مین اونسے مباینت تام رکھتے تھے - اس کرہ اور اوسکے ساکنین مین جو جو ترقیات مختلف زمانون مین واقع ہوئی ہین اونکو جیالوجی کے وسیلہ سے استنباط کرسکتے ہین - ابتدائی ظہور نفس حیوانی ونباتی سے آجتک جن اقسام وانواع کے حیوانات ونباتات اس کرہ پر پیدا ہوئے ہین اور ازمنۂ متوالیہ ماضیہ کے ہر زمانہ مین اونکی کیا حالت رہی ہے یہ سب باتین اسی علم کی وساطت سے دریافت ہوسکتی ہین - اور اگرچہ اونکی باقیات اور آثار قدیمہ ہم تک بطور ناقص پہونچے ہون تاہم ایک بہت بڑا ذخیرہ اسوقت ہمارے پاس موجود ہے جس سے ہم اس کرہ کی تاریخ حیات کو مرتب کرسکتے ہین - حیوانات ونباتات موجودہ کا انتشار جغرافیائی یعنی صفحۂ ارض پر اونکا پھیلنا جیالوجی شہادتون سے قریب الفہم ہوسکتا ہے اور نمود انسان کی تاریخ بھی انہی ذرایع سے متحقق ہوسکتی ہے -

ایسے وسیع علم کے ثبوت کے لئے اقسام کی شہادتین درکار ہین اور اس لیے ایسے ماخذون سے کمک لینی پڑتی ہے جو بادی النظر مین بے ربط اور غیر متعلق نظر آتے ہین مگر یہ بات مسلم ہے کہ دراصل دوسرے علوم کو اس علم کے ساتھ ایک خاص ارتباط ہے - اس کرہ کی ابتدائی حالات کی تحقیقات کے لیے ہیئت دانون سے استفادہ لازمی امر ہے - اور بعض اوقات حکماے طبعی سے مواد و قوا کے متعلق مدد لینی ضرور - علماے علم کمسٹری کے تجربیات بھی اس علم کے مشاہدات وتدقیقات مین بہت ہی بکار آمد ہوتے ہین اور علم حیوانات ونباتات کا جاننا بھی ایک اہم امر ہے کیونکہ صفحۂ ارض مواد جمادی ونباتی وحیوانی کا مجموعہ ہے -

ہرچند علم جیالوجی مین بے تکلف ہر صیغہ اور ہر علم سے کمک لیگئی ہے لیکن اس علم کا خاصہ کرۂ ارض کا حجری ڈھانچا ہے - جیالوجی کی تاریخ چند چیزون پر مبنی ہے - اول وہ مواد جو اس ڈھانچے

کی ترکیب مین شامل ہین - دوم اون مواد کی ترتیب و ترکیب - سوم وہ اعمال جو اس کرہ کی ساخت و تعمیر مین عمل کئے ہین اور جو تغیرات کہ ان اعمال سے بالانفراد واقع ہوئے ہین - چہارم وہ انقلابات عظیم جو کرۂ ارض پر واقع ہوئے ہین جنکا پتا ان مواد سے چلتا ہے - پس جیالوجسٹ کا کام یہ ہوگا کہ ان مواد متفرقہ کو اسطرح پر مرتب اور منتظم کرے کہ کرۂ ارض کی تدریجی ترقی اوس سے ظاہر ہو - اثنای تحقیق مین اوس پر یہ بات ظاہر ہو جائیگی کہ نیچے کے طبقات بلحاظ زمان مدت اون طبقات سے زیادہ تر قدیم ہین جو اون سے اوپر کی سطح مین واقع ہین - بعض مواقع مین زمین کا ایک طبقہ کسی قدیم سمندر کی تہ پر پایا جائیگا جسکا وجود صرف علامات سے مستنبط ہو سکتا ہے - اور پھر اسی طبقہ پر یہ بات ظاہر ہوگی کہ کسی مابعد ہی زمانہ مین اسپر کوئی دریاچہ تہا جسکی تہ کے مواد رسوبی سے اوس دریاچہ کے وجود کا ثبوت مل سکتا ہے - اور پھر اسی سطح پر اس سے جدید تر زمانہ مین کسی دریائے شور کا وجود متحقق ہوگا جہان گھونگھون اور دریائی جانورون کے آثار موجود ہین ان طبقات مین جو بمنزلہ طبقات تاریخی کے ہین براکین یعنی کوہ ہائے آتش فشان (جوالامکھی) کے آثار و علامات نظر آئینگے جو کسی زمانہ مین موجود تھے اور جنکا وجود مواد مذاب یعنی پگھلے ہوئے مادہ اور براکینی خاکستر سے مستنبط ہوگا - بعض اوقات ان طبقات کی سطح پر چہوٹے چہوٹے گڑھے نظر آئینگے جو بارش کے قطرات کی وجہ سے پیدا ہوئے ہین اور مٹی مین ایسی شگاف اور درارین دکہلائی دینگی جو بہیگی ہوئی مٹی مین تابش آفتاب سے تڑکنے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہون - بالجملہ یہ آثار و علامات صفحۂ زمین پر اس طرح پر نقش ہین کہ اونسے اوس زمانہ کے حالات جغرافیائی کا حال بخوبی منکشف ہو سکتا ہے گو اون حالات کو زمانہ موجودہ کی حالات جغرافیائی سے کوئی نسبت نہو -

پس ظاہر ہے کہ جیالوجسٹ اپنی تحقیقات کو زیادہ تر ایسے آثار پر مبنی کرتا ہے جو ازمنہ قدیمہ کے حیوانات و نباتات سے باقی اور زمین کے طبقات مین مدفون ہین اور انہی ذرایع سے

تغیرات جیالوجی کو جو بلحاظ توالی زمان واقع ہوئے ہین - دریافت اور تحقیق کرتا ہے - اثنای تحقیقات
مین اوسپر یہ امر مکشوف ہوگا کہ ان آثار و باقیات آلیہ (آرگانیک) سے خاص خاص واقعات
ماضیہ کا پتا ملتا ہے - اور انسے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ ان طبقات کے سلسلون کی ہر ایک قسم
کسی زمانہ مین ایک خاص قسم کے حیات کی مسکن و ماوا رہی ہے اور اسی وسیلہ سے مختلف
ملکون کے مماثل طبقات مین مناسبت باہمی اور مشابہت کو دریافت کریگا جو اون طبقات کے
ہمزمانی یا اونکے حالات کی یکسانی کی دلیل ہین اور بلحاظ اون حالات کے اون طبقات کو ایک
دوسریکے ساتھہ تطبیق دیگا - کبھی ریتلی زمین کے طبقات مین بڑے بڑے جانورونکی ہڈیان
اوسکو نظر آئینگی اور کبھی کبھی سمندر کی تہ پر جو اسوقت بالکل خشک ہے فورینیفرونگے گہراوے دکھلائی
دینگے - کبھی کسی چونے کے طبقہ مین مرجان اور چہوٹے کرینوئیڈ اوسکے نظر سے گذرینگے
جو وہین اپنی زندگی بسر کرکے بعد مرنیکے وہین اپنے ڈہانچے چھوڑ گئے ہین - اور کہین پرانے
درختونکی جڑون اور پیڑون کو زمین کے کسی طبقہ مین مدفون پائیگا جو معدنی کوئلے کیطرح متحجر ہوگئے
ہین - کہین اشجار کے گوندمین مکھیون اور مچھرون اور دوسرے حشرات الارض کو جکڑے ہوئے
پائیگا - جہان وہ اشجار زمانہ قدیم مین نشو و نما پاتے تھے - اور کہین پرندون اور چرندون کے
پیرون کے نشان کو مٹی کی سطح پر دیکھیگا جو اس زمانہ مین موجود تھے - بہرحال اسی قسم کی شہادتون
سے جیالوجسٹ کو اپنی تحقیقات مین کمک ملتی رہیگی - اور انہی ذرایع سے اوسپر ظاہر ہوگا کہ ازمنۂ
سلف کے ہر زمانہ مین اس کرہ کی سطح کن انواع و اقسام حیوانات و نباتات کی مسکن و ماوا رہی ہے
اور نیز یہ کہ وہ سطوح کن تغیرات سے متاثر ہوئے ہین -

یہ امر ظاہر ہے کہ ایسے علم کی تحقیق مین جسکی بنا ایسے مختلف الاقسام مواد پر مبنی ہے لازم ہے
کہ علوم طبیعی کے سب شعبون سے پوری پوری واقفیت ہو اور جسقدر ہماری معلومات علوم طبیعی کے
متعلق زیادہ ہون اوسیقدر سہولت کے ساتھہ صحیح نتایج کا استخراج بہی ممکن ہوگا - بالخصوص ہمکو

لازم ہے کہ اون تغیرات سے پوری طرح پر واقف ہون جو فی زمانناصفحۂ زمین پر واقع ہوتے
ہین اور روز بروز سطح زمین کی ہیئت وصورت کو بدلتے جاتے ہین - علاوہ اسکے حیوانات و
نباتات موجودہ کا علم بہی ضروری ہے کیونکہ ممکن ہے کہ انکے آثار پہاڑون کے شگافون مین
یا دریاچہ اور سمندر کی تہ پر یا کسی دریا یا ندی کی گذرگاہ مین مدفون پائے جائین اور اگر ہم ان حیوانات
کی وضع زندگی اور خلقت سے واقف ہون تو نہایت آسانی کے ساتہہ زمانہ سلف کے حیوانات
کی وضع زندگی کی حقیقت بہی دریافت کرسکین گے -

ایک عام مقولہ ہے کہ حالات موجودہ زمانہ سابق کے حالات کی کنجی ہے اور یہ قول
علی العموم قرین صحت ہے کیونکہ اس زمانہ کے حالات وتغیرات کا جاننا بیشک حالات سلف
کی دریافت مین بہت مدد دیتا ہے لیکن اس علم حالات موجودہ کو بڑی احتیاط سے کام
مین لانا چاہیے تاکہ اوس مغالطہ مین نہ پڑین کہ جو تغیرات سابق مین واقع ہوئے ہین اسی وضع
وطریقہ پر واقع ہوئے ہونگے - اگرچہ نوعیت ان تغیرات کی وہی ہے مگر اونکی کمیت وضعف
وشدت مین بڑا فرق ہے اور جہان تک کہ مشاہدہ سے محقق ہوا ہے وہ یہ ہے کہ سابق
مین جو تغیرات نہایت شدت سے واقع ہوتے تھے وہ اب نہایت دہیمے او ضعف کے
ساتہہ وقوع پذیر ہوتے ہین -

اگر ہم کرۂ ارض کے قشر کو جہان تک کہ ہمارا دسترس ہے ملاحظہ کرین تو دیکہین گے کہ اوسکا
تاریخی سلسلہ منظّم ومسلسل اور کامل نہین ہے - غرض یہ ہے کہ اسطرح کے متفرق وپراگندہ
مواد سے علم ارض کی مسلسل ومنظم تاریخ کی تدوین وترتیب ممکن نہین کیونکہ اون مواد کو جن پر
اس تاریخ کی بنا قایم ہوسکے زمانہ کے مرور اور انقلابات کے ظہور نے سطح ارض پر سے
معدوم ومفقود کردیا ہے -

ہم اس مضمون کو ابواب ذیل پر منقسم کرتے ہین اور ہر باب مین متعدد فصول ہونگی -

باب اول۔ اعمال جیا لوجی جو فی زمانتا جاری ہین۔

باب دوم۔ بعض حقائق جو اس کرہ کے قشر مین مشاہدہ ہوتے ہین۔

باب سوم۔ قشر ارض کے بناکی تاریخ جو بعض حقائق و واقعات سے منتج ہے جو اوس پر مشاہدہ ہوئے ہین اور جنکی تعبیر و تاویل اعمال جاریہ سے کیگئی ہے۔

(باقی آیندہ)

مادہ کی حقیقت

(منور خان۔ سیکنڈ ماسٹر ٹمن مڈل اسکول کا سگنج کا مضمون)

نیچرل سائنس نے انسانی خیالات مین ایک عجیب تبدیلی پیدا کردی ہے۔ بلندی و پستی کا موازنہ کر کے انسان کو نڈر اور آزاد بنا دیا ہے۔ وہ زمانہ نہین رہا جب کسی ایک شخص کی دلفریب بات لاکھون دلون کو مسخر کرلیتی تھی بلکہ اب روشنی اور تحقیقات کا زمانہ ہی جسمین کھلم کھلا مخالفت اختلافات۔ اعتراضات۔ اور بحث کی مدد سے نفس مطلب کو معلوم کر سکتے ہین۔ اب "ہان اور نہین" کا زمانہ نہین رہا بلکہ حقیقت تک پہونچنے کے لیے قوی اور سچے طائل صابرانہ تحقیقات اور علم کی ضرورت ہے۔ گو نیچرل سائنس کا وجود پہلے ہی تہا اور اوسکے جاننے والون مین اختلاف رائے بہی تہا مگر اب حالت ہی اور ہے۔ اگر ہم اختلافات پر بحث اور رائے زنی کرین اور گذشتہ اور موجودہ خیالات کا موازنہ کر کے کوئی سین دکھلانا چاہین تو اپنے مشتاق ناظرین کو ایک فرحت بخش باغ سے اوٹھا کر وحشت انگیز ویرانہ مین لیجائین گے۔ ہمارا مقصد خاصکر عوام کو فائدہ پہونچانے اور اردو زبان کے علمی خزانہ کو ترقی دیکر اوسکو مایۂ فخر بنانے کا ہے اس لیئے مادہ کی نسبت چند باتین پیش کرنا چاہتے ہین۔

ہماری بیچاری اردو زبان علوم و فنون سے بے بہرہ ہے اس لیے اوسمین اس قسم کی

اصطلاحات بالکل نہین ہین گو اب بہت سے ملکی اور قومی خیر خواہ مختلف علوم و فنون کے
مسائل و اصول کو ترجمہ اور جدید تصانیف کے ذریعے سے اوسمین منتقل کرنیکی کوشش کر رہے ہین
امید کہ جون جون اوسمین ترقی ہوگی اصطلاحیں بھی مقرر ہو جائینگی پس ہمنے بھی اس مضمون
مین چند اصطلاحون سے جو ہم پہونچ سکین کام لیا ہے اور کچھہ اپنی طبیعت سے گھڑلی ہین -

مادہ کی تعریف اور تقسیم

قبل اسکے کہ ہم کچھہ لکھین ہم کو مادہ کی حد قایم کرنا چاہیئے۔ مادہ وہ ہے جو ”قابل تقسیم
قابل احساس - غیر فانی - غیر موثر - جسیم - متشکل - حرکت پذیر - حرکت اور حرارت رکھنے
والا ہو - جسمین قوت جسامت - تناسب - مساحت - خواص اور کشش ہون“
جن اجزا سے آفرینش مرکب ہے وہ حالانکہ غیر فانی ہین مگر اونکے باریک ٹکڑے ہوسکتے ہین
جو سالمات کہلائے جاتے ہین یہ اجزا جنکو عناصر بھی کہہ سکتے ہین - ٹوٹ سکتے - تقسیم ہوسکتے
اور دوسری شکل مین تبدیل ہو سکتے ہین - بعض منتشر ہو سکتے ہین - جیسے خوشبودار چیزین - بعض
گھل سکتے یا حل - سکتے ہین جیسے گوند - بعض آمیز ہو سکتے ہین جیسے دہات اور بعض تلف یا
خاک ہو سکتے ہین جیسے کاغذ اور اونکے ذرے اسقدر باریک ہو سکتے ہین کہ نہ آنکھ سے نظر
آسکتی ہین نہ بہترین قوت لامسے سے محسوس ہو سکتے ہین - مگر تاہم یہ ذرے پہلے کیطرح موجود رہتے
ہین اور تقسیم ہو سکتے ہین - ایک پتھر کا ٹکڑا لو اور اوسکے ٹکڑے اور ٹکڑون کا آٹا کر ڈالو مگر پھر
بھی ہر ذرہ تقسیم ہو سکتا ہے - مشک کا ایک دانہ بیس برس تک کمرے کو معطر رکھہ سکتا ہی
مگر اوسکا ظاہرا یا قابل احساس وزن کم نہوگا حالانکہ خوشبو اون باریک ذرون سے آتی ہے
جو مشک سے نکل کر کمرے مین پھیل جاتے ہین - شکر کی ڈلی جس سے چاہ کا پیالہ میٹھا ہو جاتا ہی
تقسیم ہوتے ہوتے کل پیالہ مین منتشر ہو جاتی ہے - ایک گرین سرخ رنگ سے ایک گیلن پانی

رنگین ہوجاتا ہے یہان تک کہ رنگ کے سالمات پانی کے ہر ذرے مین نظر آتے ہین
پلاٹینم اور چاندی کے تار انسان کے بال کیطرح باریک کہینچ سکتے ہین۔ سونے کے پتر اتنے
باریک بن سکتے ہین کہ ایک گرین پر ایک انچہ کی موٹائی کی برابر ۲۸۲۰۰۰ پتر رکہدئے جائین
مگر ایسے مکمل اور نفیس کہ اگر ایک پتر کسی چیز پر رکہدیا جائے تو بالکل اصلی سونا معلوم ہونے لگے۔
مادہ ایسے سالمات مین تقسیم ہوسکتا ہے جو عقل وفہم سے بعید ہین اور یہ خاصۂ تقسیم کہلاتا ہے
جسس مادہ مین اوپری اور نیچے کی سطح ہو تو مادہ کی تقسیم غیر محدود کہلائی جاتی ہے۔

مادہ غیر فانی اور غیر موثر

اگرچہ پتہر کا آٹا کرلیا جائے۔ لکڑی جل جائے۔ سیسہ پگہل جائے۔ پانی اوبالا جائے تاہم
اجزا کم نہین ہوتے ہین صرف اونکی شکل یا علت صوری بدل جاتی ہے مگر فنا نہین ہوتی۔
بات یہ ہوتی ہے کہ پتہر کی خاک باقی رہجاتی ہے۔ لکڑی کی خاک اور دہوان رہجاتا ہے۔ سیسہ
رقیق یعنی سیال ہوجاتا ہے۔ پانی بخار یا بہاپ ہوجاتا ہے۔ جہان کی تمام چیزین کہل جاتی۔
مل جاتی۔ پگہل جاتی یا اونکی شکلین بدل جاتی ہین۔ لیکن انسان کا علم اور اوسکی طاقت مادی آفرینش
کے ایک ذرہ کو بہی نیست ونابود یا فنا نہین کرسکتی۔ یہ مسئلہ بہی آجکل مسلم ہے کہ مادہ فنا نہین
ہوسکتا۔ جو تغیرات نظر آتے ہین وہ صرف یہی ہین کہ اونکی شکلین بدل جاتی ہین مثلاً پاؤ بہر
تیل کو جلاؤ تو جلتے جلتے ختم ہوجائے گا مگر فنا نہین ہوگا۔ تیل کے اجزا ہوا کے اکسیجن
کے ساتھ ملکر کچہہ تو اکسائیڈ اور کچہہ پانی مین مل جاتے ہین۔ اور اگر کیمیاوی ترکیب سے اونکو پہر
جمع کیا جائے تو تیل کی مقدار اون مین سے جدا ہوکر پوری ہوجائے گی۔ ہر چیز صرف ظاہری
طور پر فنا ہوجاتی ہے یعنی ایک شکل سے دوسری شکل اختیار کرلیتی ہے اور اسطرح مادتی

چیزین جو کبھی موجود اور کبھی معدوم نظر آتی ہین اصل مین ایک وجودی حالت سے دوسری وجودی حالت مین آجاتی ہین ورنہ نہ کوئی چیز عدم سے وجود مین آتی ہے اور نہ وجود سے عدم مین جاتی ہے۔ مادہ کا یہ خواص یا خاصہ غیر فانی کہلاتا ہے۔

مادہ جگہہ کو گہیرتا ہے۔ کوئی دو چیزین ایک ہی جگہہ نہین گہیر سکتی ہین۔ ہم ایک پتھر دوسرے مین یا دوسرا اسمین ہو کر نہین نکال سکتے۔ ہم ایک سالمہ کی جگہہ کو دو سالمات سے نہین گہیر سکتے یہ ممکن نہین کہ مادہ کا ایک حصہ اوس جگہہ مین ہو کر نکل جائے جو دوسرے حصّہ سے گہری ہوئی ہے۔ ایک گلاس جو خالی معلوم ہوتا ہے ہوا سے بہرا ہوا ہے۔ اگر اوسمین پانی بہرا جائے تو پانی ہوا کو علیحدہ کر دیتا یا نکال دیتا ہے۔ اگر ہم اوس پانی مین ایک پتھر کا ٹکڑا ڈالدین تو پتھر کی جسامت کے موافق پانی گلاس سے نکل جائے گا۔

اگر لکڑی کے کسی تختہ مین ایک کیل ٹہوکی جائے تو کہا جاتا ہے کہ کیل لکڑی مین گہس گئی۔ مگر کیل تختہ کے کچھہ اجزا کو علیحدہ کر دیتی یا ہٹا دیتی ہے یعنی کچھہ اجزا کو دوسری طرف جمع کر کے سخت جسم یعنی جامد شے کیواسطے جگہہ کر دیتی ہے۔

بعض وقت مادہ کے ذرات بہت پاس پاس اکٹھے ہو جاتے ہین۔ جب جست اور تانبا علیحدہ یا منتشر کئے جائین زیادہ جگہہ گہیرتے ہین بہ نسبت اسکے کہ جب یکجا ملا کر اونکو پیتل بنایا جائے جب شکر گہل جاتی ہے تو اوسکے قد یا جسامت مین کوئی ظاہرا زیادتی نہین ہوتی کیونکہ اوسکے اجزا سیال شے کے اجزا مین ساکن ہو جاتے ہین اور اسطرح کم جگہہ گہرتی ہے بہ نسبت اسکے کہ جب علیحدہ کی یا نکالی جائے۔ مادہ کا یہ خاصہ غیر موثر کہلاتا ہے جسکے یہ معنی ہین کہ ایک شے وہی جگہہ نہین گہیر سکتی جسکو دوسری گہیرے ہوئے ہے۔ یعنی دو چیزین ایک ہی جگہہ نہین گہیر سکتی ہین۔

مادّہ کی کشش

کشش کے معنی ایک دوسرے کو آپسمین کہینچنے کے ہین۔ نیچے کی ہر شے دوسری شے کو اپنی طرف کہینچتی ہے۔ اسی قانون یا قاعدہ کے موافق درختوں پر پتے بنتے ہین۔ سمندر مین پانی بہتا ہے۔ ذی روح مخلوق دنیا مین رہتے ہین اور خود زمین قایم ہے۔ جب سالمات ایک دوسرے سے اسطرح مل جاتے ہین کہ ایک ذات ہوجائین تو یہ کشش کشش اتصال کہلاتی ہے۔ اسی کشش سے بہت سی مفرد اور مرکب چیزین ٹھوس حالت مین پائی جاتی ہین۔ اگر تم کسی مفرد یا مرکب جیسے کہ کسی جاندی ٹکڑے کو توڑنا چاہو تو جسقدر قوت کشش اتصال کی اوس ٹکڑے مین موجود ہے اوسیقدر تم کو بہی اوسکے توڑنے مین صرف کرنا پڑے گی کیونکہ جبتک سالمات ایک دوسرے سے قریب نہ ہونگے کشش اتصال اپنا اثر نہین کرتی۔ اگر تم کسی ایسے ٹکڑے کو توڑ ڈالو تو کہا جائے گا کہ تمہاری طاقت اوسپر غالب آگئی۔ اگر تم لوہے کے ایک ٹکڑے کو لیکر باریک پیس ڈالو تو تمام سالمات مین ایک دوسرے سے جدا ہونگی وجہہ سے کشش اتصال باقی نہین رہے گی اور وہ ایک دوسرے کو اپنی طرف نہین کہینچ سکینگے لیکن اگر تم اوس برادہ کو کسی برتن مین رکہہ کر آگ پر پگہلاؤ تو وہ پانی کی شکل ہوکر ہوا سے سرد ہوجائیگا اور اوسکے سالمات اسقدر قریب ہوجائینگے کہ کشش اتصال اون مین اپنا اثر کرے گی یعنی یہ کشش اون مین عود کرآئے یا پیدا ہوجائے گی اور کل سالمات مل کر لوہے کا ایک ٹھوس ٹکڑا ہوجائینگے۔

وہ کشش جس سے تمام مادّی چیزیں ایک دوسرے کی طرف کہینچتی ہین کشش ثقل کہلاتی ہے۔ لوہے کے دو گولے ایک دوسرے کے نزدیک لٹکا دئے جائین تو وہ بہت

سنفیک باہمی کشش سے پہونچ جائین گے - اِس کشش کا موجد انگلستان کا نامور حکیم سر آیزک[۱]
نیوٹن تہا - اوسنے اِس مسئلہ سے علم ہیئت کے عجیب عجیب کلئے ایجاد کئے - اسی کشش سے
زمین سورج کے گرد - چاند زمین کے گرد - اور ستارے چاند کے گرد گھومتے ہین - اور اپنے اپنے
مدارمین قایم ہین - اور ہزارون برس گذرنے پر بھی ایک ستارہ دوسرے ستارے سے نہین ٹکراتا
اسی کشش سے پہل زمین پر گرتا ہے اور گیند یا پتہر اگر اوپر کو پہنکا جائے تو وہ زمین پر آ
گرتا ہے -

کشش دافعیہ یہ وہ کشش ہے جس سے رقیق اجسام تنگ نلیون مین ہوکر اپنے مقام
سے اوپر چڑہتے یا نیچے اوترتے ہین - بہت سے مساماتی اشیا مین یہ کشش پائی جاتی ہے
مثلاً شکر کا ڈلا - اسپنج کا ٹکڑا - لیمپ کی بتی -

کشش کیمیاوی - یہ وہ کشش ہے جس سے مختلف اشیا کے سالمات ملکر ایک
جسم بنجاتے ہین - اگر سنگ مرمر کا ایک ٹکڑا گندہک کے تیزاب مین ڈالا جائے تو دونون کے
سالمات جلد باہم مل جائین گے - لیکن مرکب ان دونون سے مختلف ہوگا - لیکن چاندی یا
سیسہ کو تیزاب مین ڈالنے سے یہ بات پیدا نہوگی کیونکہ اونکی سالمات مین نسبت نہین ہے
اس کشش کو نسبت بھی کہتے ہین - اِس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ بعض عنصرون کے سالمات
بعض دیگر عنصرون کے سالمات کے ساتھ جلد مل جاتے ہین - مگر بعض کے ساتھ مشکل سے
ملتے ہین - اور بعض کیساتھ تو بالکل نہین ملتے -

کشش مقناطیسی یا کشش جاذبہ - اِس کشش سے جہازران بہت فایدہ اوٹھاتے
ہین - اونکے پاس قطب نما ہوتا ہے جسمین ایک مقناطیسی سوئی لگی ہوتی ہے یہ سوئی قطبین

[۱] نوٹ - نیوٹن صاحب انگلستان کا بڑا نامور حکیم گذرا ہے - اوس نے کشش ثقل - کشش اتصال - اور نیز
یہ کہ سورج کی ہر کرن مین سات رنگ ہین معلوم کئے ۱۶۴۲ء مین پیدا ہوا اور ۱۷۲۷ء مین انتقال کیا -

کو بتلاتا ہے کچا لوہا جسکو مقناطیس کہتے ہین ایک ڈورے سے لٹکا رہتا ہے اور اوسکا ایک سرا شمال کی طرف پہرا رہتا ہے - جب اوسکی پاس لوہا یا فولاد لایا جائے تو اون مین ایک باہمی کشش پیدا ہوتی ہے - اور اسطرح جہازرانون کے قطب نما کی سوئی بنجاتی ہے اور لوہے مین قطبین کے بتلانے کی خاصیت آجاتی ہے -

کشش کہربائی - سیسہ کا ٹکڑا - مہر لگانے کا موم یا عنبر سوکہے ہاتہ سے کپڑے کے کسی ٹکڑے پر ملا یا رگڑا جائے تو وہ ہلکے اجسام مثلاً گہاس - بال اور کاغذ وغیرہ کو کہینچے گا - ایسی کو کشش کہربائی کہتے ہین -

مادہ کے خاص خواص

جب کشش اتصال سے کسی عنصر کے سالمات آپس مین ملتے ہین تو اونکے درمیان ضرور تہوڑا بہت فاصلہ رہتا ہے - ان فاصلون کا نام مسام ہے - بعض عنصرونکے مسام بڑے اور بعض کے چہوٹے ہوتے ہین - اور مسامات کے چہوٹے اور بڑے ہونیکی وجہہ سے عنصر جامد - سیال اور گیس کے نام سے پکارے جاتے ہین - سب مین جامد وہ اجسام ہین جنمین مسامات کم ہین اس لیے دہات لکڑی سے زیادہ جامد ہے اور شیشم کی ایک مکعب انچہ لکڑی کاگ یا گولر کی ایک مکعب انچہ لکڑی سے زیادہ جامد ہے - اس خاصہ کو انجماد کہتے ہین -

انجماد کی مخالفت ایک خاصیت یا خاصہ ہے جسکو جہراپن کہنا چاہیئے - یہ صفت ہوا - پانی - ایتھر (ہوا خالص) مین پائی جاتی ہے مگر سیسہ اور پلاٹینم جامد عنصر ہین -

اجسام کے جامد ہونے کی وہ صفات ہین جو سالمات کی قربت پر منحصر ہین - اور ایک جسم کو دوسرے جسم سے چہیلنے یا رگڑنے سے معلوم ہوسکتی ہین - کانچ یا سیسہ پلاٹینم یا سونے سے زیادہ ٹہوس ہین مگر آخر الذکر دہاتین سیسے سے زیادہ جامد ہین -

لچک۔ یہ اجسام کی وہ صفت ہے جس سے جہکائے جانے کے بعد وہ اپنی اصلی حالت اور شکل پر آجاتے ہین جیسے کہ ربڑ کی گیند کسی سخت چیز پر مار نے سے۔ برخلاف اسکے پوتین اور مٹی مین لچک نہین کیونکہ وہ ٹہوس ہین اور اگر اونکو کسی سخت چیز پر پہینک کر مارا جائیگا تو وہ چپٹی ہو جاتی ہین اچہلتی نہین۔

زیادہ ٹہوس اجسام زیادہ آسانی سے ٹوٹ سکتے ہین۔ بہت سی دہاتین ایسی ہین کہ اگر اونکو گرم کرنے کے بعد یکایک ٹہنڈا کیا جائے تو ٹوٹ جاتی ہین مثلاً کانچ۔ لیکن اگر اوسکے باریک دہاگے بنائے جائین تو اوسمین لچک آجاتی ہے۔

نرمی یا کوفت پذیری۔ یہ خاصہ بہت سی دہاتون کا ہے۔ جو پٹ سکتی۔ بیلن سے گول ہو سکتی یا دباؤ سے بڑہ سکتی ہین۔ ایسی نرم دہاتین سونا۔ چاندی۔ لوہا۔ تانبا۔ پلاٹینم وغیرہ ہین۔

بڑہاؤ یا دم۔ یہ اجسام اور خصوصاً دہاتون کا وہ خاصہ ہے جس سے وہ باریک تار کی شکل مین بڑہ سکتے ہین۔ لیکن تمام دمدار دہاتین یکسان نہین بڑھ سکتی ہین۔ یہ خاصہ یا صفت سب مین زیادہ پلاٹینم مین ہے۔ مگر سونے مین اس سے بہی زیادہ ہے۔

سخت گیری۔ یہ وہ خاصہ ہے جو بعض اوقات لچک سے ظاہر ہوتا ہے۔ ٹہوس اجسام آسانی سے لچک کر الگ نہین ہو سکتے۔ لوہا اور فولاد سب سے زیادہ سخت گیر دہاتین ہین۔

حرکت

جگہ بدلنے کو حرکت کہتے ہین۔ اس سے سورج طلوع و غروب ہوتا ہے۔ موسمون مین تبدیلی ہوتی ہے۔ مینہ پڑتا ہے۔ برف گرتی ہے۔ اس سے درخت بڑہتے ہین کیونکہ حرکت عرق کو درخت کے ہر شاخ پہل۔ پہول اور پتون مین لیجا کر گردش دیتی ہے۔ حرکت بغیر

کوئی ذی روح زندہ نہین رہ سکتا کیونکہ خون گردش کرتا ہے۔ دل ڈہرکتا ہے اور جسم کے دیگر اعضا حرکت سے اپنے اپنے کام انجام دیتے ہین۔ ہر دفعہ سانس لینے مین قریباً سو پٹھے حرکت کرتے ہین۔ حرکت بغیر تمام مادی آفرینش بالکل بیجان شے ہے۔

طاقت۔ وہ زور جس سے اجسام حرکت کرتے ہین۔ طاقت کہلاتی ہے۔ پانی اور بخار کی طاقت سے کلون کو حرکت ہوتی ہے۔ ایک شخص جو دس میل فی گہنٹہ کی رفتار والے جہاز مین سوار ہے وہ جہاز کے لحاظ سے ساکن ہے مگر زمین کے لحاظ سے حرکت مین ہے۔

رفتار۔ رفتار حرکت کی وہ چال ہے جس سے اجسام حرکت کرتے ہین۔ اگر ایک گیند اوپر کو اوچہالی جائے تو کشش اتصال سے زمین پر واپس آگرتی ہے۔ اور جون جون گرنے کو ہوتی ہی سستی کے ساتہ حرکت کرتی ہے۔

یکسان یا معین حالت۔ یہ مادہ کا وہ خاصہ ہے جس سے وہ اپنی حالت نہین بدل سکتا خواہ حرکت یا سکون کی ہو۔ اجسام کی حرکت رگڑ۔ روک یا کشش سے بند یا موقوف ہوسکتی ہے اگر ایک گیند ایک ہی طاقت سے برف اور کنکریلے راستہ پر پہنکی جائے تو برف پر دور تک چلی جائے گی بہ نسبت اسکے کہ کنکریلے راستہ پر کیونکہ ہموار سطح مین کم رگڑ لگتی ہے۔ ہوا کے مقابلہ سے بہی حرکت موقوف ہوسکتی ہے۔ اور زمین کی کشش تو آخرکار اسکو روک دیگی۔

حرکت کی نسبت زمانہ سابق اور اس زمانہ کے سائنس والون مین کسی قدر اختلاف راے ہے۔ دونون تمام باتون مین اتفاق کرتے ہین۔ لیکن زمانہ سابق مین مادہ کو ساکن مانتے تہے اور اوسکے سکون کو سکون ذاتی خیال کرتے تہے اور کہتے تہے کہ مادہ بغیر کسی حرکت دینے والے کے حرکت نہین کرسکتا مگر زمانہ حال مین ایک مسلم مسئلہ ہے کہ حرکت سالمات کی نیچر مین داخل ہے۔ اور مادہ کبہی ساکن نہین ہوسکتا جبتک کہ دو برابر کی قوتین اوسکو ایک دوسرے کے مقابلہ مین حرکت دینا نہ چاہین مثلاً فرض کرو کہ ایک کشتی سمندر مین ہے اور مشرق کی جانب جارہی ہے تو وہ اوسی سمت

مین برابر چلتی رہے گی اگر مغرب کی طرف سے کوئی روکنے والا اوسکو نہ روکے اور جس زور کے ساتھ وہ مشرق کی طرف جارہی ہے اگر اوسکو اوتنے ہی زور کیساتھ مغرب کیطرف سے روکا جائے تو وہ فوراً ساکن ہو جائے گا۔ مگر یہ ساکن ہونا بھی عارضی ہے۔" (از معارف علیگڈہ ماہ اکتوبر ۱۸۹۸ء)۔ *

حرارت

طاقت سے حرارت اور حرارت سے حرکت پیدا ہوتی اور حرکت سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ جب ہم یہ مان چکے کہ حرکت سے حرارت پیدا ہوتی ہے تو یہ دکھلانا واجب ہے کہ چیزین مختلف شکلین اسی وجہ سے اختیار کر لیتی ہین۔ گرمی پہونچانے سے مسامات کی حرکت بڑہ جاتی ہے اور وہ ایک دوسرے سے دور دور ہو جاتے ہین۔ اور جامد یا ٹھوس چیزین سیال ہونے لگتی ہین۔ اگر اس سے بھی اور زیادہ گرمی پہونچائی جاوے تو سالمات ایک دوسرے سے بہت دور ہو جاتے ہین اور سیال حالت سے گیس کی شکل مین آجاتی ہین۔ اب ہم حرارت کی مخالف صفت جسکو سردی اور دباؤ کہتے ہین بیان کرتے ہین۔ حرارت کے خلاف اگر کسی ایسی چیز پر جو گیس کی شکل مین ہے دباؤ ڈالا جائے یا سردی پہونچائی جائے تو وہ سیال حالت مین آجاتی ہے اور اگر اس سے

نوٹ * ڈارون صاحب جو انگلستان کا بڑا نامور حکیم گذرا ہے خدا کی ہستی کا منکر تھا۔ اوسنے ایک تھیوری قایم کی ہے جو اوسکی دعوی کی زبردست دلیل ہے۔ اوسکا مذہب یا قانون ڈارونیزم کہلاتا ہے۔ اوسکی تھیوری محض اس بات پر مبنی ہے کہ "خود مادہ مین حرکت مسامات کی نیچر مین داخل ہے" وہ مادہ کو خود بخود موجود ہونیوالا بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ مادہ مین حرکت ہونیکی وجہ سے ارتقاء کے ذریعے سے تمام عالم اسطرح بنگیا کہ اول اوس نے مختلف صورتین یکے بادیگرے اختیار کین اور اون سے جمادات پیدا ہوئی۔ اور اسی طرح جمادات سے نباتات اور نباتات سے حیوانات اور کسی حیوان سے انسان پیدا ہو گیا۔ پس اس عالم کا کوئی پیدا کرنیوالا نہین ہے۔"

بھی زیادہ دباؤ ڈالین یا سردی پہونچائین تو سیال حالت کو چھوڑ کر جامد کی شکل مین آجاتی ہے۔
پس ثابت ہوگیا کہ جسطرح مادہ کے سالمات گرمی پہونچانے سے ایک دوسرے سے
دور بھاگتے یعنی علیحدہ ہوجاتے ہین اوسی طرح دباؤ ڈالنے یا سردی پہونچانے سے پاس پاس
آجاتے ہین اور باہم مل جاتے ہین۔

مادہ کی صورت

جسطرح حالت ایک مقامی تعلق کا نام ہے اوسی طرح صورت بھی ایک مقامی تعلق کا نام ہے
یہ تو ہم پہلے ہی ثابت کرچکے ہین۔ کہ کوئی چیز فنا نہین ہوتی صرف حالت اور صورت بدل جاتی ہی
حالت کے اعتبار سے چیزین جامد سیال اور گیس ہین مگر صورت کے لحاظ سے بہت سی قسمین ہوسکتی
ہین۔ ہر چیز مین چار علتین پائی جاتی ہین یعنی علت[۱] مادی۔ علت[۲] صوری۔ علت[۳] غائی۔ اور
علت[۴] معنوی۔ درخت کی علت مادی لکڑی ہے۔ اب اگر اوسمین سے کرسی بنائی جائے تو وہ
علت صوری ہوئی اور علت غائی اوسکی بیٹھنے کا کام۔ علت معنوی اوسکا نام ہے یعنی کرسی
اگر کرسی کو بگاڑ کر تپائی بنالین تو اوسکی صورت بدل گئی۔ صورتون کا اختلاف ضرور ہوتا ہے۔
مثلاً مثلث۔ مربع۔ مخمس۔ مسدس۔ مخروطی۔ گاؤدم۔ مدوّر۔ معین۔ تمام اشیاء مین لمبائی چوڑائی
اور موٹائی ہوتی ہی۔ اور صورت اوس طریقہ کو بتلاتی ہے جسمین وہ بنتی ہین۔ بعض صورتین باقاعدہ
ہوتی ہین جیسے کہ مثلث وغیرہ۔ اور بعض بالکل بیڈول ہوتے ہین۔ بعض درخت کے پتے
ایک خاص قسم کے ہوتے ہین اور دوسرے کے دوسری قسم کے۔ جسطرح انسان کی بنائی ہوئی
چیزون کی صورت بدل جاتی ہے قدرتی چیزون کی بھی۔ بادل۔ اولہ۔ کہر۔ شبنم۔ پالا۔ اوس۔
بھاپ اور مینہ۔ پانی اور دریا کیا ہین صرف پانی کی مختلف صورتین ہین جو مقامی تعلق اور وجود کے
لحاظ سے پکاری جاتی ہین۔

جسامت اور تناسب

آفرینش کی جسامت کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے - سر جان ہرشل صاحب نے ستارون کے
دایرہ اور جسامت کی مثال یون بیان کی ہے - کہ "ایک خوب ہموار میدان پسند کرو اور اوس پر ایک
کرہ دو فیٹ قطر کا رکھو اور اوسکو سورج مانو - پھر ایک دائرہ پر جسکا قطر ۱۴۶ فیٹ ہو ایک رائی کے
دانہ کی برابر عطارد قایم کرو - ایک اور دائرہ پر جسکا قطر ۲۸۴ فیٹ ہے مٹر کے دانہ کی برابر
زہرہ بناؤ - پھر ایک ۴۳۰ فیٹ والے قطر کے دائرہ پر بڑے مٹر کی برابر زمین بناؤ - ۶۵۴
فیٹ قطر والے دایرہ پر آلپین کی نوک سے ذرا بڑا مریخ قایم کرو - پھر ۱۰۰۰ سے ۱۲۰۰ فیٹ
والے قطر کے دایرہ پر جونو - سیرس - ویسٹا - اور پلاس ستارے ریت کے دانہ کی برابر قایم کرو -
نصف میل قطر والے دایرہ پر اوسط درجہ کی نارنگی کے برابر مشتری دکھلاؤ ۴/۵ میل والے قطر
کے دائرہ پر زحل کو چھوٹی نارنگی کی برابر ظاہر کرو - یورینس کو چھوٹے بیر کی برابر ڈیڑہ میل والے
قطر کے دایرہ پر بناؤ" جسطرح پر دوربین نے ہم کو دور دراز روشن یا آتشی کرے مثلاً چاند
ستارے - اور سیارے دکھلائے ہین اوسیطرح خوردبین نے ہماری گرد والی چھوٹی چھوٹی
چیزین ہمکو دکھلادی ہین - جو کسی اور طرح نظر نہین آسکتی تہین - جنگل کے پھول پتے چشمہ کے پانی
پر اور اوسکے اندر لاکھون چھوٹے چھوٹے جاندار خوش اور خوشنما مخلوق ہین - بعض اون مین
سے طویل اور پتلے ہین - بعض سانپ کی طرح حلقہ دار ہین - بعض مدوّر بیضاوی یا گول ہین
بعض مثلث نما یا بیلن نما ہین - بعض سبک چپٹی رکابی کی مانند ہین - بعض صاف سرکنڈون
کی مثل ہین - بعض نل اور بعض گنٹھے کیطرح ہین - اور بہت سون کی بناوٹ مفہوم اشیا سے
مشابہ ہوسکتی ہے - بعض کودتے - بعض تیرتے - بعض لہراتے - بعض مرکز کے گرد گھومتے
ہین - بعض آہستہ آہستہ گھسٹتے ہین - بعض پڑے رہتے ہین - بعض رینگتے ہین - بعض

اوڑتے ہین اور اون مین سے ہر ایک کی ایک خاص غذا ہے - بعض نباتات کہاتے ہین - بعض گوشت کہاتے ہین - بعض مٹی کہاتے ہین - اور بعض اوس رقیق شے کو جذب کرتے ہین جسمین وہ رہتے ہین - اِن مخلوق کو خوردبین کی بڑہی ہوئی طاقت مین سے دیکہنا ایسا ہے کہ گویا ہم ذی روح مخلوق کی ایسی دنیا مین جاتے ہین جس سے واقف نہین -
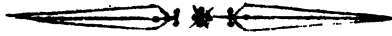
مساحت

مساحت سے یہ مراد ہے کہ کسی شے کو ایک دی ہوئی قد - وزن یا اور شے سے مشابہ کرنا - دنیا کی ہر چیز جگہہ گہیرے ہوئے ہے - جو جگہہ کوئی شے گہیرے ہوئے ہے وہی اوسکا قد یا مساحت ہے اور یہ اوسکو کسی دی ہوئی شے سے مشابہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے - ہم کسی ملک کی لمبائی چوڑائی میلون سے - کسی اراضی یا کہیت کی ایکڑون - کمرہ کی گزون یا فٹون اور صندوق کی فٹون یا انچون سے معلوم کر سکتے ہین - تمام اجسام مین لمبائی چوڑائی اور موٹائی پائی جاتی ہے -

انسان کے جسم کے حصے مدت تک مساحت کے پیمانہ کیطرح استعمال ہوتے رہے ہین مثلاً پاؤن = ۱۲ - انچہ ہاتھہ - ۱۸ - انچہ اور جسم کی لمبائی - ۶ فیٹ کی مانی گئی - سائنس کی باتون تمام بناوٹی یا اشارتی فنون اور خرید و فروخت کے لیئے اوزان معید ہین - لمبائی کے اوزان مین ۱۲ - انچہ کا فیٹ اور ۳ فیٹ کا گز ہوتا ہے - بڑے اوزان مین پول - فرلانگ اور میل ہین بنی ہوئی اشیا ان اوزان سے خرید و فروخت کیجاتی ہین - فاصلے قایم کیئے جاتے ہین اور فن جر ثقیل مین کام لیا جاتا ہے - لیکن سطح سے تعلق رکہنے والی - یا بیرونی لمبائی چوڑائی مین بہی اوزان یا اصطلاحین انچہ فیٹ اور گز وغیرہ کی استعمال مین آتی ہین - ایک مربع فٹ مین ۱۲×۱۲ = ۱۴۴ مربع انچہ ہین - ٹھوس اجسام جنہین لمبائی - چوڑائی اور موٹائی سے کام لیا جاتا ہے -

اوسکی ایک مکعب فٹ مین ۱۲×۱۲×۱۲ = ۱۷۲۸ مکعب انچ ہین - اوزان بغیر کاریگرون کے حساب اور خرید و فروخت مین صحت قایم نہین رہ سکتی - سیال اور خشک اشیا کی جانچ کے لیے بہی اوزان ہین - اور وزن کرنا گویا ایک خاص طریقے سے ناپنا ہے - بہت سے اشیا وزن سے خرید و فروخت کی جاتی ہین - سونا روپا تولنے کے اوزان قیمتی دہاتون اور جواہرون مین استعمال کیئے جاتے ہین - کہانے پینے کی چیزون اور دوا سازی مین بہی اوزان کام آتے ہین -

معدوم و موجود ہونا

جب ہم یہ ثابت کر چکے کہ کوئی چیز نہ عدم سے وجود مین آتی ہے اور نہ وجود سے عدم مین جاتی ہے تو ہم معدوم اور موجود ہونے کے معنی قرار دین - معدوم و موجود ہونا یا ہست سے نیست یا نیست سے ہست مین آنا یا ظاہر و غائب ہو جانا ایک ہی بات ہے - جب کسی چیز سالمات پر چہائی ہوئی کی مجموعی صورت جاتی رہتی ہے - اور سالمات دوسری شکل مین آجاتے ہین تو کہا جاتا ہے کہ وہ چیز معدوم ہو گئی - اسیطرح جب کسی چیز کے سالمات پر ایک نئی صورت طاری ہو جاتی ہے - جو پہلے سے نہتی تو کہا جاتا ہے کہ وہ چیز موجود ہو گئی - اور علم موجودات کے جاننے والون کے خیال کی موافق ہم معدوم یا موجود ہونے کے یہ معنی قرار دیتے ہین - کہ ایک چیز ظاہری حواس سے محسوس ہوتی یا نہین ہوتی ہے جو چیز محسوس ہوتی ہے اوس کا وجود عام طور پر مانا جاتا ہے مگر ایسے وجود کی دو قسمین ہین - جو وجود مدتون تک قایم رہتا ہے وجود زمانی کہلاتا ہے - مگر جو وجود فوراً ختم ہو جاتا ہے اوسکو وجود آنی یا طبیعیات کی اصطلاح مین حادثہ کہتے ہین - پہلی مثال یہ ہے کہ مٹی کی دیوار بنائی جائے - اگر وہ دو سال مین گر جائے تو یہ وجود زمانی ہے - دوسری مثال یہ ہے کہ پانی پر حباب پڑ جائے اور فوراً ہوا لگ کر ٹوٹ جائے یہ وجود آنی ہے -

قوت

یہ مسئلہ مسلم ہے کہ قوت معدوم نہین ہوسکتی - صرف اوسکی صورت بدل جاتی ہے - زمین پر ایک پتھر رکھو اور دوسرا پتھر زور سے اوس پر مارو تو اوپر کا پتھر حرکت کر کے ساکن ہوجائیگا اور نیچے کا ہٹ جائیگا - اس صورت مین اوپر کے پتھر کی قوت فنا یا معدوم نہین ہوئی بلکہ نیچے والے مین منتقل ہوگئی - پھر یون لو کہ اگر ہم نیچے کے پتھر کو زور سے دبالین اور پھر ایک پتھر زور سے اوسپر مارین تو نیچے کا پتھر اپنی جگہہ سے نہین ہٹیگا - تو یا تو پتھر گرم ہوجائیگا یا اوسمین سے چنگاریان نکلنے لگین گی - اس صورت مین گویا قوت حرارت یا آگ یعنی روشنی کی شکل مین تبدیل ہوجائیگی اس قدر تفصیل کے بعد ہم کو اپنے تحریر کا نتیجہ ضرور نکالنا چاہیئے کہ جس سے کوئی کلیہ قایم اور عام معلومات وسیع ہو - گو اس مضمون کی مفصل تحریر سے بہت سے نتیجے نکل سکتے ہین ہین مگر ہم صرف ایک ہی نتیجہ پر اکتفا کرتے ہین - جو یہ ہے کہ

نہ مادّہ فنا ہوسکتا ہے نہ قوت معدوم (فنا) ہوسکتی ہے بلکہ اونکی صورتین بدل جاتی ہین - فقط -

اسلام کی کثرت ازدواجی پر یورپین فاضلونکی رائین

چونکہ اس مسئلہ کے متعلق بعض مشہور و مستند یوروپین فاضلون کی رایون کا اظہار خالی از دلچسپی نہوگا لہذا پنجاب کے ایک مشہور رسالہ سے انکا اقتباس ذیل مین درج کیا جاتا ہے :-

(۱) مسٹر ڈیون پورٹ صاحب مانٹگیو کی رائے یون نقل کرتے ہین کہ مو گو

ملک مین عورتین آٹھہ نو یا دس برس کی عمر مین نکاح کرنے کے لائق ہو جاتی ہین - پس اُن ملکون مین بچپن اور نکاح کے لایق جوانی گویا ساتھہ ہی ساتھہ ہوتی ہے - بیس برس کی عمر مین وہ بڑھیا ہو جاتی ہین - پس اس لیے یہ ایک بقدرتی بات ہے کہ اون ملکون مین جبکہ کوئی قانون مانع نہ ہو انسان ایک جورو کو طلاق دیکر دوسری جورو کر لے اور تعدد ازدواج کا قاعدہ جاری کیا جائے -

(۲) مسٹر ہیگنس صاحب لکھتے ہین کہ وہ علم قوائے انسانی اور علم طبیعیات کے ماہرین نے بعض وجوہات ایسی دریافت کی ہین - جو تعدد ازدواج کے واسطے بطور ایک عذر کے متصور ہو سکتی ہین اور گو ہم شمالی ملکون کے سرد خون والے منیڈک کے سے مزاج کے جاندارون سے متعلق نہین ہو سکتے ہین مگر بنی اسمعیل سے جو گرم ریگستان کے رہنے والے ہین متعلق ہو سکتے ہین "
علاوہ اسکے وہ بیان کرتے ہین - کہ مسٹر ڈبلیو اوسلی صاحب کے مجموعہ متضمن حالات ایشیا صفحہ ۱۰۸ مین یہ بیان کیا گیا ہے - کہ " ایشیا کے گرم ملکونکی تاثیر سے دونون گروہ یعنی مرد و عورت مین ایک ایسا اختلاف ہوتا ہے جو یورپ کی آب و ہوا مین نہین ہے - جہان دونون برابر برابر اور بتدریج عالم ضعیفی کو پہنچتے ہین - مگر ایشیا مین صرف مرد ہی کو یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ ضعیفی مین بھی قوی اور طاقتور رہتا ہے " اگر یہ بات سچ ہے تو بانی مذہب اسلام کے لیے اس بات کی کہ اونھون نے متعدد جورؤن کی اجازت دی ایک بڑی وجہ تھی -

(۳) مسٹر طامس کارلایل مرحوم جو اس زمانہ کی دنیا مین ایک مشہور شخص تھے - اپنی کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ کے لکچر دوم مین لکھتے ہین کہ اسلام کی میل الی الشہوات کی نسبت بہت کچھہ تقریرین اور تحریرین ہوئی ہین اور یہ اعتراضات انصاف کی حد سے بڑھکر ہین وہ اجازتین جو ہمکو قبیح معلوم ہوتی ہین اور جنکی پیروانگی نبی عربی نے دی وہ خاص اونکی ایجاد نہ تھین اونھون نے ان باتون کو عرب مین قدیم سے مروج اور غیر معیوب پایا - مگر اونھون نے جو کچھہ کیا وہ یہ کیا کہ اون کو روک دیا نہ صرف ایک ہی طرف سے بلکہ کئی پہلو سے -

(۴) مسٹر باسورتھ سمتھ صاحب ایم اے اگرچہ بالطبع عیسائیت کو اسلام پر ترجیح دیتے ہین مگر تاہم جو کچھ اونہون نے اسلام کی تائید مین لکھا ہے وہ ہماری نہایت شکرگذاری کے مستحق ہے۔ وہ لکھتے ہین "اسلام کی نسبت جو بات نہایت بار بار کہی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اوسکے اسقدر کامیاب ہونی کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک بڑی حد تک شہوت نفسانی کے پورا کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ مگر اس سے زیادہ کوئی جھوٹی بات نہین ہے جسکے معنی گویا یہ ہین کہ ایک مذہب اپنی بداخلاقیون کی وجہ سے بھی دایمی کامیابی حاصل کرسکتا ہے مین نہین کہتا کہ اسلام اپنی اخلاقی حالت مین کامل عیسائیت کے برابر ہے۔ کیونکہ محمد صلعم نے عربون کے لیے نئے خصائل و عادات تجویز نہین کیے اور یہ اونکی دانائی تھی۔ کیونکہ عربون کے خصایل و عادات کو یکایک بدل دینا یا محو کرڈالنا ممکن نہ تھا۔ سولن (ایک مشہور ترین یونانی مقنن اور حکیم تھا) نے اپنی قوانین کی نسبت کہا ہے کہ "گو میرے قوانین ایسے نہین جو بہترین کہے جاسکین۔ مگر البتہ وہ اتھنز کے لوگون کی حالت کے لحاظ سے اُن کے لیے بہترین قوانین ہین" اور اوسکا یہ جواب عموماً صحیح تسلیم کیا جاتا ہے۔

(۵) آئزک ٹیلر صاحب نے افریقہ مین مذہب اسلام کی نسبت بحث کرتے ہوئے قصبہ وولور ہمپٹن کی چرچ کانگریس کے روبرو اپنی رائے حسب ذیل بیان کی ہے کہ "دو بڑی عملی مشکلین افریقہ کو اعتقاد پر لانے کے لیے ہین یعنی تعدد ازدواج اور خانگی غلامی۔ محمد نے ان کی ممانعت نہین کی جیسا کہ موسیٰ نے بھی نہین کی تھی۔ یہ ناممکن ہوتا لیکن اوس نے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) ان کی برائیون کو ہلکا کردینے کی کوشش کی۔ غلامی مذہب اسلام کا کوئی جزو نہین ہے۔ وہ بطور ایک اضطراری برائی کے محمد نے جایز رکھی تھی جیسا کہ موسیٰ اور سینٹ پال نے کیا تھا۔ تعدد ازدواج ایک بڑا دقیق مسئلہ ہے۔ موسیٰ نے اوسکو نہین روکا اور داؤد جس کا خدا اساول تھا۔ اُس کو عمل مین لایا۔ اور انجیل مین صاف طور سے ممنوع نہین ہے

اگرچہ اوسکے اصلی منشا کے برخلاف ہے۔ محمدؐ نے تعدد ازواج کی بیحد اجازت کو محدود کردیا۔ صرف ایک عورت سے شادی کرنا شاذ ونادر نہین ہے۔ بلکہ سب سے زیادہ تہذیب یافتہ مسلمان ملکون مین یہ ایک عام قاعدہ ہے۔ ہم کو یہ ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ رسم تعدد ازواج مع اپنی تمام برائیون کے اُسی کے موزون فواید بہی رکھتے ہین۔ اُس نے دختر کشی کی رسم کو بالکل موقوف کردیا ہے۔ اور ہر ایک عورت کا ایک قانونی ولی اوس کے سبب سے ہوتا ہے تعدد ازواج کے سبب مسلمانون کے ملک پیشہ ور عورتون سے جو کہ مذہب سے خارج کردی گئی ہین بالکل بری ہین۔ اور یہ تمام عیسائی ملکون کی زیادہ تر رسوائی کا باعث ہین بہ نسبت تعدد ازواج کے جو کہ اسلام کے لیے ہے اور ٹہیک طور سے باقاعدہ بنائی ہوئی رسم تعدد ازواج مسلمانون کے ملکون کی عورتون کو بہت کم ذلیل کرنے والی اور مردون کے لیے بہت کم نقصان پہنچانے والی ہے۔ بہ نسبت اس ناجایز رسم تعدد شوہرون کے جو عیسائیون کے تمام شہرون کا وبال ہے۔ اور جو اسلام مین بالکل نہین پائی جاتی۔ ہمکو خبردار ہونا چاہیئے کہ شاید ایک برائی کو بے وقت دور کرنے مین ہم اُس کی جگہہ ایک اُس سے زیادہ بڑی برائی کو قایم کردین۔ بعض قومین جنکو ایک عورت کے لیے کئی خصم ہونے پسندیدہ معلوم ہوتے ہین مسلمانون پر جو کہ جورون کے تعدد کو پسند کرتے ہین طعن کرنے کے مجاز نہین ہین۔ ”ہم کو قبل اسکے کہ کسی کی آنکھ کے تنکے کا خیال کرین اپنی آنکھہ کا شہتیر نکالنا چاہیے“

(گور غریبان کا دلچسپ سین)

(خاص ادیب کیلئے)

(نورجہان کا مزار)

(از نتایج طبع بابو درگا سہای سرور جہان آبادی تلمیذ حضرت بیان یزدانی رئیس میرٹھہ)

لیلی شب نے جو رکہدی کر کے تہ کالی قبا	صبح صادق نے دکہائی اپنے جلوہ کی ضیا

بھینی بھینی وہ نسیم فرحت افزائے سحر — پیارے پیارے بیل بوٹے ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوا

وہ سحر کا وقت وہ پھولون کی بھینی بھینی بو — وہ لٹک سبزہ کی وہ شبنم کے قطرے واہ واہ

چومتی تھی پیار سے پھولون کا منہ باد سحر — گود مین لیکر کھلاتی تھی شگوفون کو ہوا

بازوؤن کو تولکر اب سوئے گلشن اُٹھ چلے — سر جھکائے گھونسلون مین سے جو مرغان ہوا

جسکو تلوؤن سے حسینون کے جدا ہونا تھا شاق — خاک پر پہنچی گئی وہ رات کی باسی حنا

نور چھن چھنکر برستا تھا در و دیوار پر — ایک عالم تھا زمین پر لمعۂ انوار کا

کھل کھلا کر ہنس رہا تھا غنچۂ صبح بہار — پھرتی تھی گلشن مین اترائی ہوئی باد صبا

دیکھکر یہ صبح کا دلکش سمان بے اختیار — اپنے بستر سے اوٹھا اور جانب صحرا چلا

ٹھنڈی ٹھنڈی سبزۂ صحرا کی دلکش تھی لٹک — بھینی بھینی بوئے گل مین تھی بسی باد صبا

لیگئی عبرت مجھے گور غریبان کیطرف — ٹوٹی پھوٹی مرقدین دو تین دکھلا کر کہا

دیکھیے تو یہ کس پری کا روضۂ انوار ہے — یہ جو آغوش لحد مین ایک کرہ ہے بنا

نور بن بنکر برستی ہے در و دیوار سے — کسکے جلوہ کی تجلی کسکے پرتو کی ضیا

کسکا شانہ صبح کو اوٹھکر ہلاتی ہے نسیم — گدگداتی ہے کسے آہستہ آہستہ صبا

سو رہی ہے کون رکھکر بالش سیمین پہ سر — محو خواب ناز ہے یہ کسکی چشم نیم وا

پڑ گئی کس نازنین کے حسن کے پھولون پہ اوس — کس پری تمثال کا بوٹا سا قد کمہلا گیا

کسکے غم مین بھر رہی ہے ٹھنڈی سانسین باد سرد — کسکا شیون کر رہے ہین آہ مرغان ہوا

کس پری وش نازنین کا عنبر افشان ہے کفن — بھینی بھینی کسکے بالونکی مہک سے ہے ہوا

منتشر ہین کس پریشان نازنین کے سر کے بال — کسکے رخسارون پہ ہے بکھری ہوئی زلف دوتا

اک حسین کے خواب آسایش کا گہوارہ ہے یہ — میٹھی نیندین سو رہی ہے اسمین اک شیرین ادا

روضۂ پرنور ہے ایک حور جنت کا یہ آہ — اک پری کی خوابگاہ ناز ہے اے خوشنما

سو رہی ہے اسین اک ناظورۂ عابد فریب
جلوہ گاہ ناز ہے اک چاند کے ٹکڑے کی سیج
اب کہان وہ دلفریبی ہے نگاہ ناز مین
اب نہ وہ اعجاز ہے اُن مین نہ وہ جان پروری
گو نظر آتی نہین اب وہ نگاہِ دلفریب
اب وہ اعجازِ تکلم کی کہان ہین شوخیان
قد موزون مین کہان اب حشر کی اٹکھیلیان
حشر اب توام نہین ہے شوخی رفتار سے
مار رہزن دل کے ڈس جانے کو گیسو اب نہین
حسن کے پھولون مین اب وہ بھینی بھینی بو کہان
اب کہان ہے عارض گلگون پہ گلگونہ کا رنگ
حشر اب اوٹھتا نہین ہے شوخیِ رفتار سے
سرمۂ تسخیر کے آنکھون مین ڈورے اب عین
یون اداسی چاند سے مکھڑے پہ ہے چھائی ہوئی
ہر سو دیوار پر چھائی ہوئی ہے بیکسی
کون لایا کھینچکر گور غریبان مین مجھے
کیا ہوا وہ ہائے نازون کا پلا بوٹا سا قد
لب پہ ہے مہر خموشی مین ہون اور کنج مزار
وہ جوانی کی اومنگین ہین نہ وہ اٹکھیلیان
کیا ہوئی وہ شوخیِ برق نگاہِ دلفریب

محو آسائش یہان ہے اک عروس مہ لقا
ہے یہ اک خاتون مہ تمثال کی خلوت سرا
خواب آلودہ بہت دن سے ہے چشم سرمہ سا
اب تبسم سے نہین ہوتے لب تر آشنا
دید کے قابل مگر پھر بھی ہے آنکھون کی حیا
اب نزاکت سے نہین ہوتے لب گلرنگ وا
چال اب کرتی نہین ہے فتنۂ محشر بپا
گھنگرونکی اب نہین کانون مین آتی ہے صدا
پھانسیان دیتی نہین عشاق کو زلف دوتا
گوشۂ مرقد مین ہے لوٹا سا قد نخلِ عزا
دست نازک مین نہین اب شوخی رنگ حنا
قامت موزون مین اب عالم ہے مد آہ کا
نرگس بیمار ہے برسون سے چشم نیم وا
جیسے چہرہ ہو کسی بیمار کا اوترا ہوا
دہیمی دہیمی آرہی ہے کنج مرقد سے صدا
کسنے سونپا خاک کو امی چرخ دون پلا ہوا
جارہا تہا سے بانک جسپہ عالم حسن کا
اب نہ وہ موج تبسم ہے نہ ہنسنا بولنا
اب نہال قد موزون مین کہان نشو و نما
کیا ہوئی وہ سیری چشم سامری فن کی حیا

لمبیان لیتے نہین اب طرہ ہاے پر شکن — ایڑیون تک بڑہ کے اب آتی نہین زلف رسا

ایک وہ دن تہا مرے جلوی پہ غش تہا اک جہان — یا یہ صورت ہے کہ اب کوئی نہین ہے پوچہتا

چار آنسو کب بہائے تو نے اے شمع مزار ! — تجہسے آئی کب جگر سوزی کی بو بعد فنا

کب ہوا بیتاب سبزہ میرے غم مین خاک پر — میرے ماتم مین زمین کا کب کلیجہ شق ہوا

لیکے کب دو پہول آئی تو لحد پر بعد مرگ — تو ہی بتلادے مجہے اے جنبش باد صبا

میرے غم مین کب ہوئے مرغان گلشن نالہ کش — کان مین آئی نہ ابتک شور بلبل کی صدا

پوچہنے والون نے اتنا بہی نہ پوچہا بعد مرگ — تجہسے کیونکر اوٹہ سکا صدمہ فشار گور کا

جی ہے کیسا کسنے پوچہی آہ مجہسے اتنی بات — منہ نکل آیا ہے کیون کب کہنے والون نے کہا

تجہسے بہی آئی نہ ہمدردی کی بو اے بیکسی ! — تو نے چہاتی سے میری میت کو کب لپٹا لیا

کب جگایا مجہکو خواب ناز سے وقت سحر — تو نے شانہ کب ہلایا میرا اے باد صبا

تجہکو ہے مشاطگی کا کیا سلیقہ اے نسیم — تو نے شانہ کب مری زلف پریشان مین کیا

میری مردہ ہڈیون مین کسنے پہونکی روح آہ ! — عمر رفتہ نے دکہایا کب اثر اعجاز کا

کنج مرقد مین کیا کسنے مری میت کو پیار — کسنے لوٹا میرے جوبن کا مزا بعد فنا

کون آیا کاٹنے خواب عدم کی بیڑیان — مدتون کنج لحد مین مین نے سر پٹکا تو کیا

میرے جیتے جی جدائی جنکو میری شاق تہی — چہوڑکر مجہکو اکیلا چلدیئے وہ اقربا

ہاتہ اوٹہایا مین نے کیا دنیا سے ہنگام سفر — حسرت و اندوہ کا چہاتی پہ پتہر رکہ لیا

یاس و حرمان کا مری بالین پہ تہا کیا ہجوم — چہا رہا تہا جب مری آنکہون مین عالم نزع کا

اقربا کا منہ وہ تکنا پیار کی نظرون سے ہائے — وہ نگاہ یاس سے دیوار و در کو دیکہنا

سسکیان بہرکر وہ رہجانا کلیجہ تہام کر — رو کے ہونا ہائے وہ اپنے پرائے سے جدا

یون زبان حال سے کہتی تہی چشم سحر ساز — بند ہو کر اب نہ ہونگی گوشۂ مرقد مین وا

اب نہ آئیگا نظر مجھکو یہ قصر زرنگار! — اب نہ دیکھونگی مین یہ کاشانہ نزہت فزا!
مجھسے چھٹتا ہے ہمیشہ کے لیے اورنگ وتاج — اب نہ آئیگی نظر ایوان شاہی کی ضیا
اب نہ دیکھونگی مین دنیا کا طلسم و تغیر — اب نہ آئیگا نظر یہ جلوہ حیرت فزا
خار حسرت ہو رہی ہے وہ نگاہ و تغیر — لوٹتی تہی جو کبہی پہولون کے جوبن کا مزا
سیر کے قابل نہین دنیا کا کوئی سین آہ! — ہے تماشاگاہ ہستی ہی عجب عبرت سرا
کون چنکر لیگیا دو پھول اس گلزار سے — چارون کلیون سے ہنسکر دل جو بہلایا تو کیا
منہ مرا تکتی تہی حسرت سے نگاہ واپسین — مسند پہ چلی تہی نزع مین کچھہ کچھہ جو چشم نیم وا
آرہا تہا سیکڑون باتون کا رہ رہکر خیال — حسرتون نے دلمین کر رکہا تہا ہنگامہ بپا
بیکسی کہتی تہی چھوڑا تو نے کس پر تخت وتاج — عقل سمجھاتی تہی کوئی جانشین ہو تمکو کیا
کیسا اورنگ شہی کیسی شکوہ سلطنت — کیسا ایوان مرصع - کیسا قصر دلربا
کیسی شان مملکت کیسا جہانگیری کا ضبط — چارون فرمان روائی کی اگر تو نے تو کیا
کیسا چتر کیسا طرہ کیسی کلغی کیسا تاج — تخت شاہی پہر کہان جب آگئی سر پر قضا
لیگیا سر پر اوٹھا کر افسر و اورنگ کون — چل بسے دار فنا سے سیکڑون فرمانروا
وہ ملوک ہفت کشور وہ شہ والا نژاد — جنکی نصرت کا علم لہرا رہا تہا جا بجا
کانپتے تہے جنکی صولت سے زمین و آسمان — جنکی سطوت دیکھکر شیرون کا زہرہ آب تہا
جنکے در پر بج رہا تہا روز و شب کوس ظفر — جنکے سر پر تہا جہانداری کا سہرا سج رہا
ہاتھ آیا ہستی فانی سے کچھہ بہی وقت مرگ — لیگئے دنیا سے کچھہ بہی پاس حسرت کے سوا
لیگیا کچھہ بہی سکندر وقت رحلت اپنے ساتھ — ہاتھ خالی دونون تہے دار فنا سے جب چلا
ہین یہ سب دنیا کے جھگڑے ورنہ غافل بعد مرگ — کون آیا دیکھنے کو تخت زرین کیا ہوا
جب جہانداری کا سہرا اوٹھگیا اسکندر سے — تمکو کیا وارث ہو کوئی افسر و اورنگ کا

مجھکو لیا دستا سزادی اب کوئی ہو حکمران
اک کشاکش مین غرض تھی میری جانِ ناتوان
حرص کہتی تھی پیے چل افسر و اورنگ ساتھ
عقل یون کرتی تھی رہ رہکر نصیحت گستری
کس کشاکش سے غرض آنکھون سی نکلی جانِ زار
یاد ہے ابتک مجھے ہو جیسے کل کی سرگذشت
مین نے دیکھے مہر کیا کیا لحد تک انقلاب
مین یہ کب کہتی ہون شہ ہون نازشِ نسل شہی
میرے نازون کا ہے گہوارہ وہ دشتِ ہولناک
بادِ صرصر منہ مسافر کا جھلستی تھی جہان
اک شرار آتشین تھا ریت کا ذرہ تھا جو
پاؤن رکھنے کو نہ تھی کوئی اقامت کی جگہہ
مجھکو سونپا گور کو اُس وادیٔ پر خار مین
جب جیا مجھکو کلیجے سے جدا مان باپ نے
لمعہ افگن یون میرے تلوہ کی ضو تھی دشت مین
دوش مادر تھا نہ آغوش پدر کا تھا پتہ
بیکسی کا لوٹتا ہو جیسے پتلا خاک پر
آگئی تھی بھوک سے ہونٹون پہ ننھی سی جو جان
سسکیان بھر کر زمین پر وہ بلکنا بار بار
سر ٹپکتی تھی مری بالین پہ رو کر بیکسی

تجھکو کیا تخت شہی پر ہو کوئی فرمانروا
حسرت و اندوہ کا تھا ایک ہنگامہ بپا
اور یہ دولت کا تقاضا تھا نہ مجھکو چھوڑنا
مال و دولت کون اِس دارِ فنا سے لیگیا
روح قالب سے ہوئی کس یاس سے ملکر جدا
نزع کے عالم کا وہ افسانۂ حیرت فزا
اور بھی یہ گردشِ دوران دکھائے جانے کیا
سایہ افگن چترِ دولت سر پہ لیکن ہے رہا
کچھہ نظر آتا نہ تھا جسمین بگولون کے سوا
چلنے دیتی تھی نہ رہرو کو سموم جانگزا
یون زمین تپتی تھی ہو جلتا ہوا جیسے توا
اور ٹھہرنے کو نہ تھی کوئی وہان مہمان سرا
مجھکو پھینکا خاک پر ہو مہر مادر کا برا
دوڑ کر چھاتی سے حسرت نے مجھے لپٹا لیا
جیسے ٹکڑا چاند کا کوئی زمین پر ہو پڑا
دشت گہوارہ تھا دایہ تھی سمومِ جانگزا
چھا رہا تھا مجھپہ یون عالم سراسر یاس کا
سو رہی تھی چپکے چپکے میری بالین پر قضا
بھوک کے مارے وہ ننھا سا انگوٹھا چوسنا
کان مین آتی تھی یہ آہستہ آہستہ صدا

پھٹ گئی چھاتی نہ تیری ہائے مہر مادری
ننھے بچے کو کیا تو نے کلیجے سے جدا

پھینکتا ہے کوئی کانٹوں پر مسل کر یوں بھی پھول
خاک میں یوں بھی ملاتا ہے کوئی دُرِّ صفا

رکھ لیا چھاتی پہ پتھر تو نے بھی مہر پدر!
تو نے بھی پوچھا نہ یہ اُس ننھی جان کو کیا ہوا

بیکسی تکتی تھی منہ حیرت سے میرا باربار
باپ کا سایہ نہ تھا سر پہ نہ ماں کی مامتا

خاک کے اُڑتے تھے صحرا میں بگولے ہر طرف
کچھ نظر آتا نہ تھا گرد یتیمی کے سوا

مسند راحت تھی زمین گہوارہ جنبان آسمان
گو زمیں لیکر کھلاتی تھی سموم جانگزا

مین ادہر روتی تھی قسمت مسکراتی تھی اُدہر
ایک عالم تھا نگاہوں مین سحاب و برق کا

مسکرا کر مجھ سے کہتی تھی کہ آئی وہ ہنسی
تھی لب نازک پہ یہ آہستہ آہستہ صدا

تاج شاہی مین جگہ دونگی تجھے مین ایکدن
ملنے دونگی خاک مین تجھکو نہ اے دُرِّ صفا

چتر دولت گھومتا ہوگا ترے سر پر کبھی
ہوگی اورنگ شہی پر تو کبھی فرمان روا

لیجلونگی کاخ دولت مین تجھے مین اپنے ساتھ
تجھکو کہلاؤنگی مین شاہوں کے قصر دلربا

تجھ سے ایوان شہی ہوگا منور اے پری
کوندتی ہوگی کسی دن تیرے جلوہ کی ضیا

سج رہا ہوگا ترے سر پر جہانگیری کا تاج
تیرے دروازہ پہ ہوگی کوس دولت کی صدا

فرش گل پر تجھکو سونا ہے ابھی اے سیمبر
تجھکو ہونا ہے ابھی شاہی حرم اے مہ لقا

تو نے دیکھا ہی ہے کیا اے ماہ سیما نازنین
دودھ کی بو منہ سے آتی ہے ابھی نام خدا

اپنی آنکھوں مین جگہ دونگی تجھے اے ماہ وش
تجھکو نظروں سے گرایا مہر مادر نے تو کیا

مژدۂ جان بخش یہ مجھکو سنا کر پیار سے
مین جو روتی تھی تو دیتی تھی مجھے قسمت ہنسا

ناگہان آیا نظر اک تاجروں کا کاروان
کاروان کیسا تھی یہ بھی ایک شان کبریا

میری قسمت نے اوٹھا کر مجھکو آخر ہاتھوں ہاتھ
کاروان سالار لشکر تک مجھے پہونچا دیا

چھٹ گیا غربت مین جب گہوارۂ دشت جنون
پھر تو پہولوں مین مرا بوٹا سا قد پلنے لگا

رفتہ رفتہ ہوگیا بوٹا سا قد سرو روان
نخل قد مین پر جوانی کے نکل آئے ثمر
ہر ادا سے دلربا مین دلفریبی چھا گئی
اب نہ پڑنے دونگی نامحرم کی مین تجھپر نگاہ
چٹکیان لیتی تھی رہ رہکر جوانی کی اومنگ
وہ جوانی کی اومنگین اور وہ جوبن کا ابھار
دل مسلنے کو چھلاوہ شوخی مشق خرام
پار ہونے کو جگر مین ہر نظر نوک سنان
مار رہزن دل کے ڈس جانے کو گیسوی سیاہ
آئینہ کو میرے رخ پرتاب نظارہ نہ تھی
رہنمائی تھی جو قسمت کو مری مد نظر
جب اولٹ دی قصر شہ مین مین نے چہرے سے نقاب
ایک عالم لمعۂ انوار کا تھا ہر طرف
گوہر شہوار تھی لیکن تھی ناسفتہ ابھی
چھلی دامن کا تعلق تھا جو منظور نظر
رفتہ رفتہ کردیا پھر شہ نے میرا ازدواج
دونون مہر و ماہ پھر اک برج مین رہنے لگے
یاد ہے ابتک مجھے وہ لطف شبہای وصال
بیحجابی کی جو ضد تھی شوق دامنگیر کو
وان کسی کے دست نازک ہائے آغوش شوق

ادہر عالم نظر آیا نہال حسن کا
ہوگیا پھر اور سے کچھہ اور عالم حسن کا
ایک عالم تھا نظر مین لمعۂ انوار کا
اب نہ پردہ سے نکلنے دونگی کہتی تھی حیا
دلکا جو ارمان تھا پہلو مین تھا مچلا ہوا
چھا رہا تھا سر سے پا تک مجھپہ عالم حسن کا
کاٹ کرنیکو قیامت تھی برش تیغ ادا
خون عاشق کو وہ ضد پر شوخی رنگ حنا
دونون طومار قضا دونون بلا کے جانگزا
گو بدو ہو مجھسے دیدہ آرسی کا کب یہ تھا
رفتہ رفتہ قصر شاہی تک مجھے پہونچا دیا
اک پری آئی ہے اترکر قاف سے غل مچگیا
قصر شاہی مین تھا ٹوٹا اک ستارہ نور کا
یعنی تھی نام خدا دوشیزۂ ناکتخدا
مجھکو قسمت نے بنایا پھر عروس سقا
شیر افگن سے جو تھا بنگال کا فرمانروا
خوب لوٹا ہمنے اپنے اپنے جوبن کا مزا
ایک ہنگامہ تھا خلوت مین حجاب و شوق کا
پردہ داری میری رکھہ لیتا یہ کہتی تھی حیا
یان خم گردن مین اک عالم ہلال عید کا

شوق وامنگ کا گھونگٹ اولٹ کر بار بار
مجھسے کتنا وضعداری کی پڑی ہے تجھکو کیا

وہ حیا کا امتحان اور شوق کی وہ بیخودی
یاد ہے ابتک جوانی کی وہ راتون کا مزا

رخ سے آہستہ کسیکا وہ اولٹ دینا نقاب
وہ نگاہ شرمگین وہ پردہ داری وہ حیا

کچھہ دنون آتا رہا خلوت مین یکجائی کا لطف
کر دیا پھر بخت برگشتہ نے دونون کو جدا

میرے شوہر پر غرض نازل ہوا شاہی عتاب
ہوگیا نذر اجل میدان مین وہ تیغ آزما

الغرض لائی گئی قصر شہی مین مین بزور
سامنے آیا وہی دن جسکا کھٹکا تھا لگا

کچھہ نپوچھو مجھسے شوہر کا برا ہوتا ہے غم
سال بھر تک مین نے پہنا آہ جوڑا سوگ کا

لوٹتا تھا سانپ چھاتی پر مرے بے اختیار
ڈہا رہا تھا اک ستم دل پر اُجڑنا مانگ کا

تھی جو بچپن سے طبیعت کے لئے وابستگی
مجھسے شہ کا ازدواجانہ تعلق ہوگیا

رفتہ رفتہ مجھکو قسمت نے دکھایا پھر عروج
افسر و اورنگ مجھکو کر دیا شہ نے عطا

سطوت شاہی رہی برسون مگس ران تخت پر
چتر دولت جلوہ افگن مدتون سر پر رہا

اوٹھگیا فرق شہی سے پھر جہانداری کا تاج
کھینچکر لائی مجھے گور غریبان مین قضا

اک مرقع خواب کا تھا وہ طلسم دلفریب
کچھہ بھی آتا ہے نظر اب یاس و حسرت کے سوا

اب نظر آتا نہین وہ تختہ اورنگ حیف
کان مین آتی نہین اب کوس دولت کی صدا

اک فسانہ خواب عبرت کا ہے میری سرگذشت
ہستی فانی کی ہے یہ ابتدا یہ انتہا

لوح تربت پر یہ کیا لکھا ہوا ہے دیکھہ لو
دیدۂ عبرت کشا و بر نگر انجام ما

بر مزار ما غریبان نے چراغے نے گلے
نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

عجائباتِ عالم

دنیا مین سب سے بڑا پھول
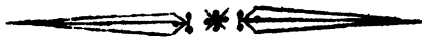
جزیرہ سماٹرا مین پیدا ہوتا ہے جسکا قطر پورا تین فیٹ یعنی گاڑی کے پہیئے کے قریب قریب ہے۔ اور وزن مین ساڑھے سات سیر تک ہوتا ہے۔ اس عظیم الشان پھول کے پانچ پتے سفید رنگ اور بیضوی شکل کے ہوتے ہین جنمین دو گیلن یا سات سیر تک پانی آسکتا ہے۔ یہ پھول باغبان حقیقی کے کرشمہ قدرت کا ایک ادنی نمونہ ہے۔

ہوا مین اڑنے والا جہاز

ملک آسٹریا مین ایک علم دوست امیر کونٹ زیپلن نامی ہین۔ آپنے چالیس ہزار پونڈ خرچ کرکے ایک ایسا جہاز بنوایا ہے جو ہوا مین مثل پرندون کے اوڑیگا۔

اوسکی ساخت طولانی مین مثل پنسل کے نوک دار ہے۔ اور دونون طرف پیچ لگے ہوئے ہین جو برقی قوت سے متحرک ہوکر جہاز کو چلائینگے۔ رفتار فی گھنٹہ ۲۵ میل تک ہوگی۔ اس جہاز کا تجربہ عنقریب بمقام بوڈینزی ہونیوالا ہے۔ جو آسٹریا کے شمال مین واقع ہے کونٹ کا بیان ہے کہ ایسے جہاز تمام دنیا مین جنگی اور تجارتی اغراض کے لیے ازبس مفید ہونگے۔

بجلی سے تیز تر روشنی

اسیٹلین ایک قسم کی گاس ہے جسکی روشنی بجلی سے صاف تر اور لاگت مین کم خرچ ہوتی ہے مگر ابتک اوسمین یہ نقص تھا کہ آتش گیری کا زیادہ خوف رہتا تھا۔ فی الحال اس نقص کے

دفعیہ کے لیے ملک اٹلی کے ایک فوجی افسر کپتان پسٹر لیونانی نے ایک ترکیب نکالی ہے جو ہنوز پوشیدہ ہے - اٹلی کے وزیر جنگ نے اس ایجاد کا پیٹنٹ خریدنے کا حکم دیا ہے - اسکے ذریعے سے آیندہ میدان کارزار مین بآسانی روشنی ہوا کریگی جو بجلی کی روشنی سے زیادہ صاف اور تیز ہوگی -

فرانس مین عجیب و غریب درخت

فرانس مین ایک قسم کا درخت ہے جسکو مکھن اور روئی کا درخت کہتے ہین جسمین سے مکھن کیطرح گوند نکلتا ہے - اور ایک قسم کا دانہ بھی پیدا ہوتا ہے جسکی عمدہ روٹی بنتی ہے -

صنعت و حرفت - ایجاد و اختراع وغیرہ

جاپانیون نے زلزلہ سے محفوظ رہنے کے لیے ایک طریقہ اختیار کیا ہے جس سے اونکو معلوم ہو جاتا ہے کہ کب زلزلہ آئیگا - ایک آہنی سیخ وہ چھت پر لٹکا دیتے ہین - مقناطیس کی گولی اوسکے ساتھ ہوتی ہے - زمین پر تھالی ہوتی ہے جب زلزلہ آنیوالا ہوتا ہے تو چند منٹ پیشتر گولی تھالی مین گر پڑتی ہے اور لوگ فوراً اپنے اپنے مکانون سے باہر آجاتے ہین -

پروفیسر ناگندرا چندر ناگ نے آگرہ کالج مین بے تار کے خبر رسانی کی آزمائش کی - آلہ کو بیر رخود اونھون نے تیار کیا تھا اونکو اسمین کامیابی ہوئی - ایکسو اسی گز کے فاصلہ سے فوری جواب ملا یہ کام اُس کام کے سلسلہ مین ہے - جو پروفیسر مذکور بشراکت مسٹر اوریلی متعلقہ محکمہ گورنمنٹ تار برقی کرتے ہین -

ٹرکی نے ریشمی پارچہ جات کی صنعت کو ترقی دینے کے لیے اعلان کیا ہے کہ ایسے کارخانے کھولنے والے کو بیس بیس پونڈ انعام ملیگا۔
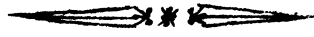
امریکا مین ہاعرق کی صورت مین بنائی گئی ہے اور ایک مقام سے دوسرے مقام کو صندوق مین بھر کر بھیجی جاتی ہے۔
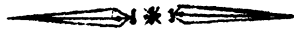
آسٹریلیا مین ایک طریقہ ایسا ایجاد ہوا ہے کہ کتنی ہی تیز ریل چلتی ہو ایک مسافر اوسکو ٹھہرا سکیگا۔

علمی نوٹس وغیرہ
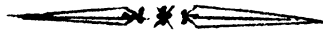
دہلی کے خان بہادر سید محمد ضیاء الدین خان کو اڈنبرا یونیورسٹی نے ایل۔ایل ڈی کی آنریری ڈگری دی

سلطان المعظم نے ۲۰۔ امیرون کو برلن دار الخلافت جرمن مین بھیجا ہے کہ اعلی فوجی تعلیم مین کمال حاصل کرین۔

علمی قدردانی۔ مہاراجہ صاحب کوچ بہار نے بابو پرسنو کمار سین کلکتہ کے مشہور عالم کو آٹھ ہزار روپیہ اس غرض سے عنایت فرمائے ہین کہ وہ اورینٹیل کانفرنس مین شریک ہون اور انگلنڈ جاکر علوم فلسفہ جدیدہ تحصیل کرین۔
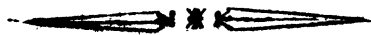
سید محمد صالح پسر ابرار حسین تحصیلدار اور سید نظیر حسین خلف سید وزیر حسین صاحب سب جج مرحوم اور سید آل رضا صاحب خلف خان بہادر سید اولاد حسین صاحب پنشن یافتہ مہتمم بندوبست ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کو بیرسٹری ڈاکٹری اور انجنیری کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے اگرہ سے انگلینڈ کو روانہ ہوئے۔

ٹوکیو کی امپیریل یونیورسٹی مین بمبئی سے کرشناجی واجے کل پوجاری نامی طالبعلم پہونچکر داخل ہوئے ہین کہ معدنیات اور جیالوجی کے متعلق تعلیم پائین۔

زمینداران۔ بنگالہ نے راجشاہی مین جلسہ کیا کہ ایک راجکمار کالج مثل چیفس کالج لاہور قایم کرین راجہ رام راجن چکرورتی نے کالج ہذا کے لیے مفت زمین سیر ہوم مین دینے کا وعدہ کیا۔ بشرطیکہ وہان بنے۔

امریکہ مین تعلیم نسوان کے لیے ۹۰ کالج ہین۔

مسٹر دوارکا داس دہرم سی ایک نامی رئیس بمبئی نے ۶ ہزار روپیہ کا اسکالرشپ ٹھاکر بہادر جی کے یادگار مین ٹاٹا انسٹیٹوٹ کے ساتھ قایم ہونیکے لیے مقرر کیا ہے۔

یادگاری واقعات

اس مہینہ مین مسٹر بیک صاحب پرنسپل محمڈن انگلو اورنٹیل کالج علیگڈھ کی بے وقت موت اور کلکتہ

میونسپلٹی کے ۲۱ معزز ممبرون کا یک لخت اپنے اپنے عہدہ سے استعفا دیدینا ایسے اہم واقعات ہین جو ہندوستان کے صفحہ تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہینگے۔ مسٹر بیک کے انتقال سے جو صدمہ اس قومی انسٹیٹیوشن کو ایسے نازک وقت مین پہونچا وہ حیطہ تحریر سے باہر ہے۔ اونکی جگہہ گو مسٹر ماریسن صاحب کا تقرر ٹرسٹیان مدرسہ نے منظور کر لیا ہے اور فی الواقع صاحب موصوف سے بہتر انتخاب ممکن نہ تہا مگر وہ بات کہان مولوی مدن کی سی۔

مسٹر بیک بیک ہی تہے اس دل دماغ۔ انتظامی قوت ہمت اور استقلال کا آدمی پیدا ہونا مشکل ہے۔

یہ مہینہ بہی عموماً بارش سے خالی گیا صرف بعض جگہہ کم وبیش مینہ برسگیا جو شاید موجودہ فصل خریف کو بچا لے مگر ۱۶ آنہ مین سے صرف ۴ یا غایت درجہ ۸ سے زیادہ پیداوار کی امید نہین ہے۔ طاعون کا بدستور زور ہے۔

ہز ہائنس نواب صاحب رامپور نے پیران کلیر شریف مین زائرین کے لیے ایک مکان تعمیر کئے جانے کی غرض سے دو ہزار روپیہ مرحمت فرمائے۔

ڈہاکہ کے مشہور نواب خواجہ سر احسن اللہ خان صاحب بہادر نے جو سخاوت و فیاضی مین حاتم ثانی اور تمام ہندوستان مین لاثانی ہین۔ مسجد کملہ واقع بنگال کی مرمت کے لیے پانچ ہزار روپیہ اور تیاری ٹون ہال چاندپور کیلئے پانچ ہزار روپیہ عنایت فرمائے اس کے پیشتر نواب صاحب موصوف ڈہائی لاکہہ روپیہ کی رقم کثیر ڈہاکہ کے امام باڑہ کی مرمت کے لیے مرحمت فرما چکے ہین۔ ایسی جود و سخاوت کا مادہ فی زمانہ بڑے بڑے والیان ملک مین عنقا صفت ہے خداوند کریم آپ کے وجود باجود کو تا دیر گاہ سلامت باکرامت رکہے این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد۔

ایڈیٹر

ریویو

۱- البرامکہ

لارڈ بیکن مشہور فلاسفر و مصنف نے کتابون کو تین قسمون پر منقسم کیا ہے جس سے بہتر جامع و بسیط تقسیم آجتک ہماری نظر سے نہین گذری وہو ہذا -

۱- وہ کتابین جو صرف چکھہ کر چھوڑ دینے کے قابل ہوتی ہین یعنی جنکے بعض حصے پڑہنے کے قابل ہوتے ہین اور باقی صرف ورق گردانی کر کے چھوڑ دئے جاتے ہین -

۲- وہ کتابین جو یون ہی نگل لی جاتی ہین یعنی شروع سے اخیر تک بلا خوض مطلب طوطے کیطرح پڑہ لیجاتی ہین -

۳- وہ کتابین جو چبا چبا کر خوب ہضم کرنے کے قابل ہوتی ہین یعنی جنکو نہایت غور و تعمق کے ساتھہ پڑہنا چاہیئے تاکہ مصنف کے خیالات اور وہ نتایج جو اوس نے واقعات سے استخراج کیے ہین کامل طور پر ذہن نشین ہوتے جائین -

البرامکہ اسی تیسری قسم مین داخل ہے جسکی تالیف سے مولوی محمد عبد الرزاق صاحب کانپوری نے قوم پر وہ احسان کیا ہے کہ جس کو نہ ہم بلکہ ہماری آیندہ نسلین ہمیشہ شکر گذاری کے ساتھہ یاد رکھینگی اور جو فاضل موئف کی دائمی یادگار کے طور پر صدیون تک قایم رہیگی -

اس کتاب کی تالیف ہونے سے پیشتر برامکہ کے حالات ہم صرف الف لیلہ اور حاتم طائی کے عجائب و غرایب قصون اور طلسمون کی طرح اپنے بزرگون کی زبانی البتہ گاہے گاہے سنا کرتے تھے الا تاریخی سند نہ لا سکتے تھے کیونکہ خاندان برمک کا ذکر متفرق طور پر صدہا تاریخ کی کتابون مین جا بجا آیا ہے چنانچہ ۵۳ کتابون کی فہرست جنسے البرامکہ ماخوذ ہے

مولف نے دیباچہ کتاب مین دی ہے - ایسے پراگندہ ومنتشر حالات کو اتنی کتابون سے
جمع کرنا اور پھر اونکو اس عمدگی اور خوش ترتیبی سے کتاب کی شکل مین لانا کار سے وارد - فی الواقع
کوہ ہا کندہ است تا این جوی شیر آوردہ است جس محنت اور عرق ریزی سے مولف نے کوہ کنی
کر کے یہ بیوا قیمت دجواہر کوڑیون کے مول پبلک کے نذر کیے ہین اوسکا اندازہ کرنا بدون
اصل کتاب کے دیکھنے کے دشوار ہے - ممکن نہین کہ ہم اس مختصر مضمون مین اس کتاب
کی پوری خوبیان دکھلا سکین -

علاوہ دیباچہ کے اس کتاب کے تین حصے ہین جن مین کہنے کو تو یحیی برمکی اور اوسکے بیٹے
فضل اور جعفر کی وزارت کے حالات ہین لیکن دراصل ہر ایک حصہ مشہور خلیفہ ہارون رشید
کے دربار اور اُسکے عہد کی علمی قدردانی - سخاوت - تمدن - طرز معاشرت اور حکومت کا
نایاب مرقع ہے - اس کتاب سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اس خلیفہ کے مبارک عہد مین کیسے
کیسے علمی خزانہ مہیا کیے گیے تھے اور پر رونق دربار مین ہندوستان کے کون کون سے
مشہور پنڈت بیت الحکمتہ مین کتب علوم وفنون کے ترجمے کے لیے طلب ہوئے تھے ان
سب کی اسم وار فہرست مع کتب ترجمہ کے فاضل مولف نے بڑی تلاش سے تحریر کی ہے -
اہل علم کی قدردانی کی صرف ایک مثال بطور مشتے نمونہ از خروارے ذیل مین درج کیجاتی ہے
جس سے ظاہر ہوگا کہ ایسی فیاضی اور سخاوت کی نظیر کسی دوسرے عہد مین شاید ہی ملیگی -

ابو سعید عبد الملک بن علی مشہور بہ علامہ اصمعی بصری کو علم لغت - انساب - اور اشعار
عرب مین خاص کمال حاصل تہا - بلا کا ذہین تہا علاوہ متفرق مضمون کے اشعار کے صرف
رجز کے بارہ ہزار شعر یاد تھے - الخلفای - عباسیہ کی قدردانی کا شہرہ سنکر بصرہ سے بغداد پہونچا
اور بہنایت محنت وکوشش سے دربار تک رسائی حاصل کی خلیفہ ہارون رشید نے
چند قصائد کی فرمایش کی اور اونکے سننے کے بعد ایسا محظوظ ہوا کہ اوسی رات وزیر جعفر کو حکم

دیا کہ علی الصباح تیس ہزار درہم میری طرف سے اور اسی قدر خود اضافہ کرکے اصمعی کے پاس بھیجدینا چنانچہ جعفر نے تیس ہزار درہم خلیفہ کیطرف سے اور بلحاظ ادب ایک ہزار کم کرکے اونتیس ہزار درہم اپنے پاس سے اصمعی کو پہنچوا دئے۔

اس کتاب مین جعفر اور عباسہ کی شادی کے متعلق ایک بڑی دلچسپ مورخانہ بحث کی گئی ہے جو ایک مشہور واقعہ پر ایک بالکل نئی روشنی ڈالتی ہے عام طور پر یہ باور کیاجاتا ہے کہ ہارون رشید کی بہن عباسہ کی شادی جعفر کے ساتھ ہوئی تہی۔ مولف نے اسکی تردید مین مختلف مورخون کے اقوال پیش کیے ہین۔ اور گو یہ امر ہنوز مشتبہ اور متنازعہ فیہ سمجھا جاوے لیکن یہ بحث بڑے دلچسپ طریقہ سے کی گئی ہے جو قابل وید ہے۔

کتاب کے اخیر مین ایک ضمیمہ بہی دیا گیا ہے جو اپنی نوعیت مین نہایت قابل قدر ہے اس ضمیمہ مین خلافت عباسیہ کا مختصر تذکرہ۔ فتوحات و وسعت سلطنت۔ سالانہ خراج۔ تعداد افواج و اسلحہ۔ خلیفہ ہارون رشید کے عام اخلاق و عادات و دیگر واقعات نہایت دلآویز پیرایہ مین بیان کیے گیے ہین۔ حق تو یہ ہے کہ مولف نے بڑی تحقیق و تدقیق۔ عرق ریزی اور جانفشانی سے ان حالات کو جمع کیا ہے اور ہر صفحہ کو جواہرات سے کوٹ کوٹ کر بہرا ہے کاغذ اور چہپائی کی عمدگی اور خوشخطی نے کتاب کے حسن کو دوبالا کردیا ہے۔ ان سب خوبیون کے مقابلہ مین ۳۰۴ صفحے کی ضخامت کے لیئے ۱۲؎ قیمت کچہ بہی نہین ہے۔ ہمنے تو اس کتاب کو بڑی دلچسپی سے از اول تا آخر پڑہا اور جو لطف اوٹہایا اسکا حال دل من داند و من دانم و داند دل من۔ ایسی قیمتی کتاب کی ملک جو کچہ قدر کرے کم ہے۔ چونکہ کتاب ہاتہون ہاتہہ فروخت ہورہی ہے اور شاید معدودے چند نسخے باقی رہگئے ہین۔ شائقین کو چاہیئے کہ بہت جلد مولف صاحب سے درخواست کرکے منگالین ورنہ پہر طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا۔ فقط

ایڈیٹر

۲ــ برکات قیصری

یہ رسالہ مشتمل بر فوائد و برکات و وجوب اطاعت گورمنٹ انگلشیہ بدلائل عقلی و نقلی مولوی نہال احمد صاحب علوی حمیدی رئیس کڑا کی تازہ تصنیفات سے ہے جنکا نام نامی اخباری دنیا مین کالشمس فی النہار روشن ہے فاضل مصنف نے آیات قرآنی سے اول تو یہ ثابت کیا ہے کہ بابرکت حکومت کی اطاعت واجب ہے اور بابرکت حکومت سے وہ سلطنت مراد ہے جسکی فرمانروائی ملک کے لیے باعث زیادتی آبادی اور رونق - سرسبزی - شادابی - امن وامان - اور تہذیب و تعلیم ہو - ایسی حکومت کا معیار ان آٹھہ باتون کو قرار دیا ہے اول واقعی باشندگان ملک کی تعداد کا بڑہجانا - دوسرے مناسب اور نمودی موقعون پر بڑے بڑے عظیم الشان خوشنما شہرون کا آباد ہوجانا - تیسرے تجارتی کاروبار کی کثرت - چوتھے قابل الزراعت زمین کا کھیتی اور باغات سے سرسبز و شاداب ہوجانا - پانچوین - آفاقی قومون اور انسانون کو اپنی جانب جذب قومی کے ساتھہ متوجہ کرلینا - چھٹے وسائل آمد و رفت کا محفوظ اور مامون ہوجانا - ساتوین مختلف اقوام و مذہب کے بڑے بڑے مذہبی و قومی و ملکی میلون اور مجمعون کا ہونا - آٹھوین اہل ملک مین دولتمندی کی وجہ سے فارغ البالی اور حفاظت جان و مال و عزت و مذہب کے سبب سے اطمینان دلی اور علم و اخلاق کے سبب سے تہذیب انسانی کا پیدا ہوکر شائع ہوجانا - ان مین سے ہرایک کا ثبوت نہایت عمدہ اور شائستہ طریقہ سے دیا گیا ہے - الغرض یہ مختصر رسالہ قابل دید ہے ضخامت ۲۶ صفحہ تقطیع کلان اور قیمت ۲ مقرر ہے - مصنف صاحب سے درخواست کرنے پر مل سکتا ہے - فقط

ایڈیٹر

۳ - تفریح

یہ اخبار اسی مہینہ مین لکھنؤ سے باہتمام منشی راجمیداس صاحب بہار گو منیجر اودہ ریویو جاری ہوا ہے قیمت فی پرچہ ایک پیسہ یا عہ سالانہ مع محصول ڈاک مقرر ہے ۔ مہینہ مین چار بار عمدہ کاغذ پر خوشخط طبع ہو کر شائع ہوتا ہے ۔ اسکا ٹائیٹل پیج نہایت خوبصورت تجویز کیا گیا ہے ۔ مضامین کے اعتبار سے بھی اعلی درجہ کے اخبارون مین شمار ہونیکے قابل ہے ۔ ہر قسم کے مفید و دلچسپ مضامین تازہ خبرین اور واقعات ۔ لطائف و ظرائف ۔ شعر و سخن غرض ہر مذاق کی چیزین اس پرچہ مین موجود ہوتی ہین ۔ ہمکو تو حیرت ہے کہ ایک پیسہ مین اور وہ بھی انڈیا مین ایسا عمدہ اخبار کیونکر تیار ہو سکتا ہے ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہین کہ ابتک ایسا سستا اور عمدہ اخبار ہفتہ وار پرچون مین ہماری نظر سے نہین گزرا ۔ ملک کو ایسے قابل قدر اخبار کی پوری قدر کرنا چاہیے اگر ایسے پرچہ کی تعداد اشاعت ہزارون تک پہونچ جاوے تو کچھ تعجب کی بات نہین ۔ ناظرین ہمارے قول کی تصدیق کے لیے کم سے کم ایک پرچہ نمونہ کا منگا کر ضرور دیکھین وہ خود انکو اپنا شائق بنا لیگا فقط ۔

ایڈیٹر

اشتہار

الاسلام الہ آباد

یہ اسلامی رسالہ الہ آباد سے ہر انگریزی مہینہ کی ۲۵ تاریخ کو شایع ہوتا ہے ۔ آمین اسلامی خبرونکے علاوہ مشہور مورخ علامہ ابن خلدونکی معتبر تاریخ کا اردو ترجمہ اور مشاہیر عالم کی سوانح بھی بہ صفحہ بندی جداگانہ شایع ہوتے ہین مسلمانون کی ترقی و تنزل کے اسباب ظاہر کرکے قوم کو اسباب ترقی کیطرف متوجہ کرنا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب دینا بھی اسکے مقاصد مین داخل ہے قیمت مع محصولڈاک صرف عہ سالانہ مقرر ہے منشی حامد حسین صاحب مالک رسالہ سے درخواست کرنے پر خریدارونکے نام جاری ہو سکتا ہے فقط

ضروری اطلاع

جن قدردان مشتریون کے ذمے زر قیمت
ادیب بابتہ ششماہی دوم یا سال تمام ہنوز باقی ہی
اونکی خدمت مین التماس ہے کہ منیجمنٹ کی ضرورتون
پر لحاظ فرما کر یہ پرچہ پہنچتے ہی ترسیل منی آرڈر کارخانہ
کو ممنون فرماوین ورنہ ماہ اکتوبر کا پرچہ دو ہفتے
مین بصیغہ ویلیو پی ایبل روانہ کیا جاے گا اطلاعاً
گزارش ہے فقط

ایڈیٹر

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۱	بابت ماہ اکتوبر ۱۸۹۹ء	جلد ۱

فہرست مضامین

زیر ایڈیٹری سید اکبر علی اکبر آبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علی خان صوفی چھپکر

مقام فیروزآباد ضلع آگرہ سے شایع ہوا

فردوس برین

مشہور و لایق مصنف مولانا محمد عبد الحلیم
صاحب شرر نے یون تو بہت سے ناول لکھی ہین جو
قدر دانون کے ہاتھون مین ہین اور ہر جگہہ جا کر
اسلامی صحبتون مین نہایت دلچسپی اور جوش کے ساتھہ
پڑھے جاتے ہین مگر اکثر بلکہ تقریباً تمام محققین کو اتفاق
ہی کہ اس سی بہتر اور پسندیدہ کوئی ناول اس وقت
تک اُردو زبان مین نہین شایع ہوا تھا اور خود
مولانا ممدوح کے قلم کا اس سے زیادہ مکمل نمونہ
مشتاقون کی نظر سے نہین گذرا تھا۔ جو لوگ انگریزی
مذاق رکھتے ہین اور جادو بیانان مغرب کے
ناول اصلی زبان مین دیکھہ چکے ہین انمین سی بھی
اکثرون کی یہ راے ہے کہ اُردو کے سارے
خزانے مین صرف یہی ایک ناول ہے جو انگریزی
کے مسلم و مستند ناولون کے مقابلہ مین پیش کیا
جا سکتا ہے اور لطف یہ ہی کہ بالکل تاریخی۔ باطنیہ اور
اسماعیلیہ فرقہ کے حالات قیمت صرف عہ علاوہ محصولڈاک

المشتہر

محمد نثار حسین مہتمم پیام یار و قومی پریس لکھنؤ چوک

"جلوۂ محبوب"

یہ ماہواری رسالہ حال ہی مین اعلیٰحضرت قدر قدرت
سلطان دکن کی سالگرہ مبارک کی تہنیت مین
حیدر آباد دکن سے جاری ہوا ہے۔ دو جز
کی ضخامت پر عمدہ کاغذ اور بہتر چھپائی کے ساتھہ
نکلتا ہے اور اخباری دنیا مین اس نے وہ
کامیابی حاصل کی ہی کہ باید و شاید۔ اب اس سے
زیادہ ترقی ہر دلعزیزی کے اسباب کیا ہو سکتی
ہین کہ اسکو ہمارے آقاے ولی نعمت سلطان
دکن کی ملاحظہ کا فخر حاصل ہے اسکی اشاعت صرف
دکن مین ہی نہین ہی بلکہ اکثر ہندوستان کی اولوالعزم والیان
ریاست مثلاً والی ریاست رامپور و بھوپال و جودھپور و
گوالیار وغیرہ وغیرہ کی عالی خدمات مین بھی اسکو رسائی حاصل
ہی۔ اس مین ابتداءً ایک نیا قصیدہ سلطان دکن
کی مدح مین درج ہوتا ہی اور بعد مین سر آرایان سلطنت
آصفیہ کی تاریخ معہ شبیہ انور رہتی ہے بعد ازان طرحی
غزلین قومی نظمین دلچسپ لطیفے اور مشہور معروف ہیروز کی
سوانح عمریان اور بعض اوقات علمی مضامین حکیمانہ خیالات
فلسفیانہ معلومات بھی درج ہوتی ہین آخر حصہ مین ایک

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۱ | بابت ماہ اکتوبر ۱۸۹۹ء | جلد ۱

نیچر کی ڈسپنسری مین مرکب القویٰ دوا

ریاضت

(از ملفوظات مولانا اشہری)

لفظ کہن و معنی نو در ورقِ من
گوئی کہ جہان است و بہار است جہان را

ہر شاخ برومند ہے یا حضرتِ باری
پہل ہمکو بھی ملجاے **ریاضت** کا ہماری

وہ گُل ہون عنایت چمن طبع نکو کو ۔ بلبل نے بھی سونگھا نہو جن پہولونکی بوکو

اُدبائے عجم کہتے ہین کہ سخنگوئی سے سخن فہمی زیادہ مشکل ہے اور بیشک ایک معمولی بات مین غور کرنے سے بڑی بڑی باریکیان معلوم ہوتی ہین۔ بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ اچھے خیال کسیطرح بیان کر دیے جائین وہ اچھے ہی ثابت ہون گے۔ مین کہتا ہون کہ اچھے خیال کے لئے اچھا مقال ہونا شرط ہے۔ قرآن کا سارا معجزہ اوسکی فصاحت ہے۔ حافظ کے دیوان سعدی کی گلستان فیضی کی نلدمن۔ فردوسی کے شاہنامہ کو جو بات سیکڑون برس سے نازِ سخن بنائی ہوئی ہے وہ اونکا طرزِ مقال ہے۔ اخوان الصفا اور انوار سہیلی مین کلیلہ دمنہ لکڑ بگہا ۔ اور لومڑی خرگوش اسطرح بول رہے ہین کہ بڑے بڑے فلسفیون کے کان اودہر لگے ہوے ہین اُردو مین میر حسن کی مثنوی میر امن کی چار درویش کو اونکا حسنِ مقال شمع انجمن بناے ہوئی ہے میر انیس نے کربلا کا پرانا دکھڑا ایسا لکھا کہ اوس نے نئے سر سے ایک جان ڈالدی۔

خود نویدِ زندگی لائی قضا میرے لئے
شمع کشتہ ہون فنا مین ہے بقا میرے لیے

مین اسوقت **ریاضت** کا ذکر کرنا چاہتا ہون جو ایک معمولی لفظ ہے۔ جسکے معنی محنت کرنے کے ہین اور میرا مقصد صرف اسقدر ہے کہ ہر انسان کو محنت اچھی چیز ہے یہہ ایک معمولی ہدایت ہے جو مغربی علوم کے تراجم اور مشرقی تصانیف کے مواعظ مین کثرت سے پائی جائے گی۔ لیکن اس مقام پر آپ کو اندازِ مقال بڑی بڑی دور کی سیر کرالائے گا اور ریاضت کا معمولی لفظ اندازِ مقال سے ریاضِ خیال معلوم ہونے لگے گا۔

اشہری

چشم باید تا چو مردم ننگرد در سوے خود | مردمے باید کہ اندر خویشتن بیند مرا

اگر ہم دیکہین کہ نیچر کو ریاضت سے کیا تعلق ہے تو ہمکو کوئی ایک چیز بہی ایسی نہ ملے گی جو ریاضت کی ڈیوٹی ادا کرتی ہوئی نہ پائی جائے۔ آسمانی پردون کے اندر جو سوانگ بہرے جارہے ہین اون مین کوئی جزو بہی ریاضت کے مفہوم معنوی سے خالی نہین پایا جاتا۔

اگر ہم حکماے قدیم مین **فیثاغورث** کے اجزاء لایتجزیٰ اور اون کے امتزاج سے دنیا کی ترکیب و ترتیب قایم کرین یا حکماے متاخر یورپ کے نیچرل سائنس سے اجزاے صغار کو صرف اہتمام خیال کرین دونون کا منشا اون کی ترتیب و ترکیب سے اجزاے عالم کو پیدا کرلینے کا ہے اور اس خیال کے ساتھہ ہی ہمکو اجزاء صغار یا اجزاء لایتجزیٰ کا جزو جزو کسی کام کے بنانے کو ریاضت کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے جسکے یقین کرنے مین ہمکو ذرا بہی شبہہ نہین ہوتا۔ اس سے خیال کرسکتے ہو کہ تمام دنیا نیچر کی ریاضت کا نتیجہ ہے اگر نیچر اجزاے صغار یا اجزاے لایتجزیٰ کے امتزاج اور اون کی ترتیب مین سست اور غافل ہوتا تو یہ دنیا نہ پیدا کرسکتا اور جب نیچر کا یہ حال ہے تو افسوس ہمپر جو نیچر سے ریاضت کا سبق نہ سیکہین اور ہر کام مین ریاضت کو اپنا معین نہ بنائین۔

اب اپنی یا دوسرون کی مذہبی دوربین سے دیکہو جب بہی صفات باری کے تعلقات کو کسی نہ کسی طرح کی ریاضت سے جسکی کیفیت کو نہین جان سکتے وابستہ پاؤگے! اور ازل سے لیکر ابد تک تمکو صفات باری کی ریاضتون کے کرشمے بقا اور فنا کے وادی خیال مین ہستی سے نیستی اور نیستی سے ہستی کے تماشے دکہاتے ہوے پاے جائینگے رہی یہ بات کہ صفات باری کی ریاضتین کیسی ہین سو جب وہی سمجہہ مین نہین آتا تو اون

یقینیتون کو کیا سمجھہ سکتے ہین۔ مگر جیسے تمام مخلوق کا ایک سلسلہ پایا جاتا ہے ایسے ہی
نیچرل ریاضتین بہی اون کے ساتھہ وابستہ پائی جاتی ہین جس سے پایا جاتا ہے کہ
نیچر کے ہر کام مین ایک نہ ایک طرح کی ریاضت کو دخل ہے۔ اور وہ کام اوس ریاضت
سے پورا ہو رہا ہے۔ متقدمین نے جس طریق سے ترتیب عالم قایم کی ہے اُس سے
بہی ایک ریاضت کی پابندی ظاہر ہوتی ہے۔ عالم خیال مین جلوۂ ازل کی رعنائیان
اور حسنِ ازل کی جلوہ فرمائیان سب ایک چلتی ہوئی دُھن مین مصروف پائی جاتی ہین
عالم ہوہو اپنے مشقِ سکوت مین اختراع وایجاد کی تدبیر کر رہا ہے۔ فرشتون کو حکم ہوتا ہی
کہ آدمی کا پتلا اس رنگ روپ کا بنایا جاسکے۔ چاند سورج اس آب وتاب کی روشن
ہون۔ اندہیرے سے اُجالا اور اُجالے سے اندہیرا یون نکلے جیسے زلف جانان سے
روے زیبا۔ اور روے زیبا سے خال جانان دریاے حسن مین کشاکش ناز کی موجین
جلوۂ ذات کو تماشائی خود آرائی دکہا رہی ہین۔ اور جلوۂ ذات کی خوشنما رعنائیان قطرہ قطرہ سے
انا النور کے طوفان اُٹہا رہی ہین۔ فرشتگانِ ملاءِ اعلیٰ مین ہل چل پڑی ہوئی ہے کہ بارگاہ
صمدیت کا کوئی حکم تعمیل سے رہ نہ جاے۔ ہر فرشتہ اپنے اپنے کام مین صرف نگاہ نظر
آتا ہے ایک طرف روحین پیدا ہو چکین دوسری جانب اجسام کے نقشے اوتر
رہے ہین ٥

ڈہونڈہنے والے وہان پائین گے صورت میری		عالمِ قدس کے اُس پار ہے خلوت میری
مدواے طاقتِ گفتار کہ کچھہ کہنا ہے		پوچھتے ہین دمِ آخر وہ حقیقت میری

اب ذرا میرے ساتھہ نیچرل وادی مین آئیے اور یہان کی ریاضتون کو بچشم خود مشاہدہ
فرمائیے ٥

برگِ درختان سبز در نظرِ ہوشیار		ہر ورقے دفترے است معرفتِ کردگار

ہماری دنیا جمادات۔ نباتات۔ حیوانات سے بھری ہوئی ہے۔ حکماے یونان نے
پانی۔ آگ۔ ہوا۔ مٹی۔ چار عنصرون سے دنیا کی پیدائش مانی ہے اور حکماے ہند
نے آکاش کو پانچوان عنصر قرار دیکر پانچ عنصرون سے سب کی پیدایش جانی ہے۔ اور اس
زمانہ کی مغربی سائنس نے کیمسٹری کے ذریعہ سے ۶۴ عنصر تک دریافت کیے
ہین۔ یا یون کہیے کہ مغربی تحقیق نے بعض اجزا کو غلطی سے عنصر خیال کیا ہے ؎

غالب

غلطی ہاے مضامین مت پوچھ		لوگ نالے کو رسا باندھتے ہین	

بہرحال چار عنصر ہون یا پانچ۔ پانچ ہون یا چونسٹھ۔ چونسٹھ ہون یا اس سے بھی
زیادہ لیکن ہر چیز فرداً فرداً بحیثیت جزی اور بحیثیت کلی پابند ریاضت نظر آتی ہے۔ اور یہہ
سردی اور گرمی اور خشکی اور تری اوسی کے فعل و انفعال اور افراط و تفریط کا نتیجہ ہے
جسکو ہمارا تجربہ اور مشاہدہ علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کے درجات مین سمجھا رہا ہے
لیکن علمی دقایق ایسے ہین کہ وہ حقایق موجودات کے مناظر مین بغیر روشنی عقل کے
نظر نہین آتے۔ اور سخن مین کلمہ اور کلمہ مین لفظ اور لفظ مین معنی اور معنی مین مطلب اور مطلب
مین مفہوم اور اشارات افہامی کی طرح تہہ در تہہ پردون کے اندر چھپے ہوے ہین جنکو ہر نظر
اپنے حد بصر تک دیکھہ سکتی ہے۔ جیسے ایک جاہل سے کہو کہ مٹی کیا ریاضت کرتی ہے
تو وہ کہے گا خاک بھی نہین مگر فلاسفی کی عینک سے عقل کی روشنی مین تمکو اوسکی مختلف
ریاضتین معلوم اور محسوس ہونگی۔

اسی ریاضت کا نتیجہ ہے جسکے ذریعہ سے ایک سلسلۂ لامتناہی کا امتزاج پایا جاتا ہی۔
جسکو اوپر بیان کیا گیا۔ اگر ہم نیچر کے کارخانہ سے ریاضت کے فعل کو ایک دم کے
لیے روک رکھین تو ہر چیز کی ہستی کا فعل باطل ہو جائے بلکہ نیچر نے ریاضت کو ضروری

سمجھکر ایسا لازمی کردیا ہے کہ وہ رُک ہی نہیں سکتی زمین۔ آسمان۔ چاند۔ سورج۔ ہم تم سب نیچرل ریاضتون کا نتیجہ ہین۔ اور تمام عناصر ہر وقت سب سے اعلیٰ اور زبردست طاقت کے تحت حکومت اوسکے حسب منشا اپنی ریاضتون کی ڈیوٹی ادا کرتے رہتے ہین۔

پانی کو ہم دیکھتے ہین کہ وہ زمین کے اکھاڑے پر ہر وقت موجون کی ہلورون سے ڈنڑپیلتا رہتا ہے۔ پانی سے دھوان۔ بھاپ۔ کھر۔ اشبنم۔ اولہ سب اپنی اپنی جگہہ نیچرل ریاضتون کا منشا پورا کرتے رہتے ہین۔

ہوا کا تموج ہر وقت اوسکے جھونکون کو ایک دوسرے سے کشتی لڑاتا رہتا ہے۔ اور بعض وقت کثرتِ ریاضت سے اوس کی پھولی ہوئی سانس علانیہ محسوس ہوتی ہے۔

آگ ہر دم اپنی نفسانی ریاضت سے اپنے بدن کو چمکاتی رہتی ہے۔ اور مٹی کا دیوتا اوسکے جسم کو خاک کے بھبوت سے ایک قدرتی بیراگی بنائے رکھتا ہے مٹی کو دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ اس کا ثقیل بدن اپنے ثقل کو حرارت سے فائدہ پہونچانے کے لئے ہر وقت ریاضت مین مصروف ہے یعنی کرہ ارض کو کسی وقت تیزروی سے چلنے اور طرح طرح کی جسمانی ورزشون سے فرصت نہین۔ اسیطرح تمام ستارے مختلف حرکتون کی ریاضتون مین مصروف ہین۔ آبای علوی اور اُمہات سفلی سے اطفال بہار اور دوشیزگانِ نبات کا پیدا ہونا درحقیقت اونکی اصلی اور فصلی ریاضتون کا نتیجہ ہے ؎

سونا کیا حرام تو قسمت جگائی ہے جب خاک ہوگئے ہین تو اکسیر پائی ہے

بہرحال ہر فعل ایک حرکت کا نتیجہ اور ہر حرکت ایک فعل کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے اور ہر فعل حرکات مختلفہ کا پابند اور ہر حرکت ریاضت کا خلاصہ ہے۔ ہر حرکت کو حرارت لازم ہے

ابھی تو ٹھنڈی سانس ہمارے دل سے نکلی تھی وہ ہونٹون تک آتے آتے آہِ آتشین بن گئی۔ ہم نے ایک بات کو چلا کر کہا اور سننے والے کو اوسکی تڑپ کی گرمیان محسوس ہونے لگین۔

اب۔ بیدون طبیبون۔ ڈاکٹرون کے خیالات بھی معلوم کرنا چاہیین کہ یہ تجربہ کار و دانشمند ریاضت کو کیا سمجھتے اور ریاضت کی نسبت عام کو کیا ہدایت کرتے ہین۔

دہنتر بید جو حکماے ہند کا سرتاج ہے کہتا ہے کہ ریاضت کا دُکھہ بدن کا سُکھہ ہے یہی حکیم ریاضت کو خدا کے پاس پہونچنے کی سیڑہی بتاتا ہے۔

شیخ الرئیس بوعلی سینا کہتا ہے کہ بدن کی تندرستی اور اصلاح کا ریاضت سے بہتر کوئی علاج نہین۔

حکیم جارجیوس یونانی نے اپنا خیال مختلف ریاضتون سے امراض کا علاج کرنے پر مایل کیا اور ساٹھہ برس کی عمر مین اوسکو یہ خیال پیدا ہوا۔ اور اوس نے ایک سو چالیس امراض کی دوا ریاضت کو تجویز کیا اومین سے چوراسی مرض تک اوس کو تجربہ کرنے کا موقع ملا۔ ہر مرض کے لیئے اوس نے ایک قسم خاص کی ریاضت تجویز کی تھی۔

ڈاکٹر گال یا گلیلو کا قول بوعلی سینا کے موافق ہے۔ وہ کہتے ہین کہ حفظِ صحت کیلئے کوئی تدبیر ریاضت سے بہتر نہین۔

جرمن مین شاہی حکم سے ایک کتاب تیار ہوئی ہے جس مین ہر ملک اور ہر قوم کی ریاضتون کے حالات لکھے ہین اور اکثر اہل ریاضت کی تصویرین اور مقام ریاضت کے نقشے دکھائے گئے ہین۔ اس کتاب مین صوفیۂ مرتاض ہند اور ارباب ریاضت فارس کے حالات مین بڑی دلچسپی ہے۔ تمام جانورون کے حالات دکھائے ہین کہ کون جانور کس طرح کی ریاضت کرتا اور اوس سے کیا فائدہ اُٹھاتا ہے۔

فرنچ ڈاکٹر کہتا ہے کہ مختلف ریاضتین ایک بہت بڑی ڈسپنسری ہین جنکے حاصل کرنے کو ہر آدمی کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ تندرستی قایم رکھنے کے لیے اونکیطرف رجوع کرے۔

اطبائے یونانیہ و اسلامیہ کے نزدیک ریاضت عام اوس حرکت ارادی کو کہتے ہین جسکے کرنے سے انسان پے در پے لمبی لمبی سانسین لینے لگے شیخ کہتا ہے کہ عظم نفس کا بغیر تواتر کے حد ریاضت کو نہین پہونچتا۔ آدمی جو کھاتا ہے وہ پورے طور پر بغیر ریاضت کے جزو بدن نہین ہوتا۔ ریاضت بلا ایذا محلل فضول اور حسب مراد معین طبیعت شیخ کہتا ہے کہ مین حفظ صحت کے لیے کوئی نسخہ ریاضت سے بہتر تجویز نہین کرسکتا اکثر امراض ریاضت سے زائل ہوتے اور بغیر ریاضت کے ترقی پاتے ہین۔ قرشی لکھتا ہے کہ تارک ریاضت کو اکثر دق لاحق ہو جاتی ہے اور وہ نحیف اور کم طاقت رہتا ہے ریاضت امراض مادتی کو رفع اور حرارت عزیزی کو روشن مفاصل کو سخت فضلات کو تحلیل مسامات کو مضبوط کرتی ہے۔ کشتی لڑنا۔ دوڑنا۔ گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑے دوڑانا۔ تلوار لگانا نیزہ بازی کرنا۔ بلند آواز سے پڑھنا۔ گانا۔ باجا بجانا۔ ڈنڑ پیلنا۔ مگدر ہلانا۔ پٹہ بازی کرنا جھولا جھولنا سب داخل ریاضت ہین۔ انواع ریاضت بہت ہین۔ بعض عام ہین بعض خاص بعض ریاضت بدن کی ہے۔ بعض نفس کی۔ اور بعض ریاضت نفس اور بدن دونون کی ہے ریاضت عام جسم کے چارون اخلاط اور اربعہ عناصر کو جنبش دیتی ہے۔ اور دلک یعنی مالش اوسکی معین اور بدن کو آرام دینے والی ہے۔ اور تدبیرات دلک و ریاضت سے ایک دُبلا آدمی موٹا اور ایک موٹا آدمی دُبلا اور ایک نامرد کا دل جوانمرد اور ایک بیوقوف کا دماغ عقلمند ہو سکتا ہے۔ ہندوستان کے جوگیون اور سناسیون اور فارس کے یزدانیون اور ہوشنگیون اور مسلمانون کے صوفیون اور عرب کے بہادرون کی ریاضت

کے ذریعہ سے جو نہایت عجیب اور قابل قدر طاقتین حاصل کین اور اون سے جو نتائج ظاہر ہوے وہ کرشمہ و معجزات سے کم نہین معلوم ہوتے اگر زمانہ نے فرصت دی تو کسی وقت کمالات یافتہ کو ہدیہ ناظرین کیا جائیگا جس سے معلوم ہوگا کہ بعض مقامات پر ریاضت نے نیچر کے خلاف اپنی زور آزمائی سے کامیابی حاصل کی ہے۔ راقم اشہری

بیاہ شادی کی باتین

کوئی سجاد حیدر معارف صاحب ہین۔ اون کا مضمون چھپا ہے۔ ۲۳ مئی کو چودہوین صدی کے اخبار مین راولپنڈی کے۔ انہین نے آجکل جو لڑکے انگریزی پڑھے ہوی ہین۔ اون کے خیال کو لکھا ہے۔ اپنی اپنی شادی بیاہ کی نسبت یہ مضمون بڑی اچھی طرح سے لکھا ہے۔ مین سچ کہتی ہون کہ بعضی بعضی بات کا تو مطلب میری سمجھہ مین آیا بھی نہین تھا۔ اور خاصکر انگریزی لفظون کا۔ مگر خیر موقع محل سے مطلب اوسکا سمجھہ گئی ضرور اسلئے کہ مجھے عادت بھی ہے۔ آجکل کی عبارتون کے پڑھنے کی۔ اور جو بات سمجھہ مین نہین آتی ہے۔ تو اوسے پوچھہ لیتی ہون۔ اس مین کچھہ عیب نہین ہے تو سارا مطلب مضمون کا میری سمجھہ مین یہ آیا ہے۔ کہ آجکل کے پڑھے ہوئے ویسے خیال نہین ہین جیسے اگلے زمانہ کے لڑکون کے ہوتے تھے۔ کہ جو بزرگون نے کہدیا۔ بس وہ پتھر کی لکیر ہوگئی۔ اور صاحبزادے "دمتو بلائی" بنے بیٹھے رہے۔

یہ بھی لکھا ہے کہ اب بھی بزرگون کا پاس ادب کرتے تو ہین اور ماں باپ جسکو سر منڈھ دیتے ہین اوسے قبول کر لیتے ہین مگر وہ بی بی اپنی پسند کی تہین ہوتی۔ اسلئے وہ رہتی ہے ساری عمر کا جی کا جنجال ہی۔"

ان باتون کو لکھکر بڑے بوڑھون کو سمجھایا ہے۔ کہ اس حال سے بے پرواہی نہین کرنی چاہیئے۔ اور یہ بھی خیال نہین کرنا چاہیئے۔ کہ لڑکے اگر ابتک ماں باپ کا کہنا مانتے رہے

ہین تو ہمیشہ مانتے ہی رہین گے اسکے بہت برے نتیجے ہونگے پہر سنبہالنا مشکل پڑجائیگا
اور ادنی درجے کے مسلمانون کی لڑکیان بمقابلہ شرفا کے زیادہ پڑہ رہی ہین اور کس کو
معلوم ہے کہ شریف اور نوجوان تعلیم یافتہ مسلمانون کے دماغ مین کیا سماجاے“
میتے سارے مضمون سے یہہ باتین چہانٹ لی ہین۔ اس مین تعریف کی یہ بات ہے
کہ اپنے مطلب کو ایسی اچہی طرح سے لکہا ہے۔ سوال جواب مین کہ اگلے زمانہ کا ایسا
بزرگون کا ادب لحاظ بہی ہے۔ اور دلکی بات بہی کہولدی ہے۔ ایسی طرح سے نہین
لکہا کہ ڈہیلا کہینچ مارا ہو مین بہی اصل مطلب کی نسبت کوشش تو کرونگی۔ لکہنے کی۔
مگر میرے لئے بڑے شرم کی بات ہے کہ ویسی اچہی طرح سے مین نہین لکہہ سکونگی
اور مضمون بہی بڑا ہو جائیگا مگر کچہہ ہی ہو۔ جو جو باتین میرے ذہن مین آئی ہین اس مضمون کے
پڑہنے سے اونکو مجہے لکہنا چاہیے ضرور۔

مضمون مین لکہا ہے کہ آجکل کے لڑکے اپنی بی بیون کو اپنا ہم خیال کرنا چاہتے ہین۔“
یہ ویسی ہی بات ہے جیسے مین آپ کہہ چکی ہون۔ لڑکیون کے تعلیم والے مضمون مین
جو تہذیب نسوان مین چہپ گیا ہے۔ لیکن انہی نے دو ترکیبین بتائی ہین۔ وو لہا دولہن
کے ایک رنگ مین رنگ جانے کی وہ یہہ ہین کہ یا تو عورتون کو بہی انہین کے درجہ کے موافق
لکہایا پڑہایا جاسے“ یا پہر مردون کو پڑہایا ہی نہ جائے یہ ایسی بات لکہی ہی کہ مجہی تعجب آتا ہی ہماری
ایسے لائق بزرگ بہائی کی قلم سے کیونکر نکلی۔ جس مین خفگی اور غصہ بہرا ہے۔ یہ ایسی بے تکی بات ہے
جیسے کوئی یہ کہے کہ خدا کرے سرکار اپنا قانون اوٹہالے اور ہم پہلے کی طرح لڑکی کو
پیدا ہوتے ہی مار ڈالا کرین نہین۔ لڑکیون کو بہی پڑہاو۔ اور لڑکون کو بہی مجہے جہانتک
خبر ہے تو لڑکیون کے پڑہانے مین تو کوئی ہیچر میچر نہین کرتا۔ ہان آجکل کی پڑہائی پر بہروسہ
نہین یعنی زنانہ مدرسون کی پڑہائی پر اور جو پرانا دستور ہے گہرون مین پڑہانیکا۔ اسکو کوئی بہی

بُرا نہین کہتا۔ اسلیے شریف زادیان لکھنؤ مین مدرسون مین پڑہنے نہین جاتین۔ یا تو اُستانیان گہرون مین نوکر ہین۔ یا پہر عالمون کے گہرون پر پڑہنے جاتی ہین۔ لکھنؤ کے زنانہ مدرسون کا مجھے خوب طرح سے حال معلوم ہے وہان لڑکیان دیدہ دلیل ہو جاتی ہین جسکو پہلے آدمی بے شرمی اور بے حیائی کی بات کہتے ہین۔ اور عورتون کی حد درجہ کی شان ہونی کیا چاہیے؟ یہہ ہونی چاہیے کہ وہ ہر وقت شرم مین بہری رہین۔ نگاہ نیچی رکہین نرمی کے ساتھہ زمین پر پاؤن دہرین۔،، یہ انکی تعریف ہمارے حضرت کی بی بی جو مسلمانون کی مان ہین۔ بی بی اُم سلمہ۔ اُنہین نے کی ہے۔ اور یہ باتین یہان کے زنانہ مدرسون مین نہین سکہائی جاتین۔ وہان تو یہ سکہایا جاتا ہے ”دیکہو تمہارا تندرستی باقی نہین رہیگا۔ روز شام کو جایا کرو باغ کی ہوا کہایا کرو۔ تمہارا خاوند تمہارا مان باپ تمپر کچہہ جبر نہین کرسکتا۔ سرکاری قانون سے تم گنہگار نہین ہوگا۔ شوق سے باہر نکلو۔ چلو پہرو۔،، تو اب سوچنے کی بات ہے کہ طوطا جانور ہوتا ہے جب سو دفعہ اوسکے آگے کہا جاتا ہے ”بیٹے مٹہو نبی جی بہیجو۔ یا علی مدد۔،، تو ایک دفعہ وہ بول ہی اوٹہتا ہے۔ تو پہر یہ تو انسان کی بچیان ہین یہ فند فریب کیا جانین۔ بس یہہ ہی باتین ایسی ہین کہ جنسے اونکا دیدہ پہٹ جاتا ہے۔ اور یہہ ہی باتین ہین جن سے بدنامی کے چرچے قصے پہیل جاتے ہین۔

سید صاحب کا ایک مضمون ابہی ہمارے تہذیب نسوان مین چہپا تہا نمبر ۲ مین وہ سا مضمون کہ جب وہ لاہور کو گئے تہے تو وہان کی بیگمون سے جو کہا تہا اوسکو پڑہو اُنہین نے ہی تمہارے خیال بدلے ہین تو بس اونہی کے کہنے پر عمل بہی کرو۔ تمہارے لیے جس لکہنے پڑہنے کی ضرورت بتائی ہے۔ اور جس لیے بتائی ہے وہ ہمارے لیے نہین بتائی۔ ہمین تو اتنا چاہیئے کہ گہر کے کام کاج کی لیاقت آجائے۔ اور بچون کے پالنے پوسنے کا سلیقہ ہو۔ اللہ اللہ خیر صلا۔ اور یہ باتین اونہی کتابون کے پڑہنے سے

آجاتی ہین۔ جنکو ہماری تمہاری بڑی بوڑہیان پڑہتی تہین۔ اسی پڑہائی کو سید صاحب نے
کہا ہے اور اسی کو کوئی بہی برا نہین کہتا۔ اور نہ کوئی یہ چاہتا ہے کہ ہماری اولاد پڑہے نہین
چاہے لڑکی ہو چاہے لڑکا۔ ایک یہ بات بہی لکہی ہے کہ ”وہ ہمارے بڑے بوڑہے
بہی تو آخر انہین ان پڑہ عورتون سے بیاہے جاتے تہے۔ وہ ان سے اسقدر نفرت
کیون نہین کرتے تہے۔ کیون حد درجہ محبت اور پیار اپنی بی بیون سے کرتے تہے؟“
اس کا جواب یہ دیا ہے۔ نئی روشنی کے جوان کی زبانی۔ کہ ”وہ کہتا ہے اور ٹہیک کہتا ہے
کہ آجکل کی اور پہلے زمانہ کی عورتون کی حالت تو یکسان ہے مگر مردون کی حالت مین بڑا
فرق ہو گیا ہے۔ پہلے لوگ پڑہے ہوئے ہوتے تہے مگر اونکی بی بیان نہین پڑہی
ہوتی تہین اور آجکل کا نوجوان بی بی ایسی چاہتا ہے جو اوسکے برابر علم مین ہو۔ اور یہی
سارا جہگڑا ہے۔“

اسپر مین وہ اوپر پچاس برس کی بڑہیا یہ کہتی ہون کہ نہ اس زمانہ کے مردونکی حالت مین
فرق آیا ہے۔ اور نہ عورتون کی حالت مین۔ جب بہی مردون کا کام کما کر لانے کا تہا
اور عورتون کا اوس کمائی کو سلیقہ سے اوٹہانے کا اور اب بہی پہلے بہی مرد نوکری ہی
کے لیے لکہتے پڑہتے تہے۔ اور اب بہی۔ ہان مرد جس زمانہ مین جس ترکیب سے
کمائی ہوتی ہو وہی ترکیب حاصل کرین۔ اور بی بیون کو کما کے لا کر دین یہی مردون کا ہمیشہ
سے کام ہے۔ اور بی بیون کا بہی ہر زمانہ مین یہی کام ہوگا۔ کہ اُنکی کمائی کو سلیقہ سے خرچ کرین
اور سلیقہ اونکو آجاتا ہے۔ اونہین کتابون کے پڑہنے سے جنکو بڑی بوڑہیان پڑہتی تہین اور غور کرو وہ کیسی تمیزدار
ہوتی تہین۔ اگلے زمانہ والے بہی اگر آج پیدا ہوتے تو وہ بہی یہی علم پڑہتے۔
جواب تم پڑہتے ہو۔ اور اب بہی ڈہونڈو گے تو کوئی نہ کوئی اگلے زمانہ والا انگریزی پڑہا ہوا
ملے گا ہی۔ اوس سے پوچہو کہ بہئی تم کو بہی کچہہ اپنی بی بی سے نفرت ہے یا نہین۔ دیکہو

تو وہ اسکا کیا جواب دیتا ہے پہر تمہاری حالت مین کیون فرق ہوگیا ہے۔ میری سمجہ مین
تو کچہ فرق نہین ہوا۔ اور اگر کچہ فرق ہوگیا ہے تو بتاؤ کیون ہوگیا ہے پہلے لوگون کو ان
تین باتون کا بڑا خیال رہتا تہا۔ رفتار کا گفتار کا۔ دستار کا۔ تو اب اس سے زیادہ کیا بات
ہوگی۔ کہ باپ دادا کی عزت خاک مین ملائی جاتی ہے۔ اونکی باتون پر ہنسی کی جاتی ہے
تمنے تو کتابون مین پڑہا ہوگا۔ مگر ہمنے تو کچہ اپنے بڑے بوڑہون کی زبانی اگلی کہانیان
سنی ہین یا کچہ حالی صاحب کے مسدس مین حال پڑہا ہے۔ کہ آج جو بوڑہے نصیحت
سنتے ہین۔ اپنی سعادتمند اولاد سے کبہی یہی وہ تہے کہ دنیا مین کہان کہان جنہین نے
اپنا بیج بویا۔ پورب پچہم اوتر دکہن۔ انہین کی رفتار کی گفتار کی دستار کی پیروی تہی۔ اب
چودہوین صدی مین ایسے سعادتمند پیدا ہوے ہین۔ جو اونکی باتون کو بدلتے ہین
اسی بدلی نے کہان سے کہان تو پہونچا دیا ہے۔ اور خدا جانے کہان سے
کہان اور پہونچائے گی۔

پہلے بیاہ شادی اکثر کرکے کنبہ برادری ہی مین ہوا کرتی تہی۔ لڑکون کو لڑکیان اور لڑکیون
کو لڑکے دیکہے بہالے ہوتے تہے بچپن مین سب ساتہہ کہیلتے تہے۔ یہانتک ہوتا تہا
کہ جہان لڑکے پڑہتے تہے مکتب مین وہین لڑکیان بہی پڑہتی تہین۔ محلہ مین کسی امیر
گہر پر مکتب ہوتا تہا۔ بس وہی بچپن مین ساتہہ کہیلنا کودنا ساتہہ پڑہنا۔ آپس مین پیار محبت
بڑہا دیتا تہا۔ ایسی محبت ہوتی تہی جیسے بہن بہائیون مین ہوتی ہے۔ اور یہ جو ایک جبلّی
بات ہے نا اور شرافت کا تتمہ کہ جب لڑکی سیانی ہونے لگتی ہے تو آپ سے آپ اوسکی
آنکہون مین شرم آجاتی ہے۔ تو بس اوسوقت وہ لڑکیان مکتب سے اوٹہائی جاتی
تہین اور جبہی سے اونکا پردہ شروع ہوتا تہا۔ لیکن جو لڑکے پاس کے رشتہ دار ہوتے
تہے اون سے جب بہی پردا نہین ہوتا تہا۔ ہان اگر انہین مین کسی سے بات چیت

ٹھیر جاتی تھی۔ پھر اون سے بھی پردہ ہوتا تھا اسی لیے اونکی محبت ایسی پکی ہوتی تھی کہ آجکل کے نوجوان کو اچنبھا ہے اور وہ اسکو پسند نہین کرتا۔ وہ تو وہ چاہتا ہے کیا نگوڑی نفظ لکھی ہے یہ مضمون ہین۔ کوٹ شب خدا کی سنوار لعنت اللہ۔ یہ توڑ ولا و نیا ہوا۔ یون مان باپ کی بیٹی تو ملنے سے رہی ۔"

میری سمجھہ مین جو صورت آئی ہے۔ اصلاح کی۔ وہ لکھتی ہون۔ اور نوجوانون کی سعادتمندی پر بھروسا ہے۔ کہ جہان وہ جی کا جنجال مول لیتے ہین۔ مان باپ کی پسند کی بی بی کرکے تو میری خاطر سے اتنا اور کرین کہ اب ہم اگلے زمانہ والے زمانہ سے اُٹھتے جاتے ہین اور بہت نکلین گے۔ تو سو مین بیس۔ بلکہ دس ہی۔ اور وہ بھی ایسے جیسے صبح کے تارے کہ آناً فاناً مین غایب ہو جاتے ہین۔ جیئین گے ہی کیے روز۔ مین سچ کہتی ہون کہ ہماری اب یہہ حالت ہے کہ گور مین پاؤن لٹکاے بیٹھے ہین۔ آج مرے کل دوسرا دن۔ سواریان کسی کھڑی ہین۔ سوار ہونیکی دیر ہے ؎

عہد طفلی و نمو گذرا۔ ہوئی پیری اے سمہ		اب رہی ایک زسیت اُسکو بھی جواب آنیکو ہے

بس دس برس کے اندر اندر سب اوٹھہ جائین گے۔ ان مین سے کوئی نہین رہیگا۔ تو تم اتنی مہربانی ہمپر اور کرو کہ جب تک ہماری آنکھہ کھلی ہے اوسوقت تک کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ ہم چار دن کے میہمانون کا دل دکھے۔ ہمارے بعد تم ماشاء اللہ سے خود اپنے گھر کے مالک اور بڑے بوڑھے ہو گے۔ اور تمھاری سب کی ایک ہی مت ہو گی۔ اُسوقت بھی جو تمھارے جی مین آئے وہ کرنا۔ نہ کوئی کہنے والا ہوگا۔ اور نہ سننے والا۔ چاہے کنبہ برداری کی بیٹی سے بیاہ کرنا چاہے محتاج خانہ اور قحط سالی والی عیسائیون سے اور جنکے باپ بہت سی دولت چھوڑ مرین۔ وہ چاہے ولایت سے میمین لے آئین۔ اور ہان بھولی ہی تھی بیاہ اُنہین کم درجہ والیون سے بیاہ کر لینا جن کو

لکھا ہے کہ وہ آجکل پڑہ رہی ہین شریفون کی بیٹیون سے زیادہ ہم خوش ہمارا خدا خوش
مگر ہم اپنے جیتے جی یہ نہین دیکھہ سکتے مثل مشہور ہے جیتی مکھی آنکھون دیکھے نہین نگلی
جاتی۔ "" بعد ہمارے تم کو اختیار ہے۔ مگر ہمنے سر دہوپ مین سفید نہین کیا ہے تمسے
زیادہ زمانہ دیکھا ہے۔ اسلیے نصیحت کیے جاتے ہین۔ عادت سے مجبور ہین۔
مانوگے پہل پاؤگے نہین تو پچتاؤگے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بیاہ سے پہلے اپنی پسند والی
بی بی کو اچہی طرح سے دکہوالینا۔ ایسا نہو کہ دہوکا کہاؤ۔ کیونکہ بی بی عزت ہوتی ہے۔
یہ ہوٹا برتن نہین ہے کہ کبھی گنج سے جاکر بدلوالوگے اس بات کو خرافات مت سمجہنا۔
اب مین اپنی پیاری بے زبان بیٹیون سے دو باتین کہکر مضمون ختم کرتی ہون۔
اے میری بیٹیون تمنے شادیون کی نسبت اپنے بہائیون کی دلکی بات سنی مین نے
اونکا مضمون دیکھکر تمہارے انجام پر نظر کی تو مجہکو بڑا رنج ہوا۔ کچھہ تو تم مین ایسی
خوش قسمت ہونگی کہ جن کو تمہارے ماں باپ ہی بیاہ جائین گے۔ اور کچھہ ایسی بد قسمت
ہونگی۔ کہ بیاہ سے پہلے جن کے مان باپ کو موت کا فرشتہ لیجائے گا۔ بہائی تمہارے
لکھی پڑہی بی بی چاہتے ہین۔ اور کہی چکے ہین کہ وہ کم درجہ والیان زیادہ پڑہتی ہین شریفون
کے مقابلہ مین۔ اور کیا معلوم ہے کہ ہمارے دماغ مین کیا سما جائے۔ "" تو بس تم انہین
کم درجہ والی بہاوجون کی ہاتہہ کا دیا ہوا ٹکڑا کہاؤگی وہی مثل ہوگی "ہاتہہ مین روٹی سر پر جوتی" تم کو لکھا
پڑہا بر جڑے گا نہین۔ جب تک خود اونہین کے برابر نہ لکھو پڑہو گی۔ تمہاری عزت اب
تمہارے ہی ہاتہہ ہے۔ جو بات تمہارے بہائی اپنے لیے پسند نہین کرتے تو
دوسرے کے لیے کیون پسند کرنے لگے۔ اور دوسرا آپ کیون پسند
کرنے لگا۔ نہ کہین کسی اچہی جگہہ سے تمہاری بات آویگی۔ اور تمہارے
بہائی تو بہلا کس منہہ سے تمہاری بات کہین بہیجین گے۔ اچہی جگہہ اب رہی

یہہ بات کہ مذہب کی رو سے تمہارے بہائیونپر تمہارا بیاہ دینا ہو گا فرض - تو یہہ وہ کیا کرینگے یہ کرینگے کہ نوکرون چاکرون - جاہل گنوار - قومی - بد قومی - بس انہین سے تمہین بیاہ دینگے - یہہ کہکر کہ سب باوا آدم ماما حوّا کی اولاد ہین - خوب کان کہولکر سن لو - تمہارے بہائی تمہارے ساتہہ یہ سلوک کرنے والے ہین - اب تم کو کیا کرنا چاہیئے؟ یہ تم آپ سمجہہ گئی ہوگی سارے مضمون سے - اور مین پہلے لڑکیون کے تعلیم والے مضمون مین لکہہ بہی چکی ہون بار بار دُہرانے کی کیا ضرورت ہے - پس خدا ہی تمہارا نگہبان ہے -

خاکسار - آغا بیگم نامہ نگار تہذیب نسوان لاہور از لکہنؤ -

النسان کی آمد و رفت

نظم

یاد داری کہ وقت زادن تو	ہمہ خندان بدند تو گریان
آنچنان زی کہ بعد مردن تو	ہمہ گریان بوند تو خندان

حقیقت امر یہی ہے کہ دنیا مین آنے سے جانا اچہا ہے ؎

رفتن از عالم پر شور بہ از آمدن است	غنچہ دل تنگ بباغ آمد و خندان برخاست

اللہ تعالیٰ شانہ ہر مسلمان کو یونہین لے جائے جیسے غنچہ کہ دل گرفتگی کی حالت مین آیا اور شگفتگی کی حالت مین رخصت ہوا دنیا کی حیات جسے اہل دنیا عمدہ زندگی تصور کرتے ہین بہت کم ہے اور سخت تکلیف دہ ہے تعلقات بیحد و نہایت اولاد کی پرورش و تعلیم مال اور عزت و جاہ کے حاصل کرنیکی فکر تندرستی کے قایم رکہنے کی ترکیبین دشمن کے زیر کرنے کی داؤ گہات کے سوچ امرا اور حکام کے خوش رکہنے کا خیال اور زندگی کتنی کہ چار دنکی اور وہ بہی یقینی نہین کیا جانے کسوقت قافلہ عمر طیار ہو جائے اور نقارہ کوچ بجنے لگے - اللہ تعالیٰ شانہ

فرماتا ہے۔ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ط کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا ط وَفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ لا وَّمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ ط وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ترجمہ جان رکھو تم کہ دنیا کا جینا یہی کھیل اور تماشا اور زینت اور فخر کرنا آپس مین کثرت مال اور اولاد پر ہے۔ یہی چیزین آدمی کو غفلت مین ڈالتی ہین۔ جو نعمتین آدمی کو اللہ تعالیٰ شانہٗ دیتا ہے یہہ اوسکا شکر کیا کریگا اوس کو خاص اپنا مال مکسوبہ سمجھکر مغرور ہو جاتا ہے۔ اور وہ غرور ایسا پردہ آنکھون پر ڈالدیتا ہے کہ جس بات کو یہہ اپنی آنکھون سے دیکھہ چکا اوسکو ایسا بھول جاتا ہے کہ گویا کبھی دیکھا ہی نہ تھا اکثر مال و دولت آدمی کو اپنے باپ دادا کی میراث سے پونہچتی ہے یہی شخص ہے کہ جسنے باپ کو ایک تیرہ و تار گرڑہے مین ڈالکر ہزارون من مٹی ڈالدی اور گھر پر آکر اوسکی بیلے انتہا دولت کا متصرف ہوا اب وہ یہہ سمجھہ رہا ہے کہ جب تک آسمان و زمین قایم ہے ہم بھی زندہ و سلامت رہین گے حالانکہ بے انتہا تجربون سے یہہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس زمانہ موجودہ مین آدمی کی عمر طبیعی ایک سو تیس برس کی سمجھی گئی ہے مگر اس عمر تک کون پہونچتا ہے شاید لاکھہ دو لاکھہ مین ایک آدمی اس عمر تک پہونچتا ہو ورنہ ہمنے تو یہی دیکھا کہ ستر کے اندر ہی ایک دنیا کا خاتمہ ہو جاتا ہے پُرانے لوگ اوٹھہ جاتے ہین اور نئی خلقت بس جاتی ہے لیکن غفلت کا پردہ آنکھون پر ایسا پڑا ہوا ہے کہ کچھہ دیکھتے نہین دیتا عاقل انسان وہ ہے کہ شعورمند ہوتے تاہی توشۂ آخرت کی فکر کرے

نظم

چو عمر از دہ گزشت و یا کہ از بیست	نمی شاید دگر چون غافلان زیست
نشاط عمر باشد تا بہ سی سال	چو چہل آمد فرو ریزد پر و بال
پس از پنجہ نباشد تندرستی	بصر کُندی پذیرد طبع سستی

چو شصت آمد نشست آمد بہ دیوار	چو ہفتاد آمد افتد آلہ از کار
بہ ہشتاد و نود چون در رسیدی	بسے سختی کہ از گیتی کشیدی
اگر صد سال مانی ور یکے روز	بباید رفت زین کاخ دل افروز
پس آن بہتر کہ خود را شاد داری	در آن شادی خدا را یاد داری

حضرت نظامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا خوب فرمایا ہے سقاہ اللہ شرابا طہورا

دو در دارد این باغ آراستہ	در و بند از آن ہر دو برخاستہ
در آ از یکے باغ بنگر تمام	ز دیگر در باغ بیرون خرام

ترجمہ جیسے مثال ہے ایک مینہ کی جو اچھا معلوم ہوتا ہے کسانون کو اوسکا سبزہ پھر زور پر آتا اُس سبزہ کا اب کسان اپنے کھیت سے کنارے بیٹھے ہین اور اُس ہریالی کا تماشا کر رہے ہین آنکھین ہین کہ اون سبز سبز کھیتون کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے خنک ہین دل کی کلی کھلی ہوئی ہے ہزارون طرح کے منصوبے ہو رہے ہین کہ ابکے پیداوار ہمارے کھیتون کی ہمکو بڑا فائدہ پہونچائیگی۔ پھر دیکھیے تو کہ ناگاہ وہ سبز کھیت زرد ہو گیا ہے پھر اسکے بعد ہو جاتا ہی وہی کھیت روندا ہوا یہانتک کہ اوس مین ہوا خاک اوڑانی لگتی ہی اب وہ نہ سبزہ ہے نہ آنکھونکی طراوت اب فرماتا ہے وہ پاک پروردگار کہ جو دل ایسے غافل ہین کہ ان واقعات کو دیکھکر بھی عبرت نہین پکڑتے اونھین کے واسطے ہے آخرت مین عذاب شدید اب اسکے آگے وہ مہربان مالک ارشاد فرماتا ہے یعنی جو غافل آدمی ان واقعات کو دیکھکر ہوش مین آجاے تو اوس کے واسطے معافی ہے اور اللہ کی رضامندی بعد اسکے پھر تاکیدی حکم جاری ہوتا ہے کہ خوب سمجھ لو کہ نہین ہے دنیا مگر غرور اور فریب کا سرمایہ ہمارے ایماندار بھائی ان دو جملون کو سنین اور عمل کرین تمام سعادتون کا سرمایہ یہہ دو جملے ہین مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۝ یعنی جو کچھہ تمہارے پاس

ہے سب فانی ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے باقی ہے۔
حدیث مین واقع ہوا ہے حُبُّ الدُّنْیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ دنیا کی محبت تمام گناہون کی جڑ ہی
میرے پیارے بہائیو تمنے دنیا کا حال تو سنا اب اپنی ترقی اور تنزلی کی کیفیت بہی سن لو
دیکہو کیسی دلچسپ ہے آدمی کی اصل آفرینش ایک قطرۂ آب ہے جب وہ رحم مین
گیا تو عورت کے نطفہ سے ملکر تیرہ وغلیظ ہوگیا جسے پروردگار تعالے شانہ نے قرآن
پاک مین فرمایا ہے۔ اَمْشَاجٍ یعنی ملا ہوا پہر بحکم خدا ایک ہوا پیدا ہوتی ہے کہ اوس کو
جنبش دیتی ہے اب وہ آب پنیر کے مثل ہو جاتا ہے پہر سفید ہو جاتا ہی اسکے بعد اوسکے
اعضا کی تقسیم ہو جاتی ہے کہ فلان حصہ سے فلان عضو اور فلان حصہ سے فلان
عضو بنے یہہ وہ حکم ہے کہ کبہی خلاف ہوتا ہی نہین بیٹے کا مونہہ مان کی پیٹہہ کی طرف
ہوتا ہے اور بیٹی کا مونہہ مان کے پیٹ کی طرف دونون ہاتہہ جنین کے پیشانی پر ہوتی
ہین اور زنخ یعنی ٹہڈی زانو پر اور اطراف اوسکے ایسے سمٹے ہوے اور تنگ ہوتی ہین
کہ گویا کیسے مین سمیٹ سماٹ کر قرینہ سے بند کر دیا ہے سانس مشکل سے لیتا ہے اور
مان کے پیٹ کی گرمی اور گرانی آب وطعام کی جو مان کہاتی ہے اور تاریکی اور تنگی وغیرہ کی
انتہا ہی نہین ہمارے وہ بہائی جو وسیع اور فراخ مکانون مین رہتے ہین اور باغات
گل وریاحین کی سیر سے دل کو خوش کرتے ہین اپنے اس پہلے مکان کی وسعت اور اپنے
رہنے کی ہیئت کو ملاحظہ فرمائین اور اب مرنے کے بعد جو مکان ملنے والا ہے اوس کا
بیان آگے آئیگا۔ جب مدت معین تمام ہوئی تو ولادت کا زمانہ آیا قادر برحق اور توانائے
مطلق نے ایک ہوا کو رحم مادر پر مسلط فرمایا اوسنے جنین مین ہلنے کی قوت پیدا کی اب وہ
اوس مقام سے باہر آنے مین وہ سختیان کہینچتا ہے کہ شکنجے کی تکلیف سے کم نہین ہے
جب جنین زمین پر آیا تو فوراً ہی رونے لگا اب یا تو وہ تکلیف رونیکا سبب ہوئی یا اوس

مکان کی جدائی یا دنیا کی مصیبتوں کا جو سامنا ہونیوالا ہے اوسکی دہشت نے اوسے رلایا
اب یہہ بچہ اس قدر نرم ہے کہ ذراسی نامعلوم جنبش اسکے بدنِ نرم پر تازیانہ کا کام کرتی
ہے بس آتے ہی انکے پیچھے دنیا کے تمام روگ لگ گئے دائی نے کہا کہ ابھی اس بچہ کو پاخانہ
نہیں ہوا املتاس کی گھٹی دینا ماں بولی کہ پیشاب بھی نہیں ہوا ہے۔ ذرا اس کا بھی خیال
رہے دادی جان صاحبہ فرماتی ہیں کہ ہے ہے دودھ تو یہہ پیتا ہی نہیں پیشاب یا خانہ
کہاں سے ہو صاحبزادے نے آتے ہی تمام گھر کو پریشان کر ڈالا اور آپ کھٹولے پر پڑے
ہوے کبھی مکان کی چھت دیکھتے ہیں کبھی در و دیوار کہ یا الٰہی ہم کہاں تھے کہاں آ گئے
یہہ کون لوگ ہیں جو ادہر اودہر چل پھر رہے ہیں ماں ہے کہ الفت میں بیقرار ہے باپ ہیں
کہ مارے خوشی کے معجون مفرح بنے ہوے ہیں نانی اور نانا ہیں کہ چھٹی کی تیاریاں کر رہے
ہیں کہ خیر و عافیت سے بہو بیگم بڑا چلہ نہالیں تو اسباب دعوت اور داماد اور بیٹی اور نواسے
کے جوڑے روانہ کیے جائیں دادا اور دادی اپنے گھر کی آرایش کر رہے ہیں کہ مہمانوں
کی آمد ہوگی گھر صاف ستھرا رہے مگر یہہ معلوم ہی نہیں کہ یہ صاحبزادے بڑے نافرمان
جنگ جو ہونیوالے ہیں ماں باپ کی خدمتوں کو بھول جائیں گے۔ نانا دادا کے احسان
بالکل یاد نہ رہیں گے یہاں تک کہ تیر و تفنگ لیکر خدا سے بھی لڑنیکو طیار ہو جائیں گے۔
ایسوں ہی کی شان میں اللہ تعالے جل شانہ فرماتا ہے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ
یعنی وہی لڑکا جو اس حالت سے پیدا ہوا تھا اور ہمنے اوسے زندہ اور سلامت
رکھا جب جوان ہوا تو مغرور ہو گیا اور ہمارے لیے مثلیں مارنے لگا۔ اور اپنی پیدایش
کو بھول گیا اور کہتا ہے کہ ان سڑی گلی گھنی ہڈیوں کو کون زندہ کریگا کیا سچا ہے
قول پروردگار تعالے شانہ کا اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ وہی مالک وہی خالق وہی پروردگار اپنے
رسول کریم کی زبان سے جواب دیتا ہے قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۝ ترجمہ

کہدو ای محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ وہی زندہ کریگا جسنے پہلی مرتبہ تمہین پیدا کیا ہے جب تو تمہاری
گہنی سڑی گلی ہڈیان بہی نہ تہین فائدہ فقیر ہیچمدان جو جا بجا آیات قرآنی لکہدیتا ہے اوس سی
یہہ غرض ہے کہ جو حضرات عربی علم ادب مین دستگاہ رکہتے ہین وہ ان آیات کے
ہر لفظ پر غور کی نگاہ ڈالین اور لطف اوٹہائین اوس وقت اونکا دل سچی زبان سے کہنے
لگے گا کہ ہان یہہ کلام ضرور بشر کا نہین ہے اب اسی آیت مین جو اَنْشَا کا لفظ واقع
ہوا ہے اوسکے معنی کی کثرت اور مطالب کی بہتایت پر نظر کرین ورنہ اگر پروردگار تعالیٰ شانہٗ
اَنْشَا کی جگہہ خَلَقَ کہتا تو اوس سے بہی مطلب نکل آتا مرادیہ ہے کہ جب بچہ ماں کے پیٹ
سے زمین پر آتا ہے تو وہ نہایت نازک اور نرم ہوتا ہے واقعی اوسکا نازک بدن گلاب کی
تازہ کہلی ہوئی پنکہڑیون سے بہی زیادہ خوشنما اور نرم ہوتا ہے اور جسطرح پہولون کے
درختون کو باغ کی ہوا رفتہ رفتہ نشو نما دیتی ہے اوسیطرح دنیا کی ہوا بچہ کو آہستہ آہستہ
بڑہاتی ہے ماہران علم الابدان نے انسان کو اولٹا درخت کہا ہے یعنی درخت کی جڑ زمین
مین ہوتی ہے اور شاخ و برگ آسمان کی طرف آدمی کی جڑ رگ پٹہے ہین جو تمام بدن کے
جوڑون کو عمدہ عمدہ ترکیب کے بندشون سے باندہے ہوے ہین اور پٹہون کا منبع
دماغ انسانی ہے وہ اوپر ہے اور ہاتہہ پاؤن شاخ و برگ ہین وہ زمین کیطرف ہین۔
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اب وہ قادر توانا انسان ناسپاس سے فرماتا ہے کہ تم سمجہتے ہوگی
کہ ہر چیز کی پیدایش اوسکی جنس ہی سے ہوتی ہوگی یعنی ہڈی سے ہڈی اور گوشت سی گوشت
اور آدمی سے آدمی اور حیوان سے حیوان جمادات سے جمادات تم یہہ خیال ہرگز نکرو
ہم خالق مطلق اور قادر توانا ہین ہم مخلوقات کے پیدا کرنے مین مادہ کے محتاج ہرگز نہین
ہین ہم مادہ اور بے مادہ دونون طرح کی پیدا کر سکتے ہین جب دنیا کو ہمنے پیدا کیا تو کونسا
مادہ موجود تہا اور کرورہا قسم کی مخلوقات پیدا کین کیا ان سب کا مادہ جدا جدا رکہا ہوا تہا

اب وہ خالق برحق اسکی مثال دنیامین دکہاتا ہے فرماتا ہے وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِنْہُ تُوْقِدُوْنَ ترجمہ وہ ہر قسم کی پیدائش کے حال کو جانتا ہے جسنے پیدا کی تمہارے واسطے سبز درخت سے آگ فائدہ اس درخت کا حال حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے یون بیان فرمایا ہے کہ وہ دو درخت ہین ایک کو مرخ کہتے ہین اور دوسرے کو عفار پس جو کوئی چاہتا ہی اُن مین سے آگ نکالنا تو کاٹ لیتا ہی ان دونون درختون سے دو ٹہنیان مسواک کی مثل اور اون مین سے پانی ٹپکتا ہوتا ہی غایت شادابی سے پس وہ رگڑتا ہی مرخ کی شاخ کو کہ وہ نر ہی عفار کی شاخ پر اور عفار مادہ ہی بس آگ نکل آتی ہی اونمین سے اللہ کے حکم سے اور پہر سوا اسکے پتہر سے آگ نکلتی ہی کہان پتہر کی جنس کہان آگ کی جنس پہر آگ پانی سے نکلتی ہے اللہ تعالی شانہ نے اپنی حجت نافرمان لوگون پر تمام کردی اب یہہ اونکی تقدیر ہے سمجہین یا نہ سمجہین ای ناسپاس بندو! اپنی خلقت اور اپنی پرورش پر نظر کرو اور مالک کے شکر گذار ہوجاؤ ابہی سر رشتۂ اختیار ہاتہہ مین ہے زبان گویا ہے آنکہین بینا ہین کان شنوا ہین ہاتہہ پاؤن چلتے ہین پس دیر کیا ہے جہک جاؤ مالک کے دربار مین اور توبہ کرو وہ غفور الرحیم ہے وہان کس بات کی کمی ہے

عذر بدرگاہ خدا آورد	بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش
کس نتواند کہ بجا آورد	ورنہ سزاوار خداوندیش

دیکہو جب تم پیدا ہوئے تہے تو کیسے بے بس تہے اپنا بے بسی کا زمانہ تو تمہین یاد نہوگا خیر اب جو دوسرے بچے تمہارے سامنے پیدا ہوتے ہین اونہین کیحالت دیکہکر اپنی حالت پر قیاس کرو تمہاری مان نے تمہین کس شفقت سے پرورش کیا اوسنے برسون صرف تمہاری مضرت کے خیال سے آنبہ و لیچی و سیب و انار و انگور وغیرہم کو ترک کیا یہہ کیسے خوشگوار میوے ہین دیکہو تم خود انہین کس رغبت سے کہاتے ہو جب دل کسی

میوے پر چلتا ہے تو کیسی تلاش سے اوسکو ہم پہونچاتے ہو اور کیسے مزے لے لے
کے کہاتے ہو مگر ان لطیف میوہ جات کو تا ایام رضاعت تمہاری مان نے اپنی ذات پر
حرام کیا دیکہو نیند کیسی اچہی چیز ہے یہانتک کہ یہہ مثل اسیکے واسطے ہے کہ سولی پر بہی
نیند آتی ہے مگر تمہاری مادر مشفقہ تمہاری آسایش کے خیال سے تمام تمام رات جاگتی
رہی اور تمکو پنکہا جہلتی رہی کہ جس مین نیند آے تمہاری بول و براز کو اوسنے عطریات
سمجہا جب تم بچے تہے تو اوسکے دونون ہاتہہ دن بہر مین دس دس بار تمہارے
بول و براز سے آلودہ رہتے تہے آپ ہر طرح کی تکلیف اوٹہاتی تہی۔ مگر تمکو آرام پہونچاتی
تہی تو کیا تمہاری سعادتمندی کا یہی منشا ہے کہ تم جوان ہو کر اوسکی خدمتون کو بہول جاؤ اور
اوسکو نوکر چاکرون کی طرح زیر عتاب رکہو جب چاہا جب گہر کا دیا جب چاہا برا بہلا کہدیا اللہ تعالی
شانہٗ کی نافرمانی اور ناسپاسی کا دروازہ انہین مان باپ کی نافرمانی ہے رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ یعنی اللہ تعالی شانہ کا شکر گذار نہوگا
وہ شخص جو آدمی کا شکر گذار نہوگا۔ دیکہو جب تم کچہہ بڑے ہوے اور دیوار تہام کر کہڑے ہونے لگے
تو وہ پیاری مادر مشفقہ تمہارے کہڑے ہونے کو دیکہکر کسقدر خوش ہوئی اور گہر بہر مین شور کرتی
پہری کہ آج میرا بچا دیوار تہام کر کہڑا ہوا صرف ایک اسی بات سے تمہاری مان کی امیدون
کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ تمہارے جوان ہونے مین اوسکی کیا کیا امیدین تمہارے ساتہہ
وابستہ ہونگی جب تمنے کچہہ بولنا چاہا تو اوس بزرگ مان نے تمہین پہلے اللہ کا نام سکہایا
جو اوسکا اور تمہارا دونون کا بلکہ سارے جہان کا خالق ہے جب تم اللہ کہنے لگے تو اوسنے
تمہارے منہہ مین شکر دینی شروع کی اور یہہ مبارک فال اسلئے اختیار کی جاتی ہے کہ جیسے بچونکو
شکر مٹہاس کی وجہہ سے اچہی معلوم ہوتی ہے اسیطرح جب تم شعورمند ہو تو تمکو اللہ کا نام
بیٹہا اور محبوب معلوم ہو افسوس ایسے نیک شگون سے تو تمکو اللہ کا نام سکہایا گیا اور تم ایک

سہرے سے اوس کے ناسپاس ہوگیے ۵

شکر بہرے ہوے ہین مور و مگس دہن ہین		معمورۂ حلاوت وادی ہین واصلون کے

جب تمنی پانچوین برس مین قدم رکہا تو تمہارے خاندان کے اکابر کو یہہ خیال ہوا کہ اس بچے کو اللہ کا نام پڑہا دیا جائے کہ اوسکی برکت سے اسکا ذہن اور ادراک اور عقل روشن ہوجاوے اب تمام گہر مین شادی و مسرت کے ترانے ہین کہ یہہ نیک بخت بچہ آج یا کل اپنے پروردگار کا نام پڑہیگا۔ تمام برادری کے لوگ جمع ہوئے اور اپنی استعداد کے موافق بڑے شان و شوکت سے تمہارا مکتب کیا گیا اب اس بات کو تم خیال کرلو کہ ابہی تمہاری ذات سے مان باپ کو کوئی فائدہ نہین پہونچا ہے اب ماشاء اللہ چند سال تک تمنے علم کی تحصیل کی اور ذوی فہم اور شعور مند ہوگیے پس اگر تم سعادتمندی کے ساتہہ اپنی والدین سے پیش آییے تو امید ہے کہ اللہ کو بہی تمنے ضرور پہچانا ہوگا اور اگر خدانخواستہ باشد تمنے ایسا نہین کیا تو بس گیے جان لو دونون جہان سے تم نہ ادہر کے ہوے نہ اودہر کے ہوے۔ محمد اکبر ابوالعلائی۔

مختصر حالات زندگی مسٹر تہیوڈ ور بک مرحوم

سابق پرنسپل محمدن اینگلو اورینٹل کالج علی گڈہ

مسٹر تہیوڈور بک مسٹر جوزف بک کے فرزند اکبر تہے۔ انکے باپ لندن مین کونٹی کونسل کے ممبر تہے۔ جب اونکا انتقال ہوا تو پبلک کی طرف سے انکی یادگار مین اور اون قومی خدمات کے صلہ مین جو اونہون نے خلق اللہ کے لیے کی تہین کلس اولڈ پارک مین ایک فوارہ تعمیر کیا۔ پارک ہوا کہانے والون کو جب پیاس لگتی ہے تو اس سے سیراب ہوتے ہین۔

اور وہان انکا کتبہ پڑہتے ہین۔

مسٹر جوزف بک کا لندن مین عینک سازی کا ایک کارخانہ ہے۔ اسکی ایک دوکان ۷۸۔ کانرہل مین واقعہ ہے۔ لندن مین کانرہل وہ مقام ہے جہان اشرفی بہر زمین کی قیمت ایک اشرفی ہے کیمڈن ٹون مین شیشہ بنانے کا ایک نہایت وسیع و عظیم الشان کارخانہ ہے اسکا انتظام مسٹر تہیوڈور بک کے دونون چہوٹے بہائی کرتے ہین انکے چہوٹے بہائی انسٹن ٹینس بکس کیمرہ کے موجد ہین اور اپنی دنیا مین بڑے ممتاز آدمیون مین شمار کیئے جاتے ہین۔ ولایت کے امرا اور عمائد مین بہت کم لوگ ایسے ہونگے جو اس قدیم خاندان سے واقف نہ ہون۔ کوئی ہندوستانی ایسا نہین ہے جو اسٹوک نیوگٹن کو بارٹن ہوس کی وجہ سے نہ جانتا ہو۔

لندن مین بک صاحب کا مکان ایک نہایت وسیع قطع مین واقع ہے جس مین پہیلا ہوا باغ لان ٹینس کا میدان۔ اصطبل اور اچہے میوہ دار درخت ہین جس شہر مین زمین سونے کی مول بکتی ہو ایسا مکان بڑے بڑے امرا کو بہی نصیب نہین۔

مسٹر بک کی والدہ اب تک زندہ ہین اور ہر شخص کے دل مین جوان سے واقف ہے انکا ادب و احترام پایا جاتا ہے لندن مین ہر ہندوستانی کے واسطے مسٹر بک کا مکان ایک مہمان خانہ ہے۔ اس خاندان کا مذاق تعلیم اشتیاق ترقی مسافر نوازی مصیبت مین کام آنا بلاؤن سے نجات دلوانا ربط و ملت تمام اہل ہند کو معلوم ہے۔

جب مدرسہ کی تحصیل سے مسٹر بک فارغ ہوئے تو کیمبرج یونیورسٹی مین داخل ہوئے اور ٹرنٹی کالج کے ممبر ہوئے۔ کیمبرج مین ٹرنٹی کالج سب سے عمدہ کالج ہے۔ جسقدر امرا کے بچے کیمبرج بہیجے جاتے ہین اور جنکے والدین کم سے کم پانچسو اشرفی سال فی بچہ صرف کرنا چاہتے ہین وہ زیادہ تر ٹرنٹی کالج کے طالب علم ہوتے ہین۔

مسٹر تھیوڈور بک نے ڈگری کے لیئے ریاضی کی تھی اور وہ اعلیٰ رینگلر تھے۔ لکھنؤ مین جسطرح چھتر منزل انگریزون کا کلب ہے اسیطرح کیمبرج مین تمام یونیورسٹی کی طرف سے ایک کلب ہے جسکا نام کیمبرج یونین ہے۔ یہہ مثل ایک شاہی عمارت کے عالیشان اور آراستہ اور پیراستہ ہے اس مین یونیورسٹی کی طرح ایک کتبخانہ ہے اور تمام اخبارات اس مین آتے ہین اور دیگر کھیلون کا سامان بھی اسمین مہیا رہتا ہے اور جو خطوط یونین کے نام بذریعہ ڈاک آتے ہین اُنپر ٹکٹ لگانے کی ضرورت نہین ہوتی۔ ہوس آف پارلیمنٹ کے نمونے پر اس مین مُلکی اور دیگر معاملات پر رائے زنی اور مباحثے ہوا کرتے ہین۔ یہہ یونین گویا وہ مدرسہ ہے جس مین انگلستان کے مقرر فن تقریر مین کمال حاصل کرتے ہین یونیورسٹی بھر مین جو شخص سب سے زیادہ قابل اور ہر دلعزیز اور سربرآوردہ بولنے والا ہے وہ اس کا پریسیڈنٹ مقرر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مسٹر تھیوڈور بک اس کیمبرج یونین کے پریسیڈنٹ تھے۔

بعد حصول ڈگری سر جان اسٹریچی سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کی وساطت سے مسٹر تھیوڈور بک نے مدرسۃ العلوم مسلمانان علی گڈھ کی پرنسپلی پر ہندوستان آنا منظور کیا۔ اور ۱۸۸۳ء مین جناب سید محمود صاحب کے ساتھہ ہندوستان تشریف لائے۔

جس زمانہ مین بک صاحب ہندوستان آئے ہین تو اسوقت اُنکی عمر کم مونچھین چھوٹی اور سر کے بڑے بڑے بال شانون تک لٹکتے تھے رنگ نہایت صاف چہرہ نورانی تھا اور مجسم اینگلنڈ یعنی فرشتون کی زمین کا نمونہ تھے۔

مسٹر سڈنس سے انھون نے چارج لیا اور علی گڈھ کی تعلیمی حالت مین اُنھون نے خاص طور پر جو ترقی کی اور مسلمانون کی تعلیم مین عام طور پر جو دل آویزی ظاہر کی وہ الہ آباد یونیورسٹی کی تاریخ مین ایک یادگار امر ہے اور اس کا اعتراف مختلف ویسرایون اور لفٹنٹ

گورنر دن کے خیالات و مقالات مین موجود ہے۔ بک صاحب نے مدرستہ العلوم کے کم سن طالب علمون کے ساتھہ اس چھوٹی سی دنیا یعنی بورڈنگ ہوس مین اپنے اخلاق اور نیک خیالی اور ہمدردی اور مہربانی سے جو کچھہ سلوک کیا اس کو صرف اون لوگون کا دل جانتا ہے جو اس چار دیواری کے اندر رہ چکے ہین۔

جب کوئی طالب علم کالج مین بیمار ہوتا تھا تو بک صاحب اپنی کوٹھی سے پرہیزی کھانا پکوا کر خود لاتے اور اپنے سامنے پیار اور محبت سے کھلاتے تھے۔ بیماری مین خود دلجوئی کرتے تسلی دیتے تھے اور اگر مریض کے ہمقوم مرض کی وجہ سے کبھی عار کرتے تو بک صاحب اوسکو اپنی کوٹھی مین لیجاتے اور وہان وہ اور اُنکے اعزا اوسکی تیمارداری کرتے۔ جن طالب علمون کے امور خانگی مین تبدیلی ہو جاتی بک صاحب اُنکی ہر طرح کی مدد کرتے تھے اور اپنی تنخواہ کا ایک بڑا حصہ اعانت و وظائف مین صرف کرتے تھے۔ جو طالب علم بک صاحب کی کوٹھی پر بلوا گیا وہ ہمیشہ خندان اور شادان واپس لوٹا۔ وہ جسوقت بورڈنگ ہوس مین تشریف لاتے تو ہمیشہ ہنسکر محبت سے کسی کی بیٹھہ تھپکتے کسی سے کوئی بات اور کسی کا حال پوچھتے غرض ان کو دیکھکر ہر طالب علم کے دل مین جوش محبت پیدا ہوتا تھا۔

وہ ہمیشہ طالب علمون کو اپنی کوٹھی پر بُلا کر حکام والاشان سے ملاتے اور کھیلونمین شریک کرتے اور مختلف علوم کے متعلق ان سے باتین کرتے تھے۔ جب طالب علم تعلیم ختم کر لیتا تو بک صاحب حکام ذی اقتدار سے اپنا ذاتی اثر ڈالکر اسکو اس کے میلان ورجحان کے مطابق عمدہ نوکریان دلواتے تھے۔

یہ بک صاحب ہی کی عنایت ہے کہ نمک۔ افیون۔ پولیس فوج وغیرہ محکمون مین جدہر دیکھئے ممتاز عہدون پر مسلمان نظر آتے ہین۔ اور بہت سے ہندوستانی نوجوان بینچ مین مقدمات کا فیصلہ کر رہے ہین اور اپنے پیشون مین مصروف ہین

مسلمانون اور انکی فاتح قوم مین مسٹر بک کی ذات ایک ملانیوالا دریا تھی جو ہمدردی اسوقت گورنمنٹ کو علی گڈہ کالج کے ساتھہ ہے اُسکے شکریہ کی مستحق مسٹر بک ہی کی ذات ہے۔

سرسید احمد خان کی وفات کے بعد یہ خطرہ تھا کہ علی گڈہ کالج ٹوٹ جائیگا مگر بک صاحب کی ذات اسکا باعث ہوئی کہ کالج بند نہین ہوا۔ اگر سرسید احمد خان مرحوم کے بعد کالج مین ایسی دقتین نہ پڑتین تو بک صاحب اس عنوان شباب مین انتقال نہ فرماتے۔

اس نامور انسان نے محض اس بڑے کام کے لیے جسکے لیے وہ انگلستان سے بیڑہ اُٹھا کر آیا تھا اپنی جان ویدی۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ انگریزون کی قوم کا کوئی شخص چاہے کوئی کام اپنے ذمے لے مگر وہ اس کو کس جانبازی اور عرقریزی سے کرتا ہے۔

ریلے صاحب کی بہن بک صاحب کو منسوب تھین جنسے برسون کے بعد اب صرف چند مہینے کی ایک وحشت تھی۔

مسٹر بک نے ۲ ستمبر ۱۸۹۹ء کو شملہ مین انتقال کیا۔ اِن کے جنازہ کے ہمراہ لارڈ کرزن اور لیڈی کرزن اور بہت سے معزز احباب و اصحاب تھے۔ اودہ ریویو

ادیب

ہندوستان کے اکثر باکمال حضرات نے متعدد ماہوار رسالے شایع کیے اور برابر شایع ہوتے جاتے ہین اور اپنے خیال کی وسعت کے اعتبار سے اونکو دلچسپ اور دلفریب بنانے مین بڑی قابلیت صرف کی ہے اور اس مین کلام نہین کہ اونکی کوششین بکار آمد اور قابل ستایش ہین۔ مگر "ادیب" کچھہ عجب ہی شان سے نکل رہا ہے۔ اسکی ظاہری صورت یعنی کتابت۔ چھپائی، صحت اور کاغذ کی عمدگی کچھہ

ایسی نظر فریب حالت پیدا کر رہی ہے کہ ناظرین کی نگاہین اوسکے صفحون سے جدا نہین ہونا چاہتین۔

مضامین کی خوبی۔ اور اعلی انشا پردازی اُردو زبان کی مردہ لاش مین ایک نئی روح پھونک رہی ہے۔ اور اپنی ہر ادا سے امید دلا رہی ہے کہ یہہ زبان بھی سائینس مین اپنا منصب لیگی۔ اور ترقی یافتہ زبانون کے ہم پہلو جا بیٹھے گی۔

گل و بلبل۔ ہجر و وصل حسن و عشق۔ وفا و جفا۔ معشوقون کا سراپا لکھنا اُردو زبان کو مفید اور کارآمد نہین بنا سکتا تا وقتیکہ سائینس اور مختلف علوم و فنون کی مطالب پورے طور سے ادا نہ کیے جائین۔ ہمارے نوجوان اور لایق ایڈیٹر سید اکبر علی صاحب کے خیالات اور اونکے وعدے جو اس رسالہ مین شایع ہو رہے ہین اون سے ہر ذی فہم قیاس کر سکتا ہے کہ کچھہ دنون مین یہہ رسالہ کس درجہ ترقی پر پہونچے گا اور ملک و قوم کے لیے کیسا کارآمد علمی ذخیرہ جمع کردیگا۔

اس رسالہ کی مجموعی حالت کو اگر بنظر نکتہ چینی بھی دیکھیے تو کوئی عیب نہین ملتا۔ اور اگر کسی باریک بین کو دکھائی دے تو مین یہی کہونگا کہ وہ عیب نہین ہے بلکہ مصحف عارض کا "خال" ہے۔

مضامین کو پڑہنا اور اوس سے حظ اوٹھانا تو در کنار ٹائیٹل پیج کی فہرست اس کی خوبیون کا ڈنکا بجا رہی ہے۔ شہرت عام اور قبولیت خاص کے گلدستے اوس پر نثار ہو رہے ہین۔

باعتبار مختلف مذاق کے اگر اس رسالہ کو دیکھیے تو اوس مین ہر قسم کی دلفریبیان موجود ہین۔ اور ہر رنگ کی طبعتین اسکی دلکش اداؤن پر شیفتگی کا اظہار کر رہی ہین۔ نثر و نظم تاریخی حالات۔ مشاہیر زمانہ کی سوانح عمری۔ سائنس۔ حرفت و صنعت۔ واقعات

مذہب۔ سب کچھہ اس کے صفحون مین بھرے پڑے ہین۔ گو اسکے لٹریچر مین شاعرانہ شوخی۔ اور انشائی مبالغہ۔ استعارات و تشبیہ نہین ہے مگر اس کی سلیس اور سادہ عبارت کا آغوش۔ محاورات۔ الفاظ کی شوکت۔ فصاحت و بلاغت سے خالی نہین ہے اور اسکی سادہ اور صاف عبارت زبان حال سے یہہ شعر پڑہ رہی ہے ؎

تکلف سے بری ہی حسن ذاتی	قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہے

مولانا اشہری شمس العلما مولوی محمد ذکاء اللہ خان صاحب کے جادو نگار قلم کی گل کاریون نے یون تو تمام ہندوستان کو رشک گلزار ارم بنا رکھا ہے مگر اس پرچہ مین بالتخصیص اونکی قلم کے نقش و نگار نے گلستان و بوستان کا عالم پیدا کر دیا ہے ان باکمال حضرات کی انشا پردازی۔ شوکت الفاظ۔ عبارت کی شستگی۔ محاورات کی صفائی۔ استعارات کی لطافت نے ہندوستان مین اپنا خاص رنگ جما دیا ہے اور قبولیت عام کی سندین حاصل کر لی ہین۔ انکی تحریرین جس پرچہ مین ہون اوسے کون مفید عام اور کار آمد نہ کہے گا۔

ان خوبیون پر نظر ڈالنے کے بعد اگر سالانہ قیمت ؏ ملاحظہ فرمائے تو یہہ کہنا بجا ہے کہ ایسا دُر نایاب کوڑیون کے مول بک رہا ہے۔ ہر پرچہ جو پبلک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور جس کو اوسکا مہتمم خون جگر کھا کھا کے مرتب کرتا ہے اوس کی اشاعت اور قیام ملک و قوم کی فیاضی اور قدر دانی پر منحصر ہے۔ "و ادیب" کی اشاعت مین اگر پبلک مدد نہ دے یا اوسکی قدر نہ کرے تو ہمارے خیال مین ملک و قوم پر ظلم کرنا اور ترقی کے دروازہ کو بند کر دینا ہے۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہین کہ ادیب ہمیشہ پھولتا پھلتا رہے اور پبلک کو خدا اسکی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے فقط (محمد یٰسین شفق از گورکھپور)

مفید و دلچسپ معلومات

شہر لندن میں ۷ ۳ لاکھ آدمی ایسے رہتے ہین جو کوئی خانگی ملازم نہیں رکھتے صرف ۵ لاکھ آدمیوں میں سے نصف کے تو ایک ایک اور باقی نصف کے دو دو نوکر ہین لندن کی کل آبادی مین سے صرف دو فیصدی ایسی اشخاص ہین جن کی تین یا زیادہ نوکر ہین۔

جاپان مین شاہی خاندان کا شجرہ نسب ۱۲۱ پشت کا موجود ہے اول بادشاہ کو تخت پر بیٹھے ہوئے ۲۵۰۰ سال ہوئے شہنشاہ میکڈو اول شاہ جاپان کا ایک جدی وارث ہے۔

زار روس کی آمدنی فی گھنٹہ ۲۵۰ پونڈ ہے سلطان المعظم کی ۷۰۰ پونڈ۔ شہنشاہ آسٹریا کی ۱۰۰ پونڈ قیصر جرمنی کی ۹۰ پونڈ۔ شاہ اٹلی کی ۶۶ پونڈ۔ ملکہ معظمہ کی ۶۶ پونڈ پریسیڈنٹ فرانس کی ۵۰ پونڈ۔ شاہ بلجیم کی ۱۳ پونڈ۔ اور پریسیڈنٹ امریکہ ڈیڑہ پونڈ۔

بینک آف انگلینڈ مین ہر ہفتہ ۳ لاکھ پچاس ہزار پرانے نوٹ جلائے جاتے ہین اور اُتنے ہی نئے نوٹ بنتے ہین۔

امریکہ سے انگلینڈ تک تار خبر ۳ سکینڈ مین آتی ہے۔

ملکہ سیام کے برابر تمام دنیا مین کسی عورت کا پاؤن چھوٹا نہین ہے انکا بوٹ صرف ۲½ انچہ کا ہے۔

اوسط درجہ کی ویل مچھلی کی ہڈیان ۲۵ ٹن وزنی ہوتی ہین۔

وائینا مین کوئی شادی شدہ آدمی بلا رضامندی بیوی اور بچون کے غبارہ مین پرواز نہین کرسکتا۔

ایجاد و اختراع صنعت و حرفت وغیرہ

آسٹریلیا مین ریل گاڑیون کے دروازہ بند کرنیکا آلہ ایجاد ہوا ہے جس سے گارڈ صرف اپنی گاڑی کا ہنڈل موڑکر ٹرین کے کل دروازے بند کرسکتا ہے۔

ملک مذکور مین ایک اور طریقہ ایسا ایجاد ہوا ہے کہ کتنی تیز ریل چلتی ہو فوراً ٹھہر جاوی اور ایک مسافر بہ آسانی ٹھیرا سکے۔

بویریا مین ہر سال ڈہائی کروڑ پنسل بنائی جاتی ہے۔

سینٹرل جیل بہاگلپور سے حسب الحکم گورنمنٹ ۳ بڑے قالین نمایش پیرس کے کے لئے روانہ کیے گیے۔

بنارس سے زردوزی کام کے چند بافندے نمایش پیرس مین جائین گے۔ یہ ہنر بہی ہندوستان سے مٹ جائیگا۔

علمی نوٹس وغیرہ

مسٹر کپلنگ مشہور شاعر و ناولسٹ جسکو لارڈ کا خطاب ملنے والا ہے پہلے ہندوستان مین اخبار پایونیر الہ آباد کا سب ایڈیٹر تہا۔ اب اخبار والے اوسکی نظمون کی قیمت اشرفی شعر تک

دیتے ہین - یہہ ہے علمی قدردانی!

ملک سوئٹزرلینڈ مین دستور ہے کہ اگر کوئی طالب علم بیماری کا بہانہ کر کے اسکول نہ جاے تو مدرسہ کا مہتمم اس کے گھر ڈاکٹر کو تشخیص مرض کے لیے بھیجتا ہے عند التشخیص اگر لڑکیکا فریب ثابت ہوا اور وہ بیمار نہ پایا گیا تو ڈاکٹر کی فیس لڑکے کے والدین کو دینی پڑتی ہے۔

ٹرکی مین اعلیٰ تعلیم یافتہ آفیسر ۴۰ ہزار ہین۔

ہندو کالج بنارس مین ولایت سے ایک اور پروفیسر بلا تنخواہ کام کرنے آئے

نواب بیگم صاحبہ مرشد آباد نے تعلیم نسوان کے مضامین پر دو انعام ۴۰ - اور ۲۰ اشرفیون کے مشتہر فرماے ہین - مضامین اجلاس ایجوکیشنل کانفرنس کلکتہ مین پیش ہو کر اونکی نسبت فیصلہ ہوگا۔

شیراز مین خواجہ حافظ کی قبر پر کوئی قبہ نہ تھا کچھ عرصہ ہوا کہ ایک دولتمند گبر نے منت مانی کہ اگر اوسکی مراد پوری ہوجاوے گی تو وہ ایک عالیشان قبہ حافظ کی قبر پر تیار کریگا جو ایک کھلے میدان مین ایک آہنی کٹہرہ سے گھری ہوئی بالکل زمین کے ہموار ہے اب اوسکی آرزو پوری ہوگئی اور اوسنے اپنے وعدہ کے موافق عالمون سے قبہ بنانے کی اجازت طلب کی - دو تین مجتہدون نے فتویٰ دیدیا - اور اوس نے کئی ہزار طومان کا مصالحہ وغیرہ جمع کر کے کام شروع کر دیا لیکن سید علی اکبر مجتہد نے لوگونکو لیجا کر عمارت کو خراب کر دیا - مگر اخبار جامع العلوم مین

سید رضی حسن صاحب سیتاپوری نے اس خبر کی تردید مین ایک مضمون چھپوایا ہے خدا کرے وہ صحیح ہو۔

یادگاری واقعات

اس مہینے کے واقعات جہان تک کہ ہندوستان سے متعلق ہین چندان اہمیت نہین رکھتے البتہ بیرونی تعلقات مین جنوبی افریقہ کی جنگ جو ۱۱ تاریخ کو شروع ہوئی اور بتدریج ترقی پکڑتی جاتی ہے تاریخ عالم مین ایک یادگار واقعہ رہیگی لیکن اوسکے تفصیلی حالات اخبارات مین چھپ رہے ہین اور اس علمی رسالہ کے اغراض سے خارج ہین۔

عام طور پر اس مہینہ مین وباے طاعون کا زور کم رہا قحط کے شدائد صرف بعض حصص پنجاب بمبئی وراجپوتانہ مین محدود ہین۔ برٹش اضلاع مین مقامی ضرورتون کے لحاظ سے گورمنٹ نے اپنی رعایا کی پرورش کے لیے نہایت فیاضی سے خاص انتظامات کیے۔

حضور ویسراے کشور ہند نے دورہ مین روانگی سے پیشتر بخیال حفظ ماتقدم خود اپنے اور اپنے تمام ہمراہی اسٹاف کے ہافکن کا ٹیکہ لگوایا۔

نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے کپورتہلہ کے جلسہ دعوت مین مہاراجہ صاحب کے انتظام ریاست کی بڑی تعریف کی۔

بمبئی کے ایک مسلمان تاجر حاجی محمد سلیمان نے بڑی فیاضی سے ڈیڑہ لاکھہ روپیہ اپنے قصبہ مین پانی کا نل جاری کرنے کے لیے دیا۔

علی العموم یہہ مہینہ ہندوستان مین بخیر و خوبی گذرا فقط ایڈیٹر

ریویو

التحفۃ الاحباب فی لطف الشباب۔ یہہ ایک طبی رسالہ ہے جسکی علت غائی اُس کے

نام کے جزو ثانی سے ظاہر ہے۔ اسکے مولف حکیم محمد صدرالدین خان صاحب تلمیذ جالینوس زمان بقراط دوران المخاطب بہ حاذق الملک جناب حکیم ابوسعید محمد عبدالمجید خان صاحب دہلوی ہین جنکو راجپوتانہ کی مشہور ریاست جیپور سے قدیم موروثی تعلق بہ نسبت طبابت کیوجہ سے حاصل ہے اوراسی سبب سے یہہ تالیف مہاراجہ دہراج سری سوائی مادہو سنگہہ جی بہادر والی ریاست کے نام نامی سے معنون ہے۔ لائق مصنف نے اس رسالہ کو ۹ ابواب پر منقسم کیا ہے جن مین تدابیر بقاء نسل انسان و معالجات و نسخہ جات مایوسان درج ہین ضمناً غذا کے معدہ مین پہونچنے کے بعد مختلف اشکال کیلوس و کیموس وغیرہ مین منتقل ہونا اور اعضاے جسمانی کی قوت جاذبہ و ماسکہ و ہاضمہ و دافعہ وغیرہ کا اپنا اپنا کام دینا بڑی خوبی سے سلیس فارسی مین بیان کیا ہے ضخامت ۳ جز قیمت ۴ مقرر ہے۔ مولف سے محلہ فراش خانہ دہلی کے پتہ سے مل سکتا ہے۔ ایڈیٹر

۲۔ اصول صحت

یہہ بے نظیر رسالہ ڈاکٹر کنگہم صاحب کی سینٹری پرائمر کا اُردو خلاصہ بطور سوال وجواب کے ہے۔ جو امتحان مڈل کے نصاب مین داخل ہے۔ اسکے مولف مولوی خواجہ غلام الثقلین صاحب بی۔ اے۔ ال ال۔ بی۔ انسپکٹر سررشتہ تعلیمات دولت آصفیہ صوبہ گلبرگہ ہین جنکے اعلیٰ مضامین ملک کے مشہور اخبارات ورسائل مین اکثر شایع ہوتی رہتی ہین۔ خواجہ صاحب نے بڑی عرق ریزی سے رسالہ حفظ صحت کا لب لباب بطور سوال وجواب کے نہایت سلیس و عام فہم اُردو مین قلمبند کیا ہے۔ جو امیدواران امتحان مڈل کے لئے ازبس مفید و کارآمد ہے ضمیمہ مین ۱۷ سالہ (۱۸۸۲ء لغایت ۱۸۹۹ء) سوالات امتحان مڈل درج ہین جن سے طلبہ کو بڑی مدد ملیگی۔ کاغذ ولایتی لکھائی چھپائی اعلیٰ

درجہ کی اور ضخامت قریب دو جُزکے ہے قیمت با وجود ان سب خوبیونکی صرف ڈیڑہ آنہ مقرر ہی ایڈیٹر

۳- بہول بہلیان

یہ انگلستان کے مشہور شاعر شکسپیر کی کامیڈی اف ایررس کا ترجمہ سلیس اُردو مین منشی فیروز شاہ خان صاحب رامپوری نے باعانت بابو سیتل پرشاد کیا ہے نفس قصہ کی نسبت تو زیادہ لکہنا فضول ہے کیونکہ وہ ایسے نقاش فطرۃ انسانی کی جودت طبع کا نمونہ ہے جسکی تصنیفات اہل یورپ کی زندگی کا جُزلاینفک ہوگئی ہین۔ لیکن یہ ظاہر کرنا ضرور ہے کہ مترجم نے جس عمدگی سے اس قصہ کو اپنی زبان مین لیا ہے اُس سے ہرگز یہہ نہین معلوم ہوتا کہ یہہ ترجمہ ہے یا اوریجنل قصہ۔ یہہ کتاب مراد آباد کے مشہور اخبار نیر اعظم کے سلسلہ کتب مطبوعہ مین داخل ہے ۲ر قیمت پر مولوی محمد امجد علی صاحب مالک اخبار موصوف سے مل سکتی ہے۔ ایڈیٹر

۴- علی کی ستوار

یہہ ڈیڑہ جز کا رسالہ بہی سلسلہ کتب اخبار نیر اعظم مذکورہ بالا شایع ہوا ہی جو دراصل ایک نقل فیصلہ مقدمہ دیوانی عدالت منصفی مراد آباد کی جسمین یہ بحث بڑی دلچسپی اور تحقیق کی ساتہہ کیگئی ہے کہ ایک خاص فقرہ مندرجہ اخبار رہبر مراد آباد داخل فحش تہا یا نہین ''اور فحش'' کی تعریف کیا ہی اکثر مستند اہل زبان کی شہادت بہی لیگئی ہی اور فیصلہ نہایت مدلل لکہا گیا ہی جن صاحبونکو ایسی مضامین سی دلچسپی ہو ایک آنہ قیمت بہیجکر نیر اعظم ایجنسی مراد آباد سے منگالین۔ ایڈیٹر

۵- اردو لٹر رائٹر یعنی نامہ نگار

یہ اُردو انشا ہمارے عنایت فرما منشی راجہ پرشاد صاحب بہار گو۔ ایڈیٹر و پروپرائٹر اخبار تفریح لکہنؤ۔ و رسالہ ''اودہ ریویو'' کی تازہ تصنیفات سی ہی جسمین ہر قسم کی ضروری خطوط اور دستاویزات کے نمونے نامہ نگاری کی قواعد اور دیگر مفید امور درج ہین زبان نہایت سلیس و شستہ کتاب طلبہ کی لئی مفید و کارآمد ہی ضخامت ساڑہی چار جزء لکہائی چہپائی بہی اچہی ہی قیمت کی صراحت نہین کی گئی لیکن شاید کسی اشتہار مین درج ہو تہی شایقین مصنف سی یا مطبع منشی نولکشور واقع لکہنؤ سے طلب کر سکتے ہین۔ ایڈیٹر

مطبع مفید عام آگرہ

کا

دیگر مطابع سے موازنہ

ایک صاحب نے مطبع مفید عام آگرہ اور حیدر آباد کا موازنہ اپنی عمدہ اور دلچسپ تحریر مین فرمایا تہا جسکو ہمنے بصد شکریہ اخبار مفید عام مطبوعہ ۱۵ ستمبر اکتوبر مین درج کیا تہا اب ہمارے معزز دوست مولانا جناب محمد عبد الجبار خان صاحب سر رشتہ دار دفتر پیشی سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے مطبع مفید عام آگرہ کا دیگر مطابع سے موازنہ فرمایا ہے چنانچہ ہم اون کے الطافنامہ کی عبارت بجنسہ بصد شکریہ ہدیہ ناظرین کے لیے درج ذیل کرتے ہین وہو ہذا

کل کے دن ایک اور عنایت نامہ پہونچا جسکے ہمراہ حیدر آباد کے مطابع اور مطبع مفید عام کی حسن کارگزاری کے موازنہ کا ایک دلچسپ مضمون ہے حضرت یہ مضمون آپ کے نامی مطبع کی تعریف کیلئے ہزار حصونمین ایک حصہ بہی نہین ہی ماشاء اللہ آپکے نامی مطبع نے جو کچہہ ترقی کی ہی بخدا یہ ترقی ہندستان کسی مطبع کو نصیب نہین ہوئی اگر ہزار مطبع فرض کیے جائین اور ہر ایک مطبع کی خاص خاص کتاب جو کمال اہتمام اور حسن انتظام سی چہاپی ہوئی ہو مقابلہ کے واسطے باہم سب رکہی جائین اور آپکی گرامی مطبع کی معمولی چہپی ہوئی کتاب بہی اونکے مقابل لائی جائی تو دیکہنے والون کی نگاہ کو اول آپ ہی کی مطبع کی کتاب فریفتہ بنائیگی آپکے مطبع کی کتابت کی جو خاص شان ہی گو اوسکا تتبع بعض اہل ہند نے کیا ہی مگر عجب کیفیت ہے کہ جب کوئی کتاب غیر مطبع کی دیکہی جاتی ہی کیسی بہتر اور نفیس چہپی ہوئی کیون نہو مگر مفید عام مطبع کی کتاب کی خاص شان اُس شان سے پیدا نہین ہوسکتی یہ خاص قبول جناب باری نے مفید عام آگرہ کی حصہ مین عطا کیا ہی آپ اسکا شکر ادا نہین فرما سکتے اگر آپ خود غور فرماوینگے تو اس بات کا تعجب خود آپ کو ہوگا کہ یہ شان خداداد شان ہے دوسری کا حصہ نہین خط کی جو خاص روش مطبع مفید عام مین ہی گو دنیا مین زیادہ خوشنویس او بہی ہون مگر

مطبع مفید عام آگرہ کی تعریف مین خط نواب محسن الملک مولانا سید مہدی علیخان بہادر منیر نواز جنگ سکرٹری مدرسۃ العلوم علی گڈہ۔

مکرمی منشی قادر علیخان صاحب صوفی
بجٹ کے نقشے جیسے عمدہ اور جلد چہاپ کر آپنے بہیجدیے اسکا مین نہایت دل سے شکر ادا کرتا ہون ... مگر سواے آپ کے مطبع کے کوئی دوسرا یہ کام کر بہی نہین سکتا تہا
دستخط محسن الملک

کتابت کی حیثیت عجیب دلچسپ ہے پھر اوسپر سیاہی کی نموداری اور پتھر کی اصلاح اس درجہ ہیکہ کوئی حرف بالنہیں
دیسکتا آپکے یہان پریس مین بھی ید طولیٰ رکھتے ہین کہ کاپی کو اس انداز سے جماتے ہین گویا پتھراون کا پیوند
کیواسطے آئینہ بنجاتا ہے اور حرف کاپی کا عکس بلاتکلف ایسا اوٹھہ آتا ہے کہ اصلی حروف کے نقشہ مین کسی
طرح کا تغیر نہین آتا دکن مین تو اہل مطابع سب مانے ہوئے ہین کہ آج روی زمین پر مفید عام کا سا اہتمام
کسی کے قبضہ سعی مین نہین ہے آپ کے بعض معاصرین کی مطابع مین اگر کوئی کتاب اچھی چھپی ہے تو آپ ہی
کے مطبع کی تقلید سی چھپی ہے۔ موجد کا مرتبہ مقلد سے ہزارون درجہ بڑہا ہوتا ہے جب مقلد کسی اعلیٰ درجہ کے کام
کو تقلید کے ساتھہ انجام دیتا ہے اور اوسکے نزدیک اوسکا کام اولیت کا شاہد نظر آتا ہے اور وہ موجد
کے کام کے ساتھہ اپنے کام کا مقابلہ کرتا ہے تو منصف لوگ اوسکے کام کی تحسین کرنے مین رطب اللسان
ہوتے ہین لیکن چونکہ موجد کی شان جلالت جو قدرتی طور پر سب کے دلون مین ہوتی ہے وہ اوسکی تعریف کرنے کی بعد
یہی کہتے ہین الفضل للمتقدم ابھی تک تو آپ کی نامی مطبع سے کوئی مطبع نہین بڑہا اور نہ مساوی مانا گیا
بالفرض دنیا کے اولوالعزم لوگ اگر کمرہمت باندہین اور آپ کی قدم بقدم مطبع کی روش پر چلین اسکے بعد بھی انکو
ترقی ایسی نہوگی کہ کوئی آپ کی مطبع پر انکو ترجیح دے سکے اسلیے کہ آپ کی مطبع کو جو شرف تقدم حاصل ہوا
ہے سب مطبع اوس کے ذلہ ربا کہلاے جائینگے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو آپ دوسرے مطابع
کے ہادی ہین مگر افسوس ہے اہل دنیا دنیا کی ترقی کو تو دوست رکھتے ہین مگر جن ذرایع سے آپ نے ترقی فرمائی
ہے اوسکی جانب بالکلیہ توجہ نہین کرتے جس سے وہ آپ کی خاص پیرو سمجھے جاتے بلکہ مثل آپکے مسلم
مانے جاتے وہ ذرایع کام کی خوبی اور اہل معاملات کے ساتھہ حسن سلوک اور اہل کار کے ساتھہ
حسن مراعات اور وعدہ کی سچائی ہے اور ان تمام امور مین آپ کو اپنی اغراض کی جانب نہایت درجہ کم توجہ
ہے تاوقتیکہ آپکی طرح کوئی اپنی نیکنامی کا بیڑا نہ اوٹھاے اور اپنی روش پر پوری طور سے پابند نہ ہے
مطابع کو ایسی ترقی جیسی مطبع مفید عام کو ہوئی ہے ہرگز نہین ہو سکتی فقط دستخط محمد عبد الجبار خان
المرقوم ۱۸ رجب المرجب ۱۳۱۷ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۸۹۹ء

۱۸ دسمبر ۱۸۹۹ء
وقت شب ایضاً
مکرمی منشی قادر علیخان صاحب
آپکے بھیجے ہوئے
کاغذ پہونچے۔ نہایت
عمدہ اور صاف چھپے
ہوئے ہین اور ٹھیک
وقت پر پہونچے۔
آفرین ہے تمپر اور تمہارے
مطبع پر مین نہایت
شکرگذار ہوا اور
ٹھیک وقت پر
سب کاغذات
پہونچ گیے۔ فقط
دستخط
محسن الملک
۲۲- دسمبر
۱۸۹۹ء"

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۱۱ — بابت ماہ نومبر ۱۸۹۹ء — جلد ۱

فہرست مضامین

زیر اڈیٹری سید اکبر علی اکبر آبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپکر

مقام فیروز آباد ضلع آگرہ سے شایع ہوا

قیمت مع محصولڈاک عام شایقین سے ۲ روپیہ اور اسی سے [illegible] والیان ملک سے [illegible]

ادیب کی نسبت تازہ ترین رائے
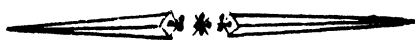
عالیجناب نواب محسن الملک بہادر، شمس العلما مولوی حافظ نذیر احمد صاحب اور مولانا حالی کی قیمتی رائین تو ناظرین **ادیب** پہلے ملاحظہ فرما چکے ہین صرف شمس العلما مولانا **شبلی** صاحب کی رائے کی کمی تھی الحمد للہ کہ وہ بھی اب پوری ہو گئی۔ قدر دانانِ **ادیب** کے لیے بڑی مسرت اور **ادیب** کیلئے بڑے فخر کی بات ہے کہ ان چارون معزز مفتخران قوم و مستند اُدبا و فضلا نے ہماری محنت کی داد دی جس سے ہماری ہمت و حوصلہ کو بیحد بڑھا دیا۔

مولانا موصوف کے الفاظ یہ ہین۔

"مین موجودہ رسالون مین **ادیب** کو سب سے افضل سمجھتا ہون"

ہم انشاء اللہ تعالیٰ حتی الامکان **ادیب** کو ان قابل قدر الفاظ کا شایان ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہین گے السعی منی والا تمام من اللہ تعالیٰ۔ ایڈیٹر

شکریہ معاونین

اس مہینہ مین جن قدردان اصحاب نے خریداران مندرجہ ذیل بہم پہونچائے اون کے نام نامی شکریہ کے ساتھ درج کیے جاتے ہین۔

معرفت مولوی قاضی محمد عبد الفتاح صاحب قانون گو ضلع بستی

۱- مولوی سید حسن رضا صاحب گرد آور قانونگو تحصیل ڈومریا گنج ضلع بستی۔

۲- مولوی محمد حبیب اللہ خان صاحب سپروائزر قانونگو مہداول ضلع بستی۔

معرفت جناب حکیم حاذق صاحب لکھنوی۔

۱- مولوی محمد شجاع الدین صاحب کورٹ انسپکٹر سیتاپور۔

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

جلد ۱ | بابت ماہ نومبر ۱۸۹۹ء | نمبر ۱۱

باب اوّل

اعمال جیالوجی جو فی زمانناجاری ہین

فصل اوّل

کرۂ ارض کی ہیئت مجموعی

کرۂ زمین کی پیمایش بہی کی گئی ہے اور اوسکا وزن دریافت کرلیا گیا ہے اور پیمایش سے اوسکی شکل اور وسعت سب معین ہوچکی ہین۔

کرۂ زمین کی شکل اور اوسکا اندازہ اگرچہ عام استعمال مین زمین کی شکل کو کرہ کہتے ہین لیکن اوسکی شکل حقیقی شبہ کرہ ہے جو قطبین کیجانب کسی قدر محدّب ہے یعنی دبا ہوا ہے اور خطِ استوا پر کسی قدر اوسکی شکل مین اوبھار ہے یا یون کہئے کہ اوسکا محور جو قطبین مین سے ہوکر گذرتا ہے اوسکے اوس قطر سے چھوٹا ہے جو خطِ استوا کے ایک نقطہ سے نکلکر مرکز ارض مین سے ہوکر دوسری جانب کو پہونچتا ہے۔ حساب سے دریافت ہوا ہے کہ زمین کے قطر محوری کا طول (۷۸۹۹) سات ہزار آٹھ سو ننانوے میل ہے اور قطر استوائی اوسکا (۷۹۲۵½) سات ہزار نو سو ساڑہے پچیس میل انگریزی ہے۔ بعبارۂ اُخری قطر محوری

قطر استوائی سے کوئی ساڑھے چھبیس میل چھوٹا ہے۔

شکل (۱) مین م مرکز کرہ ہے اور خط ق ق قطر محوری یا قطبی ہے جس پر کرۂ ارض گھومتا ہے اور خط ا ا اوسکا قطر استوائی ہے۔ اگر زمین کرۂ حقیقی ہوتی تو کوئی تفاوت ان دونون قطرون کے طول مین نہوتا۔ لیکن ثابت ہوا ہے کہ ان دونون قطرون کے طول مین ساڑھے چھبیس میل کا فرق ہے یعنی خط ا ا بقدر (۱۳½) سوا تیرا میل کے ہر طرف سے خط ق ق سے بڑا ہے اور اگر ہم خط ق ق کو م مرکز پر گردش دین تو خط ا ا کے دونون طرف اندر کی جانب ایک ہلالی شکل پیدا ہوگی جو اوس برآمدگی کو ظاہر کریگی جو خط استوا پر ہے اور اس گردش مین خط ق ق نقاط ا ا تک نہین پہونچیگا بلکہ اون نقطون تک پہونچیگا جنکو ہمنے و و سے شکل (۱) مین دکھلایا ہے اور یہ فاصلہ ا و ا و ان قطرون کا تفاوت ہے جو ہر دو جانب واقع ہوتا ہے اور یہی مقدار اوس برآمدگی کی ہے جو خط استوا پر پائی جاتی ہے۔ نقشہ مین ہمنے اس برآمدگی کو بہت کچھہ بڑھا کر دکھلایا ہے تاکہ مطلب آسانی سے مفہوم ہو ورنہ اگر پیمانہ سے نقشہ کھینچکر دکھلایا جاتا تو یہ تفاوت نظر بھی نہ آتا۔ خط ق ق تین انچ سے بہت کم بڑھا ہوا ہے اور یہ خط فی انچ دو ہزار چھہ سو میل کے پیمانہ پر ہے جس سے (۷۸۹۹) میل ظاہر ہوتے ہین۔ خط ق ق کے اندر کی جانب ایک فاصلہ ۱/۱۰ انچ کا لیا گیا ہے اور مرکز م سے ایک دوسرا دائرہ اندر کو بنایا گیا ہے پس یہ فاصلہ یعنی ایک انچ کا دسوان حصہ گویا پیمانہ سے (۲۶۰) میل کو ظاہر کرے گا۔ اور اس فاصلہ کا دسوان حصہ (۲۶) میل کو بتلائے گا اور پھر اس دسوین حصہ کا نصف (۱۳) میل کو ظاہر کرے گا جو مطلوب ہے لہذا فاصلہ مین نقاط ا و و نصف ۱/۲۰ یعنی بیسوان حصہ اوس فاصلہ کا ہوگا جو ق اور دایرہ اندرونی کے درمیان واقع ہے اور اس بیسوین حصہ کی موٹائی نقشہ پر از روی پیمانہ ایک موہوم خط سے زیادہ نہوگی۔

شکل (۱) تراش کرۂ ارض
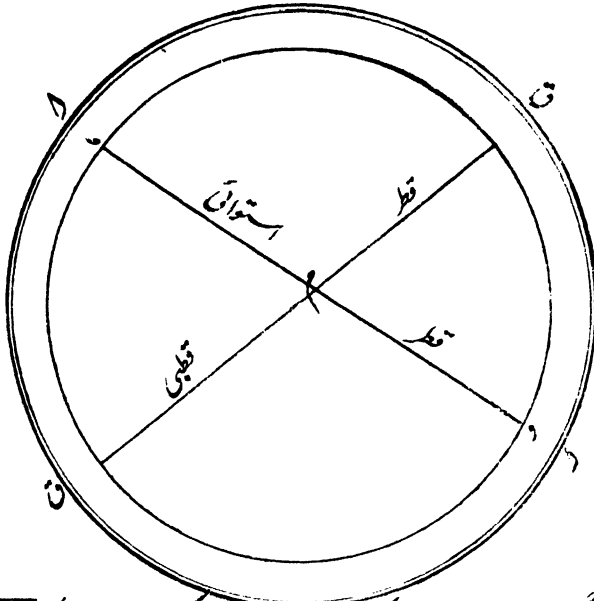
اب اگر ہم بیرونی خط ا ق ا ق کو شکل حقیقی کرہ زمین کی سمجھین اور دایرہ ق و ق و کو سطح اوس کرہ کی خیال کرین جو محور ارض پر بنایا گیا ہے تو یہ دایرہ صرف قطبین پر دایرہ خارجی سے تطابق کریگا لیکن قطب کی جانب سے اُترتے اُترتے خط استوا پر بقدر سوا تیرا میل کے نیچے ہو جائیگا۔ سوا تیرا میل کے (۶۹۹۶۰) فیٹ ہوتے ہین۔ یا یون کہئے کہ تقریباً (۷۰۰۰۰) فیٹ۔ پس کرہ زمین کے خط استوا کے قریب کوئی ستر ہزار فیٹ برآمدگی ہوگی۔

یہ تو ظاہر ہے کہ سمندر کی تلی کہین بھی اتنی گہری نہین ہے اور اوسکی گہرائی اسی برآمدگی کی سطح پر ہی واقع ہے اور کرہ فرضی اندرونی کے قریب بغیر قطب کے حوالی و جوانب کے اور کہین نہین پہونچتی ہے اور سمندر کی تلی قطب کے نزدیک ویسی گہری ہی نہین جیسی کہ خط استوا کے قریب ہے۔ اس برآمدگی کو ایسا خیال کرنا چاہیئے کہ گویا ایک پہاڑ ہے جسکی بلندی

ستر ہزار فیٹ ہے اور اوسکا ارتفاع قطبین کی جانب تدریجاً گھٹتا جاتا ہے یہانتک
کہ قطب شمال وجنوب کو پہونچنے تک بالکل صفر ہو جاتا ہے۔ اگر ہم کرۂ زمین کے بلند
ترین پہاڑون کو دیکھین تو اونکا ارتفاع بہ نسبت اس برآمدگی کے بہت ہی کم ہے۔ جب
بڑے پہاڑون کے ارتفاع کا یہ حال ہو تو سطح زمین کی ناہمواریان کس حساب مین ہین
اور قلۂ ایورسٹ جو دنیا کے بلند ترین پہاڑ ہمالیہ کی چوٹی ہے صرف (اونتیس ہزار فیٹ
بلند ہو تو دوسرے پہاڑ جو ہمالیہ سے کمین کمتر ہین مثل رائی کے دانون کے ہین جو رنگتر سے
پردہرے جائین۔ پلاٹو یعنی میدان بھی چندان وسیع نہین مثلاً تبت کا میدان جو طول
مین چار سو سے چھ سو میل تک ہے ارتفاع مین گیارہ ہزار سے پندرہ ہزار فیٹ تک سطح
دریا سے اونچا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ ناہمواریان اور بلندی و پستی جو سطح زمین پر دکھی
جاتی ہین بمقابلہ اوس برآمدگی کے جو خط استوا پر ہے بہت ہی قلیل اور حقیر ہے۔ اور اگرچہ
اس برآمدگی کو کرۂ زمین کے جسم کے ساتھ کوئی نسبت نہین لیکن بڑے بڑے نتائج
اس سے منتج ہوتے ہین۔ پہلا نتیجہ محور ارض کی استقامت ہے۔ جبسے کہ یہ کرۂ اس
شکل پر متشکل ہوا ہے کسی ایسی قوت کو تصور نہین کرسکتے ہین جو کرۂ ارض کو کسی اور محور پر
گردش دینے کی قدرت رکھتی ہو یا ایسی قوت یا طاقت جو کرۂ زمین پر ایسا اثر پیدا کرے
جس سے اوسکا کوئی اور قطر اس قدر کوتاہ ہو جاوے جو محور حالیہ سے بھی گھٹا ہوا ہو۔
دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ کرۂ زمین کی موجودہ شکل وہیئت وہی ہے جو ابتدا مین تھی۔ یعنی
جیسا کہ قیاس کیا گیا ہے کہ کرۂ زمین کا مادہ ابتداً گلا ہوا یا مثل خمیر کے لزج تھا اور اس
گردش کی وجہ سے جو اوس وقت سے اوسکو حاصل ہے ممکن نہ تھا کہ سوائے اس
شکل کے وہ کوئی اور شکل پیدا کرسکتی۔ اگر خمیر یا کسی لزج مذاب مادہ کا ایک گیند یا گولا
لیکر اوسمین ایک تار یا تاگا پیرو دئین اور اوسکو گھمائین تو ظاہر ہوگا کہ جس قدر سرعت سیر اس

گردش کی زیادہ ہوگی اوسیقدر برآمدگی بہی اوس نقطہ پر زیادہ ہوگی جو محور سے دور تر ہے یہانتک کہ اون اجزا کے اوس بڑہے ہوئے فاصلہ سے اور اوس مسافت سے جو اون اجزا نے ہر گردش مین طے کیا ہے ایک قسم کا تعادل قوۃ طرد مرکزی و قوۃ جذب مرکزی مین پیدا ہو جائیگا - قوۃ طرد مرکزی کو قوۃ نافرہ بہی کہتے ہین - یہ برآمدگی جو کرۂ زمین کے خطِ استوا پر نظر آتی ہے ثابت کرتی ہے کہ یہ تہیج وسطی اسی حرکت کا نتیجہ ہے اور نیز اس بات کا ثبوت دیتی ہے کہ زمین کا مادہ کسی زمانہ مین مثل خمیر یعنی گوندے ہوئے آٹے کے لزج تھا اور اسی وجہ سے اس شکل کے پیدا کرنے کی قابلیت اوسمین تہی - خلاصہ مطلب یہ ہے کہ زمین کا مادہ کسی زمانہ مین یا تو مثل خمیر کے لزوجت رکہتا تہا یا بالکل پگہلا ہوا تہا -

کرۂ زمین کی اندرونی حالت اگرچہ ہم کرۂ زمین کے مادہ کے خمیر کی مانند ہونے کو بالیقین تسلیم نہین کرسکتے ہین مگر بطور احتمال کے اگر اوسکو قبول کر بہی لین تو کوئی ہرج نہین کیونکہ یہ بات دوسرے واقعات معلومہ کے ساتھ مناسبت رکہتی ہے - اور یہ ممکن ہے کہ مواد کرۂ ارض کی ذاتی حرارت اس قدر شدید ہو کہ اوسکے مواد کو مذاب یا پگہلا ہوا رکہہ سکے - اور اگر تحقیقات آیندہ کی رو سے ہمارے خیالات کسی اور طرف پہیر بہی دیے جائین یا یہ کہ یہ نتیجہ بالکل ہمارے قیاس کے خلاف ثابت ہو جائے تو بہی علم جیالوجی کو اوس سے کسی قسم کا نقصان نہین پہونچیگا کیونکہ اس علم کو کوئی تعلق کرۂ ارض کی اصلی حالت سے نہین - بس ہم اس خیال سے کہ کرۂ ارض کا مادہ سیال یا مذاب تھا صرفِ نظر کرتے ہین لیکن واقعات ذیل سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ کرۂ زمین کے اندر قدیم سے شدید حرارت موجود تہی کیا وہ حرارت اوسکو کرۂ شمس سے حاصل ہوئی ہو یا کسی اور خارجی ماخذ سے -

۱۔ معدون اور گہرے کنوؤن کی حرارت جہانتک کہ انسان کرۂ زمین کے قشر
مین اُتر سکا ہے مشاہدات صریحہ سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ شدید گرمیون کی حرارت
یا جاڑون کی شدید سردی کا اثر کچھ بہت زیادہ گہرائی تک زمین مین نہین پہونچتا ہے
اور تمام اقطاع عالم مین اگر سو فیٹ یعنی تینتیس ۳۳ گز کی گہرائی تک ہم زمین مین اُترین تو دیکھین گے
کہ مقیاس الحرارت ایک ہی درجہ تک قایم رہیگا۔ اور کیا قطب شمال مین ہو یا منطقۂ حارہ
مین سب جا مقیاس الحرارت کا پارہ ایک ہی نقطہ تک قایم نظر آئیگا۔ مگر جب اس نقطہ
سے نیچے کو اُترین تو دیکھا جائیگا کہ احجار اور مواد معدنی و ارضی کی حرارت بڑھتی جائیگی
اس قسم کے امتحانات اور تجربہ کرۂ زمین کے مختلف مقامات پر کئے گئے ہین اور نتیجہ وہی
نکلا ہے جو ہمنے ذکر کیا۔ انگلستان کے اضلاع کارنوال اور ڈیون کے سلیٹ کے
معدنون مین یہ امتحان کیا گیا اور دو سو معدنون مین امتحان کرنے سے یہ نتیجہ نکلا کہ تین سو
فیٹ کے عمق مین فہرنہائیٹ کے مقیاس الحرارت سے ستاون (۵۷) درجہ حرارت تھی
اور چھہ سو فیٹ کے عمق مین باسٹھہ درجہ (۶۲) اور نو سو فیٹ کی گہرائی مین اڑسٹھہ درجہ
(۶۸) اور بارہ سو فیٹ کے عمق مین اٹھتر درجہ (۷۸) کی حرارت تھی۔ ان امتحانات کے
محقق مسٹر ھن وڈ لکھتے ہین کہ گرانیٹ کے پتھر مین اس قدر حرارت نہین پائی گئی۔
ڈرہم کے قرب وجوار کے کوئلے کی کان مین سولا سو فیٹ (۱۶۰۰) کی عمق مین مقیاس الحرارت
(۶۸) اٹھتر درجہ سے (۸۰) اسی درجہ تک کی حرارت ظاہر کرتا تھا۔ اور مینچسٹر کے قریب ڈوکن فیلڈ
کے کوئلے کی معدن کی تہ مین (اور یہ انگلستان مین سب سے زیادہ عمیق معدن ہے)
دو ہزار ایک سو اکاون (۲۱۵۱) فیٹ کے عمق مین مقیاس الحرارت کا پارہ ہمیشہ یعنی
بارون ماس پچھتر (۷۵) درجہ پر ٹھہرا رہتا ہے۔
اگرچہ مختلف مقامات مین اس تزاید حرارت مین بہت بڑا فرق نظر آتا ہے لیکن اسمین شک

نہین کہ بلا استثنا سو فیٹ سے نیچے اتر جائین تو حرارت بڑہتی جائیگی اور وہان سے اس تزاید کی اوسط مقدار ہر ساٹھہ (۶۰) فیٹ عمق کے لیے ایکدرجہ پائی گئی ہے - یعنی پہلے سو فیٹ سے نیچے اتر جانے کے بعد ہر ساٹھہ فیٹ اترنے پر ایک درجہ فہرنہائیٹ کے مقیاس الحرارت سے حرارت بڑہتی جائیگی - بہت گہری باولیون مین یہ بہی دیکھا گیا ہے کہ پانی کی حرارت اونہی تحقیقات مذکورہ کے مطابق ہے - شہر پاریس مین ایک کنوان گلایا گیا جسکا عمق اٹھارہ سو فیٹ ہے اور یہ اس غرض سے تہا کہ پانی جو نکلے وہ ہمیشہ ایک مخصوص درجہ کی حرارت رکہتا ہو چنانچہ جو پانی نکلا اوسکی گرمی ہمیشہ بیاسی درجہ (۸۲) ہے اور یہ حرارت پاریس کی زمین کے نیچے کی اوسط حرارت سے بائیس درجہ بڑہکر ہے اس قسم کے نتائج اکثر آرٹیزن کنوون مین دیکھے گئے ہین -

ب - گرم پانی کے چشمے بہت سارے گرم پانی کے چشمے جو مختلف مقامات پر دیکھے گئے ہین دو قسم پر منقسم ہین - ایک وہ جو براکینی زمین مین سے نکلتے ہین اور دوسرے وہ جنکو براکینی زمینون سے تعلق نہین - قسم ثانی ایسے مقامات سے نکلتے ہین جہان پہاڑو نمین خطا یا انفکاک[ف۱] واقع ہو - اگر وہ خطا یا انفکاک کسی عمیق طبقہ مین واقع ہوا ہو تو احتمال ہے کہ پانی ویسے عمق سے اوس خطا یا شگاف کی راہ سے آنے کی وجہ سے گرم گرم اوپر آتا ہو -

ج - انجار ناری براکین یعنی کوہ ہاے آتش فشان (جنکو عربی مین جبل النار اور ہندی مین جوالا مکہی کہتے ہین) کی ایک کثیر تعداد جو سطح زمین پر ہر طرف پراگندہ ہے اور وہ مقدار کثیر پگہلے ہوئے پتہر کی جو اون سے خارج ہوتی ہے اسبات کی خبر دیتی ہے کہ زمین کی سطح کے نیچے

ف۱ خطا یا انفکاک طبقات زمین یا پہاڑو نمین اوسکو کہتے ہین جہان دباؤ یا کسی اور وجہ سے ایک یا زیادہ طبقات ٹوٹکر نیچے کو دہس گیے ہون یا اوپر کو سرک گئے ہون - اسکا مفصل بیان آگے چلکر آئیگا -

ایک شدید حرارت کا مرکز و منبع موجود ہے اور جو مہل مذاب (جسکو انگریزی مین لاوا کہتے ہین اور وہ پگھلا ہوا پتھر ہوتا ہے) براکین موجودہ مین سے بہہ نکلتا ہے یہ ایک جزو محقر اون احجار ناریکا ہے جو زمین کے قشر مین ہر جاے موجود ہین - اور یہ بہی یقینی بات ہے کہ یہ سارا مواد زمین کے اندر سے خارج ہوتا ہے -

د-کرۂ زمین کا ثقل اضافی کسی شے کا ثقل اضافی اوسکا وہ وزن ہے جو جثہ بجثہ خالص پانی کے مقابل ہو جبکہ پانی فہرنہائیٹ کے مقیاس الحرارت سے (۶۰) ساٹھہ درجے کی حرارت رکھتا ہو - کرہ ارض کا ثقل اضافی کئی قسم سے دریافت کیا گیا ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ اوسکا وزن اضافی پانچ اور چھہ کے درمیان ٹھیرایا گیا ہے اس کے نظر کرتے اطمینان کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ کرہ ارض کا وزن بمقابلہ خالص پانی کے کرہ کے جسکی جسامت اسکے برابر ہو پانچ چھہ برابر ہے - اکثر احجار کا ثقل اضافی اڈھائی اور تین کے درمیان ہے اور کرہ ارض کا ثقل اضافی تقریباً اِن احجار کے وزن اضافی کے دو برابر ہے جنکو ہم سطح زمین پر دیکھتے ہین - یعنی اگر کرہ زمین ایسی قسم کے احجار سے مرکب ہوتا جو مشاہدہ کرتے ہین اور ان احجار پر کسی قسم کا دباؤ یا فشار بھی نہوتا تو کرۂ زمین کا وزن اضافی بہی اسیقدر ہوتا جو ان احجار کا ہے یعنی نصف اوسکے موجودہ ثقل اضافی کے ہوتا - مگر ہمکو معلوم ہے کہ قوۃ جاذبہ زمین یعنی تاثیر سے یہی مواد اسی درجہ حرارت پر زمین کے تحتانی طبقات مین اس سے کہین زیادہ ترکثیف ہونگے جو اَب سطح زمین پر ہین -

پروفیسر ہسلی نے بیان کیا ہے کہ ہوائی جوہی چونتیس (۳۴) میل کے عمق مین پانی کی سنگینی حاصل کریگی اور پانی کا وزن تین سو باسٹھہ میل کے عمق پر پارے کے وزن کے مساوی ہو جائیگا - یہ بہی بیان کیا گیا ہے کہ مرکز زمین کے قریب فولاد اس قدر منضغط ہوگا یعنی بھیچا جائیگا کہ جسامت مین بقدر اپنی موجودہ جسامت کے ربع کے ہو جائیگا اور بہت سے

احجار کا جثہ بقدر ثمن (⅛) اونکے موجودہ جثہ کے ہو جائیگا۔ علماے علم ہئیت کا یہ مقولہ ہی کہ کرۂ زمین کے بیچ مین خالی نہین ہے یعنی یہ کرہ کھوکھلا نہین بلکہ جس قدر مرکز کے قریب پہونچتے جائین اوسی قدر اوسکی کثافت بڑہتی جائیگی۔ بنائرعلیہ یہ بات محققا ظاہر ہے کہ ثقل اضافی اوسکا دوچند ثقل اضافی ادن احجار کا ہوگا جو اوسکی سطح پر واقع ہین مگر اوس صورت مین کہ ہم فرض کرلین کہ کرہ ارض کے اندر کوئی ایسی قوۃ منبسط موجود ہے جو قابلیت قوۃ منقبضہ جاذبہ کے دفع کرنے کی رکھتی ہے۔ لیکن بغیر حرارت کے اور کوئی قوۃ ہمارے خیال مین نہین آتی ہے جس سے یہ عمل تدافع واقع ہوسکے۔

خاتمہ۔ بیانات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ ہمکو ناگزیر قبول کرنا پڑتا ہے کہ کرۂ ارض کے اندر نہایت درجہ کی حرارت موجود ہے۔ اگر ہم فرض کرلین کہ جیسے جیسے ہم زمین مین اُترتے جائین حرارت بہی اوسی نسبت سے ترقی کرتی جائیگی جیسے کہ معاون مین مشاہدہ ہوئی ہے یا کسی قدر کمتر یعنی فی سو فیٹ ایک درجہ یا (۵۳) درجہ فی میل پس عجب نہین کہ تہوڑی دور اُترنے سے بہت ہی شدید حرارت معلوم ہو۔ تین میل کے عمق مین حرارت (۲۱۲) درجہ ہوگی جو پانی کے غلیان کا نقطہ ہے اور (۵۰) میل کے عمق مین (۲۷۰۰) درجہ حرارت ہوگی جو فولاد کے ذوب کا نقطہ ہے۔ اور اگر سو میل کے عمق تک اُترجائین تو پانچہزار درجہ کی حرارت ہوجائیگی جسکا مافوق کرہ زمین پر تصور نہین یہ کچھ لازمی نہین کہ ہم فرض کرین کہ حرارت فی الحقیقۃ اسی نسبت سے مرکز کیجانب بڑہتی جائیگی اور یہ بہی لازم نہین کہ ہم خیال کرین کہ جو مواد اوس عمق مین واقع ہین اوسی قدر حرارت سے پگھل جائین جو سطح زمین پر اونکے پگھلانے کے لیے ضرور ہوتی ہے کیونکہ اونپر جو دباؤ اور عصر اوپر کے مواد سے واقع ہوتا ہے ممکن ہے کہ باوجود اوس حرارت کے اونکو اوسی حالت صلاوت وجمود مین رکہے اور پگھلنے نہ دے۔

فی الحقیقت کوئی بات حالت حقیقی اندرون کرہ ارض کی ہمکو معلوم نہین ہے اور نہ کوئی دلیل اس بات کی ہمارے پاس ہے کہ بیان بالا کے خلاف قیاس کرین ۔(باقی آئندہ)

مرزا مہدی خان کوکب

گردشِ ایّام

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے	عمر یونہی تمام ہوتی ہے

کل کا دن ہے گرمی اس شدت سے پڑ رہی تھی کہ خدا کی پناہ ۔ آسمان آگ برسا رہا تھا اور زمین شعلے اگ رہی تھی ۔ طیور ٹھنڈا وقت دیکھکر تڑکے سے تارون کی چھانون مین ادہر ادہر چراگاہون کو چلدیئے تھے ۔ مگر دوپہر کی بڑہتی ہوئی آتشبازی دیکھکر اور گرمی کی شدت سے گھبراکر پرون کو سمیٹے ہوئے اپنے اپنے آشیانون مین آرہے ۔ اور جب یہان بھی آرام نہ ملا تو پر پھیلائے اور زبانین نکالے ہانپ رہے تھے ۔

کھیتی باڑی کرنے والے کسان جنکو سخت سے سخت گرمی کی مصیبت برداشت کرنے کی عادت ہوتی ہے اسوقت وہ بھی ہل چھوڑ چھوڑ کر اپنے گھونسلون مین جا گھسے تھے ۔

سبزہ زارون مین جہان شب کو قدرت کی فیاضی نے بیشمار گل بوٹے کھلا رکھے تھے ۔ اسوقت کی کڑاکی دہوپ کے اثر سے وہ بھی مرجھا چلے تھے ۔ جو غریب مسافر اپنے پیارے وطن اور عزیزون سے دور اسوقت کی جلتی بلتی لو مین راستہ طے کر رہے تھے اون کے سر ہانڈی کی مثل پک رہے تھے ۔ جہان کہین کوئی سایہ دار درخت نظر آجاتا تھا تو فوراً دم لینے کی غرض سے راستہ چھوڑکر اوسی طرف کا رخ کرتے تھے ۔ بھلا ان بیچارے غریبون کی مصیبت وہ دولتمند امیر کیا جان سکتے ہین جو دن کے دنل بجتے ہی خسخانے مین جا گھسے اور اب کوئی شام کے چھ بجے باہر تشریف لائے ہین ۔

مضعر۔ پریشان کی پریشانی پریشان خوب جانتے ہے۔
دو چار خوشامدی پسینے کی جگہہ زبان سے چمچہ بھر خون بہانے والے بات بات پر "واہ وا سبحان اللہ" کا تار باندہ رہے ہین صحن چمن مین چوکیون کا فرش ہے۔ نفیس چاندنی پر بیش بہا قالین۔ تکئے سجے ہوئے ہین۔ جسپر حضور رونق افروز ہین۔ فرشی پنکھے کی مقیشی نظر فریب جہالر سے ہوا کے ٹھنڈے جہو کے نکلکر مسمریزم کا عمل کرتے جاتے ہین آرام پاتے ہی سرکار کی آنکھون مین نیند کا جادو موثر ہونے لگا۔ اول آہستہ آہستہ روشن آنکھون مین خمار بڑہا اور پھر اکبارگی کارکنان قضا و قدر کی طرف سے مردم دیدہ پر پلکون کی چلمن چھوڑ دی گئی۔

یہان تو یہ حالت ہے اب ذرا ادہر دیکھئے موسم کا مرقع اولٹا۔ آسمان کے مغربی گوشے پر تاریکی نظر آئی۔ ٹھنڈی ہوا کے تیز جہونکے دہوندہار بادلون کو اپنے دوش پر سوار کرکے لائے اور آن کی آن مین تمام فضا کو اون سے معمور کر گئے۔ اجرام فلکی کے نورانی چہرون پر کالی کالی گھٹائین چہا گئین۔ بجلی کی کڑک دمک۔ بادل کی گرج۔ پُہار کا پڑنا یہ تمام دل لبھانے والے سامان دیکھتے دیکھتے جمع ہوگئے۔ پہولون اور کلیون کا گرد و غبار پاک صاف ہو گیا۔ سبز سبز پتیان خود بخود نکھر کر اپنی بہار بلکہ قدرتِ پروردگار دکہانے لگین۔ مگر آپ جانتے ہین کہین اوس سے بھی پیاس بجھتی ہے۔ مینہ پڑا مگر نہ اس قدر کہ فصل کو کافی ہوتا۔ یہ زمانہ بھی دیکھتے دیکھتے کافور ہوا۔ برسات کے خاتمے پر موسم سرما کی آمد ہوئی۔ بادِ خزان کے ظالم اور زبردست جہو کے سبزہ زارون مین خاک اُڑاتے پھرتے ہین۔ گل چین پہولون بھری شاخون پر بلبلانِ نغمہ سنج کا ہجوم تھا آج وہ بے برگ و بار دستِ ماتم بنی ہوئی اپنی مصیبت پر سینہ زنی کر رہی ہین۔

اسکے علاوہ قحط کا زبردست اور مہیب ہاتھ غریب مخلوق کی تباہی کے لیے پردۂ عدم سے

باہر نکلا ہے اور عام تباہی کا نقارہ زور شور سے بجا رہا ہے۔ قحط کی مصیبت۔ بے روزگاری کی آفت اور ہم مسلمانانِ ہندوستان کی شامتِ اعمال۔ کم ہمتی کا آزار۔ بے ہنری کا ہنر اور آپس کا نفاق وہی کام کر رہا ہے جو لکڑی کے ساتھ آری کو کرنا چاہیئے۔

ان سب واقعات کے ساتھ اپنی بے روزگاری اور پریشان حالی کو دیکھکر بار بار یہ شعر زبان پر آرہا ہے ؎

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے	عمر یونہیں تمام ہوتی ہے

راقم۔ خاکسار جمیل احمد جمیل۔ از نیر اعظم۔

اُردو لٹریچر

ہماری نظم و نثر

ڈھونڈھنے والے وہاں پائینگے صورت میری	عالمِ قدس کے اُس پار ہے خلوت میری
مدد اسے طاقتِ گفتار کہ کچھہ کہنا ہے	پوچھتے ہین وہ آخر وہ حقیقت میری

حضرات۔ آپ جانتے ہین کہ ہندوستان سنسکرت کا وطن اور بھاشا کا چمن تھا۔ پھر فارسی نے اپنا سکہ چلایا اور فارسی کے ساتھ عربی نے کم و بیش رواج پایا۔ اور یہ چارون زبانین شاہی خیالات کا معدن اور ایشیائی شاعری کا مخزن سمجھی جاتی ہین۔ ہر زبان مین نثر اور نظم کے دو جداگانہ حصے دیکھے جاتے ہین۔ اور یہ بات ہر زبان کی مسلمہ ہے کہ نثر سے نظم کا مرتبہ زیادہ ہے۔ نثر چاندی ہے تو نظم سکہ۔ نثر سونا ہے تو نظم اشرفی۔

علم اللسان کی فلاسفی پتا بتاتی ہے کہ جب زبان کی ترقی کے اصول قایم ہوئے تو نظم کو اوسکا زینہ بنایا گیا۔ نثر کیا ہے ایک زمین جسپر بے تکلف سب کے سب آتے جاتے ہین

اور نظم کیا ہے ایک خاص اکھاڑہ جسمین اوس زبان کے پہلوان ورزش کرتے ہین یا یون کہیئے کہ زبان کے عروج اور معراج کے لئے نظم ایک زینہ ہے جسپر درجہ بدرجہ زبان ترقی کے درجات حاصل کرتی اور بام کمال تک پہونچتی ہے۔

آخر کو اِن زبانون کے چمنستان مین سبزۂ خودرو کی طرح اُردو نے جگہہ پائی۔ اور انگریزی زبان نے فارسی اور اُردو کے قلمرو پر فتح حاصل کی۔

اِس وقت مین آنریبل سر سید احمد خان بہادر مرحوم نے ایک جدید رفارم کی بنیاد ڈالی اُردو پر انگریزی مقالات کا سایہ ڈالا۔ اور اس رفارم مین سرسید کے اکثر مقولات قابل قدر ثابت ہوئے لیکن بعض مقالات جو بغیر کسی غور کے بیساختہ زبان پر جاری ہوگیے یا انگلش رفارمرون کے وہ جملے جو اونہون نے کسی خاص مطلب کے لیے بنائے تھے اپنی زبان مین نقل کردیے۔ اون سے کوئی فیض رسان نتایج پیدا نہ ہوئے بلکہ ایک آسانی دوسری شکل مین پڑگئی اور کریم کریم کی جگہہ کریل کریل کہنا بھی بولتا جاتا ہے۔

سرسیّدؒ نے انگلش مذاق کے مقابل ایشیائی شاعری کو خراب بتایا اردو شاعری کا خاکہ اوڑایا گل وبلبل کے مضامین ناپسند ہوئے ہماری شاعری کی تشبیہات اور استعارات کو نام دھر اگیا۔ ہماری تلمیعات اور تلمیحات نکمی ٹھہرین۔ ہمارے صنایع اور بدائع فضول ہمارا مبالغہ خلاف عقل ہونے سے قابلِ نفرت کہا گیا۔ حالانکہ ایشیائی شاعری اور ایشیائی موسیقی کے سامنے یورپ کو مدتون یہ کمال نصیب نہین ہوسکتا ؎

ماہ ہا باید کہ تا یک پنبہ ودانہ زآب وگل	شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
قرنہا باید کہ تا یک سنگ اصلی آفتاب	در بدخشان لعل گردد یا عقیق اندر یمن
عمرہا باید کہ تا یک کودکے از روی طبع	عالمِ دانا شود یا شاعرِ شیرین سخن

باقی رہی خاص اُردو وہ خود ابھی ابتدائی اور نامکمل حالت مین ہے اور ہر زبان کی شاعری

مین پہلے اس بات کا دیکھنا ہے کہ اس زبان کا مذاق کیا ہے - اس مذاق کے پیدا
ہونے کی وجہ کیا ہے - ایک زبان کے مذاق پر دوسری زبان کے مذاق کو استہزاء کا
کیا حق ہے اور وہ قابل قبول ہے یا نہین - میرے نزدیک ہر زبان کا مذاق جداگانہ
ہے اور مذاق کا پیدا ہونا اوس ملک کی نیچرل حالتون سے متعلق پایا جاتا ہے
اور کسی ایک زبان کو دوسری زبان کے مذاق پر استہزاء کا حق نہین ہے اور نہ وہ
قابل قبول ہے - بجز اسکے کہ کسی ایک زبان کے مذاق کو دوسری زبان مین دکھایا جائے
جیسے میر غلام علی آزاد نے اپنے عربی دیوان - سبحۃ المرجان مین بہاشا اور سنسکرت
کی تشبیہات اور استعارات کا فوٹو دکہایا ہے - یا امیر خسرو اور علامہ فیضی نے بہاشا
کا رنگ فارسی مین اور ملک محمد جائسی نے فارسی کا مذاق بہاشا مین ادا کیا ہے
اور اب اردو مین ہر زبان کے مذاق کی گنجایش نکلتی آتی ہے -

انگریزی انشا اور شاعری کا حقیقی مذاق یہ ہے کہ کسی معاملہ کو اوسکی نیچرل حالت کے
موافق دکہایا جاے اور فرضی ناول بہی اس طور پر لکہے جائین کہ سننے والے کے دل مین
اونکے سچے ہونے کا یقین ہو -

سنسکرت کا مذاق یہ ہے کہ کسی بات کو قصہ طلب اور استعارات کی ترکیب معنوی
مین چھپا کر دکہایا جائے - بہاشا - فارسی - اُردو کا اصول یہ ہے کہ ناول اور شاعری
مین جو بات بیان کیجاے اوسکے واقعات اپنے صنائع اور بدایع یا استعارہ اور ترقی
کے ساتھ مذکور ہون - انگریزی مین جو انتہا درجہ کا عیب سمجہا جاتا ہے وہ ان زبانون مین
اعلی درجہ کا حسن پایا جاتا ہے - ع -

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

انگریزی اعتراض کرتی ہے کہ ایشیائی شاعری مین مبالغہ کے ساتھ ایسی دور از عقل

باتین بیان ہوتی ہین جو قابل قبول نہین - ایشیائی شاعری جواب دیتی ہے کہ انگریزی ایسا دہوکا دیتی ہے کہ سچ اور جہوٹ کے پہچاننے کو کوئی معیار نہین -

انگریزی بہاشا پر ہنستی ہے کہ ہزارون برس ہوئے جب ارجن نے ایک ہاتی پہینکا تہا جو عالم تدویر مین پڑکر ابتک نہین گرا-

بہاشا انگریزی پر ٹہٹّا مارتی ہے کہ تو نے عربون کے علم بامیست دریائی کے مرے ہوئے اور برف مین دبے ہوئے جانور) کا ناول لکہا جو ایک مدت گذرنے پر تاریخی واقعہ بن گیا اور ماميت کے لفظ کی جگہہ ماستہہ ہاتہی کہنے لگے اور یہی وجہ ہے کہ انگریزی کے بہتیرے ناول تاریخی واقعات مین سمجہے گئے ہین جنکی اصلیت کا پتا نہین ملتا اور بہاشا اور فارسی اور اُردو کے فرضی واقعات اس مغالطہ سے مبرا ہین اور دیکہنے والے کو بجز مبالغہ اور طلسمی حالتون کے ایسے مغالطے مین نہین ڈالتے -

شاعری بجائے خود ایک پالیٹیکس اور نہایت وسیع پولٹیکل لا ہے جب ہم فلسفی بنکر اوسپر نگاہ کرین تو معلوم ہوگا کہ شاعری کا جو حصہ صلح اور جنگ کے پولٹیکل واقعات سے متعلق ہے اوس مین شاعری نے نہایت قابل قدر خدمتین انجام دی ہین -

حسن وعشق کے موثرات اور جذبات کو نہایت کامیابی کے ساتھ جلوہ گر کیا ہے -

جہان بڑے بڑے مبسوط خیالات کو تہوڑے لفظون مین بیان کرنے کی ضرورت ہوئی ہے وہان شاعری سے بڑا کام نکلا ہے

جہان کوئی خاص راز نثر مین ادا ہونا مشکل سمجہا گیا اوسکو نظم نے بڑی دلچسپی اور معنی آفرینی سے اپنے پردہ مین چہپا کر ادا کیا ہے - پند و مواعظ پر نظم کا خاص احسان ہے وغیرہ وغیرہ جیسے موسیقی کے پردون مین پالیٹیکس کے عجیب عجیب راز چہپے ہوئے ہین - ایسے ہی شاعری کے اجزا مین انواع واقسام کے انوار واسرار ملے ہوئے ہین جنکو بجز کیمسٹ

کے ہر شخص نہین دریافت کرسکتا۔

ایک شخص ایشیائی شاعری مین فرضی عاشق اور فرضی معشوق کو ناپسند کرتا ہے مین کہتا ہون یہ انتہا کا ادب اور اعلیٰ درجے کی فلاسفی نہایت قابلِ قدر ہے جوشِ سخن مین مفروضات سے اپنا کام نکالتی اور عشق وحسن کے آفت ناک پھندون سے بچا سکتی ہے اگر کسی فلسفی کو ہماری شاعری کے مفروضات پر اعتراض ہے تو وہ ساری اقلیدس کو میٹ دے۔ جس نے فرضی نقطے سے اتنی شکلین بنا ڈالین۔ مین تو ان مفروضات کو فرایضِ شاعری کا نہایت اعلیٰ فرضِ منصبی خیال کرتا ہون۔

آپ دوراز عقل مبالغہ کو ناپسند کرتے ہین مین اسکو بمقابلہ اسکے کہ جھوٹ اور سچ مین تمیز ناممکن ہو اچھا جانتا ہون مبالغہ کا ہمپر یہ احسان ہے کہ وہ ہمکو جھوٹ سے بچاتا ہے اور یہ سب چیزین شاعری کی جمناسٹک ہین جو خیال کو طاقت اور ذہن کو ترقی دینے کے لیے پیدا کی گئی ہین۔ آپ کو شاعری کے گل وبلبل مین کچھ نظر نہین آتا اسکی مثال ایسی ہے جیسے ہم موسیقی کی باریکیون سے لاعلم ہون اور اوس مین ہم کو کوئی مزا نہ آئے۔ میرے نزدیک ہر جادہ ایک فلاسفی رکھتا ہے۔ جب آپ فلسفیانہ طور سے غور کرینگے تو جیسے ایک کیمسٹ کو مٹی کے ڈھیلے مین سونے کے ذرے ملتے اور جو معدنی پتھرون سے جواہرات نکالتا ہے اونکو ہماری شاعری کے پھولون مین عجیب عجیب رنگ اور بلبلون کے ترانون مین بڑے بڑے راگ نظر آئینگے ۵

برگِ درختان سبز در نظرِ ہوشیار	ہر ورقِ دفتریست معرفتِ کردگار

یہ بات افسوس کے قابل ہے کہ ابتک کسی صاحب نے کوئی قواعد ایسے مقرر نہ کیے جنسے اُردو شاعری کی اصلاح اور تکمیل ہوتی۔ اور جو مولانا حالی کا ایک نمونہ پیش ہوا اوس سے ہوتا کیا ہے کوئی نمونہ کسی فن کی تعلیم نہین کرتا۔ ہم ایک شہسوار کو روز گھوڑے پر چڑھے دیکھتے ہین لیکن

ہماری زبان نہین جمتی - ہماری ما ما روز جیا تی بکاتی ہے لیکن ہم نہین بکا سکتے - اس سیلیے تعلیمی کانفرنس کا حق ہونا چاہیئے کہ وہ شعرار کی حوصلہ افزائی سے کام لے - اپنی زبان کی اصلاح و تکمیل کے قواعد مرتب کرے -

اسیطرح شعرای یگانہ اور ادبای زمانہ کو ضرورت اسکی ہے کہ کوئی صاحب استعارات کا خزانہ جمع کرین - کوئی صاحب تشبیہات کا دفتر مرتب فرمائین - کوئی ادیب تلمیعات اور تلمیحات کی تدوین کرے - کوئی سخن طراز صنایع اور بدایع کو ترکیب دے - کوئی اقسام نظم کے نمونے پیش کرے - کوئی شاعری کی فلاسفی بیان کرے وغیرہ وغیرہ جس سے اُردو کی لائبریری اور شاعری کے دفتر مین ایک معقول ذخیرہ جمع ہوجائے اور زبان کی اصلاح اور شاعری کی تکمیل کو اُس سے مدد ملے - ہندوستان مین نظم کے متعلق کئی گلدستے نکلے اگر میری یاد مین غلطی نہین توسب سے پہلے جناب ریاض خیرآبادی نے گل کدہ نکالا - پھر پیام یار وغیرہ دش بیس گلدستے نکلے - لیکن ان کا مقصود صرف اُردو کے مذاق تغزل کا دکھانا تھا - کسی نے شاعری کے اصول اور اوسکی فلاسفی پر بحث نہین کی اور نہ اصلاح و تکمیل شاعری کے لیے کسی نے کوئی سلسلہ قایم کیا - اور یہ کام آسان بھی نہین سوا اسکے ملکی آرزوئین استقبال کرین توسب ہوسکتا ہے آخر مین ہمارے مخدوم حسان الہند مولانا شوکت میرٹھی اڈیٹر طوطی ہند نے پروانہ نام ایک ماہواری گلدستہ جاری کیا جسمین بعض مضامین فاضل اڈیٹر کے پُرزور قلم سے نہایت قابل قدر لکھے گیے اور امید تھی کہ یہ بعض ضرورتون کو پورا کریگا لیکن ہمارے مخدوم کو لڑائی سے فرصت بھی توہو -

راقم

سید امجد علی اشہری
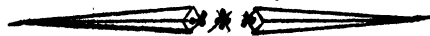
عجائبات آفرینش

کوہ آتش فشان
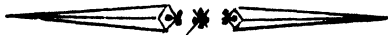
کارخانہ قدرت کی صناعی اور عجیب وغریب حالتین انسان جیسے ضعیف الخلقت کی عقل وفہم کو بحر تحیر مین ڈال دیتی ہین۔ کوہ آتش فشان کی شرر افشانی خالقِ مطلق کی بے مثل قدرت کو کچھ عجیب ہی عظمت وشان سے ظاہر کرتی ہے۔ انگریزی زبان مین کوہ آتش فشان کو دو والکینو،، Volcano کہتے ہین۔ اولاً یہ لفظ اوس کوہ آتش فشان کیلئے مستعمل ہوا تھا جو جزائر لیپاری iPari کے ٹاپو مین تھا۔

جس طرح ہندو لوہار اور بڑہی وغیرہ پیشہ ور ایک دیوتا بِیس کرما کو مانتے ہین اوسیطرح انجیل کی کتاب آفرینش کے باب چہارم کی بائیسوین سطر مین بِیس کرما جیسے ایک شخص کا ذکر ہے جو لوہے اور پیتل کے کاریگرون کا اُستاد تھا۔ اوسکو ٹیوبل کین Tubalcain کہتے تھے قدما نے جنکی عقل ذاتِ خدا کے پہچاننے مین عاری رہی۔ اوسکے وجود مین فتور پیدا کردیا تہا وہ عجائبات قدرت کے ادراک سے ہمیشہ قاصر رہتے تہے۔ جملہ عجائبات کا باعث دیوتاؤن کو مان لیا کرتے تہے۔ جب اون لوگون نے کوہ آتش فشان کا مشاہدہ کیا تو اوسی معلم کاریگران کو اوس کارخانہ کا سبب قرار دیا۔ وہ سمجھتے تہے کہ معلم کاریگران ضروری آلات باشندگانِ آسمانی کے لیے طیار کررہا ہے۔ شعلہ۔ دہوان خاکستر سب اوسی کی کرشمہ سازی ہے۔ اس وجہ سے انہون نے ٹیوبل کین سے کسیقدر ملتا جلتا بولکینو Bolcano نام رکہا۔ اور یہی لفظ زبانون پر کثرت سے آتے آتے والکینو ہوگیا اون کا یہ بہی عقیدہ تہا کہ ٹیوبل کین کی اولاد جو اوسکے کارخانہ مین کام کرتی تہے کشیدہ قامت

تھی۔ جسطرح سندہ باد جہازی کے سفر نامہ مین ایک مردم خوار حبشی کی ایک آنکھ پیشانی
پر بتائی گئی تھی ویسی ہی آنکھ اس معلم کی اولاد کی پیشانی پر بیان کی جاتی تھی۔ اٹلی (اطالیہ)
مین زمانہ قدیم کا ایک مشہور شاعر ورجل (Virgil) نامی تھا۔ اوس نے اپنی نظم
(Aeneid) اینڈ مین اسکا ذکر نہایت ہی پر شوکت الفاظ اور شاندار عبارت مین لکھا
ہے۔ ڈرائیڈن (Dryden) ایک انگریزی شاعر نے بہی اوسکی نظم کا ترجمہ
پرزور اور جوشیلی الفاظ مین کر کے خوب ہی داد سخن دی ہے۔ اگر خیال مین کوہ آتش فشان
کی تصویر کہینچی جاے تو یہی کہنا مناسب ہوگا کہ دہوئین کے دل بادل اور شعلہ کی وسیع
چادرین نکل رہی ہین۔ مگر امر واقعی یہ ہے کہ اودی اودی گہٹاؤن کی شکل مین جو شئے نکلتی
ہے وہ حقیقت مین دہوان نہین ہے۔ بلکہ نہایت ہی باریک خاکستر کا عظیم الشان
غبار ہے جسمین بخارات کی بہت زیادہ آمیزش ہے۔ یہ ہماری آنکھون کی غلط کاری ہے
جو دہوئین کی شکل دکہا دیتی ہے۔ شعلہ بہی فی الحقیقت شعلہ نہین ہے۔ بلکہ وہ اون چمکیلے
مادون کی روشنی ہے جو زمین کی تہہ سے ابل ابل کر چوٹی پر آتے ہین۔ خاک اور بخارات
سے منعکس ہوکر شعلہ کی صورت پیدا کرتے ہین۔ خاص حصہ کوہ آتش فشان کا بالعموم
وسیع ظرف کی صورت عمیق اور اکثر مدور ہوتا ہے۔ یہ زیادہ تر ایسے پہاڑون کی چوٹی پر
ہوتا ہے جو نہایت ہی بلند ہوتی ہے۔ اور وہ حصہ مثلث کی شکل کا بہت ہی بلند
ہوتا ہے اسلیے اوسے مینار کہتے ہین۔ وہان عموماً راکھ اور جلی ہوئی مٹی اور جابجا پتھر پڑے
رہتے ہین۔ اور بعض وقت پہاڑ کے نشیب مین ایسے مینارے قایم ہو جاتے ہین
اکثر اصل میناروں سے تہوڑے فاصلہ پر کسی قدر نیچے بہی مینارے پیدا ہو جاتے ہین
اور کبہی اوس وسیع اور عمیق ظرف کے اندر کے مینارے نظر آتے ہین۔ اور برابر اُن مین
سے بخارات نکلتے رہتے ہین۔ اور کبہی کبہی خاکستر اور پتھر بہی خارج ہوتے ہین۔ اگر

کوئی چاہے کہ ان مینارون کا مشاہدہ کرے تو کوہ ٹینیرف (Teneriff) کی چوٹی کو دیکھے۔ جو عرصہ سے جہازرانون کو نشان راہ کا کام دے رہی ہے۔ یہ چوٹی بارہ ہزار فیٹ بلند ہے۔ اور جب مطلع صاف ہوتا ہے تو سو میل کے فاصلہ سے نظر آتی ہے۔

پگھلے ہوئے پتھر کا سیلاب جو آتش فشانی کے وقت مثل ایک دریا کے روان ہوتا ہے نہایت ہی دلچسپ اور حیرت انگیز منظر پیدا کرتا ہے۔ یہ پگھلا ہوا مادہ کبھی اصل دہانے سے اور کبھی چوٹی اور نیچے کی طرفون سے زمین کی طرف مثل دریا کے لہراتا ہوا بہتا ہے۔ جب یہ دریا پہاڑ سے نکلکر روان ہوتا ہے تو بحید حرارت اوسمین ہوتی ہے۔ اور شعلہ آتش کی طرح روشن ہوتا ہے۔ رات کو ایک عظیم الشان دریاے آتشین کی شکل نظر آتی ہے اور دیکھنے والون پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ یہ دریا کئی میل کی چوڑائی مین پھیلتا جاتا ہے اور گہرائی بھی کئی سو فیٹ کی ہو جاتی ہے۔ یہ دریا پچاس میل کا لمبا ہوتا ہے۔ چونکہ یہ پگھلا ہوا پتھر پانی کی طرح رقیق نہین ہوتا اس وجہ سے پانی کی سی روانی نہین ہوتی۔ مگر جب پہاڑ کی بلندی سے نیچے کی جانب بہتا ہے تو اوسکی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ گرم ہونے کی حالت مین بھی گڑ کے قوام کیطرح گاڑھا ہوتا ہے اور جون جون سرد ہوتا ہے۔ گاڑھاپن زیادہ ہوتا جاتا ہے اور سطح میدان مین آہستگی سے بہتا ہے۔ ایسے موقعون پر بہت تیزی سے سرد ہوتا جاتا ہے۔ اور اوپر کا حصہ بہت جلد سرد ہوکر منجمد ہو جاتا ہے۔ جو لوگ دل کے کڑے ہوتے ہین وہ اوس قدرتی پل کے ذریعے سے اوس دریا کو بہ آسانی عبور کر سکتے ہین۔

اگر کوئی مشاہدہ کرنا چاہے اوس منجمد تہ پر کھڑا ہوکے سوراخ کرے تو اپنے پاؤن کے نیچے پگھلے ہوئے پتھرون کا بہتا دریا دیکھ سکتا ہے۔

دنیا مین کوئی ایسی شے نہین ہے جو اس سیلاب کے سدراہ ہوسکے - درخت اور مکانات وغیرہ اوسکے زبردست حملہ کے سامنے پست ہو جاتے ہین - اس مادہ کا سیلاب درختون تک پہونچنے بہی نہین پاتا کہ آگ لگجاتی ہے - اور جب سیلاب اُن سے مل جاتا ہے تو درختون مین سے ایک ہوا نکلتی ہے جو چیخ کی آواز کے قریب قریب ہوتی ہے - اوسکے بعد وہ سرنگون ہوکر غائب ہو جاتا ہے - طرفہ تر کیفیت یہ ہے کہ سمندر بہی اسکے رعب اور طاقت سے پناہ مانگتے ہین - صورت دیکھتے ہی سیکڑون قدم پیچہے ہٹ جاتے ہین - ساحل سے بہت فاصلہ پر پگہلے ہوئے مادون کے سخت ہوکر پتہر بن جانے سے راسین بن گئی ہین -

اس مادہ کے اخراج کی وجہ سے اور خاص کیفتین بہی پیدا ہوتی ہین جس سے نیچر یا خالق کی عظمت وشان اور بہی دوبالا ہو جاتی ہے - یہ آتشین دریا جب نہایت بلند چٹانون سے نشیب کی جانب گرتا ہے تو ایک چمکتا ہوا آبشار پیدا ہو جاتا ہے - جو امریکہ کے مشہور دریا نیاگرا کے آبشارون سے چوڑائی اور مستقیمانہ بہاؤ مین کہین بڑہ چڑہ کر ہے - یہی مادہ بعض حالتون مین نیچے کی طرف نہین اُڑتا بلکہ سو فیٹ اونچا اوپر کی جانب فوارہ کی طرح اُڑتا ہے - یہ حالت اوس وقت پیدا ہوتی ہے جب سب سے بڑا ظرف رقیق مادہ سے پر ہوتا ہے اور زیادتی کی وجہ سے بہہ نہین سکتا - مینار کے پہلو مین نیچے ہٹ کے سوراخ پیدا ہو جاتے ہین - جب وہ خارج ہونا شروع ہوتا ہے تو وہ اس قدر اوپر اُٹہتا ہے جس قدر اوس بڑے ظرف کے اندر اوسکی اونچائی ہوتی ہے - آتشین فوارے جو انسان کے مرقع خیال مین بہی نہین آسکتے کیسا دلفریب اور حیرت انگیز منظر پیدا کرتے ہین - پانی کا فوارہ جو سو فیٹ بلند ہوکر گرتا ہے ایک عجیب وغریب تماشا ہے - مگر چمکتے ہوئے شرر فشان مادے کا مہیب اور ہولناک آواز سے گرنا اور پہاڑ کے نیچے ایک وسیع سیلاب کی شکل مین بہنا نیچر کی بیمثل قدرت اور صناعی کا ثبوت دے رہا ہے -

یہ مادہ منجمد ہونے پر کہین کم اور کہین زیادہ گاڑہا ہو جاتا ہے اوپر کی تہ بہت جلد ٹھنڈی ہو جاتی ہے اس وجہ سے کم گاڑہا ہوتا ہے اور نیچے کی تہ چونکہ دیر مین ٹھنڈی ہوتی ہے اس لیے اوسمین زیادہ گاڑہا پن ہوتا ہے۔ رقیق مادہ جب پانی سے مل جاتا ہے یعنی جب سمندر مین داخل ہوتا ہے تو بہت ہلکا اور نرم ہو کر جیاتوان بن جاتا ہے۔ یہ شے پالش یعنی چکنا کرنے کے کام مین آتی ہے اوسی مادہ کا منجمد کف (جھاگ) پانی پر تیرتا رہتا ہے۔

مختلف پہاڑون کے مادے جب سرد ہو کر سخت ہو جاتے ہین تو صورت اور ساخت مین ایک دوسرے سے بہت مختلف ہوتے ہین۔ ایس لینڈ (Iceland) مین ایک قسم کا خوشنما سیاہ رنگ کا آتشین شیشہ پیدا ہوتا ہے جو آرایش کے لیے کام آتا ہے۔ کیونکہ یہ شیشہ جس پہلو سے تراشا جاتا ہے عجب مختلف شکلین پیدا ہوتی ہین کسی پہلو کے تراشنے سے سیاہ رنگ نکلتا ہے۔ اور دوسرے پہلو کو تراشئے تو نہایت ہی چمکتا ہوا سپید رنگ نظر آتا ہے۔ ولیسو ویس (EotoPaxi) پہاڑ کے شیشے بالعموم سیاہی مائل ہوتے ہین اور دستکاری کے لیے مفید اور کارآمد ثابت ہوئے ہین۔ اوس پہاڑ کے مادہ مین زیتونی سبز رنگ کے شیشے بھی ملتے ہین۔ آتش فشان پہاڑ کی جملہ پیداوار مین مفید اور کارآمد شے ویسی گندھک ہے جو اٹنا (Etna) پہاڑ مین کثرت سے ملتی ہے۔ اس پہاڑ کی وجہ سے انگریزی آتش بازی کی بنیاد قایم ہوئی ہے یہی گندھک باروت کا ایک جزو اعظم ہے جو کرورون بندگانِ خدا کو قبل از وقت فنا کی گود مین ڈال دیتی ہے۔ غور کیجئے تو باروت کا اسمین کوئی قصور نہین ہے کیونکہ حضرتِ انسان اگر ایک دوسرے کے ہلاک کرنے سے دستکش ہو جائین تو یہی باروت مختلف کیفیت اور تاثیرات کے لحاظ سے نہایت ہی ضروری اور مفید کامون مین مدد دیتی ہے۔ نل۔ سڑکین۔ اور ریل اسی کی اعانت سے مرتب ہوئی ہین۔ معدن کو کھود کر اسی گندھک کے ذریعہ سے

پتھر نکالے گئے ہین - جب بہت ہی زور شور سے مادہ کا اخراج ہوتا ہے تو خاک - راکھ - کنکر پتھر نکلتے رہتے ہین - یہ سب چیزین بہت زور سے نکلتی ہین اور اوڑتی ہوئی بہت بلندی تک چلی جاتی ہین - کسی زمانہ مین ایک بہت ہی بڑا پتھر کوٹوپکسی (CotoPaxi) پہاڑ کی چوٹی سے نکلا تھا - جسکا وزن دو سو ٹن تھا - اور دس میل کے فاصلہ پر جا کر گرا تھا - ویسوویس (Vesuvius) پہاڑ سے بھی بڑے بڑے پتھر تین ہزار چھ سو فیٹ کی بلندی تک اونچے ہو کر گرے ہین - سینٹ ونسنٹ (St vincent) پہاڑ کی خاک پورب جانب دو سو میل تک اُڑ کر گئی تھی - حالانکہ اوسوقت ٹریڈ ونڈ (Tradewind) ہوا چل رہی تھی - جب ایسی تند ہوا مین وہ اتنے فاصلہ پر جا کر گری تو معلوم نہین کہ کس قدر بلندی تک اُڑ کر گئی ہوگی -

خاک پتھر کے علاوہ کوہ آتش فشان کی طرف سے نہایت باریک سوت کی طرح ایک شیشہ نکلتا ہے جسکی چمک اور نرمی ریشم سے بھی زیادہ ہوتی ہے - بوربن (Bourbin) جزیرہ مین ایک پہاڑ ہے جسکا نام سینرز (salazes) ہے یہ پہاڑ اس قسم کے شیشہ کے لیے بہت ہی مشہور ہے - وہان لوگون نے دیکھا ہے کہ جسطرح اُجلی اور چمکتی گھٹائین پہاڑون پر چھائی رہتی ہین اوسیطرح یہ شیشہ تمام پہاڑ پر پھیلا رہتا ہے - اور عجیب ہی خوشنما منظر پیدا کرتا ہے - نیچر کی کاریگری اور صناعی نے ہمکو ایک نئی قسم کا ریشم عطا کیا ہے اگر ہم ترقی کرین تو اس ریشم کے موزے اور کپڑے بنا سکتے ہین - زمانہ اگر ترقی کی رفتار بڑھاتا رہا تو ہم امید کرتے ہین کہ امریکہ اور یوروپ کے اُلوالعزم موجد اپنی طباعی سے ایسی ترکیبین نکالین گے کہ یہ ریشم بننے کے کام مین آئے - اور عاشق مزاج جنٹلمین اپنی پری وش اور پیاری معشوقہ کو اس ریشم کے بُنے ہوئی چیزین بطور تحفہ کے نذر کرین -

کوہ آتش فشان کی قوت سے جزیرے کے جزیرے سمندر کے اندر سے اور پہاڑ کے

پہاڑ سطح زمین سے اُٹھکر تھوڑے ہی عرصہ مین بہت دور جا پڑتے ہین رفتہ رفتہ تمام کیفیتین لطفِ ناظرین کے لیے لکھی جائینگی۔

از رشحات کلک گہر سلک بابو درگا سہاے صاحب سرور جہان آبادی

(بے ثباتی زمانہ)

شب کہ تھا مین عالمِ رویا مین نظارہ کنان
ڈھلگیا تہا شاہدان باغ کا حسنِ شباب
چومتی تھی منہ نہ پہولون کا نسیم عطر بیز
ڈالیون پر تھے نہ مرغانِ چمن نغمہ سرا
شاخِ گل پر ھر گلِ نورس تھا مرجہایا ہوا
کچھ نہ تھا دو چار تنکون کے سوا اب یادگار
شوخیان کرتی نہ تھی اٹھلا کے اب بادِ بہار
دیکھتی تھی دیدۂ عبرت سے انجامِ چمن
اب نہ تہا قمری کی کوکو کا سمان وہ دلفریب
اب نہ بل کرتی تھی جعد سنبلین عشاق سے
اب نہ آتے تھے پریوش نازنین گلگشت کو
چھوٹی چڑیان اب نہ شاخونپر ترنم ریز تھین
جھومتے پھرتے نہ تھے اب نوجوانانِ چمن

ناگہان آیا نظر اُجڑا ہوا اک بوستان
زرد تھا ہر گل کا چہرہ صورتِ برگِ خزان
اب نہ تھین شاخون پہ بادِ صبحدم کی شوخیان
شورِ گل بانگِ عنادل شاخِ گل پر تہا کہان
اب نہ تھین پیشِ نظر وہ حسن کی نیرنگیان
شاخِ گل پر بلبلون نے تہا جو باندہا آشیان
تھی نہ شاخون پر نسیمِ صبحدم عنبر فشان
نرگسِ بیمار کی آنکھون سے آنسو تھے روان
اب پپیہے کی وہ شاخون پر نہ تھی رٹ پی کہان
پہانسیان دیتے نہ تھے اب گیسوے عنبر فشان
اب نظر آتا نہ تہا وہ جلوۂ حسنِ بتان
اب نہ مرغانِ چمن کرتے تھے نغمہ سنجیان
لالہ و گل کا نظر آتا نہ تھا اب کاروان

رنگ پھیکا پڑ گیا تھا سرمۂ تسخیر کا ۔ نرگس بیمار کی آنکھوں میں ڈورے تھے کہاں

پھول چننے کو حسین آتے نہ تھے اب باغ میں ۔ اب نہ مرجھائے ہوئے غنچوں میں تھیں وہ شوخیاں

اب نہ دیتے تھے سخنور قدِ جاناں سے مثال ۔ اب نہ تھیں وہ مصرعِ شمشاد میں موزونیاں

اب نہ آتی تھی نظر کیفیتِ سیلانِ آب ۔ اب نہ تھیں پانی کی نہریں صحنِ گلشن میں رواں

اب نہ تھی غنچوں کے لب پر وہ صدائے قاہ قاہ ۔ خندۂ گل کی نظر آتی نہ تھیں اب شوخیاں

ڈھل گیا تھا سبزۂ نورس کا سارا رنگ روپ ۔ لہلہا کر اب نہ کرتا تھا لبِ جو شوخیاں

سوکھے پودوں میں نہ تھی اب قوتِ نشو و نما ۔ سینچتا تھا اب نہ پانی دے کے اُن کو باغباں

شاخِ گل پر اب نہ تھا وہ عندلیبوں کا ہجوم ۔ اب نہ تھیں نغمہ سرا سروِ چمن پر قمریاں

تھا ہر اک کبکِ دری بیتاب انگاروں پہ یوں ۔ لوٹتا ہو خاک پر جیسے کوئی آتش بجاں

مُند گئی تھی ہر کلی یوں شاخِ گل پر ہائے ہائے ۔ نزع میں آنکھیں نہ کھولے جیسے کوئی خستہ جاں

ساعدِ جاناں کی شوخی پنجۂ گل میں نہ تھی ۔ اب نہ تھیں اُس میں یدِ قدرت کی وہ صناعیاں

تنکے چنتے تھے نہ اب گلشن میں مرغانِ چمن ۔ باندھتے تھے اب نہ شاخوں پر عنادل آشیاں

سونگھتے تھے اب نہ پھولوں کو مس کر نازنین ۔ چومتے تھے اب نہ کلیوں کو بتِ رنگیں دہاں

بیل بوٹوں میں نہ تھی اب حسن کے نقش و نگار ۔ اب نہ تھیں اُن میں یدِ قدرت کی رنگ آمیزیاں

منہ نکل آیا تھا کلیوں کا ذرا سا اے سرور ۔ گورے گالوں میں وہ سرخی کی جھلک تھی اب کہاں

رہ گیا میں دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام کر ۔ نقشِ حیرت ہو گیا دیکھا جو یہ ہُو کا سماں

نونہالانِ چمن کا دیکھ کر یہ حالِ زار ۔ پچکے پچکے ہو گئے مونہہ بھرے آنسو رواں

دل میں کہتا تھا یہ کیا نیرنگ ہے بارِ خدا ۔ غنچہ و گل کا نظر آتا نہیں کوسوں نشاں

دیکھ کر محوِ تحیر مجھ کو۔ عقلِ نکتہ سنج ۔ یوں لبِ لعلِ شکر خا سے ہوئی شکر فشاں

یہ چمن وحشت سرا ہے اس کا کیا ہے اعتبار ۔ سیر کے قابل نہیں ناداں یہ گلزارِ جہاں

ہستی فانی نہین ہے منزل آرام وعیش ہر درودیوار سے حسرت برستی ہے یہان

کب یہان کی اوج وپستی کو ہوا وناوان ثبات خاک کا تودہ ہین دونون کیا زمین کیا آسمان

کون ٹہیرا ہے اِس دارِ فنا مین چار دن گردشِ دوران ٹہیرنے دیتی ہے کسکو یہان

چل بسے اس عالمِ فانی مین رہکر چند روز کیسے کیسے لعبتِ شیرین اداشیرین دہان

کیا ہوئے وہ عاشق ومعشوق ای دنیاے دُون؟ قیس ولیلیٰ ہین کہان فرہاد وشیرین ہین کہان

اب نظر آتے نہین وہ ماہ سیما نازنین دفن ہین وہ نور کے پتلے خدا جانے کہان

کیا ہوا اُمڈ گا ہوا وہ نازنینون کا شباب کیا ہوئی وہ مہ جبینون کی اداے جانستان

جنکے ایوانون کی رفعت آسمان سے تہی بلند اونکی قبرون کا نظر آتا نہین ہے اب نشان

یہ لبِ گورِ غریبان بہی صدا دیتے نہین کس سے پوچہین آہ یاران عدم کا ہم نشان

کیسی منزل کیسی آوازِ جرس کیسا غبار نقشِ پا ملتا نہین کیسا سراغِ رفتگانِ

پیشدادی وہ کہان ہین وہ کیانی ہین کدہر رفعتِ اہرامِ مصری کے وہ بانی ہین کہان

اب سکندر ہے نہ دارا ہے نہ کیکاؤس ہے لے گئی یہ ہستی فانی خدا جانے کہان

سعدی وخاقانی وفردوسی سخن پرداز وہ سخن کے اب پیمبر ہین خدا جانے کہان

اب وہ اندازِ غزل خوانی کہان اے نکتہ سنج! بلبلِ شیراز کا خالی پڑا ہے آشیان

کیا ہوئے یونان کے وہ فلسفہ دان ای فلک! اب وہ مردم خیز خطہ ہے خدا جانے کہان

کب ہوا سقراط سا پیدا زمانے مین حکیم ایک ہی گذرا نہ دنیا مین ارسطو سے زمان

اب پتہ ملتا نہین بقراط وجالینوس کا اب نظر آتے نہین ہین وہ طبیبِ نکتہ دان

دفن ہین کس سرزمین مین ہاے ای چرخِ دنی! وہ منجم وہ مہندس وہ ادیب نکتہ دان

کسکو میدان قضا مین آہ تہی تابِ نبرد ہو گئے چپت گور کی بغلی سے کیا کیا پہلوان

نقش دیوار شکستہ کے سوا واحسرتا کچہہ نہین ملتا صنادیدِ عجم کا اب نشان

ہوگئے مٹی کے پتلے کیسے کیسے تاجور — اب فریدون ہے نہ دارا ہی نہ ہے نوشیروان

تیری ہستی کیا ہے تو کیا چیز ہے او خود نما — مٹگئے سب ایسے ایسے تاجدارون کے نشان

اصطبل گہوڑون کا اب وہ قصرِ بونا پارٹ ہی — سطوتِ شاہی تہی محوِ خوابِ آسایش جہان

ہستی فانی مین او خود بین بقا کا ذکر کیا — کون آیا ہے عدم سے لیکے عمرِ جاودان

تشنہ لب آیا سکندر چشمۂ ظلمات سے — کسکو پینے کو ملا آبِ بقا اے نکتہ دان

اب پتہ ملتا نہین کچہہ تغلق و تیمور کا — اب نظر آتی نہین ہے وہ نسلِ راجگان

ہستئی موہوم بہی طرفہ تماشا گاہ ہے — ایک پہلو پر نہین جسکی کبہی نیرنگیان

ہین زمین کو گردشون پر گردشین لیل و نہار — یہ وہ گہوارہ ہے جسمین خوابِ آسایش کہان

توسنِ عمرِ روان بہی ہے غضب کا بد لگام — ہی لگدکوبِ حوادث پر بشر اے نکتہ دان

خلق کا مبدا وہی صانعِ بیچون ہے وہی — ہے بقا کسکو بجز ذاتِ خدائے دو جہان

علتِ اولی ہر اک شے کی وہ روحِ پاک ہے — اوسکی وحدت سے یہ کثرت کا تماشا ہی عیان

ہے اوسی کے نورِ عالمتاب کی ان مین ضیا — یہ جو اقمار و کواکب آسمان پر ہین عیان

اوس نے وحدت سے کیا کثرت کو پیدا کس طرح — کوئی کیا جانے بجز اوسکی یہ اسرارِ نہان

کثرت و وحدت ہے دونون سے عیان اوسکا جلال — ہی وہ خلوت اوسکی اور یہ اوسکی بزم آرائیان

خاک کے ناچیز پتلے کو کیا کیا کیا عطا — لمس و شم۔ ذوق و بصر۔ نطق و بیان کام و زبان

خاک کے پتلے کا ہے ربطِ عناصر سے وجود — اوسکی حکمت کا ہے شاہد اختلاطِ جسم و جان

اوسکی صنعت کا مرقع یہ طلسمِ دہر ہے — ذرہ ذرہ مین یہ قدرت کی ہین صناعیان

قطرۂ ناچیز سے پیدا کیا انسان کو — خاک کے پتلے مین اوس نے پہونکدی روحِ روان

اوسکے سیارونمین ضو ہے اوسکے ذرون مین چمک — اوسکی جلوہ گاہ ہین دونون زمین و آسمان

ہستیِ فانی ہے کیا شے اسکی کیا ہی کائنات — ہے بقا کسکو بجز اوسکے یہان اے نکتہ دان

بحرِ ہستی مین ہوئے لاکہون شناور غرق آہ — کون نکلا بچکے سیلابِ حوادث سے یہان

یون ہوئی مجھسے مخاطب پھر مری عقلِ رسا — کرچکی جب بزمِ وحدت مین ترنم ریزیان
مینے دیکھے ایسے ویسے جانے کتنے انقلاب — محوِ حیرت ہوگیا تو دیکھکر رنگِ خزان
پھول بیچارون کی ہستی کیا ہے یہ کیا چیز ہین — مٹ گئے جب ایسے ایسے نامور نکتہ دان
ڈہل گیا جب نازنینون کا شبابِ دلفروز — ہو گئے مٹی کے پتلے جب حسینانِ جہان
انکی بو انکی ہنسی - انکی صباحت - انکا رنگ — انکا جوبن - انکی شوخی - انکی نکہت بیزیان
ہین یہ سب نقشِ خیالی - انکی ہستی ہے - ہی کیا — اُن کے جلوہ کی جھلک ہے چار دن کی میہمان
ہے بہار ہر پیکرِ تصویر مین رنگِ فنا — ہر مرقع جلوۂ نقشِ تحیر ہے یہان
چشمِ عبرت چاہیے رنگ خزان ہر گل مین ہے — اس چمن کے ہر شگوفے سے ہی نیرنگی عیان
کیسی پھولون کی نمایش کیسا جوبن کیسا روپ — کیسی گلگشتِ چمن کیسی فضائے بوستان
اک گل بیچارہ بھی دیکھا نہ ہمنے اے سرور — اس چمن مین کیسی گلگشتِ بہارِ بیخزان

ڈارون اور اُسکا مسئلہ ارتقا

یون تو بادشاہ - وزیر - کمانڈر - فاتح - جج - قاضی غرضکہ ہر فن کے مشاہیر کی سوانح عمریان خالی از منفعت و دلچسپی نہین ہوتین کیونکہ بقول مشہور انگریزی شاعر لانگ فیلو "مشاہیر کی زندگیان ہمین یاد دلاتی ہین کہ ہم بھی اپنی زندگی کو اعلیٰ زندگی بنا سکتے ہین اور مرنے کے بعد زمانہ کی ریگ پر اپنا نقشِ قدم یعنی مثال اور یادگار چھوڑ جا سکتے ہین" لیکن نیچر نے ماہرین سائنس کے کارنامون مین جو خاص جدت اور دلچسپی ودیعت رکھی ہے اُسکا لطف انھی لوگون کے دل سے پوچھنا چاہیے جنہون نے اُن کے تذکرے ذوق وشوق سے پڑھے ہین اور علمای سائنس نے کارخانۂ قدرت کے اسرار منکشف کرنے مین جہانتک کہ انسان

ضعیف البنیان کی عقل کو رسائی ہے وقتاً فوقتاً جو مدد دی ہے اور علمی معلومات مین جو بیش
قیمت اضافہ کیا ہے اسپر غور و خوض کیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ سر اسحاق نیوٹن
جس نے صرف ایک ادنی واقعہ سیب کا درخت سے زمین پر گرنا دیکھکر کشش ثقل
کی عظیم الشان دریافت سے سائنس کی کایا پلٹ دی اُسکا نام سینٹیفک حلقون مین آج تک
باوجودیکہ دو سو برس کا زمانہ گذر چکا ہے عظمت و وقعت بلکہ پرستش کی نظر سے لیا جاتا ہے
اور شاید جب تک ہمارا یہ کرہ خاکی قایم ہے کبھی صفحہ ہستی سے محو نہوگا۔

اسیطرح اس موجودہ زمانہ مین چارلس ڈارون کا نام جس نے اپنی تھیوری ارتقاء عالم
سے مہذب دنیا کے عام خیالات مین ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا کچھ کم شہرت اور وقعت
نہین رکھتا۔ اُسکے بے شمار پیرو اور ہم خیال ممالک یورپ و امریکہ مین اس وقت موجود ہین
پس ہم امید کرتے ہین کہ ایسے نامور شخص کی زندگی کے حالات اور اُسکے مشہور مسئلہ کے
بعض پہلوؤن پر ایک اجمالی نظر ڈالنا ناظرین ادیب کی دلچسپی سے خالی نہوگا کیونکہ اس
وقت تک اردو لٹریچر مین کوئی مضمون اُسکے متعلق ہماری نظر سے نہین گزرا۔

چارلس ڈارون انگلستان مین بمقام شروسبری بتاریخ ۱۲ فروری ۱۸۰۹ء مین
پیدا ہوا تھا اُس کا باپ طبابت پیشہ تھا اور اپنے مریضون کے ساتھ نہایت دلجوئی۔
کشادہ پیشانی۔ اور اخلاق سے پیش آتا تھا لیکن وہ خاص طور پر کسی سائنس یا فن کا
ماہر نہ تھا۔ البتہ اُسکا دادا ایرسمس ڈارون سائنس کا شائق تھا اور علم نباتات پر کئی چھوٹے
چھوٹے رسالے نظم و نثر مین اُس نے تصنیف کئے تھے اس لیے یہ کہنا بیجا نہوگا
کہ سینٹفک دریافت کا شوق بطور توریث جدی کے نہ کہ بطور پدری کے چارلس ڈارون کی
سرشت مین موجود تھا۔

ڈارون کا دادا صاحب تمول تھا مرتے وقت بہت سا روپیہ چھوڑا جس سے اُسکے پوتے کو

علمی تحقیقاتون مین بڑی مدد ملی - وہ آٹھہ برس کی عمر مین مدرسہ مین داخل ہوا لیکن
طالب علمی کے زمانہ مین سست اور موٹا خیال کیا جاتا تھا اور کسیکو یہ امید نہ تھی کہ ایک
وقت ایسا آنے والا ہے کہ یہی "سست لڑکا" چار دانگ عالم مین کوس لمن الملکی
بجائیگا اور علمای سائنس کی فہرست مین اول نمبر رہیگا -

ڈارون نے ایک جرمنی اخبار کے ایڈیٹر کی درخواست پر اپنی مختصر سوانح عمری اپنے ہی
قلم سے لکھی ہے جسمین اُس نے اپنی ابتدائی حالات اس طرح پر درج کیے ہین -

"جبکہ مین پہلے پہل مدرسہ مین داخل ہوا مین بالکل بھولا بھالا سادہ مزاج لڑکا تھا
ایک دن ایک میرا ہم سبق گارنٹ نامی مجکو اپنے ساتھ مٹھائی والے کی دوکان پر لیگیا
اور اُس نے بلا قیمت دینے کے کچھ کیک خریدے - جب ہم دونون دوکان سے
باہر آئے تو مین نے اوس سے قیمت نہ دینے کا سبب دریافت کیا اُس نے
جواب دیا کہ اُسکا چچا رفاہ عام کامون کے لیے بہت سا روپیہ اس شرط پر وقف کرکے
چھوڑ مرا ہے کہ جو کوئی اُسکی ٹوپی ایک خاص وضع سے پہنے قصبہ کے جس دوکاندار سے
وہ جو چیز طلب کرے بلا قیمت اُسکو دیدے - مین یہ نہ سمجھا کہ وہ مزاحاً ایسا کہتا ہے
بلکہ اُسکے کہنے پر یقین کرلیا اور جب اُس نے مجھے وہ ٹوپی دیکر کہا کہ تم خود اسکا امتحان
کرسکتے ہو تو مین سادہ لوحی سے ایک بسکٹ والے کی دوکان پر امتحاناً گیا اور جب مین کیک اوٹھا کر بلا قیمت
دئے چلنے لگا دوکاندار میری طرف جھپٹا اور مین کیک پھینک کر بھاگ نکلا - باہر میرا تماشائی دوست کھڑا تھا جس نے مجھکو
دیکھکر بڑے زور سے قہقہہ لگایا" مدرسہ مین میری بے پرواہی اور سستی دیکھکر میرے باپ نے
ایک دن مجکو بہت ملامت کی اور کہا کہ تمکو بجز شکار - کتے اور جانور پکڑنے کے اور
کوئی شوق نہین ہے تم آیندہ ننگ خاندان ہو گے - مجکو یہ الفاظ بڑے شاق گزرے
لیکن مین جانتا تھا کہ میرا باپ جوش شفقت پدری سے میرے فائدہ کے لیے نصیحت

کرتا ہے۔ چنانچہ اسکے بعد مین نے مدرسہ کی تعلیم کے علاوہ پرئیویٹ طور پر بڑے شوق سے اقلیدس پڑہنا شروع کیا اور شکلون کے ثابت کرنے سے جو قلبی خوشی مجکو حاصل ہوا کرتی تہی اُسکو اب تک نہین بہولا ہون " تعلیم مدرسہ کے اخیر زمانہ مین اُسکو شکار کا شوق بہت بڑہ گیا تہا جو اُسکو اکثر جنگل کی طرف کہینچ لیجاتا۔

کہتے ہین کہ یہین سے اُسکے سینٹفک مذاق کی بنیاد پڑی کیونکہ صحرا نوردی مین اُسکو صحیفۂ فطرت کی تنہائی مین مطالعہ کرنے کا خاطر خواہ موقع ملتا تہا اور مختلف اقسام کے حیوانات و نباتات کی پیدایش اور انواع و اصناف کی تقسیم اور ایک کے دوسرے سے باہمی مناسبت و تعلقات کی تحقیقات کا اس کا میلان اُسکی طبیعت مین پیدا ہوا۔

باپ نے یہ دیکہکر کہ وہ مدرسہ مین جی لگا کر نہین پڑہتا ۱۸۲۵ء مین اوسکو ڈاکٹری سیکہنے کے لیے ایڈنبرا یونیورسٹی مین داخل کرا دیا لیکن اُسکی طبیعت کو اس فن سے بہی کوئی لگاؤ نہ تہا کیونکہ اُس زمانہ مین کلوروفارم کا استعمال جاری نہوا تہا اور اس وجہ سے مریضون کو اعمال جراحی سے سخت تکلیف ہوتی تہی جسکے دیکہنے کی ڈارون تاب نہ لاسکتا تہا اس لیے تحصیل ڈاکٹری سے بہی اوسکو کنارہ کش ہونا پڑا۔ آخر کار ۱۸۳۱ء مین اُس نے بیگل نامی جہاز پر جو جنوبی امریکہ کو روانہ ہونے والا تہا یہ نوکری قبول کرلی کہ ہر ملک کے حیوانات کی تحقیقات کرے اس سفر مین تین برس لگے اور اُس نے اپنی تحقیقات کے جو حالات بطور سفرنامہ کے تحریر کیے ہین وہ ایسے مقبول عام ہوئے کہ اُسکی ہزارہا جلدین چہپکر فروخت ہوگئین اور جرمنی۔ فرانسیسی اور کئی اور غیر ملک کی زبانون مین اوسکے ترجمے شایع ہوگیے۔ (باقی آیندہ) اڈیٹر

عجائبات عالم

چھاپہ کے فن مین عنقریب ایک انقلاب عظیم ہونے والا ہے ایک یوروپین مسٹر گرین نامی نے ایک طریقہ برقی قوت سے کاغذات چھاپنے کا ایسا ایجاد کیا ہے کہ ایک دفعہ ٹائپ یعنی سیسہ کے حروف جماکر ہزارون لاکھون کاپیان نہایت سرعت کے ساتھ چھپ سکتی ہین۔ اب تک میسرز ہو کی مشین سے ۸ صفحے کاغذ کی ۹۶ ہزار کاپیان فی گھنٹہ یا ۱۶۰۰ فی منٹ چھپ سکتی تہین لیکن اس جدید برقی ایجاد سے اس تعداد کے دوچند ہوجانے کی امید ہے۔

مصنوعی چاند۔ شہر نیویارک امریکہ کے کولمبیا یونیورسٹی کی لائبریری مین ایک مصنوعی چاند تیار کر کے رکھا گیا ہے۔ یہ چاند ایک بہت بڑا چوبی گولہ ہے اور اسپر ایک عمدہ مدہم رنگ چڑہایا گیا ہے۔ شام کے وقت اس کتب خانے کے آٹھون گوشون کے گرداگرد چراغ روشن کر دیے جاتے ہین۔ ان سب چراغون کی روشنی اس چوبی گولے پر سب طرف سے پڑتی ہے۔ جس سے وہ مصنوعی چاند روشن ہو جاتا ہے اور اسکی روشنی سے کسی آنکھ کو مضرت اور اذیت نہین پہونچتی اور خواندگی بہت آرام وراحت کے ساتھ ہوتی ہے۔ جن چراغون کی روشنی اس گولے پر پڑتی ہے اونکا سب حصہ اس ترکیب سے رکھا گیا ہے کہ اوسکی روشنی یا پرتو کسی کو نظر نہین آتی ہے۔

اخبار سائینٹفک امریکن امریکہ کے ایک قصبہ کا ذکر کرتا ہے جس مین شہر کے چارون طرف چار توپین رکھی ہوئی ہین جب کبھی سخت بادل آتے ہین تو ان مین بارود بہر کر بادلون کو اوڑا

دیا جاتا ہے اور اسطرح قصبہ کو سخت بارش سے بچایا جاتا ہے۔

پیرس (دار السلطنت فرانس) اور برلن (دار السلطنت جرمن) کے مابین خط پہونچانے کے لیے ایک ایسی نلی تیار کرائی گئی ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر مین ۳۵ منٹ مین خط پہنچ جاتا ہے حالانکہ درمیانی فاصلہ ۵۰۰ میل سے زیادہ ہے

صنعت و حرفت وغیرہ

آجکل امریکہ کا مشہور و معروف موجد مسٹر اڈیسن نامی ایک قسم کی ریل گاڑی بنانے مین مصروف ہے جو ایک گھنٹے مین ڈیڑہ سو میل مسافت طے کریگی۔

امریکہ مین بجلی کی کلون سے سڑکون پر جہاڑو دینے کا رواج شروع ہوا ہے۔

لالہ اچھرومل باشندہ پنجاب نے جو ۳ سال سے بمبئی کے مختلف کارخانون مین کلون کا کام سیکھہ رہے تھے میکینکل انجینری کا امتحان پاس کیا ہے اگرچہ پارسیون مین کئی ایک انجینیر کلون کا کام جاننے والے ہین مگر یہ پہلی دفعہ ہے کہ ایک پنجابی نے اس کارآمد فن کو حاصل کیا۔ وہ کوئی کارخانہ پنجاب مین جاری کرنا چاہتے ہین۔

علمی نوٹس وغیرہ

مشہور مالک مطبع الگزنڈر میکملن ۲۵ لاکہہ روپیہ نقد چھوڑ مرا جو خاص اوسکی قوت بازو کی کمائی کا تہا۔ اوس نے چھاپہ خانہ کا کام افلاس کی حالت مین شروع کیا تہا لیکن محنت ہمت

اور استقلال سے یہ سب دولت اور ناموری پیدا کی۔

ڈنمارک مین علم کا اس قدر چرچا ہے کہ کوئی خاندان بھی ایسا نہین ہے جس کے تمام آدمی لکھنا پڑہنا نہ جانتے ہون۔

سیام کا ایک اور شہزادہ تحصیل علم کی غرض سے لندن مین وارد ہوا۔

سول سروس کے گذشتہ امتحان مین پاس شدگان کی تعداد ۶۳ ہے منجملہ ان کے ۷ ہندوستانی ہین۔ اس وقت ۲۷ دیسی سول سروس مین ہین اب ان کی تعداد ۳۴ ہوجائیگی

گورنمنٹ ہند نے مسٹر ٹاٹا کی مجوزہ یونیورسٹی کی سکیم منظور کرلی ہے عنقریب کونسل مین پیش ہوکر قانون بنایا جائیگا۔

چین مین اخبارون کی قیمت عموماً ایک پائی کے قریب ہوتی ہے۔

یادگاری واقعات

اس مہینہ کے واقعات مین سب سے بڑا واقعہ ہز اکسلنسی لارڈ کرزن بہادر کا دورہ ہندوستان کے اون مقامات طاعون وقحط زدہ کا ہے جنکو ہز اکسلنسی نے بہ نفس نفیس تشریف لیجا کر بچشم خود معائنہ فرمایا اور بعد ازان ریاستہائے بھوپال و گوالیار مین رونق افروز ہوکر وہ دہوان دہار اسپیچین دین جو نہ صرف جدّت خیالات۔ طلاقتِ لسانی اور صاف بیانی کا بے نظیر مرقع

ہین بلکہ مخاطبین کے حق مین گنجینہ پند و نصیحت - سبقِ عبرت - اور کاشفِ رموز مملکت شاہنشاہی ہین -

اسی مہینہ کی ۱۱ تاریخ کو نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے راجہ صاحب جیند کو اختیارات ریاست عطا فرمائے -

مہاراجہ صاحب بہرتپور کے مشکوئے معلی مین فرزند ارجمند تولد ہوا جسکی خوشی مین ۲۱ سے ۲۴ تاریخ تک خوب دہوم دہام اور جشن رہے ہزار ہا غربا کو کئی روز کہانا کہلایا گیا -

مہاراجہ صاحب جودہپور پولو کہیلتے ہوئے گہوڑے سے گرے مگر خیریت ہوئی کہ ہڈی نہ ٹوٹی -

علیگڈہ کالج مین ۲۵ تاریخ کو ایک جلسہ بصدارت سر آرتہر اسٹریچی چیف جسٹس ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ہوا جسمین مسٹر بیک کی یادگار قایم کرنے کے لیے یہ تجویز ہوئی کہ ۷۵ ہزار روپیہ چندہ سے جمع کیا جاوے اور اوسکے منافع سے ایک طالب علم کالج کا تعلیم یافتہ اس شرط سے انگلینڈ بہیجا جایا کرے کہ بعد تکمیل علم ولایت سے واپس آکر مدرسہ کی پروفیسری قبول کرے - اب تک قریب ۸ ہزار کے جمع ہوگیا ہی مسلمانون کو اس ضروری کام کیطرف سرگرمی سے متوجہ ہوکر فراخ دلی سے چندہ دینا چاہیئے -

مہاراجہ صاحب جیپور نے قحط زدون کی امداد کے لیے ۲۲ لاکہہ روپیہ خزانہ عامرہ سی عطا فرمایا ہے اور ۲۵ لاکہہ تک دینے کا وعدہ کیا ہے -

حضور مہاراجہ سیندہیا والی گوالیار نے طوفان زدگانِ دارجلنگ کے امدادی فنڈ مین ۵ ہزار کا چندہ دیا -

نواب صاحب بہاولپور نے لاہور چیفس کالج مین مسجد تعمیر کرنے کے لیے ۴ ہزار روپیہ دیا -

کلکتہ مین ہندو بیواؤن کی امداد کے لیے ۶۰ ہزار روپیہ کا ایک فنڈ بابو رامچند مارواڑی کی کوشش سے قایم ہوا۔

کلکتہ کے ایک اور سیٹھ کنہیا لال بوگلا نے جگنا تھہ پوری مین جاتریون کی آسایش کے لیے ۲۵ ہزار روپیہ دیا۔

آخر ماہ مین مدراس پریسیڈنسی کے شہر نیگاپٹم مین سخت طوفان بادوباران آیا جس سے کئی لاکھہ کا نقصان ہوا۔

سر اسٹافورڈ نارتہہ کوٹ کے عہدہ گورنری بمبئی پر مقرر ہونے کی خبر ولایت سے اسی ماہ مین آئی۔

قحط و طاعون کی حالت بدستور مثل ماہ گزشتہ کے رہی۔

بیرونی واقعات مین جنگ ٹرانسوال طول کھینچتی جاتی ہے جسکے مفصل حالات اخبارات مین چھپ رہے ہین ہنوز کوئی صورت یکسوئی نظر نہین آتی فقط

ایڈیٹر
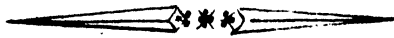
ریویو

۱۔ ضیاء العین

دنیا مین آنکھین بڑی نعمت ہین اس لئے جو کوئی اپنے ابناے جنس کو فائدہ پہونچانے کی غرض سے تدبیر حفظ البصارت اور تشخیص و علاج امراض چشم مین کوشش اور سعی کرے وہ نہ صرف تمام بنی نوع انسان کی احسانمندی اور شکرگزاری کا مستوجب ہے بلکہ عقبیٰ کے لیے بھی توشۂ آخرت جمع کرتا ہے۔ یورپ کے ڈاکٹرون نے تو امراض چشم کے علاج کو بالکل ایک جداگانہ

علم قرار دیا ہے اور ہندوستان مین جس طرح صفدر دہلی کے ایک حکیم نقبا کو اس فن مین
خاص دستگاہ حاصل تہی انگلنڈ - جرمنی اور فرانس وغیرہ ممالکِ یوروپ مین صدہا ماہرین اس
فن کے موجود ہین جنہون نے عمرین آنکھون کے امراض کی تحقیقات اور تدابیر علاج مین
گزاردی ہین اس وجہ سے انگریزی زبان مین خصوصاً اور دوسرے یوروپین زبانون مین
عموماً اس فن کی صدہا تصنیفات وتالیفات موجود ہین اور یوماً فیوماً اونمین اضافہ ہوتا جاتا ہے
لیکن ہندوستان مین خاص اس فن کے متعلق کوئی مستقل ومبسوط کتاب پائی نہین جاتی
نہ ہمارے ملک کے اطباے حاذق کو اس بات کا شوق ہے کہ یوروپین ڈاکٹرون کی
طرح وہ بہی اعضاے انسانی کے ہرایک حصہ کے متعلق مستقل کتابین یا رسالے
علیحدہ تصنیف یا تالیف کرین -

ہم یہ دیکہکر نہایت خوش ہوئے اور یونانی طبابت کے بلکہ ملک کے حق مین نیک فال
سمجہتے ہین کہ حذاقت مآب جناب حکیم سید خورشید حسین صاحب لکہنوی کی توجہ اس
طرف منعطف ہوئی اور اونہون نے کتاب مندرجہ عنوان الصدر رشتہ زبان فارسی مین
تالیف فرماکر اس کمی کو کسی قدر پورا کردیا - یہ کتاب نہایت خوشخط جلی قلم سے مطبع دبدبۂ احمدی
لکہنو مین طبع ہوئی ہے اور فخر قوم جناب نواب **فتح علی خان** صاحب قزلباش مشہور
رئیس لاہور کے نام نامی سے معنون ہے جنکی علمی قدردانی - قومی کامونمین دوامی دلچسپی
خصوصاً مسلمانون کی قومی انجمن ایجوکیشنل کانفرنس کے ساتھ سچی ہمدردی شہرۂ آفاق ہے -

کتاب ایک تبصرہ - پانچ نظر - دو مشکوۃ - ایک لمعہ - اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے - تبصرہ
مین ابتدائے آنکہہ کی شرافت اور فضیلت کو بیان کیا ہے -

نظر اول مین ضوء - نور - شعاع - اور رنگ والوان کے پیدا ہونیکا بیان ہے -

نظر دوم مین کیفیت مرایا ومناظر درج ہے - نظر سوم مین حولِ نظر کا بیان ہے -

نظر چہارم مین اتساع وضیق ثقبہ نظر کی بحث ہے۔

نظر پنجم مین نزول الماء کا ذکر ہے۔

مشکوۃ اول مین امراض چشم کی پہچان اور طریق تشخیص اور دوم مین قواعد کلیہ اور علاج وغیرہ درج ہین۔ خاتمہ مین ادویہ مفردہ کے استعمال کا بیان ہے۔ واقعی حکیم صاحب نے یہ کتاب بڑی تحقیق و تدقیق۔ محنت اور عرق ریزی سے تیار کی ہے جسکی ملک کو پوری قدر کرنا چاہیئے بارہ آنہ قیمت بھی کتاب کی ضخامت ۱۱ جزو کے لحاظ سے بالکل واجبی ہے۔

شایقین دوکان سید جواد علی تاجر کتب لکھنو محلہ وزیر گنج سے طلب فرمائین فقط

ایڈیٹر

۲- فردوس برین

ہمارے مکرم دوست منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مالک قومی پریس و مہتمم گلدستہ پیام یار لکھنو نے وقتاً فوقتاً اُردو لٹریچر مین بیش بہا اضافہ کرکے جو احسان ملک و قوم پر کیا ہے وہ محتاج بیان نہین ہے سچ پوچھو تو یہ منشی صاحب کی ذات ہے جس نے پچھلی ربع صدی مین اپنے ہر دلعزیز و مشہور عام گلدستہ کے دامن عاطفت مین ایشیائی شاعری کو جو لٹریچر کا جزو اعظم ہے جگہہ دیکر بچا لیا ہے ورنہ وہ اب تک کبھی کی ملک سے رخصت ہو جاتی اور آج اوسکا کوئی نام تک بھی نہ جانتا۔ چند عرصہ سے قدیم شاعری کی حفاظت کے ساتھ یہ التزام کیا گیا ہے کہ گلدستہ مذکور مین ایک اعلی درجہ کا ناول بھی شایع ہوتا ہے اور قومی پریس بک ایجنسی کے سلسلہ مین قیمتی کتابین بھی طبع کیجاتی ہین۔

ناول زیر ریویو جو ہندوستان کے والٹر اسکاٹ مولانا شرر مشہور ناولسٹ کی تازہ ترین تصنیف اوسی سلسلہ مین داخل ہے۔ فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کے تاریخی حالات اونکی مصنوعی فردوس کی دلفریب

حقیقت۔ اور بالآخر۔ ہلاکو خان کے ہاتھ سے اوسکے انہدام کی کیفیت بڑے دلچسپ طریقہ سے
بیان کی گئی ہے مولانا موصوف کے طبع شدہ ناول اب تک جو شہرت اور قبول عام کی سند
حاصل کر چکے ہین وہ اظہر من الشمس ہے مگر اسمین کوئی کلام نہین کہ اونمین سے کوئی بھی
اس سے لگا نہین کھاتا۔ پلاٹ (بندش قصہ) گو ابتدا مین کسی قدر پیچیدہ ہے جس سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم کسی سوپر نیچرل (مافوق الفطرۃ) عالم کی سیر کر رہے ہین اور ہرگز
اس امر کا شبہ تک نہین گزرتا کہ یہ فردوس برین کی دلفریب و دلچسپ سینریان اور اوسکے
مرصع و زرنگار محلات و حور و قصور حقیقۃً انسانی صنعت کا نمونہ ہین لیکن باب ہشتم "افشاے راز"
کے پڑھتے ہی یہ طلسم آن واحد مین ٹوٹ جاتا ہے اور خداے عزوجل نے اپنی قدرت
کاملہ سے جو طاقت اشرف المخلوقات حضرت انسان کو عطا کی ہے اوسکا کرشمہ نظر آجاتا ہے
ہم اس ناول کی تعریف کہانتک کرین اگر اوسکی سب خوبیان بیان کیجائین تو ادیب کا
پورا ایک نمبر بھی کافی نہین ہو سکتا ہم صحیح کہتے ہین کہ ہمنے جسوقت سے اس ناول کو ہاتھ مین
لیا بغیر ختم کیے نہین چھوڑا۔ جن صاحبون کو فردوس برین کی سیر کرنیکا شوق ہوا ون کو
حسین (ہیرو کا نام ہے) کی سی مالایطاق تکلیفین اوٹھانے۔ شیخ الطائفہ باطنیہ شریف
علی وجودی کی بیعت کرنے۔ امام نجم الدین نیشاپوری اور امام نصر بن احمد جیسے علماء و شیوخ
وقت کو قتل ہوتے ہوئے خود دیکھنے کی کوئی ضرورت نہین ہے صرف ایک روپیہ خرچ
کرکے منشی نثار حسین صاحب مالک قومی پریس لکھنو سے طلب کر لین اور جب جی چاہے
گھر بیٹھے فردوس کی سیر کر لیا کرین فقط ایڈیٹر

۳۔ بڑی جنتری ۱۹۰۰ء

ہندوستان کی صنعت مصوری اور چھاپہ کی شاخ لیتھو گرافی مین جو نام ہمارے مخدوم منشی محمد رحمت اللہ
صاحب رعد مالک نامی پریس شہر کانپور نے پیدا کیا ہے اور اس فن کو ترقی دی ہے وہ پبلک

سے پوشیدہ نہین - البرامکہ اور الفاروق وغیرہ کی پاکیزہ کتابت اور نفیس چھپائی جن آنکھون
نے ایک بار دیکھہ لی ہے اونکو دوبارہ دیکھنے کی ہوس ہے - خصوصاً نقشون کی نقاشی
اور تصویرون کی مختلف باریک رنگ آمیزی تو دیکھنے والے کو حیرت مین ڈالتی ہے
کہ ان کے جوڑ توڑ پتھر پر کس طرح جماے گیے اور اونکی خط و خال مین کسطرح رنگا رنگ کی گلکاریان کی گئی ہونگی - یہ جنتری
منشی صاحب کی اعلیٰ صنعت اور شاقہ محنت و ریاضت کا عدیم النظیر نمونہ ہے جسمین علاوہ معمولی ضروری
لوازمات جنتری کے عہد سلاطین عثمانیہ کی تاریخ کا بھی ایک حصہ موجود ہے اس حصہ مین دو رنگین
مطلا و مینا کار تصویرین مشہور سلطان سلیم اول اور سلیمان اعظم کی اعلیٰ درجہ کے دبیز ولایتی دگلیز دار
چکنے کاغذ پر چھاپ کر لگائی گئی ہین جو ایسی سچی ہین کہ گویا مُنھہ سے بول رہی ہین -
پہلے اس قسم کی جنتری کی قیمت دو روپیہ تھی لیکن اب منشی صاحب نے تخفیف کر کے صرف ایک روپیہ
کر دی ہی جو سچ پوچھیے تو فی الواقع تصویرون کی بھی قیمت نہین ہے - ملک جس قدر قدردانی کرے کم ہی فقط

ایڈیٹر

ضروری اطلاع

ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء کے پرچے مین مولانا اشہری صاحب کا ایک قابل دید مضمون "پردہ سسٹم"
پر شایع ہوگا جسمین مولانا موصوف نے نہایت زبردست فلسفیانہ - حکیمانہ - مذہبی دلائل سے
پردہ کی ضرورت کو ثابت کیا ہے - پردہ کی بحث عرصہ دراز سے بعض مخصوص رسالون اور محدود
اخبارون مین چھڑی ہوئی ہے لیکن ہم دعوی سے کہتے ہین کہ اس پایہ کا آرٹکل آج تک کسی
صاحب کی نظر سے نہ گذرا ہوگا یہ مضمون جدّت خیالات کا قابل قدر مرقع ہے - ناظرین عنقریب
ہمارے قول کی تصدیق خود فرماینگے -

ایڈیٹر

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۱۲	بابت ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء	جلد ۱

فہرست مضامین

زیر اڈیٹری سید اکبر علی اکبر آبادی سند یافتہ کلکتہ یونیورسٹی

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپکر

مقام فیروزآباد ضلع آگرہ سے شائع ہوا

قیمت مع محصولڈاک عام شائقین سے ہر ماہ ۴ والیان ملک سے عہ سالانہ

راقم پابند ۱۹۱۰ء

معزز قدر دانان ادیب! الحمدللہ کہ ادیب کا
پہلا سال بخیر و خوبی گذرا اس عرصہ مین ادیب
جیسا رہا اور ناچیز ایڈیٹر نے جو کوشش مین اسکو
ہر طبقہ ناظرین مین دلچسپ و ہر دلعزیز بنانے کی
کین اوسکے اعادہ کی ضرورت نہین - قدر دانون
کے صدہا خطوط اوسکی عام مقبولیت کی سند مین
موجود ہین - جو وقتاً فوقتاً حسب گنجایش شایع
ہوتے رہتے ہین اور ابھی ختم نہین ہوتے - ادیب کے
ماہوار شایع کرنے مین علاوہ صرف زر کثیر کے جو محنت
اور وقت ایڈیٹر کو اوٹھانی پڑتی ہی اسکا اندازہ وہی
لوگ کرسکتے ہین جو مطابع کا کام چلا رہے ہین - مجکو
بعض ضروری مشاغل کے باعث فی الحال
اسقدر فرصت نہین ہی کہ ماہوار اشاعت کا انتظام
قایم رہ سکے اسلیے اب یہ تجویز ہی کہ اس سال کی
اول سہ ماہی سے ادیب بطور کوارٹرلی ریویو کی پانچ جز
کی ضخامت پر سہ ماہی مین ایک بار شایع کیا جاوے
اور اُسکے دو جز مین علمی - تاریخی - اخلاقی - تمدنی
مذہبی مضامین جدید سینٹفک تحقیقات و علمی
ترقیات وغیرہ کے حالات اوسی طرز و ترتیب سے شایع

ہوتے رہین جیسا کہ سال گذشتہ مین ہوتے رہے ہین - باقی
تین جز یعنی ۴۸ صفحون مین ایک کتاب موسومہ

مرقع صد سال

یعنی

اُنیسوین صدی کی تاریخی واقعات علمی و عملی ترقیات
ایجادات و اختراعات وغیرہ کی یادگار شایع کیجاوے
جسکے مضامین چار فصلون مین حسب ترتیب مندرجہ ذیل منقسم ہونگے
فصل اول مین اُنیسوین صدی کے اہم تاریخی واقعات کا خلاصہ
فصل دوم مین اُنیسوین صدی کی علمی و سینٹفک ترقیات کا خلاصہ
فصل سوم مین مختلف فنون صنعت و حرفت کے متعلق ایجادات
و اختراعات کی تفصیل - فصل چہارم مین اُنیسوین صدی
کے بعض مشاہیر یورپ و ہند وغیرہ کا مختصر تذکرہ
جہانتک کہ بالفعل اندازہ کیا گیا ہی یہ کتاب باریک قلم سے
دو سو صفحے کی ضخامت مین اسی سال رواں مین ختم ہو جائیگی
کوارٹرلی ادیب کی عام قیمت شایقین کی تعداد کثیر کا اصرار سے
آیندہ کیلیے بجاے للعہ سالانہ صرف ۳ سالانہ کر دیگئی ہی جسمین
محصول ڈاک بھی شامل ہی والیان ملک و امرا سے بدستور
عہ و ۵ سالانہ شرح قیمت قایم رہیگی - جن صاحبون کو
خریداری منظور ہو درخواست باجازت ویلیو پی ایبل روانہ
فرماوین پیشگی قیمت بھیجنا ضرور نہین ادیب کا پہلا نمبر
بعینہ وی پی سے بحساب قیمت ۳ وصول کرلیا جائیگا ۔

ادیب

ایک بالکل نئی طرز کا ماہوار علمی میگزین

نمبر ۱۲ | بابت ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء | جلد ۱

عورتون کا پردہ

نیچر۔ سائنس۔ مذہب سے استدلال

لاجواب ثبوت

بیا تا درین رہ نقاب بے کشم | بزیر قلم آفتاب بے کشم

حضرات۔ جب ہم اپنی ایک حالت سے دوسری حالت کو بدلنا چاہتے۔ یا دوسری حالتین ہم مین تداخل پیدا کرنا چاہتی ہین تو اوسکے لئے کوئی نہ کوئی سبب اور ایک نہ ایک تاویل ضرور ہوتی ہے۔ خواہ وہ ہمارے دل سے اُمنگے۔ یا دوسرے ذریعہ سے ہمارے دماغ مین پیدا کیجاے۔ آجکل جو مغربی خیالات مشرقی دماغون مین اپنی گنجایش نکال رہے ہین یہ سب

ایک نہ ایک سبب اور تاویل کے تابع ہین - لیکن مین نہین کہہ سکتا کہ ہر امر کی نسبت عقلا اور حکما کی سوسائٹی اور علماے مذہب کی پارٹی نے معقولات اور منقولات سے غور کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کیا یا کوئی راے قایم کی ہے -

مین دیکھتا ہون کہ بعض خیالات کے تداخل نے اکثر دماغون مین ایسا ہی خراب اثر ظاہر کیا ہے جیسے غذا کے تداخل سے معدے مین مختلف عوارض کے اسباب پیدا ہوتے ہین -

مین اسوقت ہندوستان کی پردہ نشین عورات کے متعلق پردہ کے باب مین ہر طرح کے خیالات ظاہر کرنا چاہتا ہون - اگر آپ عقل سے غور کرین گے اور دانشمندی سے نتیجہ نکالین گے تو پورے طور سے آپ ہر پہلو کی جانچ کر سکین گے - اور یہ چند سطرین آپ کو بہت بڑی رہنمائی کرنے والی ہونگی -

پردہ کی تعریف

یہ لفظ فارسی - ہندی - اُردو تینون زبانون مین مستعمل ہے - اُصول لسان مین غور کرنیسے پایا جاتا ہے کہ فارسی کے مذاق نے دروازون پر جو کپڑا لٹکایا جاتا ہے اوسکو دو حصون مین تقسیم کر کے اوسکا نام پردہ رکھا (یعنی دہلیز اور دروازہ کے پَر) جو کثرت استعمال سے پردہ ہوگیا جیسے ناک کے درمیان جو دیوار حائل ہے اوسکو پردہ بینی بولتے ہین مگر ہندی مذاق سے دوسری ترکیب پیدا ہوتی ہے یعنی پَر رُد جسکے معنی یہ ہوے کہ پرائی نگاہ کو رد کرنے والا - اور فارسی مین بھی پر اور پار دوسرے کے معنی مین آئے ہین - پس ممکن ہو کہ پارسی اور ہندی دونون نے اسی وجہ تسمیہ کو اختیار کیا ہو - اور یہ لفظ کئی معنی مین مستعمل ہوتا ہے - اور کئی طرح کی استعارات کو مشتمل ہے - لیکن مین جس معنی مین پردہ کا مفہوم ظاہر کرنا چاہتا ہون اوس سے اس موقع پر یہ مراد ہے کہ کسی شے کو محفوظ رکھنے کی غرض سے اوسکے چھپانے کو جو ذریعہ اختیار

کیا جاے۔ یا جو ذریعہ اوسکے محفوظ رہنے کا ہے اوسکو پردہ کہنا چاہیے۔ تاکہ اس مسئلہ کو آپ عام وسعت سے دیکھہ سکین۔

پردہ کی ضرورت

پردہ کی عام ضرورت یہ ہے کہ کسی چیز کو اوسکی حفاظت کے لیئے نااہل اور نامحرم یا کسی خوف اور گزند سے بچنے کو دوسرے کی بری نظر اور نامطبوع اثر سے بچایا جاے۔ اور یہی اوس کا موضوع ہے۔

پردہ کے مختلف مفہومات

پردہ کئی صورتونمین مضمر پایا اور کئی طور پر اوس سے فائدہ اوٹھایا جاتا ہے۔

ایک ملکی پردہ ہے جس سے ایک ملک کو دوسرے ملک سے اپنی حفاظتون کا خیال ہوتا ہے اور اون حفاظتون کے لئے اوسکو قبول کیا جاتا ہے جیسے انگلستان نہین چاہتا کہ سفید رنگ کی عورتین کالون کے لئے آزاد ہون اور یہ خیال رسم وآئین کے پردے مین دیکھا جاتا ہے۔

دوسرے مذہبی پردہ جیسے ہندو مسلمان سے اور مسلمان ہندو سے پردہ پسند کرین۔

تیسرے قومی پردہ کہ ایک قوم فرط حمیت سے عورتو نکا باہر دیکھنا پسند نہ کرے جیسے خیبر کے آفریدیون نے اس غیرت سے کہ چند آفریدی عورتین خیبر سے نکلکر پشاور کے بازار مین آبیٹھی تہین متغیر ہوکر ہزارون جانین نذر جنگ کردین یا علاؤالدین غوری کے مقابلہ مین ہزارون بہادر راجپوت کٹ مرے اور چار سو رانیان بارود بچھا کر اوڑ گئین اور شہوت پرست بادشاہ کو پدمنی کا رونگٹا دیکھنا نصیب نہ ہوا یا اکثر یورپین اپنی ملکی اور قومی عورات کا ہندوستانیون سے

تعلق پسند نہین کرتے - یا ہندو مسلمان عورتین عیسائیون سے پرہیز کرتی ہین - یا عرب کی عورتون پر اونکی ذاتی شرافت اور اپنے قومی جبروت کا اثر ہے -

چوتھے جبروتی پردہ جسکو دیکھنے سے خود آنکھ جھپک جاتی ہے اور یہ وہ پردہ ہے جس سے ہر فاتح قوم کی عورتین مفتوح اور کمزور مردون کی طرف بہت کم رغبت کرتی ہین اسی طرح اقوام مفتوحہ کو حد ادب سے آگے بڑہنے کی جرأت نہین ہوتی اور دونون کے درمیان ایک جبروتی پردہ حد فاصل ہو جاتا ہے - ۵

جو ظالم ساتھ ہی سویا تو خنجر درمیان رکھکر	ہمارے اوسکے پردہ ہو گیا دیوار آہن کا

پانچوین ہر قوم مین اوس کی عفت اور عصمت اور شرم و حیا کے پردے اپنے اپنے شریفانہ فرائض کو پورا کرتے ہین -

چھٹوین قلعہ - محل - مکان - جھونپڑے - بنگلے - کوٹھیون کے پردے -

ساتوین - برقع - چادر - گھونگٹ کے پردے وغیرہ وغیرہ -

اب غور کرنا چاہیے کہ اس باب مین نیچر کا منشا کیا ہے - اور سائنس سے کہانتک اسکے حقایق اور دقایق کا انکشاف ہوتا ہے - اور مذہب کیا حکم دیتا ہے - سب سے پہلے مین نیچر سے بحث کرتا ہون - کیونکہ آج کل نیچرل استدلال کو خاص طور پر دیکھا جاتا ہے - اور مین بھی نیوٹن کی تہیوری کی طرح پردہ کا سلسلہ وہان سے شروع کرنا چاہتا ہون جہان سے دنیا کی پیدایش کا پہلا گولہ چھوٹا ہے - اور ہمارے مخدوم و مکرم مولوی ذکاء اللہ صاحب دہلوی نے ادیب کی سرزمین پر لڑہکایا ہے -

وہ دیکھئے اندہیرے گنبد مین فضاے لامتناہی کے اندر ایک نہایت عالیشان گولہ چھوٹا وہ دن - دنانانانا - بھد - اور اوسکے ٹوٹنے سے چاند - سورج اور ستارے نکل بھاگے اور اپنے اپنے محور پر گردش کرنے لگے - آخر یہ گولہ کہان تھا ایک پردہ کے اندر اور ان چیزون کے

لئے خود گولہ کیا تہا پردہ - اور یہی ہمکو ثابت کرنا مقصود ہے - اب اور آگے بڑہیے تو معلوم ہوگا کہ نیچر کا بازیگر تمام سوانگ پردے کے اندر درست کرتا ہے - صبح شام - رات دن ایسے سہانے اور نادر کار پردے ہین جنکی اوٹ مین بڑی بڑی مہ جمال اور مہر تمثال صورتین نظر آتی ہین - اور ان پردون کے اندر طرح طرح کے سوانگ بہرے جاتے ہین - اب اپنی زمین پر آجایئے اور دیکھیئے کہ یہان نیچر نے پردون کا کیا اہتمام کیا ہے اور نوامیس قدرت اور پردگیان عفت کو کیونکر اونمین رکہا ہے اور نیچر کا اُستاد درپردہ ہمکو کیسی تعلیم دیتا ہے کہ ہم بہی اوس سے فائدہ اوٹہائین پہلے جمادات کو دیکھیئے -

جمادات

جب ہم جمادات کو غایر نظر سے دیکھتے ہین تو نیچر کے بڑے بڑے خزانے اوس کے تہ درتہ پردونمین چہپے ہوئے پاتے ہین - ہم دیکھتے ہین کہ نیچر نے لعل و یاقوت اور دوسری بیش قیمت چیزین جو جمادات مین سب سے زیادہ شریف اور افضل ہین نہایت سنگین پردون مین چہپا کر رکہی ہین - موتیون کا خزانہ قعر دریا مین چہپایا ہے جسپر پانی کی صف بستہ موجین پہرہ دیرہی ہین مختلف معادن طرح طرح کے سنگین اور مضبوط پردون مین محفوظ پائے جاتے ہین جمادات کے بعد نباتات مین غور کیجیے -

نباتات

جب آپ نیچرل حالتون کو نباتات مین دیکہین گے تو معلوم ہوگا کہ ہر نبات جیسی شریف اور شریف تر ہے اوسکے لئے پردہ کے اہتمام مین بہی ایک خصوصیت پائی جاتی ہے - اور ہم دیکھتے ہین کہ ہر درخت اپنے تخم کے محفوظ پردے مین بند ہے اور ہر تخم اپنے لئے ایک قسم کا

پردہ رکھتا ہے۔ تمام پھل پھول پتون سے چھپائے ہوئے بنگلون اور بالاخانون۔ حجرون اور دالانونمین آرام کرتے ہین۔ کوئی زمین کے اندر سردابون اور تہ خانونمین رہتے ہین۔ رنگ برنگ کی پوشاکین پہنے ہین۔ طرح طرح کی رنگتین اور قسم قسم کی خوشبوئین اپنے اپنے حسب حال لطیف اور نازک پردونمین نظر آتی ہین ؎

گلشن مین صبا کو جستجو تیری ہے	بلبل کی زبان پہ گفتگو تیری ہے
ہر رنگ مین جلوہ ہے تری قدرت کا	جس پھول کو سونگھتا ہون بو تیری ہے
گلشن مین پھرون کہ سیر دریا دیکھون	یا معدن و کوہ و شہر و صحرا دیکھون
ہر سو تری قدرت کے ہین لاکھون جلوے	حیران ہون کہ دو آنکھون سی کیا کیا دیکھون

ہرحال قدرت نے اون کا تحفظ ایک نہ ایک طرح کے مناسب حال پردے سے کیا ہی اب حیوانات کو دیکھیے۔

حیوانات

حیوانات کی نیچرل ساخت اور اون کے افعال سے طرح طرح کے پردون کا پتا ملتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات نے فطرتاً پردہ کی ضرورتون کو محسوس کیا اور اوسکو اپنے کام مین لائے ہین۔ حیوانات کی ساخت مین مغز اور روغن کا حصہ مضبوط ہڈیون اور نلیون کے پردہ مین ہے۔ خون کا دوران شرائین اور وریدون کے پردون مین ہوتا ہے۔ اعضائے اندرونی باریک جھلیون کے پردونمین ہین۔ تمام حواس کاسۂ سر کے مستحکم پردہ مین محفوظ ہین۔ آنکھون کے نورانی مادون کی حفاظت کو قدرت نے سات پردے بنائے ہین تمام اجسام اپنی کھالون اور پرون اور پوستینون کے پردون اور لباسون مین دیکھے جاتے ہین۔ تمام جانور اپنے آرام اور تحفظ کے لئے بھٹون۔ گوپھاؤن۔ غارون۔ پہاڑون کی اوٹ۔ درختون

کی آڑ- آشیانون اور اپنے کھودے اور بنائے ہوئے مامنون مین رہنا اپنے آرام وحفاظت
کا ذریعہ جانتے ہین - اور جوڑہ جوڑہ ہوکر یا اپنے بچون سمیت دوسرون سے علیحدہ رہنا پسند
کرتے ہین - پرند جانور اچھی ہوا کھانے اور دوسرون کے دست ظلم سے بچنے کو بلند درختون
پر گھونسلے بناتے یا پتون کی آڑ مین نشیمن اختیار کرتے ہین - عام جانورون کو اپنے دشمنون
سے بچنے کے لئے کوئی تدبیر کسی گھر کے گوشہ جھاڑی کے جھنڈ درخت کی کھوپتون کی آڑ مین
چھپ بیٹھنے کے سوا نہین اور نہ وہ اپنے چھپنے سے زیادہ اور کسی تدبیر پر بھروسہ کرسکتے ہین -
شہد کی مکھیان جنکے حسن انتظام کی کہانیان ہر قوم کی زبان پر ہین اپنے رہنے کا کیسا عجیب انتظام
کرتی ہین اور اونکی ملکہ کس باقاعدہ شرافت سے مختلف پردون کے اندر رہتی اور اوسپر زبردست
اور طاقتور مکھیون کا گارد اوسکی کیسی حفاظت کرتا ہے - اب یہ دیکھئے کہ سائنس سے پردہ کے
دقایق اور حقایق کا کس حد تک انکشاف ہوتا ہے -

سائنس

سائنس مین دیکھو تو معلوم ہوگا کہ سائنس بجائے خود پردہ کی رہنمائی کرتا ہے - لفظ مین حرف
حرف مین معنی معنی مین مطلب یہ سب سائنس کے نہایت لطیف ونادر پردے ہین کیمسٹری
سے آگ پانی ہوا مٹی کے پردون مین قدرت کے نہایت عجیب معجزات دریافت ہوئے
ہین - نیچرل سائنس سے نہایت عجیب چیزین مختلف پردون مین چھپی ہوئی پائی گئی ہین - ان
مثالون کے دیکھنے کے بعد آپ بہت سی مثالین پردہ کے سمجھنے اور پردہ کا منشا دریافت
کرنے کے لئے پیدا کرسکتے ہین - اور آپ کے کانشنس نے سمجھ لیا ہوگا کہ پردہ کیسا ضروری
اور لازمی اور قابل قدر چیز ہے - اب مذہب مین دیکھئے کہ پردہ کی نسبت کیا حکم ہے -

مذہب

قرآن مین صاف حکم ہے کہ اے ازواج نبی اپنے گھرون مین قرار پکڑو - اور خدا نے ازواج نبی کو ایک نمونہ بنایا تاکہ مسلمانون کے تمام اعلیٰ اور شریف خاندانون مین اسکی تقلید ہو - کیونکہ جو دستور اعلیٰ فیملی مین رواج پاتا ہے اوسکا رواج خاص دلچسپی سے اپنے متوسلات مین وسعت پیدا کرتا ہی اور جب کہ ازواج نبی کو یہ حکم ہوا تو دوسری عورتون کو بطریق اولیٰ اوسکی پابندی لازم ہے اور تمام مسلمان عورتون کو اوسکی بجا آوری عام طور سے فرض ہے اور خاص طور سے سنت - اور قرآن و حدیث مین عورتون کو پردہ کرنے کے متعلق متواتر اور نہایت تاکیدی احکام نافذ ہین - یہان تک کہ علاحدہ نماز پڑہنے کی حالت مین بہی عورتون کو خاص طور پر پردہ کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے اور جو عورتین گھر سے باہر سواری پر سوار ہونے کو نکلین یا سواری سے اوترین یا اونکو بحالت نہونے کسی مرد محرم یا بطور چوکری - ما ما کے کام کاج کے لئے باہر جانا ضروریات خانہ داری مین ہو تو ایسی ضرورتون کے لئے قرآن کی دوسری آیتون مین تشریح و تفصیل ہے - یعنی ایسی موٹی اور لمبی چوڑی چادر اوڑہین جس سے از سر تا پا تمام بدن اوسمین چھپ جاے اور اون کے بدن کا کوئی حصہ نمایان طور سے مشخص نہو سکے اور نہ باہر سے اون کا رنگ اور چیب تختی پہچانی جاے - اور یہ افادہ موٹے کپڑے کے برقع یا موٹے کپڑے کی لمبی اور چوڑی ڈہکلی چادر سے حاصل ہوتا ہے - اور باہر جانیکو پردہ دار ڈولیان - میانے - پالکیان اور گاڑیان گھر کے حکم مین ہین -

ہندؤن کا وید مقدس اور منوجی کا دہرم شاستر بہی استری کو غیر مرد سے اپنا منہ اور بدن چھپانے اور شرم و عفت کے برتاؤ کا حکم دیتا ہے اور عورت کے لئے اسلام کے احکام سے زیادہ وید اور شاستر کے احکام سخت ہین اور یہ اسوقت کی بات ہے جب ہندوستان آریہ ورتہ تھا اسکے بعد جب غیر اقوام اور غیر مذہب کا تداخل ہوا تو پردہ مین اور شریفانہ

احتیاطین کی گیئین - اکثر ہندؤن کے شریف خاندانون مین ضرورتاً باہر جانے کیوقت ایسی ہی چوڑی چکلی چادرونکا استعمال ہوتا ہے جو اسلامی مفہوم کے قریب ہے - اور غیر کا لفظ غیر مرد غیر جنس غیر کفو غیر قوم غیر مذہب غیر ملک کے لئیے درجہ بدرجہ اپنے مفہوم رسمی اور معنوی مین شدت ظاہر کرتا ہے - اور پردہ کی احتیاط درجہ بدرجہ بڑہتی جاتی ہے -

بہرحال یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہر چیز کی حفاظت کو پردہ ضروری اور لازمی ہے گو پردہ کی نوعیت اور طرز عمل مین مناسب حال فرق ہو - اور بغیر ایک معین پردہ کے اوسکی احتیاط کا درجہ اور حفاظت کا قاعدہ پورا نہین ہوتا - اور جو شئے جیسی زیادہ عزیز اور قیمتی اور شریف و اشرف ہے ویسی ہی اُسکی خواہش اور قدر و احتیاط و حفاظت لازمی اور ضروری ہے - غلہ مٹکون کٹھتون - گرہون مین محفوظ کیا جاتا ہے - روپیہ صندوقون مین رکہا جاتا ہے - زیادہ قیمتی چیزون کے لئے لوہے کے صندوق اور چور خانے استعمال کئے جاتے ہین - جواہرات کی حفاظت کو کئی درجے احتیاط کے پورے کرنا ہوتے ہین - قس علی ہذا - اور چونکہ انسان تمام دنیا کی ہر قسم مخلوق سے اعلیٰ اور اشرف ہے اور وہ اپنی عورتون کو نہایت محبوب اور عزیز سمجھتا ہے اسلئے حسب قدرت و شرافت باندازہ غیرت و حمیت اوسکو اونکی حفاظت کا طبعی خیال ہے - اور تمام شریف بیبیان اپنی گھرون کے اندر رہنے اور شرعی احکام کے موافق پردہ کرنے سے نہایت خوش ہین اور وہ جانتی ہین کہ اس طرح پر ہمارا بی بی بنکر رہنا کیسا قابل قدر ہے اور نیز یہ کہ ہمارے شوہر اور وارث ہمکو کیسا عزیز سمجھتے ہین جو ہمکو اس آرام اور عزت سے رکھتے ہین - اور قدرت نے تمام مادائون مین نرون کی متابعت اور فرمان برداری کا مادہ پیدا کیا ہے اور نرون کو مادائون کے اوپر بالادستی کا شرف بخشا ہے اور انسان سب مین افضل و اشرف ہے اسلئے اوسکو سب سے ممتاز ہونا چاہیئے - اور یہ خواہش ہر شخص ہر قوم ہر ملک مین اوسکے زور و طاقت غیرت و حمیت شجاعت و شرافت کے موافق

پائی جاتی ہے۔ اور مردون کی حکمرانی اور عورتون کی فرمانبرداری تعلقات خانہ داری کے درست مضبوط رہنے کی حقیقی ضمانت ہے۔ فلاسفی نے فیصلہ کردیا ہے کہ عورتون کی عقل مردون کی طرح صحیح نہین اور نہ وہ اپنے خیالات کو مردون کی طرح عقل کے ماتحت رکھہ سکتی ہین اور اسلام نے بہی یہی فیصلہ کیا ہے کہ عورت ناقص العقل ہے۔ اور رومیہ کے زمانہ ترقی مین جب کہ تعلیم یافتہ عورتون کو مردون کے برابر حقوق دئے گئے تہے اور وہ چہاتیان کاٹ کر فوج مین بہرتی ہونے لگی تہین اور اون سے سلطنت کے دوسرے کام لئے جانے لگے تہے تو اونکی فطرتی سازشون اور شہوت پرستیون نے ایسے ثبوت دیے جن سے بہت جلد رومیون کو اپنے خیال کی غلطی معلوم ہوگئی اور وہ قانون منسوخ کرنا پڑا۔ ہم دیکہتے ہین کہ بعض عورتین جو مردون پر آزادانہ طاقت پا جاتی ہین اون سے کیسے خراب نتائج پیدا ہوتے ہین جسکی ایک مثال زنانِ بازاری کی ہے جس سے ہروقت چاہنے والون کے دل پژمردہ۔ چہرے زرد دل پُردرد رہتے ہین۔

علمار اور مجتہدین کی رائین

اس زمانہ مین بعض لوگ چاہتے ہین کہ پانچوین سوارون مین داخل ہونے کے لئے ہم بہی اپنے آپ کو انگلش مذاق مین نمودار کرین۔ اگر مغربی سائنس اور مغربی اقوام سے اون کے علوم نہین سیکہہ سکتے تو بغیر لحاظ اپنی قوم اور مذہب کے ایسی باتین ہی کرین جو انگلیان اُٹہین کہ ہم بہی کوئی ہین۔

ایک صاحب نے پوچہا تہا کہ ہندوستان مین عورتون کا یہ پردہ احکام قرآن کے موافق ہے یا نہین اور نیز اپنی طبع آرائی سے اوسکو باعث عدم ترقی قوم وعوارض عورات ظاہر فرمایا اوسپر چارونطرف کے علمار کبار اور ہادیٔ روزگار نے مختلف اخبارون اور رسالون مین اس پردہ کو حسب احکام کتاب وسنت ثابت کیا جسکی شرح اخبارات زمانہ۔ پیسہ۔ ریاض الاخبار۔ آگرہ اخبار اور دوسرے

اخبارات و رسائل مین مذکور ہے اور خود آنریبل سر سید احمد خان صاحب بہادر نور اللہ مرقدہٗ نے جو مغربی تعلیم کو مسلمانون مین پہیلانے اور یورپین تہذیب مسلمانون کو سکہانے کے بانی ہین اخبار انسٹیٹیوٹ گزٹ علیگڈہ مین پردہ کی تائید پر مضمون لکہا اور قوم کو آگاہ کیا کہ ابہی خود تم تو اپنی جہالت اور موانع ترقی کو دور کرلو پہر عورتون کے باب مین غور کرنا - باقی رہی تعلیم سو اوسکی اسلام خود حکم دیتا اور فقہ اوسکی تفصیل کرتی ہے - اب مین اسکے متعلق بعض باتین سوال اور جواب کے طور پر قلمبند کرتا ہون - میرا خیال ہے کہ اسکا دیکہہ لینا خالی از دلچسپی و فائدہ نہو گا -

سوال و جواب

سوال	جواب
نیچر نے عورت مرد دونو کو ہاتہہ پانون آنکہہ ناک دل دماغ ایک سے دیے ہین اسلئے دونونکے حقوق مساوی ہونا چاہئین -	یہ خیال لاعلمی سے پیدا ہوا یا فلاسفی مین غور نکرنے کا نتیجہ ہے نر اور مادہ مرد اور عورت کے اعضا و اعصاب اور اون کی طاقت و افعال مین فرق بین ہی - عورت لڑکا جنتی ہی مرد نہین جنتا عورت کو حیض آتا ہی مرد کو نہین عورت کا دل اور دماغ کم وزن اور کمزور ہے مرد کا نہین - مرد مین قوت فاعلہ ہے اور عورت مین قوت منفعلہ اسلئے دونون کے حقوق مساوی نہین ہو سکتے
مین عورتون کی طرف سے پیروی کرنا چاہتا ہون -	یہ آپکے کانشینس کے خلاف ہے کہ اپنی فطرت کی جگہ دوسری فطرت کی پیروی پر قایم رہ سکین -

سوال	جواب
اکثر پردہ نشین عورتین بیمار دیکھی جاتی ہین۔	آپ کو شریف پردہ نشینون کے گھر کی خبر نہین وہ عام طور سے تندرست ہین بخلاف اون کے غیر پردہ نشین اور بازاری عورتون کو دیکھئے کہ وہ کیسے ذلیل اور کثیف امراض کا معدن ہین اور اون سے کیسے کیسے گندہ اور خراب امراض منتشر ہوتے اور نالایق اور آوارہ مردون کے ذریعہ سے در پردہ گھرونمین داخل ہو جاتے ہین۔
پردہ مین بیٹھنے سے طرح طرح کے عاشقانہ خیال بندھتے ہین۔	مین اسکو تسلیم کرتا ہون کہ ایسا ہو سکتا ہے لیکن بے پردہ ہونے پر وہ خیالات بطور واقعات کے سامنے آسکتے ہین۔ اور نیچر نے عورت اور مرد مین برقی اور مقناطیسی اثر رکہا ہے اوسکے موافق عورت کا مقناطیس مرد کے لوہے کو طبعی طور سے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور برقی رَو کسی حس کے ذریعہ سے اوس اثر کو دل مین داخل کرتی ہے۔ اور دونون مین مقناطیس و آہن کے مقدار پر نتائج مترتب ہوتے ہین۔ اور پردہ ہی ایک ایسی زبردست روک ہی جو اوسکو روک سکتا ہے

سوال	جواب
پردہ نشین عورتین مانع ترقی ہین۔	لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ لاکھون عورتین بےپردہ ماری پھرتی ہین جو پردہ نشینون سے ہربات مین ذلیل اور حقیر اور پست حالت مین ہین۔
ہمارے ہندوستان کے گھرون کی ترکیب بہت خراب۔ اون کی دیوارین چارونطرف سے ہواکو بند کرتی ہین۔ انگریزی کوٹھی بنگلون کا کیا کہنا۔	آپ نے فلاسفی سے ہندوستان کے موسمون۔ یہان کی آب وہوا اور یہان کے اصول معاشرت پر غور ہی نہین کیا میرے نزدیک یہان کے حسب حال عام آرام اور تندرستی کے لئے یہان کے مکانات کی طرح وضع بہت ہی قابل قدر ہے۔ دیوارون سے چارون طرف مکان کا گھرا ہونا اچھی ہوا کو روکتا نہین بلکہ خدا عقل دے تو یون سمجھئے کہ زمین سے ہمیشہ بخارات کثیف نکلا کرتے ہین۔ اور آدمیون کے چلنے پھرنے اور جانورون کی شد آمد سے بھی زمین کے اوپر کی ہوا گرم اور زہریلی ہوجاتی ہے اسلئے وہ دیوارین اوسکو روکتی ہین اور جب وہ ہوا اوپر جاکر گرد غبار اور خراب آمیزشون سے پاک و صاف ہوجاتی ہے تب اوپر کی طرف سے ہمارے

سوال	جواب
	صحنون مین داخل ہوتی ہے۔ اور انگریزی وضع کی کوٹھی بنگلون مین زیادہ بے تکلفی سے وہی خراب ہوا داخل ہوتی ہے۔
ہمارے مکانون کی تقسیم اچھی نہین	ہمارے مکانون کی تقسیم نہایت ضروری اور قابل قدر ہے۔ بمقابلہ اسکے انگریزی بنگلون اور کوٹھیون کے کمرون کی تقسیم اور اون کے گھٹاٹوپ پٹاؤ کی قدر و عافیت جب معلوم ہو جب پنکھون کو اون سے علاحدہ کر لیا جاے جو وہان کی ہوا کی اصلاح کرتے رہتے ہین۔ اور ہماری حرمسراؤن مین آفتابی پنکھے کی شعاعی ڈوریان اور قدرتی ہوا کے جھکورے آپ ہی آپ اِس غرض کو پورا کر دیتے ہین۔
ہمارے نزدیک عورتون کی تعلیم ضروری ہی	اسلام کے نزدیک فرایض مین سے ہے۔ طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة لیکن اونکی تعلیم بغیر عورات عفیفہ و مستورات شریفہ قوم یا محرمان عفت کے بالاتفاق منع اور حرام اور تعلیم بھی وہ جو اون کے لئے مخصوص ہے۔

راقم ـ سید امجد علی اشہری ـ از بپونڈ ضلع اٹاوہ۔

مسٹر سون ہیڈن کا سفر وسط ایشیا مین

اونیسوین صدی جن علامات سے مشخص ہوتی ہے۔ اونمین سے ایک علامت یہ بھی ہے۔
کہ اس صدی مین یورپین لوگون نے ایشیا کی اون مقامات کی سیر کی ہے جو کہ سنین سابق
مین پوشیدہ اور مخفی تھے۔ بلکہ اونہین اونکے نام سے بھی واقفیت نہ تھی - مزید برآن
حکومت مصری کے طفیل دریاے نیل کے وہانون اور افریقہ کی حالات بھی منکشف ہو گئی۔
افریقی حالات دریافت کرنے پر محمد علی پاشا سے لیکر آجتک مصری مال اور مصری جانین بہ
تعداد کثیر صرف ہو چکی ہین۔ اسی صدی مین آخری درجات قطب شمالی کے قریب تر پہونچنے کا
شرف حاصل ہوا۔ اور مسٹر نین ۳ سال تک قطب شمالی کی برفستان مین پڑا رہا۔ و ورنہ جا و۔
ابھی تھوڑے دنون کا ذکر ہے۔ کہ مسٹر انڈری فرانسیسی نے بھی ایک مہم اسی امنگ مین تیار
کی اور روانہ ہو گیا۔ اور تا حال اوسکے حق مین صداے برنخاست کا معاملہ ہے۔ لیکن ابھی تک
مہمون کی ارسال کا سلسلہ ختم نہین ہوا۔ بلکہ روزافزون ترقی پر ہے۔ اور اسکی ترقی کا خیال درپیش
ہے۔ اسی صدی مین پامیر اور ہندوکش کی دشوار گزار راستون کی واقفی ہوئی۔ جو کہ اقلیم فرغانہ سی
ہندوستان کی طرف آنے کے واسطے بدرقہ راہ ہوئی ہین۔ سلطنت روس نے شمالاً وجنوباً
وشرقاً وغرباً وسط ایشیا پر تسلط حاصل کرلیا ہے۔ اور پولیٹکل اور تجارتی امور مین روس
کو بڑا فائدہ پہونچا ہے۔ کہ ہندوستان کی قریب تر روسی سلطنت پہونچ گئی ہے۔ اور مشرق کی
طرف سے علاقہ چین تک حد جا ملی ہے اور اوس طرف سے علاقہ کاشغر کی کشادگی مقصود ہے
کاشغر علاقہ چین کے مغرب کی طرف ایک بڑا تجارتی شہر ہے۔ اور دریاے کاشغر پہ واقع ہے
جو کہ دریاے یارقند مین پڑ کر بحیرہ لب نور مین جا پڑتا ہے۔ کاشغر کی آبادی ۳۵ ہزار نفوس کی ہے
جو سب کے سب مسلمان ہین۔ پہلے یہ شہر ایک اسلامی سلطنت کا دارالخلافہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن

۱۷۴۵ء مین اسکو چینیون نے فتح کر لیا ہے۔ ۱۸۷۳ء مین یعقوب بیگ وغویدار کے حوالہ کر دیا گیا تہا لیکن ۱۸۷۹ء مین دوبارہ اوس سے لے لیا گیا۔ اور اس حق کے عوض اوسے اور بہت کچہہ ویدیا) اور جو کچہہ اوس سے ملحق ہے اوس پر بہی روسیون کا دانت ہے جبکہ اس اقلیم کو قوقند اور فرغانہ کی طرف سے بڑے بڑے پہاڑ الگ کرتے ہین۔ پہر ضروری تہا۔ کہ کوئی ایسی سبیل نکالی جاتی کہ جس سے ایک منتظم طور پر راستہ دریافت کر لیا جاتا۔ کہ وقتاً فوقتاً اوس سے تجارت بہی کری جاتی۔ اور ریل بہی تیار کر لی جاتی۔ تاکہ فوجین بہی بآسانی گذر سکین۔ ہم نے اوپر کے تمام بیانات کو مدنظر رکہکر ان حالات کو اختصاراً مسٹر سون ہیڈن کی کتاب سفرنامہ سے نقل کرنا شروع کیا ہے۔ یہ کتاب فرنچ زبان مین بمقام پیرس سطبع ہاشیٹا پریس مین مطبوع ہوئی ہتی۔ آمدم برسر مطلب۔ مسٹر سون ہیڈن ۱۱ اکتوبر ۹۳ء کو سٹاک ہولم شہر سے تاشقند کی طرف روانہ ہوا۔ یہ سفر بغیر ریل کے تہا۔ اور کرغیز کی صحراؤن کی بیچون بیچ تہا۔ تاکہ علمی معلومات کا ذخیرہ بہی ہاتہ لگ جاوے۔ ۵ دسمبر ۹۳ء کو مسٹر سون ہیڈن تاشقند مین پہونچ گیا۔ اور ۲۵ جنوری ۹۴ء کو وہ بیچارہ مرغلان دار الخلافہ ترکستان کی طرف روانہ ہوا۔ اور کئی ہفتے اسباب وغیرہ کے باندہنے اور نئے جانورون کے خریدنے پر لگ گئے۔ فروری کے شروع مین وہ پامیر کو چلا گیا کہ یہ وقت پورا موسم شتار کا تہا۔ اور خاصکر ایسے ملک مین کہ جسکا نام ہی برفستان رکہنا مناسب ہے۔ ٹھنڈی ہوا ان دنون مین یہان پر بڑے زور شور سے چلا کرتی ہے۔ اس سبب سے پہاڑون مین سے گذرنا محال ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کئی دفعہ نیچے چلنے والون پر اوپر سے برف کے ڈہیر آپڑتے ہین۔ اور قافلہ کا قافلہ دب جایا کرتا ہے۔ مسٹر سون ہیڈن ایسی ایسی مصیبتین جہیلکر اوس قلعہ تک پہونچ گیا کہ جہان سے روسی حد انگریزی حدود سے ٹکر کہاتی ہے۔ اس قلعہ کا نام پامیر ہے۔ اور بلندی مین یہ قلعہ سطح سمندر سے ۳۶۱۰ میٹر ہے۔ (میٹر ایک پیمانہ ہے جو فٹ کے قریب قریب ہے) یہ قلعہ دنیا کے تمام قلعون سے بلند تر خیال کیا جاتا ہے۔ یہ قصبہ

پامیر سے ۶۰۰ ۴ میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اور مہینہ مین ایک دفعہ وہان پر ڈاک پہونچا کرتی ہے۔
یعنی ۱۲ دفعہ سال بھر مین۔ اور پانچ ماہ تک برابر وہان پر برف جما کرتی ہے۔ گویا اکتوبر سے
مارچ تک بالکل سفید رہتا ہے۔ اس سفر مین مسٹر سون ہیڈن کا ایک دوست بن گیا۔ جو
مذہب کا مسلمان تہا۔ اور اسلام بائی اوسکا نام تہا۔ (بائی کا لفظ بمقابلہ بی یا بیغ یا بیگ کے ہے
جسکے معنی سردار کے ہین۔ جیسے افغانستان مین نام مین لفظ خان لکہنے کا رواج ہے۔ ہر
ایک ملک مین یہ رواج تہوڑا بہت ضرور پایا جاتا ہے۔ بمبئی مین بہی لفظ بہائی۔ اور جی لکہا
جاتا ہے۔ بنگالہ کے گرد و نواح مین بہی جی کا بڑا رواج ہے۔) مسٹر سوہیڈن کو اوسکی باتون
پر پورا اعتبار ہے۔ اس علاقہ مین ایک بڑی بہاری جہیل ہے۔ قرہ کل نام۔ مگر یہ نام عربی
مین ہے۔ غالباً جہیل بلیٹی جو ہمالیہ کے اوپر ہے یہی ہو۔ اردو مین اسکو کالا پانی کہنا بجا ہے
کالا پانی سے مراد یہ نہین ہے۔ کہ وہان پر قیدی روانہ کئے جاتے ہین نہین بلکہ وہ جہیل بڑی
بڑی گہری ہے۔ اور پانی کی تہات جہان پر ہو۔ وہان پانی سیاہ رنگ کا نظر آیا کرتا ہے
اسواسطے اسکا نام کالا پانی کہا جاتا ہے۔ یہ ۴۰۰۰ میٹر کی بلندی پر ہے۔ اسکا حال بعینہ
بحیرہ جنیف کی طرح پر ہے۔ کہ جسمین پانچ ماہ تک پانی جما رہتا ہے یہ جہیل یا بحیرہ بہی پامیر سے
۳ ہفتون کی راہ پر ہے۔ مسٹر سون ہیڈن نے پامیر کے قرب وجوار کو ۷ اپریل ۹۴ء تک
ختم کر لیا۔ اور بلا وچین کی طرف چلتا ہوا۔ یہ سفر اون درون کی ذریعہ تہا۔ جو کہ سطح سمندر
سے ۴۲۰۰ میٹر کی بلندی پر تہے۔ اور ۱۷ اپریل ۹۴ء کو کوہ سور تاغ پر چڑہنا شروع
کیا۔ کہ جسکی بلندی ۷۸۰۰ میٹر تک تہی۔ لیکن جب ۶۳۰۰ ۵ میٹر تک چڑہ چکا تو
آگے نہ چڑہ سکا۔ کیونکہ اس سے آگے ایسی ہوا تہی۔ کہ سردی مین دم لینا مشکل ہو گیا تہا۔ سون ہیڈن آرام
کرنیکی خاطر پہر کاشغر کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہان پہر سات ہفتے تک رہا۔ (باقی آیندہ)

محمد فضل الدین الطبیب۔ از بنگالہ ضلع ہوشیار پور۔

شمرو کی بیگم کے دلچسپ حالاتِ زندگی

چونکہ شمرو کی بیگم کا ایک باغ اور مقبرہ وغیرہ چند عمارتین ہمارے شہر آگرہ مین شاہگنج کے متصل واقع
ہین اور اسوجہ سے بیگم مذکور کے نام سے بچہ بچہ تک واقف ہے اور اُسکی زندگی کے حالات عموماً
نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز ہین لہذا ہم اُنکو ادیب کے ناظرین کی دلچسپی کے لئے حیدرآباد
کے مشہور و ممتاز اخبار شیر دکن سے اخذ کرکے ذیل مین درج کرتے ہین تاکہ وہ اخباری کالمونکی
معرض اتلاف سے نکلکر ادیب کے صفحونمین مستقل طور پر محفوظ رہین۔

ایڈیٹر

شمرو کی بیگم کے خاندان اور اوسکی اصلیت کا ٹہیک ٹہیک حال معلوم نہین بعض
تو اوسکو ایک کشمیرن طوایف کہتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ نہین وہ ایک شریف نسل سی
ہے۔ فرنکلن کہتا ہے کہ وہ کسی مغل کی بیٹی تہی جو مغلیہ سلطنت کے زمانہ مین بڑے عروج پر
تہا اور پہر اوسکی حالت گردشِ ایام سے تباہ ہوگئی تہی۔

اوس کی اصلیت اور اوسکی نسل کے متعلق خواہ کتنا ہی اختلاف کیون نہو لیکن
اسبات مین کسی کو کچہہ کلام نہین کہ اوسکی خوبصورتی بلا کی دلاویز تہی اور اوس کا ذاتی اثر بڑا غضب
کا تہا۔ یہ ایک پستہ قد نازک اندام عورت تہی۔ اور جوانی مین اوس کی رعنائی اور دلبری
شہرۂ آفاق تہی۔ حزم و استقلال کی صفت اوس کے خمیر مین اس درجہ تہی کہ مرتے
دم تک نہین گئی۔ کسی خطرہ اور اندیشہ کو وہ کبہی خاطر مین ہی نہین لاتی تہی۔

اٹہارہوین صدی کے اخیر مین اس عورت نے خواہ اسکو ایک کشمیرن طوایف کہو
یا ایک شریف زادی۔ اپنے دامِ محبت مین ایک فرانسیسی جانباز شخص کو جس کا نام

والٹرین ہارڈ تہا۔ یہانتک اسنے مین کامیابی حاصل کی اور وہ اس درجہ اس کا والہ و شیدا ہوا کہ اس سے شادی کئے بغیر اوس کو قرار نہین آیا۔ والٹرین ہارڈ نے اس عورت سے شادی کر کے اپنے دل کے ارمان نکالے اور جبتک زندہ رہا اوسکا غلام بنکر رہا۔

ناظرین کی دلچسپی کے لئے اگر لگے ہاتہون اس موقع پر رین ہارڈ کا بہی کچہہ حال بیان کر چلین تو شاید کچہہ بے موقع نہین ہوگا۔

رین ہارڈ فرانس کے علاقہ ٹریویس مین پیدا ہوا تہا اور فرانس کے بحری صیغہ مین مدت تک نجاری یا بڑہئی گری پر مامور ہو کر ہندوستان آیا تہا۔ ہندوستان پہنچنے کے ساتہہ ہی اوس کے ساتہیون نے اوسکو "سومبر" کا لقب دیا تہا "سومبر" ایک انگریزی لفظ ہے جسکے معنی اوداس یا مردہ دل ہین۔ اس کا چہرہ چونکہ ہمیشہ پُر ملال اور افسردہ رہتا تہا اسلئے اوسکے ساتہیون نے اوس کے واسطے یہ نام تجویز کیا تہا۔ پہر لفظون کے ہیر پہیر سے اُردو زبان مین یہ لفظ شمرو ہو گیا۔ اور رین ہارڈ بجاے سومبر کے دیسی آدمیون مین شمرو کے نام سے مشہور ہوا۔

اس صاحب قسمت شخص نے ہندوستان کے نوابون اور راجون مہاراجون کی درباروں مین خدمتین حاصل کر کے رفتہ رفتہ دولت و ثروت مین خوب ترقی پائی۔ اور اوس نے دولت کمانے کا یہ نرالا ڈہنگ اختیار کیا کہ رسالے اور پلٹنین خانگی طور پر بہرتی کر کے رکہین اور اون کو فوجی تعلیم وتربیت سے لیس کیا۔ جس راجہ یا نواب کو فوج کی ضرورت پڑتی وہ اس سی طلب کرتا اور جس سے اوسکو زیادہ فائدہ پہونچنے اور روپیہ ملنے کی توقع ہوتی اوسی کے حوالہ یہ اپنے خانہ ساز فوج کر دیتا۔

ایک عرصہ تک شمرو نے بنگال کے سیاہ بخت اور بدقسمت نواب قاسم کی سرکار مین بہی ملازمت کی تہی۔ اور مدتون تک راجہ جے پور کی ملازمت مین بہی رہا تہا۔ اور راجہ کی نوکری سے

اوسکو بادشاہ دہلی کی ملازمت مین جانے کا افتخار حاصل ہوا تہا۔ اوسکی زبردست قسمت نے اوسکو بادشاہ دہلی کے دربار مین پہونچاکر اوسکو پرگنہ سردہنہ جاگیر مین دلوایا تہا۔ جسکی سالانہ آمدنی چہہ لاکہہ روپیہ تہی۔ جب اوسکو سردہنہ کا پرگنہ جاگیر مین مل چکا تو اوس وقت وہ ملازمت ترک کرکے اس مین آکر اقامت گزین ہوا۔ اور اوس کی مضبوطی اور استحکام کی فکر مین لگا۔

جب شمرو سردہنہ مین ایک جاگیردار اور امیر کی حیثیت سے آباد ہوا تو ہمارے مضمون کی ہیروئین "بیگم شمرو" کے لقب سے ملقب ہوئی۔ بیگم شمرو اپنے خاوند کے ہر ایک صلاح ومشورہ مین شریک رہتی تہی اور اس کی خداداد قابلیت اور ذہانت سے شمرو کو ہر کام مین بڑی مدد ملتی تہی۔

جب ۱۷۷۸ء مین شمرو نے انتقال کیا تو اوس کی افواج نے باتفاق آرا اوس کی بیگم کو اپنا سردار تسلیم کیا۔ اور سردہنہ کی حکومت بدستور سابق اوس کے قبضہ اقتدار مین رہی۔

چونکہ شمرو اپنی پہلی بیوی سے جو کہ ایک مسلمان عورت تہی ایک بیٹا چہوڑ مرا تہا جس کا نام ظفریاب خان تہا۔ اس لئے بیگم شمرو کا انتخاب بالکل عجیب وغریب اور غیر معمولی تہا۔ لیکن اس کے ساتہہ ہی چونکہ ظفریاب خان کمزور اور برے اخلاق کا آدمی تہا اس لئے سردہنہ کی رعایا اور افواج اوس سے خوش نہین تہی۔ اور اوس کی ماتحتی یا حکومت کو قبول کرنا پسند نہین کرتی تہی اور نہ اون کو اوس پر کسی طرح کا اعتماد تہا۔

بیگم شمرو کا انتخاب شاہ عالم نے بہی پسند فرمایا۔ شاہ عالم کی نوازشات شمرو پر بیشمار تہین۔ اور ظفریاب خان کو حکم ہوا کہ وہ دہلی مین آکر رہے۔ اوس کے گذر اوقات کے لئے اوس کو کچہہ وظیفہ مقرر کردیا گیا۔

بیگم شمرو کی سرکردگی مین جو افواج تہین اونکی تفصیل حسب ذیل ہے۔۔۔

دیسی سپاہیون کی پانچ بٹالین ۔ ۲۰ سو یورپین افسر اور چالیس توپین ۔ شمرو کی زندگی ہی مین اوسکی افواج متمرد اور سرکش تہین کیونکہ سب سے سپاہی مثل اپنے مالک کے جان باز اور بالکل نڈر تھے ۔ اور جب بیگم نے اون کی سرداری قبول کی اوسوقت اونہون نے اوس کو بہت دق کیا ۔ لیکن وہ بڑی آن بان اور بڑے استقلال کی عورت تہی اوس نے اپنے دل مین ٹہان لیا تہا کہ جس طرح ہی ممکن ہوگا مین افواج کو اپنا مطیع و منقاد کر کے رہون گی ۔ اپنے اس ارادہ کے پورا کرنے کے لئے وہ موقع اور وقت کی منتظر تہی ۔

اتفاق سے یہ موقع بہی اوس کو اوسوقت ہاتہہ آگیا جبکہ وہ آگرہ کے قریب متہرا مین شاہی کمپ کے ساتہہ مقیم تہی ۔

اس سے وہان کسی نے آکر بیان کیا کہ اوسکی دو باندیون یا چہوکریون نے آگرہ مین اوس کے مکانون کو اس لئے آگ لگادی ہے کہ اون کو اپنے چاہنے والون کے ساتہہ بہاگ جانے کا موقع ملے اور یہ دو چاہنے والے لوگ وہی سپاہی تہے جن کو بیگم مکانات کی حفاظت کی غرض سے آگرہ مین چہوڑ آئی تہی ۔

یہ مکان اگرچہ تہے تو خس پوش لیکن ان مین ہر طرح کا قیمتی مال و اسباب بہرا پڑا تہا اور بیگم کے افسرون کی بیویان اور بچے اون مین رہتے تہے ۔ خیر یہ ہوئی کہ آگ لگنے کی اطلاع جلد ہوگئی اور اس سے پہلے کہ کچہہ نقصان ہو نہایت سرعت کیساتہہ فرو کردی گئی ۔ یہہ دونون چہوکریان بازار مین گرفتار کی گئین اور گرفتار کر کے بیگم کے کمپ مین حاضر کی گئین ۔

بیگم نے اپنی فراست اور ذکاوت سے مدد لے کر معاملۂ آتش زدگی کی تفتیش فوراً شروع کردی ۔ اور اوسوقت جس قدر آدمی وہان حاضر تہے اون سب کو یقین اور اطمینان ہوگیا کہ جو الزام آتش زدگی کا اون دونون چہوکریون پر لگایا گیا ہے وہ سچا ہے اور یہ دونون اس جرم کی مرتکب

ہوئی ہین۔ بیگم نے جرم ثابت ہونے کے بعد حکم دیا کہ اون دونون چھوکریون کو کوڑے
مارے جائین اور جب تک وہ کوڑون کے مارے بیہوش نہ ہوجائین اوس وقت تک اون پر
کوڑے پڑتے رہین۔ اور بیگم نے اپنے خیمہ کے سامنے ایک گہرا گڈہا کہدوا کر تیار رکھا۔
جب وہ دونون چھوکریان کوڑون کی مار کھاتے کھاتے بے دم اور بے ہوش ہوگئین تو اون
کو اسی حالت مین گسیٹ کر اوس گڈہے مین ڈال دیا گیا۔ اور زندہ ہی اونکو دفن کر دیا گیا۔
بیگم کے اس جلال اور اوس کی اس ہٹ کو دیکھہ کر اوسکی فوج کے یورپین افسر اور دیسی
سپاہی کانپ اوٹھے اور کہنے لگے کہ واقعی اس عورت سے ڈرنا چاہئے۔ فی الحقیقت
بیگم کی اس حرکت کا یہ اثر ہوا کہ وہ جو حکم دیتی تہی اوسکی فوج کے لوگ اوسکو فوراً بجا لاتے تہے
اور کسی کی ہمت نہین پڑتی تہی کہ اوس کی بجاآوری مین کچھہ بہی حیل وحجت یا لیت و
لعل کر جائے۔
بخلاف اس کے اگر اس موقع پر بیگم اپنی چھوکریون کے ساتہہ نرمی اور ملائمت کا برتاؤ کرتی
اور اون کے قصور سے درگذر کرکے اون کو چھوڑ دیتی تو ممکن نہین تہا کہ وہ ایک مہینا بہی
اپنی فوج کے آدمیون کو اپنے قابو اور اپنے قبضہ مین رکہہ سکتی۔
تاہم یہ بات افسوس سے دیکہے جانے کے قابل ہے کہ بیگم نے اون چھوکریون
کو زندہ دفن کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا موثر طریقہ اون کو سزا دینے اور اپنی ہیبت بٹہانے
کی غرض سے اختیار نہین کیا۔ اگرچہ بعض لوگون نے اس واقعہ کا بطلان کیا ہے اور
بیگم شمرو کو اس وحشیانہ سزا کے الزام سے بری کرنیکی کوشش کی ہے۔ لیکن اسلیمن
نے اس واقعہ کے ثبوت مین شہادتین پیش کی ہین جن سے بمشکل آنکھین بند کیجا سکتی ہین
(ملاحظہ ہو رمبلس اور ریکلکشنس جلد دوم صفحہ ۲۸۷)
بیگم شمرو اون نوازشات اور مہربانیون کی احسانمندی مین جو شہنشاہ دہلی سے اوس کے

خاوند اور اوسکی ذات پر ستیدول ہوئی تہین شہنشاہ دہلی کی ہمیشہ وفادار اور جان نثار رہی۔

اس زمانہ مین شاہ عالم بوجہ اپنی کبر سنی اور ضعیفی کے اپنے وزرا کے ہاتہہ مین مثل ایک کٹہہ پتلی کے تہا۔ ہندوستان سے اسلامی حکومت کا جاہ و جبروت رخصت ہوچکا تہا اور دہلی کی سلطنت صرف برائے نام باقی رہ گئی تہی۔ سکہہ۔ مرہٹے اور انگریز آہستہ آہستہ سلطنت مغلیہ کے اقتدار اور اوسکی مملکت پر قبضہ کرتے چلے جاتے تہے۔

مذکورۂ بالا دو چہوکریون کی دلخراش اور حسرتناک موت کے بعد بیگم شمرو عملی طور پر بادشاہ دہلی کی امداد اور وفاداری پر مستعد ہوئی۔ جبکہ شاہ عالم دہلی کے اطراف کے اضلاع مین باغیون کی سرکوبی کی تیاری کر رہا تہا اوس نے اور نجف قلی خان والی گوکل گڈہ پر حملہ بہی شروع کر دیا تہا تو اوس وقت بیگم شمرو شاہ دہلی کی مدد کے لئے اپنی فوج لیکر حاضر ہوئی۔

اس کے حاضر ہونے کی کیفیت اس طرح بیان کیجاتی ہے کہ نجف قلی خان پر شاہ دہلی کے جانب سے جس وقت دہاوا کیا گیا تو اوس نے ایک عرصہ تک جان توڑ کوشش کرکے بادشاہ کی فوج کو اپنے پاس آنے سے روکے رکہا۔ اور ایک دن بادشاہ کے لشکر کو غافل پاکر دفعتہً اوسپر دہاوا بول دیا۔ جس سے یکبارگی شاہی لشکر مین بہاگڑ مچگئی۔

جیسے ہی کہ شاہی فوج میدان سے بہاگ نکلنے پر آمادہ ہوئی شمرو کی بیگم پالکی مین بیٹہی ہوئی اپنی فوج کے ساتہہ وہان نظر آئی۔ اوس نے وہان پہنچنے کے ساتہہ ہی اپنے سپاہیون کے تین بٹالین اور ایک توپ کو بسر کردگی یورپین افسر جارج تہامس کے حکم دیا کہ غنیم پر حملہ کرے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غنیم نے شکست فاش کہا کر بادشاہ کی

اطاعت قبول کی۔ سب نے اعتراف کیا کہ بیگم شمرو کی بہادری اور دلیری سے شاہی فوج کی لاج رکھہ لی۔ شاہ عالم نے بیگم سے انتہا درجہ خوش ہو کر بھرے دربار مین اوس کو خلعت بے بہا سے سرفراز فرمایا۔ اور نہایت پیاری اور چہیتی بیٹی کے لقب کیساتہہ اوس کو ملقب فرمایا۔

۱۷۸۱ء مین اپنے خاوند کی موت کے تین برس بعد بیگم نے مذہب عیسوی قبول کیا اور چالیس برس کی عمر مین اوس نے ایک رومن کیتھولک پادری کے ہاتہہ سے اصطباغ لیا اور اوس کا عیسوی نام جوہانا رکھا گیا اس واقعہ کے بعد اوس نے اپنے خاوند کی لاش جو آگرہ کے ایک باغ مین دفن ہتی نکالکر گرجہ کے احاطہ مین دفن کرائی۔

شمرو سے نبٹ کر اس مہ جبین بیگم نے کسی دوسرے شخص کے ساتہہ شادی کرنے کا ارادہ کر لیا یہ سچ ہے کہ وہ اس وقت چالیس برس کی عمر کو پہنچ چکی ہتی لیکن اوسکی رعنائی اور خوبصورتی ابہی تک بہاروں پر ہتی۔ حسن کے علاوہ اقتدار دولت و ثروت کی کشش اوس مین اس درجہ موجود ہتی کہ خواہی نخواہی ہر شخص اوس کے جانب مائل ہوتا تہا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بیگم کی فوج کا ایک یورپین افسر جارج تہامس بیگم پر عشق تہا اور چاہتا تہا کہ کسی طرح بیگم مجہہ کو اپنی خاوندی مین قبول کرے۔ اگر کہین اوسکی یہ خواہش پوری ہو جاتی تو اس مین کون کلام کر سکتا ہے کہ تہامس شمالی ہند مین اپنا کیسا کچہہ اثر اور اقتدار پیدا نہ کر لیتا۔ لیکن جب اوسکو اپنی آرزو مین کامیاب ہونے سے مایوسی ہوئی تو اس نے بیگم کی ملازمت ترک کر دی اور اوس نے اپنی علیحدہ حکومت قایم کی۔ فوج کے بارہ بٹالین اوس نے بہرتی کین اور ایک شہر کی بنیاد ڈالی۔ اپنی علیحدہ توپین ڈہالنے لگا اور اپنا جدا سکہ بہی اوسنے مروج کر دیا۔

بلاشبہ اگر بیگم اوس سے نکاح ثانی کرلیتی تو اون دونون کی خوب گذرتی - لیکن عشق آدمی کو گونگا اوبہرا کردیتا ہے وہ خود تو ایک دوسرے فرانسیسی لی ولیوا پر مرتی تھی جو اوسکی ملازمت مین تھا پہر تہامس کو قبول کرتی تو کیسے کرتی -

آخر کار بیگم کی شادی لی ولیوا سے ہوگئی - فادر گریگوری ایک رومن کیتھولک راہب نے سولیورا اور بعض دوعالی مرتبت افسرون کے مواجہہ مین بیگم کا نکاح لی ولیوا سے پڑہا -

لی ولیوا اگرچہ لیاقت وقابلیت مین کسی طرح کم نہین تہا لیکن نہایت تندمزاج اور متکبر تہا - اوسکی طرزعمل سے بیگم کو بہت سی مشکلات اوٹھانی پڑین -

بیگم نے بہتیری اسبات کی کوشش کی کہ فوج کے تمام یورپین افسرون کو لی ولیوا اپنی میز پر بٹہا کر کہانا کہلائے تاکہ اون کے خیالات اور اون کے عادات کی اصلاح ہو اور پہر اونکے اخلاق اور عادات کی پاکیزگی اور اصلاح سے عافیت اور امن وچین حاصل ہو لیکن لی ولیوا کی اولٹی کہوپڑی کے سامنے بیگم کی ایک نہین پیش چلی -

وہ بے وقوف اور مغرور شخص بیگم کو ہمیشہ یہی جواب دیتا رہا کہ کوئی چیز مجھکو اسبات پر آمادہ نہین کرسکتی کہ مین اس قسم کے لوگون کے ساتھ میز پر بیٹھکر اونکا ہم پیالہ اور ہم نوالہ بنون - جب یہ خبر افسرون کے کانون تک پہنچی تو وہ مارے غصہ کے آگ بگولہ ہوگئے اور اونہون نے باہم یہ عہد کرلیا کہ ہم کبہی ایسے شخص کی کمان قبول نہین کرینگے جو ہمکو عزت کی نگاہ سے نہ دیکھے گا -

رفتہ رفتہ افسرون اور سپاہیون کی سرکشی نے یہانتک طول پکڑا کہ وہ سب کے سب بیگم کو چہوڑکر علحدہ ہوگئے اور بیگم کو تن تنہا اپنے خاوند کے ساتھ ایسٹ انڈیا کمپنی کی عملداری اور اوسکے ظل عاطفت مین رہنے کے لئے جانے پر مجبور ہونا پڑا - لی ولیوا نے سرجان شور گورنر جنرل ہند سے خط وکتابت کی اور اخیر مین یہ بات طے ہوئی کہ خفیہ طور پر بیگم کو اپنی کمان سے استعفا داخل کردینا چاہئے اور دوسری طرف یہ ٹہان لی گئی کہ جب بیگم اور اوسکا دوسرا خاوند لی ولیوا

اپنی فوج سے چھپ کر بھاگین اور بھاگ کر انگریزی عملداری مین پہنچین تو وہ یہان گرفتار کر لئے جائین اور اونکو حکم ہوا کہ وہ فرانسیسی علاقہ چندر نگر مین جا کر رہین -

دہلی مین بعض نابالین کو اس ترسل و رسائل کی خبر پہنچی اور اونہون نے شمرو کے بیٹے کو اپنا جائز شہزادہ یا حکمران تسلیم کیا - اور وہ دہلی سے سردہنہ اس غرض سے روانہ ہوئین کہ وہان جا کر بیگم شمرو اور اوسکے خاوند کو گرفتار کرین -

لی ویسو اکی فوج کے قریب تر پہنچنے کی اطلاع ہوئی اور اوس نے اپنی بیوی یعنی بیگم شمرو سے آدہی رات کو اونپ شہر بھاگ چلنے کے لئے کہا - ساتہہ ہی اوس نے یہ بہی ظاہر کیا کہ مین اپنے تئین جان سے ہلاک کر دینا اس سے بہتر سمجہتا ہون کہ باغی اور سرکش فوج کے ہاتہون پڑ کر طرح طرح کی اذیتین اور ذلتین برداشت کرنی پڑین - بیگم بہی اس مشورہ مین اوس سے متفق ہوئی اور کہا کہ مین بہی اپنے دشمنون کے ہاتہون مین پڑنے سے اپنی جان دیدینا زیادہ تر پسند کرتی ہون -

یہ دونون سے کے دونون اپنے ساتہہ بہت سا زر و جواہر لے کر چل کہڑے ہوئے - بیگم اپنے ہاتہہ مین خنجر لئے کر پالکی مین سوار ہوئی - لی ویسو اگہوڑے پر سوار ہو کر پالکی کے ساتہہ ساتہہ ہولیا دو پستول گہوڑے کی کاٹہی مین ادہر اودہر لگے ہوئے تہے اور تلوار پاکرچ اوسکی بازو مین پڑی لٹک رہی تہی - یہ دونون ابہی سردہنہ سے تین ہی میل نکلے ہون گے کہ اونکو گہوڑون کی ٹاپون کی آواز سنائی دی - اور اونہون نے دیکہا کہ اون کی فوج کے کچہہ سوار اون کے نکل بہاگنے کی سن گن پاکر اون کے پیچہے بہاگے چلے آرہے ہین - اور اون سے بہت ہی قریب رہ گئے ہین -

لی ویسو نے اس وقت پہر بیگم سے دریافت کیا کہ کیا تم اب بہی مرنے کو غنیم کے ہاتہون مین پڑنے سے بہتر سمجہتی ہو - بیگم نے ہاتہہ مین خنجر کو مضبوط پکڑ کر کہا کہ ہان مین

اب بہی اپنے ارادہ پر مستقل ہون - لی ولیو اسنے کاٹہی سے ایک پستول نکالکر کہارون کو دہمکانے کی غرض سے دکہایا اور اون سے تیز چلنے کو کہا - ممکن تہا کہ لی ولیو اگھوڑے کے ایڑ مارکر کہین کا کہین نکلجاتا اور جو سوار اون کے تعاقب مین آرہے تہے اون کو اوسکی گرد بہی نملتی - لیکن یہ کیسے ہو سکتا تہا کہ لی ولیو اپنی پیاری بیگم کو خطرہ مین چہوڑکر خود اپنی جان بچانے کے لئے بہاگ جاتا -

آخرکار فوج کے باغی لوگون نے ان دونون کو آلیا - بیگم کے ساتہہ جو خادمہ عورتین تہین وہ باغیونکو چیلون کی طرح پڑتے دیکہہ کر حواس باختہ ہوئین اور بے اختیار چیخین مار مار کر رونے لگین - لی ولیو نے پالکی کے اندر نظر کرکے دیکہا تو بیگم کے سینے پر جو ایک سفید کپڑا پڑا ہوا تہا اوسپر اوسکو خون کے داغ نظر آئے - بیگم نے خود ہی اپنے ہاتہہ سے اپنے خنجر مارا تہا لیکن ہاتہہ گہرا نہین پڑا تہا - اور اب اتنی ہمت نہین تہی کہ ایک دوسرا ہاتہہ اور لگا کر اپنا فیصلہ کرلیتی - بیگم کے بہادر اور دلدادہ خاوند نے یہ سمجہہ کر کہ بیگم کے زخم کاری لگا ہے اور وہ اوس سے جان بر نہین ہو سکے گی اپنی کنپٹی مین گولی مارلی - گولی اوس کی کہوپڑی کو توڑکر باہر نکل گئی اور وہ فوراً گہوڑے سے نیچے آپڑا اور جان نکل گئی - فوج کے یورپین افسرون اور سپاہیون نے لی ولیو کی لاش کی ہر طرح پر بے حرمتی کی - اور بیگم قیدی بناکر سردہنہ مین واپس لائی گئی -

شمرو کے بیٹے ظفریاب خان نے سردہنہ کی حکومت اپنے ہاتہہ مین لی - اور بدنصیب بیگم کے ساتہہ نہایت برا سلوک کیا گیا - چنانچہ جو عورت سردہنہ کی ملکہ رہچکی تہی - جسکی صورت سے فوج کے یورپین افسر تک کانپتے تہے اب وہی عورت سات روز تک بے آب ودانہ ایک توپ کے نیچے رکہی گئی - بعض لوگ جو اوس کے حال پر رحم کہاتے تہے وہ اوسکو چوری چہپے کچہہ کہانے کو دے جاتے تہے اوس کے گویا ایک اژدہام

لگا رہتا تہا اور ہر شخص اوسکو گالیون اور برے الفاظ سے یاد کرتا تہا۔ مصیبت مین بیگم نے جارج تہامس کو یاد کیا۔ جارج تہامس وہی انگریز تہا کہ جسکو یہ پہلے مایوسی بخش جواب دیکر اوس کا دل توڑ چکی تہی اپنے بعض ہمدردون کی مدد سے بیگم نے جارج تہامس کے نام ایک چہٹی بہیجنے کا بندوبست کیا اور اوس مین اس نے بمنت اسبات کی استدعا کی کہ مجہکو تم اس مصیبت سے آکر چہڑا لو نہین تو مین زہر کہا کر یا خنجر مار کر مر رہون گی۔ جب یہ چہٹی جارج تہامس کو پہنچی تو اوس سے خموش نہ بیٹہا گیا اور فوراً وہ اپنی جمعیت لے کر سر دہنہ آن پہنچا رشوت سے اور ڈرانے دہمکانے سے ظفریاب خان کو اوس نے حکومت سے برطرف کیا اور باغی سپاہیون کو ہوش مین لانے کی کوشش کی۔

بیگم توپ کے نیچے سے نکالی گئی۔ جہان اوسکو جسمانی اور روحانی صعوبتین اور تکلیفین بے انتہا پہنچ رہی تہین اور پہر از سر نو مسند نشین کی گئی۔ قسمت نے گویا پہر دفعتہً پلٹا کہا یا اور بتیس یورپین افسر جو کچہہ دیر پہلے بیگم کے خون کے پیاسے بنے ہوئے نظر آتے تہے اسوقت وہ پشیمانی سے سرنگون بیگم کے سامنے کہڑے تہے۔ اور خداوند یسوع مسیح کا واسطہ دیکر اوس عہدنامے پر دستخط کر رہے تہے جسمین لکہا تہا کہ ہم دل و جان سے بیگم کی کمان قبول کرینگے اور ہر طرح پر اوسکے مطیع فرمان رہین گے۔ اور کسی دوسرے شخص کی کمان کو ہرگز قبول نہین کرینگے خواہ وہ کوئی کیون نہو۔ عہدنامئہ مذکور پر دستخط کرنیکے کے بعد وہ تمام یورپین افسر ادب کیساتہہ وہان سے گردنین نیچے کئے ہوئے چلے گئے۔

اسکے بعد بیگم نے نہایت قوت و اقتدار کے ساتہہ حکومت کی اور فوج سے پہر اوسکو کسی قسم کی مشکلات پیش نہین آئین۔

جب اوس نے دیکہا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی تمام ہندوستان کو اپنے مقبوضات مین شامل کرنا چاہتی ہے تو اوس نے انگریزون سے سازوباز شروع کی۔ جب اُس نے

انگریزون کی دوستی اور وفاداری کا عہد باندہا تو اوس وقت اوسکے پاس ۴ بٹالین اور ایک
توپ خانہ تہا جسمین یورپین افسر اور ۲ سو گہوڑے تہے - اس کے علاوہ اوسکے پاس ایک
اسلحہ خانہ اور توپین ڈہالنے کا ایک کارخانہ بہی اچہی حالت مین موجود تہا اور یہ دونون مکانات
قلعہ کی فصیل کے اندر اوس کے رہنے کے مکان کے متصل ہی واقع تہے - اس
تمام کارخانہ پر اوسکے چار لاکہہ روپیہ سالانہ صرف ہوتے تہے انتظام ملکی مین اوس کے اسی
ہزار روپیہ سالانہ اور اخراجات خانگی مین اسیقدر رقم صرف ہوتی تہی اور ان سب کی میزان
چہہ لاکہہ روپیہ کے قریب پہنچتی تہی - سردہنہ اور نیز دوسرے علاقون سے اوسکو جو مالگذاری
وصول ہوتی تہی اوسکی مقدار اخراجات سے کچہہ بڑہکر ہوتی تہی -
ایک عجیب و غریب واقعہ نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بیگم نے ایک مرتبہ لارڈ لیک سے
جو اوس زمانہ مین برٹش افواج کا کمانڈر انچیف تہا کہلا کر بہیجا کہ مین آپ سے ملاقات کرنیکے
لئے آتی ہون - رات کو کہانے کے بعد بیگم میانہ یا پالکی مین سوار ہوکر لارڈ لیک کی ملاقات
کو پہنچی اور استقبال کے لئے جو خیمہ کہڑا کیا گیا تہا وہان پالکی اوتاری گئی اوس زمانہ مین ہندوستان
کے رجواڑون اور سردارون کی دوستی اور وفاداری بڑی غنیمت خیال کی جاتی تہی - لیکن
لارڈ لیک بیگم کی وفاداری سے کچہہ زیادہ مطمئن اور خوش نہین تہے - اوسوقت وہ شراب کا
جام چڑہاکر اوٹہے تہے اور سرور مین آرہے تہے - نشہ مین اون کو مطلق اسبات کا خیال نہ رہا کہ
جس کے استقبال کو مین اوٹہا ہون وہ کوئی مرد نہین ہے بلکہ ایک نازک اندام عورت ہے
لارڈ ممدوح استقبال کے لئے بیباکانہ بڑہے اور بیگم کو سامنے دیکہہ کر اوسکو بغل مین لے لیا
اور اوسکو چومنے چاٹنے لگے - یہ حالت دیکہہ کر حاضرین دنگ رہ گئے لیکن بیگم نے فوراً
یہ کہہ کر اپنی خفت اور حاضرین کے تعجب کو رفع کیا کہ جس طرح پادری اپنی بیٹی کے ساتہہ پیش
آتے ہین اوسی طرح لاٹ صاحب بہی میرے ساتہہ پیش آئے ہین - چونکہ بیگم مسیحی مذہب

اختیار کرچکی تہی اس لئے یہ بیان اوس موقع پر چسپان ہوگیا - اگرچہ بعض لوگ بیگم کی اس ناویل کو سنکر اور پادری کو لال وردی اور لارڈ لیک کی شکل و شباہت مین دیکہکر مسکرائے۔

۱۸۰۳ء سے بیگم شمرو انگریزون کی حمایت مین داخل ہوگئی اور اس کے بعد سے اوس نے اپنی فوجون کو لڑائیون مین مصروف رکہنے مین کمی کی اور رفتہ رفتہ اوس نے تمام یورپین طرز معاشرت اختیار کرلی - اب یا تو ہاتہی پر سوار ہوکر باہر نکلتی تہی یا گاڑی مین بیٹہکر۔ اور کبہی کبہی سر پر انگریزی ٹوپی دے کر اور چہرہ پر نقاب ڈالکر گہوڑے پر بہی سوار ہوتی تہی۔

اسکینر کا بیان ہے کہ وہ اکثر گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کی دعوتین کرتی رہتی تہی اور اون کے اور اونکے اسٹاف کے آدمیون کے ساتہ میز پر بیٹہکر کہانا کہاتی تہی اور سالہاسال شہر میرٹہ کی انگریزی سوسائٹی کے لئے اوس کا مکان خانہ بے تکلف رہا ہے۔

کسی حالت مین اس عجیب و غریب عورت نے خودداری کو ہاتہ سے نہین جانے دیا جو لوگ اوس کے پاس روزمرہ کے آنے والے اور اوس سے انتہا درجہ کے بے تکلف تہے اون کے دلون مین بہی وہ اپنی وقعت اور اپنی عزت بڑہانے سے بے فکر نہین رہتی تہی۔

لارڈ بنٹنک گورنر جنرل کشور ہند نے ہندوستان سے روانہ ہونے کے وقت جو چٹہی بیگم شمرو کے نام لکہی تہی اوس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اوسکی قابلیت اور اوس کی طرز عمل کی خوبیان لارڈ ممدوح کے دل مین کس درجہ جاگزین تہین۔

ناظرین کی دلچسپی کی غرض سے اوس چٹہی کا ترجمہ ذیل مین درج کردینا کچہہ نامناسب نہوگا

بخدمت ہرہائنس بیگم شمرو

میری معزز مہربان۔

مین ہندوستان سے اوس عزت وتکریم کے اظہار کے بغیر رخصت نہین ہوسکتا جو یور ہائینس کے اوضاع واطوار یا طرز عمل کے متعلق میرے دلمین جاگزین ہے۔ تمہاری نیک مزاجی اور اوس خیرات ومبرات کیوجہ سے کہ جسنے یور ہائنس کو ہزارہا لوگون کی نظرون مین عزیز اور دوست بنا رکہا ہے۔ میرے دل مین بہی یور ہائنس کی تعریف وتوصیف کا خیال پیدا ہوا۔ مین امید کرتا ہون کہ ابہی تم سالہا سال تک یتیمون اور بیوہ عورتون اور اپنے بہت سے متعلقین کی تسلی اور تسکین کے لیئے زندہ رہو گی۔

کل صبح کو مین انگلستان کیلئے جہاز پر سوار ہون گا مین تمہارا اور نیز ہر اوس شخص کا بہی خواہ رہون گا کہ جو ہندوستانیون کی فلاح وبہبود کے لیئے بیحد کوشان رہیگا۔

آپ کا دلی دوست

"ڈبلیو۔ ایم بینٹنک"

جب بیگم نے انتقال کیا تو ساٹہہ لاکہہ کی مالیت کا مال واسباب کرنل ڈائس کے بیٹے کو ورثتاً پہنچا تہا یہ شخص شمرو کے بیٹے ظفر یاب خان کا سالہ تہا۔

بیگم کے مال ودولت کا اندازہ اور نیز یہ بات ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ اپنے روپیہ کو کن کامون مین صرف کرتی تہی اسلیمن کے ریبلس اور ریکلکشن سے مندرجہ ذیل بیان نقل کردینا کافی ہوگا۔

بیگم نے ایک نہایت عالیشان کلیسا سردہنہ مین تعمیر کیا تہا اور اوسکے اخراجات کے لئے ایک لاکہہ روپیہ وقف کیا تہا۔ اور پچاس ہزار روپیہ سردہنہ کے غربا اور مفلوک الحال لوگون کی پرورش کے لیئے اوس نے علیحدہ کیے تہے۔ اور ایک لاکہہ روپیہ اوسنے رومن کیتہولک کالج کے لئے وقف کیا تہا کہ اوس مین ہندوستان کی بہتری کے لیئے پادریون کو تعلیم دیجاے۔

اوس نے روما کو بھی ڈیڑھ لاکھہ روپیہ خیراتی کاموں کی غرض سے بھیجا تھا اور اوس کا مصرف پوپ کے منشا پر منحصر رکھا تھا - اور اسی غرض کے لیئے اوس نے پچاس ہزار روپیہ آرچ بشپ کنٹربری کے پاس بھیجا تھا - بیگم نے کلکتہ کے لاٹ پادری کو بھی ایک لاکھہ روپیہ اس غرض سے دیا تھا کہ اوس سے پراٹسٹنٹ مذہب کے غریب بچون کے لیئے اُستاد فراہم کیئے جایئن - اس کے علاوہ اوس نے کلکتہ کو پچاس ہزار روپیہ اس غرض کے لیئے بھیجے تھے کہ اون سے غریبون کی پرورش کی جاوے اور نادار مقروضنین کا قرض ادا کیا جاوے -

کلکتہ - بمبئی - اور مدارس کے کیتھولک مشنون کو اوس نے ایک لاکھہ روپیہ اور آگرہ کے کیتھولک مشن کو تیس ہزار روپے بھیجے تھے -

اوس نے سیرڈہ مین بھی رومن کیتھولک لوگون کے لیئے ایک نہایت خوبصورت کلیسا تعمیر کیا تھا اور اوس کے اخراجات کے لیئے ۱۲ ہزار روپے نقد دیئے تھے - اوس نے سیرڈہ مین پراٹسٹنٹ مذہب کے غریب لوگون کے لیئے بھی دس ہزار روپیہ کے صرف سے ایک کلیسا تعمیر کیا تھا"

بیگم سمرو ایک معجون مرکب عورت تھی اوسکی لائف کو دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اوسکے خیالات اور حالات مین کیسی کیسی تبدیلیان ہوئین اور اوس نے اخیر مین اپنے روپیہ کو رفاہ عام کے کامون مین کس فراخدلی کے ساتھہ صرف کیا - فقط

قطعات

تاریخ سالگرہ ادیب ۱۳۱۷ سنہ ہجری نبوی صلعم

(از نتائج افکار گہر بار ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب مہتمم شفاخانہ مسکینان و یتیمان ایلور ضلع گوداوری)

سنہ ہجری سالگرہ ادیب
بروزِ دوشنبہ بماہِ صیام
الٰہی بحقِ رسولِ انام
کہ تا قوم ہو علم سے زندہ دل
یہ مطبع سے ہر مہ نکلتا رہے
تو رکھہ اِسکے مضمون نگارون کو شاد
بڑہا دن بدن ہمت منتظم
ہر اک سمت سے اسکی خواہش بڑہے

کنصر من اللہ فتح قریب
ہوا سال بہر کا دیہ مقبول عام (۱۳۱۷ سنہ)
عطا کر اِسے تا قیامت قیام
رہی کب تلک جہل مین پا بگل
ہر اک شہر و بلدے مین چلتا رہے
دلا قوم سے اُنکے مضمون کی داد
دلِ و جان سے تا اسکا ہو مہتمم
کہ تا منتظم کی کشایش بڑہے

ایضاً

یہان ازل سے ہی قانونِ فطرتِ قیوم
اُٹھا جہان سے جہان اجتہادِ سرسید
گزشتہ سال مین تا پاسے ترکہ پدری
رگڑ سے اسکی مسلمانونکے بجھے دل مین
پھر اُس چمک سے ہر اک سینۂ مکدر مین
ہم آئینہ تھے کبھی آج بن گئے پتھر
خفیف ہو گیے آنکھو نمین ہر کہ و مہ کی

جو ایک جای تو ہو جاسے دوسرا پیدا
توسعی مہدی علیخان ہے اسکی جا پیدا
ادیب وارث تہذیب ہو گیا پیدا
شرارہ کچھ نہ کچھ اک روز ہو سیگا پیدا
بعید کیا کہ جو ہو یک بیک صفا پیدا
اور اپنی جا ہو سئے پتھر بن آئنہ پیدا
ہوئی نہ ہم مین ابھی غیرت ذرا پیدا (۱۳۱۷ سنہ)

اگرچہ دیکھ رہے ہین فوائدِ تعلیم	ابھی نہ ہم مین ہوا شوق علم کا پیدا
ہوا ہی قوم سے تہذیب کا نشان پنہان	ادیب کا تو خدا یار ہے ہوا پیدا

عجائبات عالم

نہایت تیز رفتار چھاپہ کی کل

چھاپنے والون کی اصطلاح مین اس کل کا نام اونٹو پل مشین ہے اسکے کام کرنے کی طاقت کا جب خیال کیا جاتا ہے تو سخت حیرت ہوتی ہے۔ اِسکے سوا ہزار علیحدہ علیحدہ پرزے ہین۔ ملک انگلستان کے سب سے بڑے کارخانہ مین اسکے بنانے مین ڈیڑھ سال خرچ ہوتا ہے یون تو انجن اور کئی ایک اور کلین بلحاظ نفاست و پیچیدگی حیرت پیدا کرتی ہین لیکن یہ کل ایسی پیچیدہ ہے کہ اسکی نگہبانی بڑی مشکل سے ہوسکتی ہے۔ اسکے چھاپنے والے حصو نمین تین جگہ سے کاغذ آتا ہے جسکی کروڑون تھین رولرون پر لپٹی ہوتی ہین کاغذ کا عرض ۵ فیٹ ہوتا ہے یہ رولر نہایت تیزی سے پھرتے ہین مگر کاغذ پھٹنے نہین پاتا۔ نہایت تیز رفتار سے چھاپہ ایک گھنٹہ مین دو میل لمبا یا معمولی اخباری صفحہ کا ۵ میل کاغذ استعمال کرتا ہے۔ یہ امر بخوبی ذہن نشین کرنے کے واسطے کہہ سکتے ہین کہ اس چھاپہ مین چار۔ چھہ۔ یا ۸ صفحون کے ۹۶ ہزار پرچے ایک گھنٹہ مین چھپتے ہین یہ پرچے ایسے حیرت انگیز سرعت سے صرف چھپتے ہی نہین بلکہ کاٹے بنائے اور تہ کیے جاتے ہین یا بالفاظ دیگر جسوقت سے کاغذ رولرون پر لپیٹے جاتے ہین چھاپہ ہر ایک عمل خود ہی کرتا ہے حتی کہ اخبارات خانون مین رکھنے کے قابل ہوجاتے ہین فی گھنٹہ ۹۶ ہزار پرچے کے یہ معنی ہوئے کہ ایک منٹ مین ۱۵ سو پرچے چھپکر تیار ہوجاتے ہین یا سیکنڈ کی سوئی کے ایک دفعہ تک دورہ کرنے مین ۲۵ پرچے چھپتے ہین۔

دنیا مین سب سے بڑی تاریخ جنگ زبلین کی ہے جو امریکہ سے شایع ہوئی ہے اس تاریخ کی

ایک سو بیس جلدین ہین اور ہر جلد مین ایک ایک ہزار صفحے اس تاریخ کے ساتھ ایک بہت بڑا نقشہ ہے جو ۳۰ ٹکڑون مین طبع ہوا ہے یہ کتابین ۳۰ فٹ لمبی اور ایک ٹن وزنی ہین اس تاریخ کی چھپائی مین آٹھ کروڑ روپیہ صرف ہوا ہے اور صرف گیارہ ہزار سٹ طبع ہوئی ہین۔

اسپین مین ایک مصنوعی سپاہی بنایا گیا ہے جو ایک منٹ مین ہزارہا فیر کر سکتا ہے۔

دلچسپ و مفید معلومات

ایک توپ کی فیر کے اخراجات

بہت کم لوگون کو معلوم ہوگا کہ ایک توپ کی فیر کرنے مین کس قدر روپیہ صرف ہوتا ہے لہذا اوسکا جاننا دلچسپی سے خالی نہوگا۔ ایکسو دس ٹن کی توپ سے ایک گولہ اوتارنے مین اڑہائی ہزار روپیہ سے زیادہ صرف ہوتے ہین۔ ایکسو دس ٹن والی توپ صرف ۹۳ گولہ اوتار سکتی ہے اسکے بعد وہ بالکل بیکار ہو جاتی ہے پس اگر اس گولہ کی قیمت مین توپ کی قیمت شامل کیجائے تو ان توپون سے ایک گولہ اوتارنیکا خرچہ پانچ ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ ہوتا ہے اس قسم کی ہر توپ کی لاگت ۲ لاکھ ۴۳ ہزار روپیہ ہوتے ہین اور چونکہ ایک توپ صرف ۹۳ گولہ اوتار سکتی ہے فی گولہ اسکی قیمت دو ہزار سات روپیہ گھٹتے جاتے ہین۔ ۷ ٹن والی توپ کی تیاری مین ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ لاگت آتی ہے ایک توپ سے ۱۲۴ گولے اوتر سکتے ہین پس ہر گولہ کی قیمت تقریباً ۳ ہزار روپیہ ہوتے ہین۔

شیشہ پر جو حروف کھودے جائین وہ ان حروف سے جو ایک سخت سے سخت پتھر پر کھودے جائین زیادہ پائدار ہوتے ہین۔ شیشہ پر کے حروف صدیون تک برابر پڑے رہے جاتے ہین۔ مگر پتھر کے حروف جلدی ہی غائب ہو جاتے ہین۔

دنیا مین تقریباً سینتالیس ہزار اخبار جاری ہین۔

دنیا مین اہرام مصر تمام دنیا کی عمارتون سے زیادہ پرانی ہے۔

گرز رستم شاہ ایران کے اسلحہ خانۂ قدیم مین موجود ہے جو کہ نوروز کے دن خوشبوؤن سے معطر اور معنبر کیا جاتا ہے۔

یادگاری واقعات

سنہ ۱۸۹۹ء کا اخیر مہینہ بخیر وخوبی ختم ہوا۔ قومی جلسون کی بڑی دہوم دہام رہی۔ لکھنؤ مین نیشل کانگریس مونگیر مین کایستھہ کانفرنس۔ بریلی مین ویش کانفرنس۔ میرٹھ مین بہارگو کانفرنس اور کلکتہ مین محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے جلسے بڑی کامیابی۔ سرگرمی اور قومی جوش کے ساتھ منعقد ہوئے جنکی کارروائیان بالتفصیل اخبارات مین شایع ہوچکی ہین۔

آخر ماہ مین حضور نظام **شاہ دکن** کی کلکتہ مین رونق افروزی اور ہز اکسلنسی **ویسرائے** کشور ہند کی طرف سے حضور ممدوح کی شاہانہ ضیافت خاطر و مدارات اس صدی کے یادگاری واقعات سے ہین۔ جس شان وشوکت سے عالی قدر میزبان نے اپنے شاہی مہمان کے استقبال۔ قیام اور آسایش کا اہتمام فرمایا اور مہمان نے جام صحت کے جواب مین جو اسپیچ دی جسکے ہر فقرہ اور ہر لفظ سے خلوص ارادت اور دلی محبت ٹپکتی تھی وہ صفحۂ تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہیگی اس مہینہ کے اخیر مین شہر پونہ کے مشہور سردار ناتہو برادران کی رہائی بھی ایک یادگار واقعہ ہے قحط طاعون اور جنگ ٹرانسوال کی حالت ہنوز رو بہ ترقی ہے۔ دافع البلیات جلد اپنے بندون کو ان بلاؤن سے نجات دے! آمین۔

اڈیٹر

ریویو

۱۔ انگلینڈ اینڈ انڈیا

یہ نادر کتاب جو انگریزی سے اُردو زبان مین فی الحال ترجمہ ہوکر شایع ہوئی ہے اور جسکے مصنف رائے بہادر لالہ بیجناتھ صاحب بی۔ اے۔ جج عدالت خفیفہ آگرہ ہین کہنے کو تو انگلستان۔ فرانس سوئیٹزرلینڈ و سیلون وغیرہ کا سفرنامہ ہے مگر فی الاصل اہل یورپ کی تہذیب و طرز معاشرت کا

مرقع اور صنعت وحرفت وغیرہ کے ذریعے سے اونکی دولت وثروت نے جو ترقی کی ہے
اوسکا کارنامہ ہے فاضل مصنف نے عام سیاحونکی طرح یورپ کے مشہور مقامات کے محض
سطحی حالات پر اکتفا نہین کیا بلکہ جن ذرایع سے یوروپین اقوام آج حکومت ثروت وحسن
انتظام کی معراج الکمال کو پہونچی ہوئی ہین اور جنپر عدم التفات کے باعث اہل ہند حضیض
نکبت وادبار مین پڑے ہوئے ہین اونکو بالتصریح ظاہر کر کے اپنے ملکی بہائیون کے
لئے ترقی کی شاہراہ کہولدی ہے۔ جس عمیق نظر سے قابل مصنف نے ان امور کو مشاہدہ
کیا ہے اور اپنی سیر وسیاحت کے جو نتایج ابنا ے ملک کے استفادہ کی غرض سے اس
کتاب مین قلمبند کیے ہین وہ اوسکو عام سیاحون کی صنف سے بالکل علیحدہ کر کے اصلی
محبان وطن وبہی خواہان قوم کے زمرہ مین داخل کرتے ہین اگر ہم اس اعتبار سے مصنف
موصوف کو چودہوین صدی کا ابن بطوطہ کہین تو زیبا ہے۔

یہ کتاب علاوہ تمہید اور خاتمہ کے بارہ ابواب پر منقسم ہے جنکی تفصیل کی اس مختصر ریویو مین گنجایش
نہین ہے۔ صرف اس قدر کہدینا کافی ہے کہ اس کتاب کی تعریف ہند ویورپ کے نامی
اخبارات واہل الراے کر چکے ہین۔ زبان نہایت صاف وشستہ اور کتاب اول سے آخر
تک قیمتی معلومات سے پر ہے ۳۰۷ صفحے کی ضخامت مین عمدہ سفید کاغذ پر لکھنؤ کے مشہور
کارخانہ راے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز پریس مین نہایت خوشخط چہپی ہے اور
حیرت ہے کہ باوجود ان سب خوبیون کے پبلشرز نے ایسی مفید۔ دلچسپ۔ وبیش بہا کتاب
کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے! اگر آجکل کی عام اشتہاری کتابون کی قیمت کے معیار
سے اس دُر نایاب کی قیمت تین روپیہ رکھی جاتی تب بہی کم تھی۔ ملک کو بڑی قدر کرنی چاہیئے۔

ایڈیٹر

۲۔ ذکر رحمانی

یہ متبرک رسالہ نیر اعظم بک ایجنسی مرادآباد کی قابل قدر کتابون کے سلسلہ مین ہمارے مخدوم مولوی

سید امجد علی صاحب مالک اخبار موصوف نے خان بہادر قاضی محمد ابرار احمد خان صاحب رئیس مرادآباد سے تالیف کراکر شائع کیا ہے جسمین مشہور قطب وقت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب رحمتہ اللہ علیہ گنج مرادآبادی کے حالات سوانح عمری و کشف و کرامات وغیرہ درج ہین۔ مولانا صاحب قدس سرہٗ ہمارے زمانہ کے اقطاب سے تھے جنکے دیدار فیض آثار سے مشرف ہونے والے اسوقت ہزارہا آدمی موجود ہین۔

ایسے بزرگ کے حالات و اشغال و اوقات شریف سے واقفیت حاصل کرنا مین سعادت ہے کیونکہ ؎

ذکر نیکو رفتگان دارد ثواب	عاصیان را می رہاند از عذاب
ہر کہ را باشد محبت با خدا	کے بداند واصلانش را جدا
ذکر ایشان ذکر آن یزدان بود ؛ ؛	یاد نیکان یاد آن سبحان بود

یہ رسالہ ڈہائی جزمین نہایت خوشخط مطبع مطلع العلوم مین چھپا ہے۔ تین آنہ مین تیر اعظم بک ایجنسی مراد سے مل سکتا ہے۔

ایڈیٹر

۳۔ شمس التواریخ

یون تو بیسیون تواریخ اسلامی چھپ چکی ہین اور آئے دن نئے نئے نامون سے چھپتی رہتی ہین مگر اونمین وہی واقدی یا فتوح شام و مصر وغیرہ کے واقعات اور لفظون کی اولٹ پھیر کے سوا کچھ نہین ہوتا۔ شمس التواریخ جسکو ہمارے ہموطن منشی محمد امیرالدین و اسحاق علی نے اپنے مطبع لامع النور واقع محلہ گلاب خانہ آگرہ سے عمدہ سفید ولایتی کاغذ پر نہایت خوشخط لکھوا کر بڑی آب و تاب سے شایع کیا ہے اپنے ڈہنگ کی بالکل نئی اسلامی تاریخ ہی جسمین نہ صرف بانی اسلام صلعم کے مفصل حالات۔ معجزات غزوات و سرایا۔ و جنگ و جدال بشرح و بسط قلمبند کیے گیے ہین بلکہ عرب کا جغرافیہ مع نقشہ ہاے رنگین کے اور اون

ممالک کے حالات جہانگیر اسلام پھیلا ہے شامل ہین مثلاً مصر - روم و یونان - اندلس و ہندوستان وغیرہ کے مشرح درج ہین - آجتک اس پایہ کی کتاب اسلامی دنیا مین شاید ہی شایع ہوئی ہو - ہر مہینہ پانچ جزون مین بہ قیمت ۱۲ر مع محصولڈاک شایع ہوتی ہے تاکہ شایقین کو خریداری مین آسانی ہو - اسوقت تک ۲۰ جزو کے قریب چھپ چکے ہین - درخواستین مندرجہ بالا نشان سے روانہ کیجاوین - ایڈیٹر

۴ - پبلک گزٹ

اس سال کے جدید اخبارون مین یہ اخبار نہایت قابل قدر ہے - اسمین اعلی درجہ کے علمی - تاریخی - اخلاقی مضامین درج ہوا کرتے ہین جو فاضل ایڈیٹر کے زور قلم کا ثبوت دیتے ہین - سوشیل و پولیٹکل معاملات پر نہایت متانت اور سنجیدگی سے مودبانہ الفاظ مین بحث کیجاتی ہے - عمدہ دبیز کاغذ کے ۱۶ صفحون پر ہفتہ وار پبلک پریس امرتسر سے باہتمام لالہ جی چند صاحب منیجر نہایت خوشخط طبع ہوکر شایع ہوتا ہے قیمت باوجود ان سب خوبیون کے صرف تین روپیہ سالانہ مع محصول ڈاک ہے جو ایسے بیمثل اخبار کے لیے بالکل کم ہے - شایقین نمونہ کا پرچہ منگا کر ہمارے قول کی خود تصدیق کر لین - فقط ایڈیٹر

اصحاب فیل وطیر ابابیل ملوک بابل و موصل و نینوی ی وقبطا اور ملوک بنی اسرائیل کے مفصل حالات حضرت عیسیٰ اور حواریون کے بیانات انجیل اربعہ اور اوسکے لکھے جانیکا زمانہ اور شریعت عیسوی کی بنیاد کا تذکرہ نہایت تحقیق سے لکھا گیا ہے۔ دوسری جلد مین اخبار وانساب دولت فارس۔ یونان۔ روم۔ لاطینی کے انساب واحوال۔ اسکندر۔ ارسطو۔ ملوک قیاصرو کتیم وقیاصرہ تنصرہ قسطنطنیہ وشام اور مسلمانون کا اسپر حملہ کرنا۔ ہرقل اور اسلامی فتوحات انساب وحکومت طبقہ ثالثہ عرب۔ قبائل حضرموت بنو حمیر۔ بنو قضاعہ۔ بنو کہلان۔ ملوک حیرہ وملوک کندہ اوس وخزرج ملوک یثرب۔ بنو عدنان کے انساب وحکومت۔ آنحضرت صلعم کا صحیح اور باقاعدہ نسب نامہ قبائل قریش کے انساب وحالات تا زمان ولادت نہایت صحت سے مذکور ہین ان دونون جلدون کے دیکھنے کے بعد ان مضامین کے دیکھنے کو کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہین رہتی دونون جلدین بقیمت فی جلد عہ محصول ڈاک ذمہ خریدار۔ دفتر الاسلام الہ آباد

مشتہر کے پتہ سے مل سکتی ہین۔

المشتہر۔ حامد حسین مالک رسالہ الاسلام الہ آباد

نئی نئی کتابین

سفرنامہ برہما برہما کے سفر اول ودوم کے چشم دید حالات وہان کے عجیب وغریب رسم ورواج اور طریقون کا مفصل بیان۔ برہمی لوگون کی تہذیب وتربیت کے کوائف دیکھنے ہی کے قابل ہے قیمت ۴ر

سفر پیر پہاڑا ملک نیپال کا سفرنامہ جو بالکل ناول کے رنگ مین لکھا گیا ہے قیمت ۵ر

پرورش اطفال یہ کتاب اپنے ساتھ کی اور کتابون مین فرسٹ کلاس ہے۔ اسکا ترجمہ بڑی بڑی کوششون کا نتیجہ ہے اسمین پرورش اطفال کی بابت بہت اچھی طرح دکھلایا گیا ہے کہ اگر اُن کے واسطے فلان فلان احتیاطین اُن کے والدین کرین تو وہ ضرور امراض لاحقہ اور جملہ عوارض سے محفوظ رہکر موٹے تازے چاق وچوبند۔ تندرست وتوانا ہین قیمت ۱۳ر

جوہر نباتات اسمین ہر قسم کے درختون کے حالات مفصل نام انگریزی وہندوستانی

ناخت - موسم - پیدائش - پھل پھول - استعمال -
ملت وغیرہ - پھل کے درخت - پھول کے درخت
نی درخت - گملے کے آرایشی درخت - خوشبودار
ت - پھلدار درخت - ادویات و میوہ جات جنگلی درخت
ر - ترکاریان دیسی و ولایتی وغیرہ - شناخت زمین کھاد
، اصول باغبانی و تراکیب پیوند وغیرہ درج ہین ۱۵۰ صفحہ
تاب معہ تصاویر قیمت - - - - - - - - عہ/

المشتہر منصرم مطبع دنیادربین میرٹھ

مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ایڈیٹر

دلگداز کی جدید اور بیبہا تصانیف

فردوس بریں - نہایت ہی حیرت انگیز ناول جیتی جی
عالم اعلیٰ کا سفر - اور جنت الفردوس کی سیر - اور لطف
یہ بالکل تاریخی مضامین -
فرقہ قرامطہ باطنیہ کی تاریخ - اُن کے جوش تعصب کر
کے حیرت ناک نمونے - مسئلہ امامت کی سچی تاریخ - اور چھٹی
ساتوین صدیون مین اسلام کی حالت - قیمت فی جلد - عہ/

"حسن بن صباح"

فرقہ باطنیہ کے بانی اور اسماعلیہ و قرامطہ قومون کے ایک
زبردست رکن کی سوانح عمری - سچی اور متحیر کر دینے والی تاریخ جو حضرات
فردوس بریں کو ملاحظہ فرمائین اُنہین اس رسالہ کو بھی ضرور
پڑھنا چاہیئے - قیمت فی جلد - - - - - ۶/
ایام عرب یعنی " وہ ناول جو حیدرآباد مین دلگداز کے
ساتھ شایع ہوتا تھا اور اب مکمل کر کے مرتب کیا گیا ہے
جاہلیت عرب کے سچے حالات - اسلام سے پیشتر کے
رسم و رواج - قدیم عرب کی بہادری و بہادری - وفاداری -

وسادگی - فیاضی و مستقل مزاجی - اور پھر اس کے ساتھ
وہان کا پرانا عشق - عجب پر لطف ناول ہے ضرور ملاحظہ
فرمایئے - فی جلد - - - - - - - عہ/

المشتہر

محمد نثار حسین - نثار مہتمم پیام یار - لکھنؤ چوک

اصلاح

وہ علمی ماہواری میگزین ہے جس پر اہل اسلام کی تمامی اصلاحون
کا دارومدار ہے تاریخی - تحقیقی اخلاقی مضامین کا مخزن ہے
تمامی شرور فساد کی اصلاح سے مطلب ہے اگر آپ کو
اہل اسلام کی اصلاح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو نہ صرف
اسکی خریداری سے شکرگذار فرمایئے بلکہ ہر طرح کی امداد سے
خواہ قلمی ہو خواہ درمی سخنی ہمت بڑھایئے حجم ۳۶ صفحہ ماہوار
قیمت - - - - - - - - عہ سالانہ

علی حیدر پٹنہ محلہ گذری

"اخبار لبرل"

مارل مضامین کا خزینہ پولٹیکل مباحث کا مخزن ہیوئی خبرون
کا آئینہ تاربرقیون کا معدن اشاعت بہت زیادہ قیمت نہ
ہے ۴ سالانہ معہ محصول بارہ صفحون پر مہینے مین چار بار
ایڈیٹوریلیس نوٹون کی آزادیون کا مجموعہ لیکر اعظم گڈہ سے
نکلتا ہے منیجر اخبار سے درخواست کیجیے بغیر ترسیل قیمت
پیشگی اجرای اخبار کی امید فضول ہوگی -
سات روپیہ کا مال تین روپیہ آٹھ آنہ مع محصول مین

جام جم

(حصہ ۱ - ۲) تحفہ کا ۔۔۔ یعنی انسان کا کھوپڑی مین خواص
و عادات ۔۔۔ کے بنانے اور پیش گوئی ترکیب کا عجیب علم